یا حافظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف میم

آنکہ پامال جفا کرد چو خاک رہم ‏ ‏ ‏ خاک می بوسم و عذر کرمش میخواہم

جسنے کہ مجھکو خاک کیطرح جفا کا پامال کیا ‏ ‏ ‏ مین خاکبوسی کرتا ہون اور اوسکے کرم کا عذر خواہ ہون

خاک بوسیدن بمعنی عاجزی کردن - حافظ صاحب فرماتے ہین کہ مرشد یا معشوق جسنے مجھکو خاک راہ کی طرح اپنی جفا کا پامال کیا ہے لہذا مین نہایت عاجزی سے اوسکی اس کرم نمائی کا عذر خواہ ہون اور معافی چاہتا ہون کہ محبوب کو میرے پامال کرنے مین بڑی تکلیف ہوئی -

من نہ آنم کہ بجور از تو بنالم حاشا ‏ ‏ ‏ چاکر معتقد و بندۂ دولتخواہم

حاشا اللہ مین اوہ نہین ہون جو تیری ظلم سے رنجیدہ ہون ‏ ‏ ‏ مین تو عقیدتمند خدمتی اور دولتخواہ غلام ہون

معشوق سے خطاب ہی کہ اے محبوب حاشا کلا مین وہ نہین ہون جو تیرے کرم نما جور سے گھبراؤن یا رنجیدہ ہون بلکہ مین تو تیرا عقیدتمند خدمتی اور دولت کی ترقی چاہنے والا غلام ہون - تو شوق سے جبر کیے جا مین ہرگز اوس سے نالان نہونگا -

ذرۂ خاکم و در کوی توام وقت خوش است ‏ ‏ ‏ ترسم ای دوست کہ بادی ببرد ناگاہم

ذرہ خاک ہون اور تیرے کوچہ مین - یہ کیا اچھا وقت ہی (لیکن) اے دوست یہ اندیشہ ہی کہ ناگاہ ہوا مجکو نہ اڑالیجائے

حقیقی معنی کے اعتبار پر باد سے حوادثات دنیا کی باد - اور مجازی مطلب کے لحاظ سے باد اجل مراد ہوگی یعنی اے دوست مین خاک کے ایک ریزہ کے موافق ہون (بہت ہی حقیر ہون) اور تیرے کوچہ مین پڑا ہوا ہون - یہ تو میرے لئے نہایت خوشی کی بات ہی لیکن بڑا اندیشہ اس بات کا ہی کہ ہوا مجکو اور کہین تیرے قریب سے دور نکردے۔

صوفی صومعۂ عالم قدسم لیکن — حالیا دیر مغانست حوالتگاہم

مین عالم قدس کے عبادتخانہ کا صوفی ہون لیکن — ابتو میرا حوالت گاہ دیر مغان ہے

اگر عالم قدس سے عالم ارواح اور دیر مغان سے قالب انسانی مراد لین تو یہ مطلب ہی کہ اے مخاطب مین عالم ارواح کے عبادتخانہ کا صوفی ہون - بہ اعتبار اس کے کہ اجسام کی قید مین مبتلا ہونے سے پہلے روحین عالم قدس مین خدا کی عبادت کیا کرتی ہین لیکن اب میرا حوالہ گاہ یعنی رہنے کیجگہ یہ قالب عنصری ہی یعنی میرا (روح کا) تعلق جسم سے ہے - اور مین حیات کی قید مین مبتلا ہون - اور اگر دیر مغان سے مقام عشق مقصود کرین تو یہ معنی ہونگے کہ مین اس جسد عنصری کے تعلق سے پہلے صوفی کیطرح عالم قدس کے عبادتخانہ مین خدا کی بندگی کیا کرتا تہا - مگر اب مقام عشق مین ہون اور میرا حوالہ گاہ خرابات عشق ہے بلحاظ اسکے کہ خدا نے روح کو قالب مین اپنا عشق کرنے کے لئے بہیجا ہے - اور عشق کی بدولت انسان اشرف المخلوقات کے خلعت فاخرہ سے سرفراز اور ممتاز کیا گیا ہے - عبادتخانہ کے مقابلہ مین دیر اور صوفی کے مقابلہ مین مغان آیا ہے - اور صومعہ سے عام عبادتخانہ مراد ہی

بستہ ام در خم گیسوی تو امید دراز — آن مبادا کہ کند دست طلب کوتاہم

مین نے تیرے گیسو کے خم مین ایک دراز امید باندہی ہے — کہین ایسا نہو کہ تو میرے طلب کا ہاتھ کوتاہ کردے

پیر میخانہ سحر جام جہان بینم داد — واندر آن آینہ از حسن تو کرد آگاہم

سحر کیوقت، پیر میخانہ نے ایک جام جہان بین مجکو دیا — اور اس آینہ نے مجھے تیرے حسن سے آگاہ کردیا

پیر میخانہ سے مرشد کامل مراد ہی - اور جام جہان بین سے وہ بیانات حقایق و معارف تصور کرنی چاہئین جو مرشد کامل سالک کو سحر کیوقت تلقین کیا کرتا ہے - حافظ صاحب نے سحر کے ارشادات کو اکثر جام صبوحی سے تعبیر کیا ہے - چونکہ صبح کا وقت بسط و ارادت کے واسطے سالک کے لئے اور وقتون سے

ایسا وقت ہے ۔ لہذا مطلب شعر کا یہ ہے کہ اے محبوب حقیقی سحر کے وقت مرشد کامل نے جو جام جہان بین مجکو دیا وہ گویا ایسا آئینہ تھا کہ جسنے مجکو تیرے حسن کی خوبی سے آگاہ کردیا یعنی مرشد نے صبح کے وقت جو معارف و حقایق کے بیانات سنائے اون سے مجکو مشاہدہ حقیقی حاصل ہوا گویا مجکو معلوم ہو گیا کہ تیرا جلوہ حسن ایسا ہے ۔ خلاصہ یہ کہ مین نے تجکو دیکھ لیا ۔ جام جہان بین اور آئینہ یہ دونون لفظ رعایتاً آئے ہین ۔ جو شاعری کی خوبی کو ظاہر کر رہے ہین ۔

بامن راہ نشین خیز و سوی میکدہ آی   **تا ببینی کہ در آن حلقہ چہ صاحب جاہم**

اوٹھ اور مجہ راہ نشین کے ساتھ میخانہ چل   تاکہ تو دیکھے کہ مین اوس حلقہ مین کیسا ذی رتبہ ہون

یعنی اے معترض یا زاہد ذرا میرے ساتھ مقام عشق تک چل اور دیکھ تو سہی کہ وہان میری کیسی قدر و منزلت کیجاتی ہے ۔ خلاصہ یہ کہ گو ظاہر مین راہ نشین فقیر ہون ۔ تاہم مقام عشق مین میرا مرتبہ بڑہا ہوا ہے ۔

بر سر شمع قدت شعلہ صفت میلرزم   **گرچہ دانم کہ ہوای تو کشد ناگاہم**

تیرے قد کی شمع پر شعلہ کی طرح لرزتا ہون   اگرچہ جانتا ہون کہ تیری ہوا یکایک مجکو مار ڈالیگی

یعنی جسطرح سے کہ شعلہ شمع پر لرزتا رہتا ہے اے محبوب اسی طرح سے مین تیرے شمع قد پر قربان ہوتا رہتا ہون ۔ باوجودیکہ یہ بھی جانتا ہون کہ تیری ہوا یعنی کشش عشق کسیوقت مجکو مار ہی توڑ ڈالے گی ۔ اور کبھی زندہ نہ چھوڑے گی ۔

خوش شنیدم کہ سحر خسرو خاور میگفت   **با ہمہ پادشہی بندہ توران شاہم**

مجکو اچھا معلوم ہوا کہ صبح کو شاہ خاور کہتا تھا   باوجود اس تمام بادشاہی کے کمترین بندہ اوس شاہ کا ہون

خسرو خاور ۔ آفتاب ۔ بندہ تور ۔ بمعنی کمترین غلام ۔ اور آن بادشاہ سے بادشاہ حقیقی یعنی خدا تعالے مراد ہے ۔

مست بگذشتی و از حافظت اندیشہ نبود   **آہ اگر دامن حسن تو بگیرد آہم**

تو مست ہوکر گذرا اور حافظ سے تجھے اندیشہ نہ تھا   افسوس اگر تیرے حسن کا دامن میری آہ پکڑ لیتی

یعنی اے محبوب تو حافظ کے پاس سے مست ہو کر گذر گیا ۔ اور تو نے کچھ اندیشہ نہ کیا کیا ہوتا اگر اوسکی آہ تیرے حسن کا دامن پکڑ لیتی ۔ خلاصہ یہ کہ اوسوقت تیرے لئے بڑی مشکل پڑتی اگر حافظ کی آہ کا اثر تیرے حسن پر ہو جاتا اور تجکو مجبوراً رکنا پڑتا ۔

بارہا گفتہ ام و بار دگر میگویم   **کہ من دلشدہ این رہ نہ بخود میپویم**

مین نے بارہا کہا ہے - اور پھر بھی کہتا ہون | کہ مین از دست رفتہ ام رہ مین بخود نہین دورتا

در پس آینہ طوطی صفتم داشتہ اند | آنچہ اوستاد ازل گفت بگو میگویم

مجھہ طوطی صفت کو آینہ کے پیچھے رکھا گیا ہے | جو کچھہ اوستاد ازل کہتا ہے کہ کہہ مین بھی کہتا ہون

طوطی کے سکہانے کا یہ طریقہ ہے کہ جب اوس کو بولنا سکہاتے ہین تو سامنے آینہ رکہدیتے ہین اور سکہانے والا اوستاد آینہ کی پشت کیطرف بیٹھہ جاتا ہے اور وہانسے بتا بجاتا ہے طوطی اپنے عکس کو آینہ مین دیکھتا ہے اور جب آینہ کے پیچھے سے آواز آتی ہے تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ آینہ مین کا طوطی بول رہا ہے پس اوسی طرح خود بھی بولنے لگتا ہے - اور باتین کرنا سیکھ جاتا ہے شعر ہذا کی بنیاد اسی مضمون پر رکھی گئی ہے - مگر در پس کا لفظ مطلب کو مضمون بالا کے خلاف کئے دیتا ہے یعنی اوس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مجھہ طوطی صفت کو آینہ کے پیچھے رکھا گیا ہے اور طریقہ یہ ہے کہ آینہ کے مقابل رکھا جائے اس صورت مین ظاہر اشعر کا مطلب خبط ہوا جاتا ہے - ایک عالم کے نزدیک حافظ رح کا یہ مطلب ہے کہ مجھہ طوطی صفت کو آینہ کے پیچھے بجائے سکہانے والے کے رکھا گیا ہے اور جو کچھہ اوستاد ازل یعنی حق تعالے مجھسے کہنے کو کہتا ہے کہ یہ کہہ مین وہ ہی کہتا ہون - اپنی طرف سے کچھہ نہین کہتا - مگر اس تاویل مین یہ نقص ہے کہ تا آل جب خود اوستاد بنکر آینہ کے پیچھے جا بیٹھا تو طوطی کسے تصور کیا جائے - ایک محقق نے در پس آینہ کو در بر آینہ پڑہا ہے جسکے معنے برابر یا مقابل کے ہین - بعض کا خیال ہے کہ در پس کا اصل مین پیش ہے اور یہ لفظ در پیش ہے جو در پیش کا مخفف ہے - کیونکہ شعری ضرورت کے واسطے اہل زبان شعرا کو اس قسم کے تصرفات کا اکثر اتفاق پڑتا رہتا ہے اور وہ حرف علت کو اعراب سے بدل لیتے ہین - مثلاً بود کا بُد بنا لیتے ہین اور بدین سے بدان اور نگاہ سے نگہ کر لیتے ہین - اسی دلیل سے یہ پس نہین ہے بلکہ پش ہے جو پیش سے مخفف کیا گیا ہے - لہذا اگر پہلے مصرعہ کو یون پڑہین - در پش آینہ طوطی صفتم داشتہ اند تو مطلب صحیح ہو جائے گا -

محمد ہیم - در پس آینہ طوطی صفتم داشتہ اند مین کسی تاویل کی ضرورت نہین دیکھتا - اور ہمارے نزدیک در پس آینہ داشتہ اند سے آینہ کے سامنے رکھے جانیکی نفی مقصود ہے - یہ مطلب ہے کہ مجھے طوطی صفت کو آینہ سامنے رکھکر بولنا نہین سکہایا گیا بلکہ اس کے خلاف آینہ کے پیچھے رکھا گیا ہے - اسلئے مین وہ نہین ہون جیسے اپنی کسی جنس کو دیکھتا پایا ہو اور اوسی بولنے ہوئے دیکھکر بولنا سیکھا ہو - بلکہ جو کچھہ اوستاد ازل (اللہ تعالے) نے

مجھسے بولنے کو فرمایا - مین وہی بولا اور وہی بولتا ہون - اپنی طرف سے یا اپنے نفس کی خواہش سے کچھہ نہین کہا اور نہ مین نے کسی انسان سے بولنے کی تعلیم پائی ہے - خلاصہ یہ کہ مین بالکل اپنے اختیار مین نہین ہون اوسی کے قبضۂ قدرت مین ہون جسکے حکم کے بغیر کوئی زبان نہین ہلا سکتا - اور یہ شعر اس آیہ کریمہ کے مصداق ہے و ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی

من اگر خارم اگر گل چمن آرایی هست
که از آن دست که می پروردم میرویم

مین اگر خار ہون یا گل ہون کوئی چمن آرا ہے
کہ جس ہاتھ سے وہ مجھے پرورش کرتا ہے جمتا ہون

چمن آرا بمعنے باغبان جس سے خدا تعالے مراد ہے یعنی مین اگر خار ہون یا گل ہون ہر حال جو کچھہ بھی ہون جسطور پر کہ باغبان حقیقی میری پرورش کرتا ہے مین اوسی طور پر نشو و نما پاتا ہون -

دوستان عیب من بیدل حیران مکنید
گوهری دارم و صاحب نظری میجویم

اے دوستو تم مجھہ حیران بیدل پر عیب نہ کہو
مین ایک گوہر رکھتا ہون اور صاحب نظر کا متلاشی ہون

گرچه با دلق ملمع می گلگون عیب است
مکنم عیب کزو رنگ ریا می شویم

اگرچہ بلکے جبہ پر شراب پینا عیب ہے
مین عیب نہین کرتا مین تو اس سے ریا کا رنگ دھوتا ہون

یعنی پرہیزگاری کا جبہ پہنکر شراب پینا البتہ عیب ہے - مین تو مکر نہین کرتا بلکہ کہلے خزانے پیتا ہون اس اعتبار سے گویا اوس ریا کے رنگ کو شراب سے دہوتا ہون جو جبہ پر لگا ہوتا ہے -

خنده و گریه عشاق ز جای دگر است
می سرایم بشب و وقت سحر می مویم

عاشقونکا رونا اور ہنسنا دیگر چیز ہے
مین رات کو گاتا ہون اور صبحکو روتا ہون

خلاصہ یہ کہ عاشقونکا ہنسنا یا رونا اون اسباب پر منحصر نہین ہے - جنپر اہل دنیا کا رونا اور ہنسنا منحصر ہے بلکہ عشاق کی ہنسی اور زاری معشوق کے وصل اور ہجر سے متعلق ہے - یعنی رات کو وصال محبوب سے خوش ہوتے اور نغمہ سرائی کرتے ہین - اور صبح کو ہجر کی بدولت آہ و زاری -

حافظم گفت که خاک در میخانه مبوی
گو مکن عیب که من مشک ختن می بویم

مجھسے حافظ نے کہا کہ میخانہ کی در کی خاک نہ سونگھ
اوس سے کہو کہ عیب نہ لگا مین مشک ختن سونگھتا ہون

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شعرا اپنے آپ کو غیر شخص قرار دیکر دوسرے کے مخاطب بنا کرتے ہین چنانچہ حافظ نے مصرعہ اولے مین اپنے آپ کو غیر قرار دیکر مصرعہ ثانی مین اوسکا جواب دیا ہے - لطافت ہے

تشریح طلب نہین ۔ حافظ کا نسخہ اعظم یہی ہے ۔

باز آی ساقیا که هواخواه خدمتم　　مشتاق بندگی و دعاگوی دولتم

اے ساقی پھر آکہ مین ہواخواہ خدمت ہون　　اطاعت کا مشتاق اور دولت کا دعاگو ہون

زانجا که فیض جام سعادت فروغ تست　　بیرون شدن نمای ز ظلمات حیرتم

جس صورت مین کہ تیرے جام سعادت فروغ کا فیض موجود ہے　　مجکو ظلمات حیرت سی باہر ہوجانیکی راہ دکہلا

ساقی سے مرشد کامل مراد ہے ۔ باز آ بمعنی پھر جام شراب دے ۔ ان دونون شعرون مین مرشد سے خطاب ہے کہ اے مرشد جس صورت مین کہ تیرے سعادت فروغ جام کا فیض موجود ہے تو مجکو جام شراب معرفت دیکر اس مقام حیرت سے نکل جانے کی راہ دکہلا اور پوری توجہ سے منزل مقصود تک پہونچا دے ۔

هر چند غرق بحر گناهم ز شش جهت　　تا آشنای عشق شدم ز اهل رحمتم

ہرچند کہ مین ہرطرف سے گناہ کے سمندر مین غرق تہا　　لیکن جب سے آشنائے عشق ہوا اہل رحمت سے ہوگیا ہون

عیبم مکن برندی و بدنامی ای فقیه　　کاین بود سرنوشت ز دیوان فطرتم

ای دانشمند مجکو بدنامی اور رندی کا عیب نہ لگا　　کہ میری فطرت کے دیوان مین یون ہی لکہا ہوا تہا

فقیہ بمعنے دانشمند ۔ سرنوشت حکم ازلی ۔ یعنی اے دانشمند مجہپر رندی اور بدنامی کا عیب نہ رکہہ کیونکہ میرے فطرت کے دیوان مین قضا و قدر نے یونہی لکھدیا تھا

می خور که عاشقی نه بکسب است و اختیار　　این موهبت رسد ز دیوان قسمتم

شراب پی کہ عاشقی سعی اور اختیار سے نہین ہے　　یہ بخشش مجکو قسمت کے دیوان سے پہونچی ہے

گر دم زنی ز طرهٔ مشکین آن نگار　　فکری بکن ای صبا ز مکافات غیرتم

اگر تو اوس معشوق کی طرۂ مشکین کا دم بھرتی ہے　　تو اے صبا میری غیرت کی معاوضہ کی فکر کرلے

صبا سے خطاب ہے کہ اے صبا تو اوس معشوق کے یعنی میرے محبوب کے طرۂ مشکین کا دم بھرتی ہے تو پہلے میری غیرت کے بدلہ کی فکر کر سمجھو کہ وہ تجہسے کیا معاوضہ لیگی ۔ کیونکہ کسی دوسرے کے معشوق کو چاہنا یا اوس سے تعلق کرنا آسان کام نہین ہے ۔ خلاصہ یہ کہ میری غیرت یہ کبھی گوارا نہین کریگی کہ مین اپنے معشوق کا کسی دوسرے کو دم بھرتا دیکھون ۔ چاہے وہ باد صبا ہی کیون نہو ۔

من کز وطن سفر نگزیدم بعمر خویش　　در عشق دیدن تو هواخواه غیرتم

میں نے تمام عمر وطن سے سفر اختیار نہیں کیا | لیکن تیرے دیکھنے کے عشق میں غربت کا آرزومند ہوں

دریا و کوه در ره و من خسته و ضعیف | **ای خضر پی خجسته مدد کن بهمتم**

راہ میں پہاڑ اور دریا ہیں میں ناتوان اور ضعیف ہوں | اے خضر خجستہ پے میری ہمت بڑھانے میں مدد کر

خضر سے مراد مرشد۔ خجستہ پے یعنی مبارک قدم۔ یعنی راہ عشق کی منزل میں دشوار یونکے پہاڑ و حوادثات زمانہ کے دریا حائل ہیں اسلئے اے مرشد کامل تو اپنی دعا سے میرے ارادہ میں مدد کر اور ہمت بڑھا تاکہ میں خستہ و ضعیف اس راہ کو طے کر سکوں۔

دورم بصورت از در دولتسرای دوست | **لیکن بجان و دل ز مقیمان حضرتم**

اگرچہ ظاہر میں دوست کے دولتسرا کے دروازہ سے دور ہوں | لیکن جان و دل سے اوس درگاہ کے مقیموں میں ہوں

حافظ به پیش چشم تو خواهد سپرد جان | **در این خیالم ار بدهد عمر مهلتم**

حافظ تیری آنکھ کے سامنے جان کو دیگا | میں اسی خیال میں ہوں اگر عمر مہلت دے

پہلے مصرع میں حافظ صیغہ واحد غایب میں ہے اور دوسرے میں صیغہ متکلم میں۔ مگر دونوں سے حافظ ہی مراد ہے۔ باقی مطلب صاف ہے۔

خیز تا طریق تکلف رها کنیم | **دکان معرفت بدو جو بر بها کنیم**

اوٹھ تاکہ ہم تکلف کے طریق کو چھوڑیں | معرفت کی دوکان کو دو جو سے قیمتی بناویں

بر دیگران نگار قباپوش بگذرد | **ما نیز جامه های صبوری قبا کنیم**

معشوق قباپوش تو دوسرونکے پاس ہو کر گذرتا ہے | ہم بھی جامہ ہای صبر کو چاک کر ڈالیں

دوسروں سے رقیب مراد ہیں۔ جامہ قبا کردن فارسی محاورہ یعنی جامہ چاک کرنا۔ یعنی یہ کیسی ہوئی کہ قباپوش معشوق رقیبوں کے پاس ہو کر گذرنے لگا۔ اب ہم کو بھی چاہیے کہ ہم اپنے صبر کا جامہ چاک کر ڈالیں۔

خفا درست از نظر خلق در گناه | **بهتر ز طاعتی که بروی و ریا کنیم**

خلق کی نظر سے پردہ میں رہ کر گناہ کرنا | اوس بندگی سے بہتر ہے کہ جو ہم مکاری سے کریں

آنکو بغیر سابقه چندین نواخت کرد | **ممکن بود که عفو کند گر خطا کنیم**

جس نے کہ بغیر تعلق سابق کے اتنی عنایتیں کیں | ممکن ہے کہ ہم جو خطا کریں وہ اوسکو معاف کردے

یعنی اللہ تعالی نے جبکہ ہمارا کوئی حق نہ تہا اور نہ کوئی تعلق تہا ہم پر اپنی عنایتین کین تو کیا اوسکی کریمی سے یہ بعید ہے کہ ہم اوسکے بندے کوئی گناہ کرین اور وہ معاف نکرے ضرور معاف کردیگا کیونکہ اوسکی صفت الغفور اور الرحم الراحمین ہے

گر یک شبی بدست من افتد نگار من　　مشکل بود کہ دامنش از کف رہا کنیم

اگر کسی رات میرا معشوق میرے ہاتھ لگ جاوے　　تو یہ مشکل ہے کہ ہم اوسکا دامن ہاتھ سے چھوڑ دین

گفتم نگشت کام دلم حاصل از لبت　　گفتا تو صبر کن کہ مرادت روا کنیم

مین نے کہا کہ میرے دل کا مقصد تیرے لب سے حاصل نہوا　　کہا کہ صبر کر ہم تیری مراد بر لادین گے

حافظ وفا نمی کند ایام سست عہد　　این پنجروزہ عمر بیا تا وفا کنیم

ای حافظ یہ سست عہد زمانہ وفا نہین کرتا　　آتا کہ اس پنجروزہ عمر مین ہم وفا کرلین

سست عہد وہ جو وعدہ وفا نکرے یعنی ای حافظ یہ زمانہ سست عہد ہے اور کسی کے ساتہ وفا نہین کرتا آ تا کہ ہم اس پنجروزہ عمر مین زمانہ کے ساتہ وفا کرلین خلاصہ یہ کہ اگر زمانہ ہماری ساتہ وفا نہین کرتا تو مت کرو ہمکو تو اوسکی ساتہ وفا کرنی چاہئے۔

بشری اذ السلامۃ حلت بذی سلم　　للہ حمد معترف غایۃ النعم

خوشخبری ہو جیو کہ معشوق ذی سلم مین نازل ہوا　　بڑا نعمتوں کا اعتراف کرنیوالے کو خدا کی حمد کرنی چاہئے

ذی سلم ایک موضع کا نام ہے جسمین بیر کے درخت کثرت سی تہے اور یہ مقام عرب کی معشوقہ سلمی کا مسکن تہا شعر مذا مین سلامت کا لفظ آیا ہے جس سے معشوق مراد ہے ظاہری مطلب یہ ہے خوشخبری ہو جیو کہ معشوق اپنے مقام مین سلامتی کی ساتہ نازل ہوا چونکہ محبوب کا ملنا خدا کی نعمت ہے اور تمام تعریف کا مستحق بہی وہ ہی ہے اسلئے اس شخص کو جو اوسکی غایت نعمت بخشی کا اعتراف کرتا ہو اللہ کا شکر اور اوسکی حمد کرنی چاہئے معنوی طور پر سلامت سے معشوق حقیقی اور ذی سلم سے دل عارف مراد ہے پس اس صورت مین شعر کے معنی یہ ہین خوشخبری ہو جیو کہ محبوب حقیقی کا جلوہ عارف کے دل مین پرتو فگن ہوا الحمد النعمت کی تہوڑی کرنیوالے کو اس نعمت عظمی کی بابت خدا کا شکر کرنا لازم ہے اسلئے کہ نعمت کا اعتراف بہی منجملہ حمد باریتعالی کے ہے اور ہر نعمت پر اوسکا شکریہ واجب ہے

آن خوش خبر کجاست کزین فتح مژدہ داد　　تا جان فشانمش چو زر و سیم در قدم

وہ خوشخبر کہان ہے کہ جسنے اس فتح کا مژدہ سنایا　　تاکہ جان کو سیم و زر کی طرح اوسکے قدم پر نثار کرون

خوشخبری اوپر کے شعر مین بیان ہو چکی چونکہ مرشد کی بدولت یہ دولت ملی اسلئے خوشخبری دینیوالے سے مرشد مراد ہے حافظ صاحب بطور تجاہل عارفانہ فرماتے ہین کہ وہ خوشخبری دینیوالا کہان ہے کہ جسنے اس فتح کا مژدہ سنایا تاکہ خوشی مین اپنی جان عزیز کو جو زر و سیم کے مقابلہ مین زیادہ عزیز ہے اوسکے قدمون پر سیم و زر کی طرح بیقدر کرکے نثار کردون یہ قاعدہ ہے کہ خوشخبری سنانیوالے کو بہت کچھ دیا جاتا ہے

سونے کی قسم سے نثار کرتے ہین۔

از بازگشت شاہ چہ خوش طرفہ نقش بست — آہنگ خصم او بسراپردۂ عدم

شاہ کی بازگشت نے کیا اچھا نقش باندھا — کہ اوسکے دشمن کا ارادہ معدوم ہو گیا

پیمان شکن ہر آئینہ گردد شکستہ دل — ان العہود عند ملوک النہی ذمم

عہد کا توڑنیوالا ہر طرح پر شکستہ دل ہو جاتا ہے — اسلئے کہ عقلمندونکے نزدیک معاہدونکا کرنا ذمہ داری کی بات ہے

یعنی جو شخص عہد کرے تو اوسکو پورا کرنا چاہئے۔ عقلمندونکے نزدیک معاہدون کا کرنا کوئی آسان کام نہین بلکہ ایک ذمہ داری کی بات ہے اور یہ اوسکے لئے ضروری ہے کہ وہ عہد پورا کرے پس جو شخص عہد کو توڑتا ہے وہ ضرور شکستہ دل ہو جاتا ہے۔

در نیل غم فتاد و سپہرش بطعنہ گفت — الآن قد ندمت وما ینفع الندم

غم کے دریای نیل مین ڈوبا اور آسمان نے اوسپر طعنہ مارا — ابکہ وہ نادم ہوا اور ندامت اوسکو کوئی نفع نہ دیگی

یعنی فرعون جب حق کے عہد سے پھرا اور سر پھرا ہونے دریای نیل مین غرق ہو گیا تو آسمان نے اوسوقت پر اوسپر آوازہ کسا کہ تو عہد کو توڑ کر مصیبت مین پڑنیسے نادم ہوتا ہے اسوقت کی پشیمانی تجھکو کچھ فائدہ نہ بخشیگی غم بمعنی افسوس ہے اور نیل کی رعایت سے سپہرش کے شین کی ضمیر مستتر فرعون کیواسطے آئی ہے۔ مگر غم کے اعتبار سے ہر عہد شکن مراد ہو سکتا ہے یہ شعر اس آیۃ کریمہ کی تلمیح ہے۔ آلآن وقد عصیت وکنت من المفسدین۔

می جست از سحاب امل رحمتی ولے — جز دیدۂ اش معاینہ بیرون نداد نم

سحاب امل سے رحمت برستی ہے ولیکن — مین نے سوای اوسکے دیکھنے کی کسی اور چیز کو نہین دیکھا

ساقی بیا کہ دور گل است و زمان عیش — پیش آر جام و ہیچ مخور غم ز بیش و کم

ای ساقی آکہ موسم گل کا اور زمانہ عیش کا ہے — جام دے اور تھوڑی بہت کا کچھ غم نکر

ای دل تو جام جم بطلب ملک جم مخواہ — کین بود قول بلبل بستانسرای جم

ای دل تو جام جسم کا طالب ہو اور ملک جم کا طالب نہو — کہ یہ مقولہ بستانسرای جم کے بلبل کا تہا

یعنی خوشی اور انبساط کے زمانہ مین جام جم ملک جم سے بہتر ہے پس ای دل بلبل بستانسرای جم کے قول کی مطابق جام جم کی رغبت سے ساغر مرشد مراد ہی آرزو کر ملک جم کی خواہش نکر کیونکہ جو لطف اسمین ہے وہ اوسمین نہین۔

چون خون خصم ہمچو صراحی بریختی — با دوستان بعیش و طرب گیر جام جم

جب دشمن کے خون کی طرح تو نے صراحی کو اونڈیلا — تو دوستونکے ساتھ عیش و طرب کی حالت مین جام جم کو پی جا

یعنی جب تو نے دشمن کے خون کی طرح صراحی کو اونڈیل لیا تو دوستوں کے ساتھ عیش و طرب کی حالتیں اوسکو اڑا جا اور کچھ فکر و اندیشہ نکر

بشنو ز جام بادہ کہ این زال نوعروس — **بسیار کشت شوہر چون کیقباد و جم**

جام شراب سے سُن کہ اس زال نوعروس نے — بہت سے شوہر مثل کیقباد و جمشید کے مار ڈالے

زال نوعروس، وہ جو بوڑہی ہوکر نئی دلہن بنتی ہو جس سے دنیا مراد ہے کیقباد اور جمشید یہ دونون ایران کے نامی بادشاہ تہے مطلب یہ ہے کہ جام شراب یعنی معرفت الہی اس بات کو سمجہاتی ہے کہ اس پیر زال دنیا نے جو ہمیشہ نئی دلہن بنا کرتی ہے کیقباد اور جمشید سے بہت سے شوہر مار ڈالے ہین اور کسی سے وفا نکی اس سے ہوشیار رہنا چاہیے دنیاوی شان و شوکت اور اولوالعزمی کے بادشاہون کو دنیا کا شوہر قرار دیا گیا۔

حافظ بکنج میکدہ دارد قرارگاہ — **کالطیر فی الحدیقۃ واللیث فی الاجم**

حافظ شراب خانہ کے گوشہ مین اسطرح رہتا ہے — کہ جیسے پرند باغ مین اور شیر نیستان مین رہتا ہو

قاعدہ ہے کہ طائر خوش الحان باغ مین اور شیر نیستانی کچہار مین خوش رہتا ہے لہذا مطلب شعر کا یہ ہے کہ حافظ شراب خانہ کے گوشہ مین اوسی طرح خوش و خرم رہتا ہے کہ جسطرح طائر باغ مین اور شیر نیستان مین خوش و خرم رہتا ہو۔

بعزم توبہ سحر گفتم استخارہ کنم — **بہار توبہ شکن میرسد چہ چارہ کنم**

صبح مین نے کہا کہ توبہ کے ارادہ سے استخارہ کرون — (لیکن) اسکا کیا علاج کرون کہ توبہ شکن بہار آتی ہے

سخن درست بگویم نمی توانم دید — **کہ می خورند حریفان و من نظارہ کنم**

سچی بات یہ ہے کہ مین نہین دیکہہ سکون گا — کہ حریف شراب پئین اور مین تکتا رہون

یعنی مین نے اپنے دل سے کہا کہ صبح کو توبہ کے ارادہ سے استخارہ کرون مگر اسکا کیا علاج کر سکتا ہون کہ توبہ شکن بہار آرہی ہے لہذا مجھسے یہ نہین دیکہا جائیگا کہ حریف شراب اوڑائین اور مین توبہ کی مجبوری سے بیٹہا ہوا تکا کرون۔

بدور لالہ دماغ مرا علاج کنید — **گر از میانہ اہل طرب کنارہ کنم**

بہار کے زمانہ مین میرے دماغ کا علاج کرنا چاہیے — اگر مین اہل طرب کے درمیان سے کنارہ کرون

اگر شبی بزبانم حدیث توبہ رود — **ز بی طہارتی آنرا بمے غرارہ کنم**

اگر رات کو میری زبان پر توبہ کا لفظ آجاے — تو اوسکی بے طہارتی کے لئے شراب سے غرارہ کرون

حلق مین پانی کے پہرانے یا کلی کرنے کو غرارہ کہتے مین یعنی اگر رات کو میری زبان پر توبہ کا لفظ آجاتا ہے تو موہنہ کی طہارت کے لیے صبح کو شراب سے غرارہ کیا کرتا ہون۔

بتخت گل بنشانم بتی چو سلطانی ۔ ز سنبل و سمنش ساز طوق و یارہ کنم

مین گل کے تخت پر معشوق کو بادشاہ کی طرح بٹھاؤن ۔ سنبل اور سمن سے اوسکو طوق و کڑے پہناؤن مین

مرا کہ نیست رہ و رسم لقمہ پرہیزی ۔ ہمان بہ است کہ میخانہ را اجارہ کنم

چونکہ مجہہ پرہیزگاری کے لقمہ سے سروکار نہین ہے ۔ میرے لئے یہ بہتر ہے کہ میخانہ پر قبضہ کرون مین

ز روی دوست مرا چون گل مراد شگفت ۔ حوالہ سر دشمن بسنگ خارہ کنم

جب دوست کے دیدار سے میرا گل مراد شگفتہ ہوا ۔ تو دشمن کے سر کو سخت پتھر کے حوالہ کرون مین

گدای میکدہ ام لیک وقت مستی بین ۔ کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

(گو) میخانہ کا فقیر ہون لیکن مستی کیوقت میرا حال دیکہہ ۔ کہ آسمان پر ناز اور ستارون پر فرمانروائی کرتا ہون

اگر ز لعل لب یار بوسۂ یابم ۔ جوان شوم ز سر و زندگی دوبارہ کنم

اگر یار کے لب لعل سے بوسہ پاجاؤن ۔ تو مین نئے سر سے جوان ہوجاؤن اور دوبارہ زندگی پاؤن

چو غنچہ با لب خندان بیاد مجلس شاہ ۔ پیالہ گیرم و از شوق جامہ پارہ کنم

غنچہ کی طرح مسکراتا ہوا شاہ کی مجلس کی یاد مین ۔ شراب پیون اور شوق سے کپڑے پھاڑون مین

نہ قاضیم نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہ ۔ مرا چہ سود کہ منع شرابخوارہ کنم

نہ مین قاضی ہون نہ مدرس نہ متولی نہ عالم ۔ پھر مجکو کیا فائدہ کہ شرابخوار کو شرابخواری سے منع کرون

یعنی شرابخواری سے منع کرنا تو قاضی یا معلم یا متولی یا عالم کا کام ہے چونکہ مین ان چارون سے کوئی بھی نہین ہون پھر مین کسیکو شراب نوشی سے کیون روکون

ز بادہ خوردن پنہان ملول شد حافظ ۔ ببانگ بربط و نی رازش آشکارا کنم

پوشیدہ طور پر شراب پینے سے حافظ ملول ہوگیا ۔ مین اوسکے راز کو بانسلی اور بربط کی آواز سے آشکارا کرتا ہون

یعنی حافظ چھپ چھپکر شراب پینے سے ملول ہوگیا ہے اسلئے مین اوسکے بھید کو سارنگی اور بانسلی کی آواز سے آشکارا کئے دیتا ہون ۔

بغیر از آنکہ بشد دین و دانش از دستم ۔ دگر بگو کہ ز عشقت چہ طرف بربستم

سوا اسکے کہ میرا دین اور عقل ہاتہہ سے جاتی رہی ہون ۔ بتلا تو سہی کہ مین نے تیرے عشق سے کیا فائدہ اوٹھایا

اگرچہ خرمن عمرم غم تو داد بباد ۔ بخاک پای عزیزت کہ عہد نشکستم

اگرچہ میرا خرمن عمر تیرے غم سے برباد ہوگیا ۔ تیرے پاؤن کی خاک عزیز کی قسم کہ مین نے عہد کو نہین توڑا

یعنی اگرچہ تیرے غم عشق کی سبب میری عمر برباد ہوگئی لیکن مین نے اپنے عہد کو جو تیرے عشق کے متعلق باندہا تہا نہین توڑا ۔

چو ذرہ گرچہ حقیرم ببین بدولت عشق
کہ در ہوای رخت چون بمہر پیوستم

اگرچہ مین دولت عشق کی برکت سے ذرہ کی مانند حقیر ہون
(لیکن دیکھہ تو سہی) کہ تیرے رخ کی آرزو مین کیونکر آفتاب سے ملگیا

رخ محبوب کی تشبیہ آفتاب سے دیتے ہین - اسلئے آفتاب سے ملنا اس موقع پر رخ محبوب سے ہی ملنا مراد لیا جائیگا - دوسرے مصرع مین دیکھہ و سہی کا لفظ مقدر ہے - ایک نسخہ مین یہ مصرع یون دیکھا گیا ؎ چو ذرہ گرچہ حقیرم ببین بدولت عشق ؎ شعر کا مطلب صاف کرنیکے لئے یہ نسخہ بہت اچھا ہے کیونکہ اس صورت مین ببین کے لفظ کو مقدر ماننے کی ضرورت باقی نہین رہتی -

بیار بادہ کہ عمریست تا من از سر مہر
بکنج عافیت از بہر عیش ننشستم

شراب لا مدت ہوئی کہ مین عشق کے سبب
گوشۂ عافیت مین آرام کے لئے نہین بیٹھا ہون

اگر ز مردم ہشیاری ای نصیحت گو
سخن بخاک میفگن چرا کہ من مستم

ای نصیحت گو اگر تو ہشیار آدمیون مین سے ہے
تو اپنی بات کو برباد نکر کیونکہ مین مست ہون

یعنی ای ناصح اگر تو ہشیار ہے تو اپنی نصیحت ضائع نکر کیونکہ مین مست ہون تیری نصیحت مجہپر کوئی اثر نکریگی - ہشیار اور مست کے الفاظ رعایتاً لائے ہین

چگونہ سر ز خجالت بر آورم بر دوست
کہ خدمتی بسزا بر نیاید از دستم

دوست کے سامنے سر کو خجالت سے کیون نہ رکہون
کہ میرے ہاتہہ سے کوئی خدمت اوسکی لائق نہوئی

بسوخت حافظ و آن یار دلنواز نگفت
کہ مرہمی بفرستم چو خاطرش خستم

حافظ سوختہ ہوگیا اور اوس یار دلنواز نے یہ نہ کہا
کہ مین مرہم بہیجدون - جبکہ مین اُسکی خاطر خستہ ہون

یعنی حافظ تو محبوب کے عشق مین سوختہ ہوگیا اور اوسنے یہ بہی نکیا کہ سوختہ کی لئے مرہم بہیجدیتا - کیونکہ مین (حافظ) اوسکی لئے تو خستہ ہون

بگذار تا بشارع میخانہ بگذریم
کز بہر جرعۂ ہمہ محتاج این دریم

ہمکو اجازت دے تاکہ میخانہ کے راستہ سے گذرین
کہ ہم ایک گھونٹ کیواسطے اس در کے محتاج ہین

جائیکہ تخت و مسند جم میرود بباد
گر غم خوریم خوش نبود بہ کہ می خوریم

جہان کہ تخت و تاج اور مسند جم برباد ہوجاتے ہین
وہان اگر ہم غم کہائین تو اچہا نہین بہتر یہ ہے کہ شراب پئین

تا بو کہ دست در کمر او توان زدن
در خون دل نشستہ چو یاقوت احمریم

شاید کہ اوسکی کمر مین ہاتہہ پڑجاے
اسلئے ہم خون دل مین یاقوت سرخ کی طرح بیٹھے ہین

روز نخست چون دم رندی زدیم و عشق
شرط آن بود کہ جز رہ این شیوہ نسپریم

روز ازل کہ جب ہمنے رندی اور عشق کا دم بہر لیا
تو شرط یہ ہے کہ سوای اسکے اور شیوہ نہ اختیار کرین ہم

واعظ مکن نصیحت شوریدگان که ما — با خاک کوی دوست بفردوس ننگریم

اے واعظ ہم بیقراروں کو نصیحت نکر کہ ہم — کوی دوست کی خاک سے فردوس کی طرف بھی نظر کرنیوالے نہیں

یعنی جب ہم دوست کے عاشق ہیں تو اوسکے کوچہ کی خاک سے اوسکے بہشت میں بھی نہیں جانا چاہتے پس ای واعظ تیرا نصیحت کرنا بیفائدہ بات ہے کیونکہ ہم کوی دوست کی خاک کے مقابلہ میں فردوس کو بھی پسند نہیں کرتے۔

زان پیشتر که عمر گرانمایه بگذرد — بگذار تا قیامت روی تو بنگریم

اس سے پہلے کہ عمر گرانمایہ تمام ہو — اجازت دے تاکہ ہم تیرے رخ کی قیامت دیکھیں

چون صوفیان بحالت رقصند مقتدا — ما نیز هم بشعبده دستی برآوریم

چونکہ صوفی حالت رقص و سماع میں ہیں — ہمکو چاہیے کہ ہم بھی وجد کریں

از جرعهٔ تو خاک زمین قدر لعل یافت — بیچاره ما که پیش تو از خاک کمتریم

تیرے جرعہ سے زمین کی خاک نے لعل کا مرتبہ پایا — ہم بیچارے تو تیرے سامنے خاک سے بھی کمتر ہیں

یعنی ای محبوب تیری شراب نوشی سے زمین کی خاک نے لعل کا مرتبہ حاصل کیا۔ پس جب کمتروں کو ایسا مرتبہ ملتا ہے تو ہم تو خاک سے بھی زیادہ کمتر ہیں ہم بیچاروں کو بھی یہی مرتبہ ملنا چاہیے۔ یا ای مرشد کامل تیری توجہ سے ادنی ادنی لوگ لعل کی طرح قیمتی ہوگئے چونکہ ہم اونسے بھی زیادہ حقیر ہیں اسلئے ہم غریبوں پر بھی ایسی ہی توجہ فرما تاکہ دولت معرفت حاصل کرکے قیمتی لعل ہوجائیں۔

حافظ چو ره بکنگرهٔ کاخ وصل نیست — با خاک آستانهٔ این در بسر بریم

ای حافظ جبکہ محل وصل کے کنگرہ کا راستہ نہیں ہے — تو ہم اس آستانہ کی خاک کے ساتھ گذارین گے

ای حافظ جبکہ کاخ وصل کی چوٹی پر پہونچنے کا راستہ نہیں ہے تو آستانہ دولت کی خاک کے ساتھ اپنی عمر گذارین گے یعنی جب وصل کی امید برآنیکی کوئی صورت نہیں تو مت ہو ہم اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں گے اور دوست کے آستانہ پر پڑے رہیں گے کہ ع ثابت قدمی سے ہی امید برآتی ہے۔ ع طالب جوینده یابنده بود۔

به تیغم گر زند دستش نگیرم — وگر تیرم زند منت پذیرم

اگر مجھے تلوار سے قتل کرے تو میں اسکا ہاتھ نہ پکڑوں — اور اگر تیر مارے تو میں منت پذیر ہوں

دستش کی ضمیر محبوب کی طرف ہے جس سے معشوق یا مرشد مراد ہے یعنی اگر مرشد یا معشوق مجکو تلوار سے یا تیغ جفا سے قتل کرنا چاہے تو میں اوسکا ہاتھ نہ پکڑونگا کیونکہ اوسکے ہاتھ سے ماری جانا میں میری بہتری ہے دنیا کے فوائد سے بہتر ہیں اور زیادہ تیر اس وجہ سے بھی کہ مرشد کی انجام کار جتنا وہ خبردار ہے میں نہیں ہوں پس اگر وہ مجھکو قتل کردے تو سمجھنا چاہیے کہ اسی میں عین مصلحت ہے۔

کمان ابروی یارا گو بزن تیر | کہ پیش دست و بازویت بمیرم
ہماری کمان ابرو سے کہہ کہ تیر مارے | کیونکہ میں خود تیرے دست و بازو کے سامنے مرتا ہون - خلاصہ یہ کہ

غم گیتی چو از پایم در آورد | بجز ساغر نباشد دستگیرم
دنیا کے غم نے جو مجھے پاؤن سے گرا دیا ہے | تو سواے ساغر میرا کوئی دستگیر نہوگا

برآی ای آفتاب صبح امید | کہ در دست شب ہجران اسیرم
اے صبح امید کے آفتاب طلوع ہو | کہ میں شب ہجران کے ہاتھ میں اسیر ہون

چو طفلان تا کی ای واعظ فریبی | بسیب بوستان و جوی شیرم
اے واعظ تو مجھے کب تک بچونکی طرح بہلائیگا | باغ کے سیب سے اور دودہ کی نہر سے

بوستان سے باغ جنت اور جوی شیر سے نہر لبن مراد ہے جو بہشت میں ہے بچونکی رعایت سے جوی شیر کا لفظ آیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اے واعظ تو مجھے بچونکی طرح کب تک سیب بہشت اور دودہ کی نہر کا لبہاؤ دیتا رہیگا میں تیرے بہلاوے میں آکر ہرگز ان چیزونکی طرف دہیان نکرونگا یہ تو بچونکی بہلانیکی باتین ہین - نہ مجہ سا عشق پختہ کار کے فریب دینیکی -

من آن مرغم کہ ہر شام و سحرگاہ | رسد تا سدرہ آواز صفیرم
میں وہ مرغ ہون کہ ہر شام و صبح | میرے بولنے کی آواز سدرہ تک پہونچتی ہے

بفریادم رس ای پیر خرابات | بیک جرعہ جوانم کن کہ پیرم
اے پیر خرابات میری فریاد کو پہونچ | ایک گہونٹ میں جوان بنا کہ پیر ہون میں

بگیسوی تو خوردم دوش سوگند | کہ از پای تو من سر برنگیرم
کل میں نے تیرے گیسو کی قسم کہائی ہے | کہ تیرے پاؤن سے اپنا سر نہین اوٹھاؤنگا

بسوز این خرقۂ تقوی چو حافظ | اگر آتش شوم در وی نگیرم
حافظ کی طرح یہ تقوی کا خرقہ پہونکدے | اگر میں آگ ہون تو اوسمین نہ لگ جاؤن

عاشق کہتا ہے کہ اے دل تو حافظ کی طرح خرقہ تقوی کو جلا دے کیونکہ شاید اگر میں آگ ہو جاؤن تو ایسا نہو کہ اوسے جلا ڈالون -

بمژگان سیہ کردی ہزاران رخنہ در دینم | بیا کز چشم بیمارت ہزاران درد برچینم
تو نے اپنی مژگان سیہ سے میرے دین میں ہزارون رخنے کر دئیے | آ کہ میں تیری چشم بیمار سے ہزارون درد اوٹہاتا ہون

مطلب صاف ہے شرح طلب نہین -

الا ای همنشین دل که یارانت برفت از یاد — مرا روزی مباد آن دم که بی یاد تو بنشینم

ای دل کی ہمنشین خبردار کہ تونے ہی یارونکی یاد کو بھلادیا ہے — مجکو وہ وقت نصیب نہو کہ مین بغیر تیری یاد کے بیٹھون

ہمنشین دل سے محبوب مراد ہے یعنی اے محبوب تونے اپنے دوستونکی (ہماری) یاد کو تو دل سے بھلادیا ہے مگر مجکو وہ وقت نصیب نہو کہ مین بغیر تیری یاد کے بیٹھون۔ خلاصہ یہ کہ اے معشوق تونے مجھے بھلادیا ہے مگر مین تجھے کسی وقت نہین بھولتا اور نہ اُس وقت کو خدا لاوے کہ مین تجھے بھول جاؤن۔

بتاب آتش دوری شدم غرق عرق چون گل — بیار ای باد شبگیری نسیمی زان عرق چینم

مین آتش دوری کی گرمی کے سبب گل کی مانند پسینہ مین غرق ہون — اے باد شبگیر تھوڑی سی ہوا اوس عرق چین سے میرے پاس لا

عرق چین ایک خوشبودار دوا کا نام ہے جسکے استعمال سے پسینہ خشک ہوجاتا ہے اور یہان عرق چین سے محبوب حقیقی مراد ہے باد شبگیر یعنی باد صبا جسکا اشارہ مرشد کامل کی جانب ہے۔ چونکہ باد صبا پھول پر کی شبنم کو جسکو شعرا اوسکا پسینہ قرار دیتے ہین سوکھا دیتی ہے اسلیے مطلب شعر کا یہ ہے کہ مین آتش فراق کی گرمی کے سبب گل کی طرح پسینہ مین غرق ہوگیا ہون پس اے مرشد کامل تو محبوب حقیقی کے پاس سے باد نسیم کا ایک تھوڑا سا جھونکا مجھ تک لا کہ میرا پسینہ اوس سے خشک ہوجاے۔ یا بالفاظ دیگر وصل ہوجاے اور فراق جاتا رہے

شب رحلت هم از بستر روم تا قصر حور العین — اگر در وقت جان دادن تو باشی شمع بالینم

مین شب رحلت کو ہی بستر سے حوران بہشتی کے قصر تک جاؤن — اگر جان دینے کے وقت تو میرا شمع بالین ہو

صباح الخیر زد بلبل کجایی ساقیا برخیز — که غوغا میکند در سر خمار خمر دوشینم

بلبل نے صبح بخیر کی آواز لگائی اے ساقی تو کہان ہے اوٹھہ — کہ میرے سر مین کل کی شراب کا نشہ شور مچا رہا ہے

بلبل سے دل سالک اور ساقی سے مرشد کامل مراد ہے اور خمر دوشین سے عہد الست کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اے ساقی صبح ہوئی اور بلبل نے صبح بخیر کا نعرہ کیا اوٹھہ اور جلد شراب لا کہ ابھی میرے دماغ مین اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ اور قَالُوْا بَلٰی کے نشہ کا شور وغوغا مچ رہا ہے پھر قوی اوسکا حکم نہونے دے اور پے درپے ساغر شراب عشق حقیقی پلا تاکہ وہ نشہ میرے سر سے دور نہو جاے۔

اگر بر جای من غیری گزیند دوست حاکم اوست — حرامم باد اگر من جان بجای دوست بگزینم

اگر دوست بجاے میرے غیر کو قبول کرے تو اوسے اختیار ہے — مجھے حرام ہو جیو اگر مین جان کو بجاے دوست کے قبول کرون

یعنی اگرچہ معشوق بجاے میرے کسی غیر کو اپنا اختیار دیوے لیکن مین اوسکی جگہ کسی دوسرے کو تو کیا بلکہ اپنی جان کو بھی قبول نہین کرونگا

جهان پیر است بی بنیاد ازین فرهادکش فریاد — که کرد افسون و نیرنگش ملول از جان شیرینم

دنیا بے بنیاد بڈھیا ہے اس فرہاد کش سے فریاد — کہ اوسکے مکر او طلسم نے مجکو اپنی جان شیرین سے ملول کر دیا ہے

جہان فانی و باقی فدای شاہد و ساقی — **کہ سلطانی عالم را طفیل عشق می‌بینم**

جہان فانی اور باقی معشوق و ساقی پر فدا ہے — کہ مین عالم کی بادشاہی کو عشق کے طفیل مین دیکھتا ہون

رموز عشق و مستی را ز من بشنو نہ از واعظ — **کہ با جام و قدح ہر شب قرین ماہ و پروینم**

عشق و مستی کے راز مجھسے پوچھ نہ واعظ سے — کہ مین پیالہ او قدح کے سبب ہر رات کو ماہ و پروین کے نزدیک رہتا ہون

حدیث آرزومندی کہ در این نامہ ثبت افتاد — **ہمانا بی غلط باشد کہ حافظ داد تلقینم**

آرزومندی کی حکایت کہ جو اس نامہ مین ثبت ہوئی ہے — وہی بات صحیح ہے جو حافظ نے مجھے بتلائی تھی

یعنی آرزومندی کی حکایت کہ جو اس مضمون مین لکھی گئی وہ غلط نہین ہو اور بالکل صحیح ہے جو مجھے حافظ نے تلقین کی تھی

بیا تا گل برافشانیم و می در ساغر اندازیم — **فلک را سقف بشکافیم و طرح نو در اندازیم**

آ تا کہ پھول بکھیرین اور شراب پیالہ مین انڈیلین — آسمان کی چھت کو چیرین اور نئی بنیاد قایم کرین

اگر غم لشکر انگیزد کہ خون عاشقان ریزد — **من و ساقی بہم سازیم و بنیادش بر اندازیم**

اگر غم کا لشکر اوٹھے اور عاشقون کا خون بہاوے — تو مین اور ساقی باہم ملکر اوسکی بنیاد کو اکھیڑ دین

چو در دست است رودی خوش بزن مطرب سرودی خوش — **کہ دست افشان غزل خوانیم و پاکوبان سر اندازیم**

جو ہاتھ مین رود اچھا ہے تو اے مطرب عمدہ سرود بجا — کہ ہم ہاتھ ہلاتے ہوے غزل پڑھین اور ناچتے ہوے سر جھکائین

صبا خاک وجود ما بدان عالی جناب انداز — **بود کان شاہ خوبان را نظر بر منظر اندازیم**

اے صبا ہماری خاک وجود کو اوس درگاہ عالی مین جا ڈال — شاید کہ اوس شاہ خوبان کی نظر کو منظر پر ڈال سکین ہم

یکی از عشق می‌لافد دگر طامات می‌بافد — **بیا کاین داوری‌ها را بہ پیش داور اندازیم**

ایک عشق مین لاف زنی کرتا ہے تو دوسرا باتین ملاتا ہے — آ تا کہ ہم ان قصون کو خدا کے سامنے پیش کرین

طامات بمعنی باتین ملانا۔ طامات می بافد کا اشارہ واعظ کی طرف ہے کہ وہ بہت سی باتین ملاتا اور لوگون کو نصیحت کرتا ہے
شعر کا مطلب یہ ہے کہ مین تو عشق مین لاف زنی کرتا ہون اور واعظ صرف باتین بناتا ہے اور کرتا کچھ نہین اچھا تو ہم یہ کرتے ہین
کہ اپنے عشق کو اور واعظ کی باتون کو خدا کے سامنے پیش کئے دیتے ہین ان دونون مین سے جو اوسکے نزدیک پسندیدہ ہوگی اوسی کو قبول کریگا خلاصہ یہ ہے کہ
عشق حقیقی اور چیز ہے اور تقوی اور چیز عشق کا درجہ اوس سے بڑھا ہوا ہے اسلئے ظاہر ہے کہ زاہد کی پرہیزگاری پر خدا اپنے عشق کو ترجیح دیگا

بہشت عدن اگر خواہی بیا با ما بمیخانہ — **کہ از پای خمت یکسر بحوض کوثر اندازیم**

اگر تو بہشت عدن کا طلبگار ہے تو ہمارے ساتھ میخانہ چل — کہ تجھکو خم کے نیچے سے اوٹھا کر یک سر حوض کوثر مین ڈالدین

پاک جو مرشد اور مسیحا ہے سے مقام عشق مراد ہے اور مریم کی رعایت سے روح کو ثمرایا ہے جو بہشت میں ہی مطلب صرف یہ ہے کہ اگر تو
اگر تو بہشت عدن کا خواستگار ہے تو پہلے مقام عشق میں چل تاکہ تجکو مرشد کامل کے قدم کی برکت سے بہشت میں پہنچا دیں یعنی تجکو بہشت ملجاوے

شراب ارغوانی را گلاب اندر قدح ریزیم
نسیم عطر گردان را شکر در مجمر اندازیم

شراب ارغوانی کے قدح میں گلاب ملادیں
اور عطر گردان نسیم کے مجمر میں شکر ڈالیں

بیا جانا منور کن ز رویت مجلس ما را
که در پیشت غزل خوانیم و در پایت سر اندازیم

اے جانان آ اور اپنے رخ سے ہماری مجلس کو منور کر
کہ تیرے سامنے غزل گائیں اور تیرے پاؤں پر سر رکھیں

سخندانی و خوشخوانی نمی ورزند در شیراز
بیا حافظ که تا خود را بملکی دیگر اندازیم

سخندانی اور خوش بیانی کو شیراز میں پسند نہیں کرتے
ای حافظ آ کہ ہم اپنے آپکو کسی دوسرے ملک میں پہنچا دیں

یعنی شاعری اور خوش بیانی کی قدر شیراز کے رہنے والونکو نہیں ہے اسلئے ہمکو کسی دوسرے ملک میں چلنا چاہئے تاکہ اس کمال کی لوگ قدر کریں

بی تو ای سرو روان با گل و گلشن چه کنم
زلف سنبل چه کشم عارض سوسن چه کنم

ای معشوق بغیر تیرے گل و گلشن کس کام کا
زلف سنبل کو کیا کھینچوں سوسن کے عارض کو کیا کروں

آه کز طعنهٔ بدخواه ندیدم رویت
نیست چون آینه ام روی ز آهن چه کنم

افسوس کہ میں نے دشمن کے طعنہ سے تیرا منہ نہ دیکھا
جب وہ میرا آئینہ نہیں ہے تو میں لوہے کی طرف کیا رخ کروں

برو ای زاهد و بر دردکشان خرده مگیر
کارفرمای قدر میکند این من چه کنم

اسے زاہد جا اور عاشقوں پر عیب نہ لگا
یہ جو کچھ کرتا ہے حق تعالی کرتا ہے میں کیا کروں

برق غیرت چو چنین میجهد از مکمن غیب
تو بفرما که من سوخته خرمن چه کنم

غیرت کی برق پردۂ غیب سے جب اسطرح گرتی ہے
تو تو ہی کہدے کہ میں سوختہ خرمن کیا کرسکتا ہوں

یعنی مجکو جو عشق دیا ہے وہ خدائی دیا ہے اور تقدیر الہی یون ہی مقرر ہو چکی ہے پس تو مجھپر عشقبازی کی تہمت نہ لگا کیونکہ جو کچھ کرتا ہے وہ ہی کرتا ہے

مددی گر بچراغی نکند آتش طور
چارهٔ تیره شب وادی ایمن چه کنم

اگر طور کی روشنی چراغ سے مدد نکرے
تو وادی ایمن کی تاریکی کا کیا علاج کروں میں

طور کی روشنی سے جلوہ تجلی مراد ہے اور چراغ سے مرشد کامل مطلب یہ ہے کہ اگر خدا تعالی کی تجلی مرشد کامل کی مدد سے میری رہنمائی نکرے تو وادی ایمن یعنی حقیقت کی راہ کو میں کسطرح طے کرسکتا ہوں اور کیونکر منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہوں۔ چراغ کے لئے شب تیرہ اور آتش طور کی رعایت سے وادی ایمن کے الفاظ آئے ہیں

شاہ ترکان چو پسندید و بچاہم انداخت
دستگیر ار نشود دست تہمتن چکنم

افراسیاب نے بیژن کی طرح مجھکو کوئین مین ڈالا
اگر رستم کا ہاتھ میرا دستگیر نہو تو مین کیا کر سکتا ہون

افراسیاب کا بیژن کو کوئین مین ڈالنا اور رستم پہلوان کے اوسکو وہان سے نکالنے کا قصہ شاہنامہ مین مذکور ہے۔ لیکن اس موقع پر افراسیاب سے خدا تعالی اور رستم سے مرشد کامل اور بیژن سے اپنی ذات مراد ہے اور مطلب شعر کا یہ ہے چونکہ مجھکو اللہ تعالی نے اپنی حکمت کے مقتضا سے چاہ دنیا مین اسیر کیا ہے پس اگر مرشد کامل میری دستگیری نکرے تو مین کسی طرح اس کنوئین سے نہین نکل سکتا۔

خون من ریختی از ناوک لدوز فراق
خود بگو با تو من ای دیدہ روشن چکنم

تو نے میرا خون ہجر کے دلدوز تیر سے بہایا
تو ہی بتلا کہ ای دیدہ روشن مین تیرے ساتھ کیا کرون

حافظا خلد برین خانہ موروث منست
اندرین منزل ویرانہ نشیمن چکنم

اے حافظ میرا موروثی گھر خلد برین ہے
(پس) اس منزل ویران مین کیا رہائش کرون مین

منزل ویرانہ سے دنیا مراد ہے اور بہشت کو موروثی گھر اسلئے کہا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام اوسمین سکونت رکھتے تھے مطلب صاف ہے جو یہ ہے کہ ای حافظ مین اس ویرانہ دنیا مین کیا بود و باش اختیار کرون میرا موروثی گھر تو جنت ہے وہین جا کر رہائش کرون گا۔

تا سایہ مبارکت افتاد بر سرم
دولت غلام من شد و اقبال چاکرم

جب سے کہ تیرا سایہ مبارک میرے سر پر پڑا ہے
دولت میری غلام ہے اور اقبال میرا چاکر

شد سالہا کہ از سر من بخت رفتہ بود
از دولت وصال تو باز آمد از درم

برس گذرے کہ میرا نصیب میرے سر سے رخصت ہو گیا تھا
مگر تیری وصال کی دولت سے پھر لوٹ آیا

بیدار در زمانہ ندیدی کسی مرا
در خواب اگر خیال تو گشتی مصورم

مجھکو زمانہ مین بیدار کوئی نہ دیکھتا
اگر مین خواب مین تیری خیال سے مصور ہو جاتا

من عمر در غم تو بپایان برم ولی
باور مکن کہ بی تو زمانی بسر برم

مین تیرے غم مین تمام عمر گذار سکتا ہون لیکن
تو کبھی یقین نکر کہ بغیر تیری یاد کے ایکدم گذر سکون

یہ تو ہو سکتا ہے کہ تیری غم مین عمر گذار دون لیکن یہ نہین ہو سکتا کہ بغیر تیری یاد کی ایکدم بھی گذر سکی خلاصہ یہ کہ مین ہر وقت تیری یاد مین مشغول ہون

زان شب کہ باز در دل تنگم در آمدی
صد شمع در گرفت دماغ معطرم

اوس رات جب تو پھر میرے دل تنگ مین آیا
میرے معطر دماغ نے سو شمع روشن کین

مطلب یہ کہ جس شب تو میرے دل تاریک و تنگ مین جلوہ افروز ہوتا ہے تو وہ تیری تجلی سے نہایت روشن ہو جاتا ہے

درد مرا طبیب نداند دوا که من
بی دوست خسته خاطر و با دوست خرّمم

میرے درد کی دوا طبیب نہیں جانتا کہ میں
بے دوست کے خستہ خاطر ہوں اور دوست کے ساتھ خوش رہتا ہوں

گفتی بیار رخت اقامت بکوی ما
من خود بجان تو که ازین کوی نگذرم

تو کہتا ہے کہ اپنا رخت اقامت ہمارے کوچہ میں لے آ
تیری جان کی قسم میں خود اس کوچہ سے نہ نکلونگا

هر کس غلام شاهی و مملوک صاحبی است
حافظ کمینه بندهٔ سلطان کشورم

ہر کوئی کسی شاہ کا غلام اور کسی صاحب کا مملوک ہے
ای حافظ میں بھی اپنے سلطان کشور کا ناچیز بندہ ہوں

مطلب صاف ہے تشریح طلب نہیں اسلیے ہم آسان اشعار کے معنون پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور شرح سے طول دینا نہیں چاہتے۔

غزل

مرا می‌بینی و هر دم زیادت میکنی دردم
ترا می‌بینم و شوقم زیادت میشود هر دم

تو جس وقت مجھکو دیکھتا ہے میرے درد کو بڑھاتا ہے
میں جب تجھکو دیکھتا ہوں تو میرا شوق زیادہ ہوتا ہے

بسامانم نمی‌پرسی نمیدانم چه سر داری
بدرمانم نمی‌کوشی نمیدانی مگر دردم

مجھکو سامان کے ساتھ نہیں پوچھتا تو نہیں معلوم کہ تیرا کیا خیال ہے
میرے علاج میں کوشش نہیں کرتا شاید کہ تو میرا درد نہیں سمجھا

نه راهست اینکه بگذاری مرا جانا و بگریزی
گذاری آر و بازم پرس تا خاک رهت گردم

اے جان یہ طریقہ نہیں ہے کہ مجھکو چھوڑ کر بھاگ گئے تو
میرے پاس آ اور مجھکو پوچھ تاکہ تیری راہ کی خاک ہو جاؤں

ندارم دست از دامن بجز در خاک و آن دم هم
چو بر خاکم گذار آری بگیرد دامنت گردم

سوائے خاک میں ملجانیکے میں ہاتھ دامن سے نہ چھوڑونگا اور اسوقت بھی
جو تو میری خاک پر ہو کر گذریگا تو میری گرد تیرا دامن پکڑ لیگی

فرورفت از غم عشقت دمم دم میدهی تا کی
دمار از من برآوردی نمیگویی برآوردم

تیرے عشق میں میرا دم نکل گیا تو مجھکو کب تک دم دیتا رہیگا
مجھسے جان نکال لی اور تو یہ نہیں کہتا کہ میں نے نکالی ہے

شبی دل را بتاریکی ز زلفت باز می‌جستم
رخت میدیدم و جامی ز لعلت باز میخوردم

ایک شب دلکو تاریکی میں تیری زلف سے پھر ڈھونڈا میں نے
تیرے رخ کو دیکھا میں نے اور لب لعل سے پھر پیالہ پیا میں نے

کشیدم در برت ناگاه و شد در تاب گیسویت
نهادم بر لبت لب را و جان و دل فدا کردم

یکایک میں نے تجھکو بغل میں لیا اور تیرے گیسو میں پیچ پڑا
میں نے لب تیرے لب پر رکھا اور جان و دل کو فدا کر دیا

تو خوش میباش با حافظ برو گو خصم جان میده
چو گرمی از تو می‌بینم چه باک از خصم دم سردم

تو حافظ کے ساتھ خوش رہ اور دشمن سے کہدے کہ جان دیا کر
جب میں تیری گرمی دیکھتا ہوں تو دشمن کے دم سرد سے کیا خوف

یعنی ای محبوب تو حافظ کے ساتھ خوش وخرم رہ اور دشمن سے کہدے کہ جا اور مر جا کیونکہ جب مین تجکو محبت مین سرگرم اپنی طرف متوجہ پاتا ہون تو رقیب کی آہ سرد سے نہین ڈرتا۔

تو ہمچو صبحی و من شمع خلوت سحرم ۔ تبسمی کن و جان بین کہ چون ہمی سپرم

تو صبح کی مانند ہے اور مین سحر کی شمع خلوت ہون ۔ تبسم کر اور دیکھہ کہ جان کسطرح سونپتا ہون

صبح ہونی کو صبح کا ہنسنا قرار دیتے ہین اور قاعدہ ہے کہ صبح ہونے پر شمع گل کردی جاتی ہے لہذا مطلب یہ ہے کہ ای معشوق تو صبح کی مانند ہے اور مین خلوت کی شمع سحری کی طرح۔ پس تو ذرا تبسم کر اور پھر دیکھہ کہ مین کسطرح اپنی جان دیتا ہون۔

چنین کہ در دل من داغ زلف سرکش تست ۔ بنفشہ زار شود تربتم چو در گذرم

میرے دل مین تیری زلف سرکش کا ایسا داغ پڑا ہے ۔ کہ اگر مین مرون تو میری تربت تمام بنفشہ زار ہو جائے

زلف کی رعایت سے بنفشہ زار کا لفظ آیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ میرے دل مین تیری زلف سرکش کا داغ اس طرح پر پڑا ہوا ہے کہ میری مرنے کے بعد بھی میری

بر آستان امیدت گشادہ ام در چشم ۔ کہ یک نظر فگنی چون فگندی از نظرم

تیرے آستان امید پر مین نے آنکھہ کھولی ہے ۔ کہ ایک نظر ڈالے جب تو مجھے نظر سے گرا دے

غلام مردم چشمم کہ با سیاہ دلی ۔ ہزار قطرہ ببارد چو درد دل شمرم

مین اپنی آنکھہ کی پتلی کا غلام ہون کہ باوجود سیاہ دلی کے ۔ ہزار بوند مین خون گرادے اگر درد دل کا اظہار کردون

چہ شکر گویمت ای خیل غم عفاک اللہ ۔ کہ روز بیکسی آخر نمیروی ز سرم

ای انبوہ غم تیرا کیا شکر ادا کرون خدا تجکو جزای خیر دے ۔ کہ بیکسی کے ایام مین بھی تو میرے سر سے نہین جاتا

حافظ صاحب گویا غم کی وفاداری کی ممنون ہین کہ وہ حالت بیکسی مین اوسوقت بھی ہمراہ ہے جب کوئی پرسان حال نہین غالب دہلوی نے خیال معشوق کی وفاداری مین یہ شعر کہا ہے ۔ کتنا باوضع ہے خیال اونکا بیکسی مین بھی ۔ کہ جاتا ہے چلا اور امیر مینائی لکھنوی غم کے مشکور ہونیکی برعکس اوسپر الٹا احسان کرتے ہین لکھتے ہین کہ ۔ کریگا مجکو ای غم یاد بعد مرگ تو برسون ۔ کہلایا ہے جگر برسون پلایا ہے لہو برسون ۔

بہر نظر بت ما جلوہ میکند لیکن ۔ کس این کرشمہ نبیند کہ من ہمی نگرم

ہر وقت ہمارا معشوق جلوہ کرتا ہے لیکن ۔ کوئی اوس کرشمہ کو نہین دیکھتا اور مین دیکھتا ہون

یعنی فیضان الہی ہر وقت اپنا جلوہ دکھا رہا ہے لیکن اوسکے کرشمہ کو جیسا مین دیکھتا ہون ایسا کوئی نہین دیکھتا۔

بخاک حافظ اگر یار بگذرد چون نسیم چو غنچه در لحد تنگ خود کفن بدرم
اگر یار حافظ کی خاک پر نسیم کی طرح گذر جاوے تو مین غنچہ کی مانند تنگ لحد مین اپنا کفن چاک کر ڈالون

چونکہ نسیم سے کلیان کھلتی ہین اور غنچہ سے اور تنگی سے مناسبت ہے اسلئے فرماتے ہین کہ اگر یار میری قبر کے قریب ہوکر باد نسیم کی طرح جلدی سے بھی گذر جائے تب بھی تنگ لحد مین اپنا کفن پھاڑ ڈالون۔

چرا نه در پی عزم دیار خود باشم چرا نه خاک کف پای یار خود باشم
کسواسطے مین اپنے وطن کے عزم کی درپے نہون کسلئے اپنے یار کی خاک کف پا نہون

غم غریبی و غربت چو بر نمی تابم بشهر خود روم و شهریار خود باشم
چونکہ غریبی اور غربت کا غم مجھسے نہین اوٹھایا جاتا اسلئے اپنے شہر کو جاؤن اور بادشاہ ہوجاؤن

یہ دونون شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ کسواسطے مین اپنے دیس کا عزم نکرون اور یار کے پانون کی خاک کیون نہون۔ اسلئے کہ مجھسے غریبی اور مسافرت کی سختیان نہین سہی جاتین پس جب مین اپنے شہر مین پہونچونگا جس سے عالم جاودانی مراد ہے تو یار کے قرب مین ہوکر جس سے خدا تعالی مقصود ہے بادشاہ ہوجاؤنگا۔

ز محرمان سراپردهٔ وصال شوم ز بندگان خداوندگار خود باشم
سراپردۂ وصال کے واقف کارون مین اور اپنے خداوندگار خاص کے غلامون مین ہوجاؤنگا

یعنی جب مین سراپردۂ وصال کے واقف کارون اور خداوند کے خاص غلامون مین سے ایک غلام ہوجاؤنگا تو یہ وجہ میری بادشاہی کی ہوگی۔

چو کار عمر نه پیداست باری آن اولی که روز واقعه پیش نگار خود باشم
جب عمر کا کام ناپید ہے تو اس سے یہی بہتر کہ واقعہ کے روز اپنے معشوق کے سامنے ہوؤن

یعنی جب عمر کا مطلب نہین معلوم ہوتا کہ کیون جلد جلد گذر جاتی ہے اور وفا نہین کرتی تو اس سے یہی بہتر ہے کہ موتوا قبل ان تموتوا کی حدیث شریف پر ہو جب واقعہ کے دن جس سے موت کا دن مراد ہے اللہ تعالی کے سامنے حاضر ہوجاؤن۔ خلاصہ یہ کہ سوای اللہ کی کسی طرف رخ نکرون اور اوسکے ذکر و فکر مین مشغول ہوکر موت سے قبل فنا فی اللہ ہوجاؤن۔

ز دست بخت گران خواب و کار بی سامان اگر کنم گله رازدار خود باشم
بخت گران خواب اور کار بیسامان کی ہاتھ سے اگر کوئی گلہ کرون تو رازدار اپنا ہون مین

همیشه پیشه من عاشقی و رندی بود دگر بکوشم و مشغول کار خود باشم
ہمیشہ میرا کام عاشقی اور رندی تھا اور کوشش کرونگا اور اپنے کام مین مصروف رہون

بود کہ لطف ازل رہنمون شود حافظ
وگرنہ تا بابد شرمسار خود باشم

شاید کہ ازلی لطف میرا رہنمون بنے
نہین تو ابد تک مین اپنی آپ سے شرمسار رہونگا

مقطع اور مقطع سے اوپر کا شعر یہ دونون قطعہ بند ہین- اور مطلب یہ ہے کہ میرا پیشہ صداعاشقی و رندی کا ہے مجھکو اسمین اور کوشش کرنی چاہیے شاید لطف ازلی میرا رہنمون بنجاے اور منزل مقصود پر پہونچ جاؤن اور جو ایسا نہین کرونگا تو مجھکو اپنی آپ ہی سے شرمسار ہونا پڑیگا

چل سال بیش رفت کہ من لاف میزنم
کز چاکران پیر مغان کمترین منم

چالیس برس ہوی کہ مین عشق کا دم بھر رہا ہون
کہ مین ہنوز پیر مغان کے نوکرون مین کمتر ہون

ہرگز بیمن عاطفت پیر می فروش
ساغر تہی نشد ز می صاف روشنم

پیر می فروش کی مہربانی کی برکت مین
میرا پیالہ کبھی صاف اور شفاف شراب سے خالی نہین ہوا

در حق من بدرد کشی ظن بد مبر
کالودہ گشت خرقہ ولے پاکدامنم

درد کشی کے لئے میری حق مین گمان بد نہ لیجا
گو خرقہ شراب مین آلودہ ہے لیکن مین پاکدامن ہون

شہباز دست پادشہم این چہ حالت است
کز یاد بردہ اند ہواے نشیمنم

مین شاہ کے ہاتھہ کا شہباز ہون یہ کیا حالت ہے
کہ میری یاد سے میرے نشیمن کی ہوا نکل گئی ہے

قل الروح من امر ربی کے اعتبار سے روح کو خدا کی ہاتھہ کا شہباز قرار دیکر فرماتے ہین کہ مین تو خدا کی یاد ہوی اور ہاتھہ پر رہنے والی شہباز کی طرح ہون نہین معلوم دنیا مین آکر یہ کیا حالت ہوگئی کہ یہان چند روز کیواسطے آکر مین اپنی اصلی مسکن کو بھول گیا

حیف ست بلبلی چو من اکنون درین قفس
با این لسان عذب کہ خامش چو سوسنم

تعجب ہے کہ مجھسا بلبل اب اس قفس مین
باوجود اس شیرین دہنی کے مثل سوسن کی خاموش ہوا

قفس سے جسد عنصری اور بلبل سے روح مراد ہے یعنی تعجب ہے کہ مجھسا بلبل خوش گفتار اس قفس عنصری کی قید مین باوجود شیرین دہنی کی خاموش ہے

آب و ہواے پارس عجب سفلہ پرورست
کو ہمرہی کہ خیمہ ازین خاک برکنم

فارس کی آب و ہوا عجب کمینہ پرور ہے
کون ہمراہ ہے کہ جسکے ساتھ یہان سے خیمہ اکھاڑون

فارس سے یہ جہان مراد ہے خیمہ اکھاڑنے سے سفر آخرت اختیار کرنا یعنی یہ دنیا عجیب دون پرور ہے یہان سے خیمہ اٹھاکر سفر آخرت اختیار کرنا چاہیے

فوران شہ خجستہ کہ در من یزید فضل
شد منت مواہب او طوق گردنم

اور اس شاہ خجستہ کا شکر کہ مزید فضل سے
اوسکی بخششونکی احسان کا طوق میری گردن مین پڑا ہے

شہ خجستہ سے مرشد مراد ہے- باقی مطلب صاف-

حافظ بزیر خرقه قدح تا بکی کشی
در بزم خواجه پرده ز کارت بر افکنم

اے حافظ خرقہ کے نیچے کب تک پیالہ چھپایا کریگا
مین صاحب کی محفل مین تیرے کام پر سے پردہ اٹھا دونگا

یعنی اے حافظ تو لوگوں کی نظروں سے چھپ چھپ کر کب تک شراب پیئے گا۔ ٹھہر تو سہی انشاء اللہ تعالیٰ مین آقا کی مجلس مین سب لوگوں کو تیری اس حرکت سے آگاہ کرونگا۔

حاشا که من بموسم گل ترک می کنم
من لاف عشق میزنم این کار کی کنم

مین موسم گل مین ہرگز شراب نہ چھوڑون گا
مین عشق کا دم بھرتا ہون بھلا مجھسے یہ کام کب ہو سکتا ہے

مطرب کجاست تا همه محصول زهد و علم
در کار بانگ بربط و آواز نی کنم

مطرب کہان ہے تاکہ تمام زہد و علم کا محصول
آواز بربط اور آواز نے پر حاصل کرون مین

از قال و قیل مدرسه حالی دلم گرفت
یک چند نیز خدمت معشوق و می کنم

اب کہ مین مدرسہ کی قیل و قال سے گھٹ گیا ہون
تھوڑے دنون معشوق اور مے کی خدمت ہی کرنی چاہتا ہون

یعنی اب مین مدرسہ کی بکبک جھک جھک سے گھٹ گیا ہون لہذا چندروز مرشد کامل کی خدمت اور عشق و محبت کی کیفیت ہی دیکھنی چاہتا ہون۔

کو پیک صبح تا گله های شب فراق
با آن خجسته طالع فرخنده پی کنم

تاکہ پیک صبح سے شب فراق کے گلے
اوس خجستہ طالع اور فرخندہ پے کے ساتھ کرون مین

کی بود در زمانه وفا جام می بیار
تا من حکایت جم و کاوس و کی کنم

زمانہ مین کب وفا تھی جام شراب لا
تاکہ مین جمشید اور کاوس اور کیخسرو کی حکایت سناؤن

از نامه سیاه نترسم که روز حشر
با فیض لطف او صد ازین نامه طی کنم

نامۂ اعمال کی سیاہی سے نہین ڈرتا ہون مین کہ حشر کے دن
اوسکے لطف اور فیض سے ایسے سو نامے طے کرسکتا ہون

خاک مرا چو در ازل از می سرشته اند
با مدعی بگو که چرا ترک وی کنم

جبکہ میری خاک ازل مین شراب سے گوندھی گئی ہے
تو مدعی سے کہو کہ مین اوسکو کسطرح چھوڑ دون

این جان عاریت که به حافظ سپرد دوست
روزی رخش ببینم و تسلیم وی کنم

یہ مستعار جان جو کہ دوست نے حافظ کو سونپی ہے
کسی روز اوسکا رخ دیکھونگا اور اوسکے سپرد کرونگا

یہان تسلیم کے معنی سپرد کرنے کے لئے گئے ہین۔ یعنی جس دوست نے (حافظ کو) مجکو یہ جان بطور عاریت دی ہے جب کسی روز اوسکا رخ دیکھونگا تو اوسکی دنیاوی مین اوس جان اوسے سونپ دونگا۔ کیونکہ اسکے سوا میرے پاس اور کچھ ہے نہین۔

حالیا مصلحت وقت در آن می بینم
کہ کشم رخت بمیخانہ و خوش بنشینم

اب مصلحت وقت اسمین دیکھتا ہون مین
کہ اسباب میخانہ مین اوٹھا لیجا کر وہان چین بسر کرون

جز صراحی و کتابم نبود یار و ندیم
تا حریفان دغا را بجہان کم بینم

سواے صراحی و کباب کے میرا یار و مصاحب نہو
تا کہ حریفان دغا کو جہان مین کم دیکھون مین

بسکہ در خرقہ سالوس زدم لاف صلاح
شرمسار رخ ساقی و می رنگینم

ازبسکہ فریب کے خرقہ مین مینے پرہیزگاری کی شیخی ماری تہی
اب رخ ساقی اور رنگین شراب سے شرمسار ہون

یعنی مینے مکر کا خرقہ پہن کر پرہیزگاری کا دم بہرا تہا کہ جو کچہ خوبی ہے وہ اسی مین ہے چونکہ اوسمین کوئی خوبی اصلی نہ تہی اس سبب سے مین مرشد کامل اور عشق سے شرمسار ہون۔

جام می گیرم و از اہل ریا دور شوم
یعنی از اہل جہان پاکدلی بگزینم

پیالہ لون مین اور اہل ریا سے دور رہو جاؤن
یعنی مین اہل جہان سے پاکدلی اختیار کرلون

سر بآزادگی از خلق برآرم چون سرو
گر دہد دست کہ دامن ز جہان برچینم

سرو کی طرح آزادگی مین خلق سے سر نکالون
اگر موقع لگے تو دامن جہان سے اوٹھاؤن مین

سینہ تنگ من و بار غم او ہیہات
مرد این بار گران نیست دل مسکینم

میرا تنگ سینہ اور اوسکے غم کا بوجہ افسوس
میرا دل مسکین اس بار گران کا متحمل نہین ہے

دل و جانم بخیال سر زلف تو بسوخت
ور گوا بایدت اینک نفس مشکینم

میرا دل و جان تیرے سر زلف کے خیال مین جل گیا
اور تجہکو گواہ کی ضرورت ہو تو یہ نفس مشکین موجود ہے

چونکہ جل کر چیز سیاہ ہو جاتی ہے اور مشک بہی سیاہ ہوتا ہے اس رعایت سے اور نیز سرد ہونیکے اعتبار سے نفس مشکین کا لفظ لائے ہین۔ گوا

بر دلم گرد ستمہاست خدایا مپسند
کہ مکدر شود آئینہ مہر آئینم

میرے دل پر ستمون کی گرد ہے خدا کیلئے اسے پسند نکر
کہ میرا آئینہ محبت مکدر ہو جاتا ہے

آئینہ مہر آئین سے دل مراد ہے یعنی میرے دل پر تیرے ظلمونکی گرد جمی جاتی ہے چونکہ تجہکو دیکہنے کا آئینہ یا آئینہ محبت یہی دل ہے اسلئے تو اسے مکدر نکر۔ خلاصہ یہ کہ مجہپر ظلم روا نرکہہ

بندۂ آصف عہدم دلم آزردہ مکن
کہ اگر دم زنم از چرخ بخواہد کینم

مین آصف عہد کا غلام ہون میرا دل نہ دکہا
کہ اگر مین آسمان کی شکایت کرون تو اس سے بدلہ لیگا

یعنی مین آصف عہد کا جس سے مرشد کامل مراد ہے بندہ ہون اور وہ وہ ہے کہ اگر مین اوسکے سامنے آسمان کی کج ادائی کی شکایت کرون تو وہ اوس سے بھی بدلہ لے سکتا ہے پس یہ عجب ہے کہ مین ایسا ہو کر میرا آقا مجھسے میری دل آزاری کا عوض نہ لے اور مجھے نقصان ہو

من اگر رند خراباتم وگر حافظ شہر
این متاعم کہ تو می بینی وکمتر زینم

مین اگر خرابات کا رند ہون یا شہر کا حافظ
یہ پونجی جو تو دیکھتا ہے مین اس سے بھی کمتر ہون

یعنی مین اگر رند خرابات ہون یا اگر شہر کا محافظ ہون غرض جو کچھ بھی ہون مین اس حیثیت سے نہایت کم ہون جو تو میری سمجھ رہا ہے

حجاب چہرۂ جان میشود غبار تنم
خوشا دمی کہ ازین چہرہ پردہ بر فکنم

معشوق کے چہرہ کا حجاب میرے تن کا غبار ہو گیا ہے
وہ وقت کیا اچھا ہوگا کہ مین اس چہرہ سے پردہ اوٹھاؤنگا

یعنی یہ میرا غبار تن جس سے جسم عنصری مراد ہے معشوق کے چہرہ کا حجاب ہو گیا ہے پس وہ وقت ہی میرے لئے کیا اچھا ہوگا جبکہ مین اس حجاب کو چہرۂ معشوق سے ہٹا دونگا یعنی مر جاؤنگا اور اوس سے ملجاؤنگا۔ جسم عنصری حقیقت مین حق کے اور انسان کے درمیان پردہ بنا ہوا ہے جب عارف اس ہیکل خاکی کو چھوڑ دیتا ہے تو حق سے یا اپنی اوسی اصل سے جا ملتا ہے جس سے کہ وہ علیحدہ ہوا تھا۔ چنانچہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی مثنوی کے شروع مین اسی مضمون کا ذکر کیا ہے۔

چنین قفس نہ سزای من خوش الحانست
روم بگلشن رضوان کہ مرغ آن چمنم

مجھ خوش الحان کے لئے یہ قفس مناسب نہین ہے
مین باغ بہشت مین جاؤنگا کہ اوسی چمن کا مرغ ہون

قفس سے یہ جسم خاکی یا قفس دنیا اور گلشن رضوان سے بہشت یا عالم قدس مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ قفس مجھ خوش الحان مرغ کیواسطے بالکل مناسب نہین ہے مین باغ بہشت کا پرند ہون اور وہین جانا چاہتا ہون۔ اس شعر سے بھی وصال حق کی آرزو پائی جاتی ہے بمصداق آیۂ کریمہ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۵ چونکہ عارفان کامل کی موت کو اونکی اصطلاح مین وصال کہتے ہین اسلئے موت کی آرزو کرنا حافظ صاحب کیواسطے وصل کی آرزو سمجھنا چاہئے۔

عیان نشد کہ چرا آمدم کجا بودم
دریغ و درد کہ غافل ز کار خویشتنم

معلوم نہوا کہ مین کسواسطے آیا اور کہان تھا
افسوس صد افسوس کہ مین اپنے کام سے بھی غافل ہون

یعنی یہ بھید مجھپر نہ کھلا کہ اس زندگی مستعار سے پہلے مین کہان تھا اور اب یہان جو آیا ہون تو کس غرض سے آیا ہون افسوس کہ مجکو اپنی جان کی کچھ خبر نہین اور مین بالکل اپنے کام سے غافل ہون۔

چگونہ طوف کنم در فضای عالم قدس
چو در سراچۂ ترکیب تختہ بند تنم

مین فضای عالم قدس کی سیر کسطرح کر سکتا ہون
جبکہ سراچۂ ترکیب یعنی میرے جسم کو جکڑ دیا ہے

اگر ز خون دلم بوی عشق می آید
عجب مدار کہ ہمدرد نافۂ ختنم

اگر میرے دل کے خون سے عشق کی بو آئے
تو تعجب مت کر کہ مین نافۂ ختن کا ہمدرد ہون

مرا کہ منظر حور است مسکن و ماوی
چرا بکوی خراباتیان بود وطنم

مین کہ میرا مسکن اور ٹھکانہ حور کا منظر ہے
کسلئے خراباتیون کے کوچہ کو اپنا وطن بناؤن

کوچۂ خراباتیون سے دنیا مراد ہے اور منظر حور سے عالم قدس مطلب یہ ہے کہ جب میرا ٹھکانہ عالم قدس ہو تو مین دنیا کو اپنا وطن کیون بناؤن

طراز پیرہن زرکشم مبین چون شمع
کہ سوزہاست نہانی درون پیرہنم

مین پیرہن زرکش کا نقش ہون مجکو شمع کی مانند نجان
کیونکہ میری لباس کے اندر خفیہ نور بھرے ہوے ہین

بیا و ہستی حافظ ز پیش او بردار
کہ با وجود تو کس نشنود ز من کہ منم

آ اور حافظ کی ہستی کو اوسکے سامنے سے اوٹھا
کہ باوجود تیرے کوئی مجھسے یہ نہ سنے کہ مین بھی ہون

یعنی ای محبوب حافظ کی ہستی کو اوس سے لیلے جب تیرا وجود واجب الوجود ہے تو حافظ سے کوئی یہ کیون سنے کہ مین بھی کوئی چیز ہون

خرم آن روز کزین منزل ویران بروم
راحت جان طلبم وز پی جانان بروم

وہ کیا اچھا روز ہو کہ مین اس منزل ویران سے روانہ ہون
راحت جان کو ڈھونڈون اور پیچھے معشوق کی جاؤن

منزل ویران سے دنیا اور راحت جان سے معشوق مراد ہے خلاصہ یہ کہ وہ دن کیا اچھا ہو جسدن اس منزل فانی سے گذر جاؤن اور معشوق کی تلاش مین جاؤن

گرچہ دانم کہ بجایی نبرد راہ غریب
من ببوی خوش آن زلف پریشان بروم

اگرچہ مین جانتا ہون غریب مسافر کو راہ منزل پر نہین پہنچاتی
تاہم مین اوس زلف پریشان کی بو پر جاؤن گا

چون صبا با دل بیمار و تن بی طاقت
بہواداری آن سرو خرامان بروم

صبا کی طرح بادل بیمار اور بے طاقت جسم کے ساتھ
اُس سرو خرامان کی ہواداری مین جاؤنگا مین

دلم از وحشت زندان سکندر بگرفت
رخت بربندم و تا ملک سلیمان بروم

میرا دل سکندر کی قید سے بیزار ہو رہا ہے
اسباب باندہون تا کہ ملک سلیمان مین پہونچون

زندان سکندر سے دنیا اور ملک سلیمان سے عالم بقا مراد ہے یعنی میرا دل قیدخانہ دنیا کی تنگی سے تنگ ہو گیا ہے اب رخت زندگی اوٹھا کر عالم بقا مین

در رہ او چو قلم گر بسرم باید رفت
با دل زخم کش و دیدۂ گریان بروم

اگر اوسکی راہ مین قلم کی طرح میرے سر پر گذرے
تو بھی درد اوٹھاتا اور روتا ہوا چلا جاؤن گا

قلم کی طرح سر پر گذرنا سر قلم ہو جانا اور قلم کی طرح دردمند ہو کر اپنا سر قلم کی سی آواز نکالنا سیاہی گرانے سے مراد ہو کہ جاری

نذر کردم که گر این غم بسر آید روزی | تا در میکده شادان و غزلخوان بروم
مین نے منت مانی ہے کہ جس دن یہ غم تمام ہوگا | میخانہ کے در تک مین خوش اور غزلخوان جاؤنگا

بهواداری او ذره صفت رقص کنان | تا لب چشمه خورشید درخشان بروم
اوسکے جلوہ مین ذرہ کی مانند رقص کرتا ہوا | چشمہ خورشید درخشان کے پاس تک پہونچونگا

نازکان را چه غم حال گرانباران نیست | ساربانان مددی تا خوش و آسان بروم
معشوقون کو جب نہ عشقون کے حال کی پروا نہین ہے | تو اے ساربان تو ہی مدد کر تاکہ خوش و خرم جاؤن

یعنی معشوق کو تو عاشق کا کچھ غم نہین ہے اسلئے اے اونٹ بان تو ہی متوجہ ہو تاکہ مین آسانی اور خوشی کے ساتھ چلا چلون۔

ور چو حافظ نبرم ره ز بیابان بیرون | همره کوکبهٔ آصف دوران بروم
اور جو حافظ کی طرح راستہ سے جنگل کا نپاؤن گا | تو آصف عہد کے لشکر کی ہمراہ چلا چلون گا

مطلب صاف ہے تشریح طلب نہین

خیال روی تو در کارگاه دیده کشیدم | بصورت تو نگاری ندیدم و نشنیدم
مین نے تیرے چہرہ کا خیال کارگاہ چشم مین باندہا ہے | تیری صورت کا کوئی معشوق نہ تو دیکھا نہ سنا

امید خواجگیم بود بندگی تو کردم | هوای سلطنتم بود خدمت تو گزیدم
مجھے جب خواجگی کی امید تہی تو تیری بندگی کی | جب سلطنت کی خواہش ہوئی تو تیری خدمت اختیار کی

یعنی اے محبوب مجھے تیری غلامی مین آقائی اور تیری خدمتگاری مین بادشاہی ہے اسلئے نہ مجکو خواجگی چاہئے نہ دنیا کی سلطنت۔

اگرچه در طلبت همعنان باد شمالم | بگرد سرو خرامان قامتت نرسیدم
مین اگرچہ تیری طلب مین باد شمال کی ہمرکاب ہون | تو بھی گرد کے ساتھ تیرے سرو خرامان قامت تک نہین پہونچ سکتا

امید در سر زلفت بروز عهد ببستم | طمع بدور دهانت ز کام دل ببریدم
مین نے تیری زلف کے سرے مین اپنی امید کو ازل کے روز باندہا تہا | اور تیرے دہن کے عہد مین دل کے مقصد کی طمع قطع کر دی

گناه چشم سیاه تو بود و ناوک غمزه | که من چو آهوی وحشی ز آدمی برمیدم
تیری چشم سیاہ کا گناہ غمزہ کا ناوک تہا | کہ مین وحشی ہرن کی طرح آدمی سے بہاگا

... چشم کی رعایت سے آدمی کا لفظ اور اوسکے واسطے ہرن اور وحشی اور ناوک اور امید کے الفاظ جب لائے ہین۔ اور مطلب شعر کا یہ ہے کہ اے محبوب یہ تیرے غمزہ چشم کا ناوک تہا جسکے سبب سے مین آدمیون سے نفرت کر کے بہاگنے لگا اور وحشی ہو گیا یعنی مجکو تیری چشم سیاہ نے ...

[illegible]

زشوق چشمۂ نوشت چہ قطرہا کہ فشاندم — **زلعل روح فزایت چہ عشوہا کہ خریدم**

مین نے یہ جو کچھ قطرے گرائی تیری چشمۂ نوش کے شوق مین گرائی — اور یہ جو کچھ عشوے خرید کیے تیری لعل روح افزا کی وجہ سے خرید کیے

چشمۂ نوش سے معشوق کی آنکھ مراد ہے اور لعل روح افزا سے لب اور مطلب یہ ہے کہ جو کچھ زاری مین نے کی صرف تیری چشم کے شوق مین کی اور یہ جو کچھ عشوے کہ مول لئے تیرے ہی لب کی بدولت مول لئے۔

زغمزہ بر دل ریشم چہ تیرہا کہ کشادی — **زغصہ بر سر کویت چہ بارہا کہ کشیدم**

کون سے تیر تھے کہ غمزہ سے میرے زخمی دل پر نہ بیٹھے — کون سی مصیبت تھی کہ جو غصہ سے مین نے تیری کوچہ مین اوٹھائی

زکوی یار بیار ای نسیم صبح غباری — **کہ بوی خون دل ریش ازان غبار شنیدم**

اے نسیم صبح کوچۂ یار سے کوئی غبار مجھ تک لا — تا کہ اپنے دل ریش کے خون کی بو اوس غبار سے سونگھون

چو غنچہ بر سرم از کوی او گذشت نسیمی — **کہ پردہ بر دل خونین بہوای او دریدم**

جو میرے پاس ہو کر اوسکے کوچہ کی نسیم گذرے — تو غنچہ کی طرح خونین دل کا پردہ اوسکی آرزو مین پارہ پارہ کیا

بخاک پای تو سوگند نور دیدۂ حافظ — **کہ بی رخ تو فروغ از چراغ دیدہ ندیدم**

اے حافظ کی آنکھونکے نور تیری خاک پا کی قسم — کہ بغیر تیری رخ کی روشنی کے آنکھ کے چراغ کو [illegible]

چونکہ آنکھ کی روشنی خدا کی نور کی روشنی ہے یا یہ کہ آنکھ اوسی نور سے روشن ہے اسلئے حافظ صاحب فرماتے ہین کہ اے محبوب حقیقی تیری خاک پا کی یعنی کائنات کونین کی قسم کہ مین نے کوئی آنکھ ایسی نہ دیکھی جسمین تیرے رخ انور کی روشنی نہو۔

خیال روی تو گر بگذرد بگلشن چشم — **دل از پی نظر آید بسوی روزن چشم**

اگر آنکھ کی گلشن مین ہو کر تیرے چہرہ کا خیال گذر جاے — تو دل اوسکے تماشہ کے لئے آنکھ کے سوراخ سے ہو کر باہر نکلے

یعنی تو تو اگر تیرے چہرہ کا خیال گلزار چشم مین سما جاے تو اوسکے دیکھنے کو دل روزن چشم سے باہر آنیکا قصد کرے۔

بیا کہ لعل و گہر در نثار مقدم تو — **زگنج خانۂ دل میکشم بمخزن چشم**

آ کہ تیرے خیر مقدم پر نثار کرنیکے لئے لعل و گوہر — خانۂ دل کے خزانہ سے آنکھ کے مخزن کی طرف لاتا ہون

لعل و گہر یعنی اشک خونین خانۂ دل کی خزانہ سے لانا یعنی خون دل رونا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب میری طرف آ تا کہ تیرے خیر مقدم کے لئے اپنے خزانۂ دل کے لعل و گوہر یعنی خونین اشک آنکھوں مین لا کر تیرے قدمون پر نثار کرون۔ خلاصہ یہ کہ آنکھوں کے راستہ خون دل روون

سزای تکیہ گہت منظری نمی بینم — **منم بعالم و این گوشۂ معین چشم**

تیری تکیہ گاہ کی لائق کوئی چیز نہین دیکھتا ہون — مین ہون اور جہان مین یہ چشم کا معین گوشہ ہے

یعنی اے محبوب تیری تکیہ گاہ کی لائق ہیں اس عالم مین کوئی شے نہین پاتا البتہ یا تو مین خود اس لائق ہون کہ تیرا تکیہ گاہ ہون یا میرا گوشہ چشم جو معین شکل کا ہے وہ اس قابل ہے کہ تیرا تکیہ گاہ بنے۔

سحر سرشک روانم سر خرابی داشت | **گرم نہ خون جگر میگرفت دامن چشم**

صبح کو اشک روان خرابی کا خیال رکھتا تھا | اگر میرا خون جگر آنکھ کا دامن نہ پکڑ لیتا

نخست روز کہ دیدم رخ تو دل میگفت | **اگر رسد خللے خون من بگردن چشم**

اول روز جب مین نے تیرا رخ دیکھا تو دل کہتا تھا | کہ اگر کوئی خلل واقع ہو تو میرا خون آنکھ کی گردن پر ہوگا

یعنی اے محبوب جب مین نے اول روز جس سے روز ازل مراد ہے تیرا رخ انور دیکھا تو دل نے آنکھ سے یہ کہا تھا کہ مبادا اگر کوئی خلل واقع ہوا یعنی عاشق مر گیا تو اوسکا خون آنکھ کی گردن پر ہوگا اسلئے کہ اوسنے تیری چہرۂ تابان کو دیکھا تھا خلاصہ یہ کہ اگر عاشق کی موت عشق محبوب کی وجہ سے واقع ہوئی تو اوسکا مواخذہ آنکھ کی گردن پر رہیگا جسنے محبوب کو دیکھکر عشق کیا تھا۔

ببوی مژدۂ وصل تو تا سحر ہمہ شب | **براہ باد نہادم چراغ روشن چشم**

تیرے مژدۂ وصل کی امید پر صبح تک تمام رات | مین نے چشم روشن کا چراغ ہوا کی راہ مین رکھا

بمردمی کہ دل دردمند حافظ را | **مزن بناوک دلدوز مردم افگن چشم**

تجھکو جمعیت انسانی کی قسم کہ حافظ کے دردمند دل کو | چشم کے ناوک دلدوز مردم افگن سے قتل نکر

ناوک دلدوز مردم افگن آنکھ کی صفت ہے یعنی اے محبوب تجھکو اپنی جوانمردی کی قسم کہ تو دل دردمند حافظ کو اپنی چشم کے ناوک دلدوز سے جو آدمیون کا مارنیوالا ہے قتل نکر۔ اور اوسپر رحم فرما۔

خیز تا از در میخانہ کشادی طلبیم | **بر در دوست نشینیم و مرادی طلبیم**

اوٹھ تاکہ میخانہ کے در سے کشایش کا ڈھونڈین | دوست کے دروازہ پر بیٹھین اور مراد پاوین

زاد راہ حرم دوست نداریم مگر | **بگدائی ز در میکدہ زادی طلبیم**

ہم حرم دوست کی زاد راہ اپنے پاس نہین رکھتے | لیکن گدائی کے ذریعہ میخانہ کے در سے زاد راہ طلب کرین

یعنی ہمارے پاس حرم دوست تک پہونچنے کی زاد راہ نہین ہے اسلئے مناسب ہے کہ فقیر بنکر میخانہ کے دروازہ سے زاد سفر طلب کرین تاکہ حرم دوست تک پہونچ سکین حاصل یہ کہ صرف مستی عشق و محبت محبوب حقیقی تک رسائی پانیکا ذریعہ ہے اور وہ (در میخانہ) مقام عشق سے مل سکتی ہے

اشک آلودۂ ما گرچہ روانست ولی | **برسالت سوی آن پاک نہادی طلبیم**

ہمارا اشک آلودہ اگرچہ روان ہے ولیکن | اوسکو اوس پاک نہاد کی طرف پیغامبری کیلئے طلب کرین

لذت داغ غمت بر دل ما باد حرام
تیرے غم داغ کی لذت ہمارے دل پر حرام ہوئیو

اگر از جور غم عشق تو دادی طلبیم
اگر غم عشق کے جور سے ہم داد رسی چاہین

نقطۂ خال تو بر لوح بصر نتوان زد
بصارت کی تختی پر تیری نقطۂ خال کو نہین مارا جاسکتا

مگر از مردمک دیدہ مدادی طلبیم
مگر آنکھ کی پتلی سے سیاہی ڈھونڈین

عشوۂ از لب شیرین تو دل خواست بجان
تیرے لب شیرین سے عشوہ کو دل جان سے چاہتا ہی

بشکر خندہ لبت گفت مزادی طلبیم
تیرے لب شکر خندہ سے بوسہ کی مراد ڈھونڈین

تا بود نسخۂ عطری دل سودازدہ را
جب تک دل دیوانہ کا نسخۂ عطر ہو

از خط غالیہ سای تو سوادی طلبیم
تیرے غالیہ سا خط سے سیاہی مانگین

چون غمت را نتوان یافت مگر در دل شاد
چونکہ تیرے غم کو سوای دل شاد کے نہین پایا جاسکتا

ما بامید غمت خاطر شادی طلبیم
ہم تیرے غم کی امید مین خوشدلی کو مانگین

یعنی جس حال مین کہ تیرا غم سوای دل شاد انکا اور دلمین نہین پایا جاتا تو ہمکو لازم ہی کہ صرف تیرے غم کی آرزو کیلئے خوشدلی کی طلب کیا کرین

بر در مدرسہ تا چند نشینی حافظ
حافظ تو مدرسہ کے در پر کب تک بیٹھا رہیگا

خیز تا از در میخانہ کشادی طلبیم
اوٹھ تا کہ میخانہ کے دروازہ سے کشادکاری ڈھونڈین

یعنی ای حافظ تو مدرسہ کے دروازہ پر جس سے کارخانہ ظاہری مراد ہی کب تک بیٹھا رہیگا یہان سے اوٹھ تاکہ میخانہ کے در سے جس سے کارخانہ باطنی مقصود ہی اپنی کشایش کار طلب کرین۔ مقطع کا مصرعۂ ثانی مطلع کا مصرعۂ اول ہے۔

خیز تا خرقۂ صوفی بخرابات بریم
اوٹھ تاکہ صوفی کے خرقہ کو میخانہ لے چلین

زرق و طامات ببازار خرافات بریم
فریب اور بہانہ بازی کو بازار خرافات مین بیچین

خرقۂ صوفی سے جسد عنصری مراد ہی خرابات یعنی میخانہ جس سے یہان مقام عشق تصور کرنا چاہیے زرق بناوٹ طامات لاف زنی خرافات بیہودہ باتین۔ مطلب یہ کہ ای مخاطب تجکو یہ اپنا قالب عنصری مقام عشق و محبت مین لیجلنا چاہیے یعنی عشق الہی کرنا چاہیے اور بہانہ بازی و ظاہری لاف زنی کو خرابات کے بازار مین بیچنا لازم ہی کیونکہ یہ اسی لائق ہے۔

تا ہمہ خلوتیان جام صبوحی گیرند
تاکہ تمام خلوتی صبوحی کا جام پیین

چنگ صبحی بدر پیر مناجات بریم
چنگ اور صبحی کو پیر مناجات کے در پر لیجاوین

پیر مناجات سے مرشد کامل مراد ہے اور صبحی ایک قسم کے باجہ کو کہتے ہین۔

ور نہد در رہ ما خار ملامت زاہد
از گلستانش بزندان مکافات بریم

اور جو زاہد ہماری راہ مین خار ملامت رکہے
تو ہم اوسکو گلستان سے مکافات کے قیدخانہ مین لیجاوین

شرم می آیدم از خرقۂ آلودۂ خویش
کہ بدین فضل و ہنر نام کرامات بریم

مجہکو اپنے آلودہ خرقہ سے شرم آتی ہے
کہ ہم اس فضل و ہنر پر کرامات کا نام لیتے ہین

قدر وقت ار نشناسد دل و کاری نکند
بس خجالت کہ ازین حاصل اوقات بریم

جو دل وقت کی قدر نہ پہچانے اور کوئی کام نکرے
تو بڑی شرم کی بات ہے کہ ہم اس سے وقتونکا حاصل لیجاوین

حاصل اوقات یعنی زاد آخرت یعنی جب ہمارا دل وقت کی قدر نہین پہچانتا اور نہ کوئی کام کرتا ہے تو اسکے ذریعہ سے حاصل اوقات لیجانا یعنی آخرت کے واسطے کوئی عمل نیک کرنا بڑی مشکل ہے مصرعۂ ثانیہ مین نفی کلام مقدر ہے جو ربط عبارت سے ظاہر ہوتی ہے

سوی رندان قلندر بره آورد سفر
دلق پشمینہ و سجادہ بطامات بریم

رندان قلندر کے پاس سفر سوغات لایا
ہم دلق پشمینہ اور سجادہ کو یاوہ گوئی مین بہاوین

با تو آن عہد کہ در وادی ایمن بستیم
ہمچو موسی ارنی گوی بمیقات بریم

اوس عہد کو جو تیرے ساتہ وادی ایمن مین باندہا تہا
موسیٰ ع م ارنی گوئی کی طرح ہم حشر مین لیجائینگے

وادی ایمن اوس صحرا کو کہتے ہین کہ جسمین موسیٰ علیہ السلام مع اپنی بی بی کے رات کیوقت سفر کر رہے تہے اور وضع حمل کا وقت آجانے پر آگ کی جستجو کرنیکے وہ ایک مقام پر تجلی کی روشنی نظر آئی تہی اوس جگہ پہونچکر آپکو پیغمبری عطا ہوئی ہم اسکا مفصل ذکر اسی شرح مین لکہہ چکے ہین۔ مگر اس موقع پر وادی ایمن صرف موسیٰ علیہ السلام کی حکایت سے آیا ہی ورنہ اس سے روز ازل مراد ہے ارنی یعنی مین تجہے دیکہونگا چونکہ موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے کہا تہا کہ یا اللہ مین تجہے دیکہونگا اسلئے یہی کا خطاب ارنی گوئی ہوگیا ہے۔ میقات یعنی روز وعدہ جس سے روز حشر مراد ہے۔ اور اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب ہم نے جو عہد تجہسے روز ازل کو باندہا تہا اوسکو تیری اشتیاق دیدار مین موسیٰ کی طرح روز حشر تک لیجائینگے کہ مبادا اسی ذریعہ سے تیرا دیدار میسر ہوجاے اور اوس سے فائز ہون کیونکہ ہم روز ازل کا عہد تیری طرف سے وفا کئے جانیکے مستحق ہین خواہ وہ حشر ہی مین وفا کیا جاے۔

فتنہ میبارد ازین طاق مقرنس برخیز
تا بمیخانہ پناہ از ہمہ آفات بریم

بہاگ کہ اس گنبد مدور سے فتنے برستے ہین
طرف میخانہ کی چل تاکہ تمام آفتون سے پناہ پاوین

مقرنس گول گنبد اور طاق مقرنس سے آسمان مراد ہے میخانہ سے مقام عشق۔ یعنی اے مخاطب اس دنیا سے بہاگ کیونکہ یہان آسمان سے فتنے برستے ہین اور میخانہ مین چل یعنی عشق الہی کر تاکہ تمام آفتون سے محفوظ ہوجاے۔

در بیابان فنا گم شدن آخر تا چند | رہ بپرسیم مگر پی بمہمات بریم

فنا کے بیابان مین گم ہو جانا کب تک ہوگا | راہ پوچھ لیتے ہین تا کہ مہمات سے پیچھے جائین

مہمات بمعنی مرادات - فنا ایک حالت ہے جو سالک کو اثنای سلوک مین طاری ہوا کرتی ہے اور ایک حالت بقا ہے کہ فنا کے بعد اوسمین داخل ہو کر منزل مقصود تک پہونچ جاتا ہین - لہذا مطلب شعر کا یہ ہے کہ ہم کب تک اس حالت فنا مین رہین گے مرشد کامل سے طریقہ سیکھنا چاہئے تاکہ حصول مرادات ہو یعنی فنا سے بقا مین پہونچین جسکا مرتبہ اعلیٰ تر ہے -

بادہ نوشیدن پنہان نہ نشان کرم ست | این میانجی بر ارباب کرامات بریم

پوشیدہ طور پر شراب پینا فیاضی کی دلیل نہین ہے | اس تحفہ کو اہل کرامات کے پاس لیے چلین

خاک کوی تو بصحرای قیامت فردا | ہمہ بر فرق سر از بہر مباہات بریم

کل کے دن صحرای قیامت مین تری کوچہ کی تمام خاک | ہم سر کے اوپر رکھکر بطور فخر لے جاوین گے

حافظ آب رخ خود بر در ہر سفلہ مریز | حاجت آن بہ کہ بر قاضی حاجات بریم

اے حافظ ہر کمینہ کے در پر نہ رو | حاجت وہی اچھی کہ جسکو ہم حاجتونکے پورا کرنیوالے کے سامنے لیجائین

یعنی ای حافظ ہر کمتر مخلوق کے سامنے نہ رو بلکہ خدا کے سامنے رونا چاہئے کہ جو سب کی حاجتون کا پورا کرنے والا ہے -

در خرابات مغان گر گذر افتد بازم | حاصل خرقہ و سجادہ روان در بازم

اگر خرابات مغان مین میرا گذر پھر ہو | تو خرقہ اور سجادہ کے حاصل کو فی الحال ترک کرون

یعنی اگر میرا گذر پیر مغان کے خرابات (جس سے صحبت مرشد مراد ہے) مین ہو تو جو کچھ مجھے خرقہ اور سجادہ سے حاصل ہوا ہے اوسکو فی الحال ترک کر دون خلاصہ یہ کہ خرقہ و سجادہ اسباب ریای ہین انکو مرشد کامل کی توجہ پر نثار کر ڈالون -

حلقۂ توبہ گر امروز چو زہاد زنم | خازن میکدہ فردا نکند در بازم

اگر آج کے دن زاہدونکی طرح توبہ کا حلقہ کھیچون | تو میخانہ کا خازن کل میری لئے ہرگز دروازہ نہ کھولے

ور چو پروانہ دہد دست فراغ البالی | جز بدان عارض شمعی نبود پروازم

اور جو مجکو فارغ البالی حاصل ہو | تو پروانہ کی طرح میری پرواز سوای اوس شمع عارض کے نہو

ماجرای دل سرگشتہ نگوییم باکس | زانکہ جز تیغ غمت نیست کسی دمسازم

دل سرگردان کا ماجرا مین کسی سے نہین کہتا | کہ سوای تیرے غم کی تیغ کے کوئی میرا دمساز نہین ہے

یعنی جبکہ حالت یہ ہے کہ سوای تری تیغ غم کے میرا کوئی اور دمساز نہین تو دل سرگشتہ کی کیفیت کس سے بیان کرون سلئے کہ تری

صحبت حور نخواہم کہ بود عین قصور — باخیال تو اگر با دگری پردازم

میں حور کی صحبت بھی نہیں چاہتا کہ یہ عین قصور ہے — کہ تیرے خیال سے کبھی دوسرے کے خیال کی طرف متوجہ ہوں

سر سودای تو در سینہ بماندی پنہان — چشم تردامن اگر فاش نکردی رازم

تیری محبت کا خیال سینہ میں پوشیدہ رہتا — اگر چشم کا دامن تر میرا راز فاش نکرتا

مرغ سان از قفس خاک ہوائی گشتم — بامیدی کہ مگر صید کند شہبازم

خاک کے قفس سے مرغ کی طرح ہوائی ہوا میں — اس امید پر کہ شاید شہباز مجھکو شکار کرلے

قفس خاک سے قالب عنصری مراد ہے۔ مرغ ہوائی ہونا قالب کو چھوڑکر اوڑجانا شہباز سے حق تعالی یا مرشد کامل کیطرف اشارہ ہے
یعنی میں نے اسلئے قفس خاکی کو چھوڑا اور مرغ ہوائی ہوا ہوں کہ شاید مجکو حق تعالی یا مرشد کامل اپنا شکار بنا ڈالے یعنی قریب
رکھ لے جس سے میں منزل مقصود کو پہونچ جاؤں اور اپنی مراد پاؤں۔

ہمچو چنگم بکنار آر و بدہ کام دلم — یا چو نی از لب خود یک نفسی بنوازم

یا تو مجکو چنگ کی طرح بغل میں دابکر دلی مراد برلا — یا بانسلی کی مانند اپنے لب سے ایک لمحہ کو لگا لے

چنگ کی طرح بغل میں داب یعنی اپنی وصل سے مسرور کر اور نے کی مانند اپنے لب سے لگا یعنی اپنے لب کا بوسہ دے۔

گر بہر موی سری بر تن حافظ باشد — ہمچو زلفت ہمہ را در قدمت اندازم

اگر ہر بال حافظ کے تن کا اوسکا سر ہوجاے — تو تیری زلف کی طرح ان سب سرونکو تیری قدموں میں ڈالوں

محبوب کے قدموں پر سر نثار کرنیکی تمنا ہے کہ ای محبوب اگر میرے جسم کا ہر بال ہی سر ہوجاے تو ان سب سرونکو میں اس طرح
تیرے قدموں پر رکھدوں کہ جسطرح تیری زلف کے بال تیرے قدموں پر پڑے رہتے ہیں۔

در خرابات مغان نور خدا می بینم — وین عجب بین کہ چہ نوری ز کجا می بینم

میں خرابات مغان میں خدا کا نور دیکھتا ہوں — اور یہ عجیب تماشہ تو دیکھو کہ نور کو کہاں دیکھتا ہوں

یعنی ای مخاطب میں خرابات میں خدا کے نور کا جلوہ دیکھہ رہا ہوں ذرا یہ تماشہ تو دیکھہ کہ خدا کا نور اور ایسی کثیف
جگہ۔ مگر باطنی معنی کے اعتبار پر خرابات مغان سے مقام عشق و توحید مراد ہے اور نور خدا دیکھنا یعنی مشاہدہ تجلی کرنا جو
صاحب مقام وحال کو مقام عشق میں دکھائی دیا کرتا ہے۔

کیست دردی کش این میکدہ یارب کہ درش — قبلہ حاجت و محراب دعا می بینم

یا اللہ اس میکدہ کا تلچھٹ نوش کون ہے — کہ میں اوسکے در کو قبلہ حاجت اور محراب دعا پاتا ہوں

جلوہ بر من مفروش ای ملک الحاج کہ تو　　خانہ می بینی و من خانۂ خدا می بینم

اے حاجیوں کے سردار میرے سامنے اپنی بزرگی نہ جتا　　تو خانہ دیکھتا ہے اور میں خانۂ خدا دیکھتا ہوں

خانہ سے مراد خانۂ کعبہ اور خانۂ خدا سے مراد مقام عشق ہے ملک الحاج حاجیوں کا سردار یا پیشوا جس سے زاہد کی طرف اشارہ ہے یعنی اے زاہد تو میرے سامنے اپنی عظمت کا اظہار نہ کر کیونکہ تو نے صرف خانہ (کعبہ) دیکھا ہے اور میں نے خانۂ خدا پس میرا رتبہ تجھ سے کسی طور پر کم نہیں بلکہ زیادہ ہے۔

سوز دل اشک روان آہ سحر نالۂ شب　　این ہمہ از اثر لطف شما می بینم

دل کا جلنا۔ آنسوؤں کا جاری رہنا صبح کی آہ شب کی زاری　　یہ سب کچھ آپ ہی کے لطف کے اثر سے دیکھتا ہوں

معشوق سے خطاب ہے کہ اے محبوب سوز دل اشکباری سحر کا نالہ شب کی زاری یہ سب تیری ہی عنایت کی بدولت مجھے حاصل ہوئے ہیں

خواہم از زلف بتان نافہ کشائی کردن　　فکر دور است ہمانا کہ خطا می بینم

میں معشوقوں کی زلف سے عقدہ کشائی کرنا چاہتا ہوں　　فکر دور ہے اور یہی ہے کہ میں خطا دیکھتا ہوں

ہر دم از روی تو نقشے زندم راہ خیال　　با کہ گویم کہ درین پردہ چہا می بینم

میں ہر دم تیری صورت راہ خیال میں تصور کئے رہتا ہوں　　کس سے کہوں کہ اس پردہ میں کیا کچھ دیکھتا ہوں

کس ندیدست ز مشک ختن و نافۂ چین　　آنچہ من ہر سحر از باد صبا می بینم

کسی نے وہ کچھ مشک ختن اور نافۂ چین سے نہیں دیکھا　　جو کچھ کہ میں ہر صبح کو باد صبا سے دیکھتا ہوں

یعنی کوئی شخص مشک ختن اور نافۂ چین سے وہ خوشبو حاصل نہیں کر سکتا کہ جو میں صبح کو باد صبا سے حاصل کر لیتا ہوں باد صبا سے مرشد مراد ہے۔ اور ممکن ہے کہ باد صبا سے تجلی مشاہدہ کی طرف اشارہ ہو۔

نیست در دائرہ یک نقطہ خلاف از کم و بیش　　کہ من این مسئلہ بی چون و چرا می بینم

دائرہ میں سوائے ایک نقطہ کے کم و بیش نہیں ہے　　کہ میں اس مسئلہ کو بے چون و چرا دیکھتا ہوں

مطلب یہ کہ اس دائرہ آسمان میں جو تمام عالم و عالمیان پر محیط ہے سوائے ایک نقطۂ خیال کے کچھ اور نہیں یعنی یہ خیالی تصورات ہیں جو نظر آتے ہیں ورنہ کچھ بھی نہیں۔ خیالی نقطہ سے سوائے ذات واجب الوجود کے مخلوق کی بے ثباتی ظاہر کی گئی ہے۔ جسطرح کہ حکماؤں نے نقطہ کا کوئی جسم نہیں قرار دیا ہے اور محض ایک خیالی تصور تجویز کر لیا ہے اسیطرح یہ سب کائنات نقطہ کی مانند ایک خیالی اور فرضی چیز ہے لہذا حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ میں اس تمام دائرہ میں سوائے ایک خیالی مرکز کے اور کچھ نہیں چاہتا ہوں اور یہ جو کچھ ہے سب خیال کی مانند فانی ہے۔

دوستان عیب نظربازی حافظ مکنید	کہ من اورا ز محبان خدا می بینم
ای دوستو حافظ کو نظر بازی کا عیب نہ لگاؤ	کہ مین اوسکو خدا کے محبت کرنیوالون مین جانتا ہون

یعنی گو حافظ حسن پرست اور نظرباز ہے لیکن مین اوسکو خدا کے دوستون مین سے ایک دوست جانتا ہون۔

دردا زیار ست و درمان نیز ہم	دل فدای او شد و جان نیز ہم
درد بھی یار ہی کا ہے اور وہ بھی اوسی سے ہے	دل بھی اوسی پر قربان ہوا اور جان بھی اوسی پر فدا ہو گئی

آنکہ میگویند آن بہتر ز حسن	یار ما این دارد و آن نیز ہم
جسے کسی کو کہتے ہین کہ حسن سے وہ بہتر ہے	میرا یار یہ بھی رکھتا ہے اور وہ بھی

یعنی جس کسی چیز کو آدمی کہین کہ حسن سے وہ بہتر ہے تو میرا یار دونون باتین رکھتا ہے یعنی حسن بھی رکھتا ہے اور وہ شے بھی کہ جسکو لوگ حسن سے اچھی چیز کہا کرتے ہین غرضکہ اوسمین تمام این و آن موجود ہین۔ خوبی تو اسی مطلب مین ہے جو تمنے بیان کیا لیکن بعضون نے آن سے ملاحت مراد لی ہے۔ خلاصہ یہ کہ میری معشوق مین کمال حسن بدرجہ اتم موجود ہے یعنی نمکینی تو ہے ہی لیکن ملاحت بھی ہے کہ جو حسن کی اعلی صفت سمجھی جاتی ہے۔

ہر دو عالم یک فروغ روی اوست	گفتمت پیدا و پنہان نیز ہم
دونون عالم اوسکے چہرہ کی ایک ہی روشنی ہین	یہ مین نے تجھسے ظاہر بھی اور پوشیدہ طور پر بھی کہدیا ہے

ای مخاطب یہ مین نے خفیہ اور علانیہ دونون طور پر تجھے بتادیا کہ ہر دو عالم جس سے عالم فانی و عالم باقی دونون عالم مراد ہین صرف اوسی کے چہرۂ منور کا ایک جزو ہین۔

داستان در پردہ میگویم ولی	گفتہ خواہد شد بدستان نیز ہم
تو داستان در پردہ کہتا ہے ولیکن	یہ ظاہر مین بھی کبھی کہی جاوے گی

یار باز اکنون بقصد جان ما	عہد را بشکست و پیمان نیز ہم
پھر یار نے ہماری جان لینے کے قصد سے	عہد کو بھی توڑ ڈالا اور پیمان کو بھی

خون ما آن نرگس مستانہ ریخت	وان سر زلف پریشان نیز ہم
ہمارا خون اوس نرگس مست نے بہایا	اور اوس زلف پریشان نے بھی

عاشق از مفتی نترسد می بیار	بلکہ از یرغوی سلطان نیز ہم
عاشق مفتی سے نہین ڈرتا	بلکہ بادشاہ کی سیاست کا خوف بھی نہین کرتا شراب لا

اعتمادی نیست بر کار جهان — بلکه بر گردون گردان نیز هم

دنیا کے کام پر کیا اعتبار — بلکہ چرخ گردان پر بھی بھروسہ نہیں

چون سر آمد دولت شبهای وصل — بگذرد ایام هجران نیز هم

جب شبہای وصل کی دولت ختم ہو گئی — تو ہجر کے ایام بھی گذر جائینگے

محتسب داند که حافظ می خورد — و آصف ملک سلیمان نیز هم

محتسب واقف ہے کہ حافظ شراب پیتا ہے — اور آصف ملک سلیمان بھی

یعنی محتسب اور آصف ملک سلیمان جس سے مرشد مراد ہے جب دونوں اس بات سے آگاہ ہیں کہ حافظ شراب پیتا ہے پھر کوئی اوسکا کیا کر یگا

از غم خویش چنان شیفته کردی بازم — کز خیال تو بخود نیز نمی پردازم

تو نے اپنے غم سے پھر مجھے ایسا شیفتہ بنا لیا — کہ میں تیرے خیال میں اپنے آپکو بھول گیا ہوں

هر که از ناله شبگیر من آگاه شود — هیچ شک نیست که چون روز بداند رازم

جو شخص کہ میرے نالۂ شبگیر سے آگاہ ہوا — اسمیں شک نہیں ہے کہ وہ میرا بھید بھی روز روشن

گفته بودی که خبر ده که ز هجرم چونی — آنچنانم که به بینی و ندانی بازم

تو نے کہا تھا کہ خبر دے کہ میرے ہجر سے کیسا ہے — میں ایسا ہوں کہ تو مجھے دیکھتا ہے اور پھر نہیں پہچانتا

بعد ازین با رخ خوب تو نظر خواهم باخت — گو همه خلق بدانند که شاهد بازم

اسکے بعد میں تیرے رخ زیبا سے نظر لڑاؤنگا — گو تمام خلق جانتی ہے کہ میں حسن پرست ہوں

یعنی اس وقت تک جو کچھ ہوا سو ہوا لیکن آئندہ میں تیرے رخ زیبا کا نظارہ دل بھر کے کیا کرونگا کیونکہ اس بات کو تمام خلق جان گئی ہے کہ میں معشوق پسند ہوں۔

عهد کردی که بسوزی ز غم خویش مرا — هیچ غم نیست تو بسوز که من میسازم

تیرا وعدہ تھا کہ تو مجھے اپنے غم میں جلاوے گا — کچھ پرواہ نہیں تو شوق سے جلا کہ میں خوش ہوں

آنچنان بر دل من ناز تو خوش می آید — کز حلالت بکنم گر بکشی از نازم

میرے دل کو تیرا ناز اسقدر اچھا معلوم ہوتا ہے — کہ میں حلال کئے دیتا ہوں اگر تو مجھے ناز سے مار ڈالے

یعنی ای محبوب چونکہ میرے دل کو تیرا ناز کرنا بہت مرغوب ہے اسلئے میں تجھے اپنا خون جائز کئے دیتا ہوں کہ تو مجھے ناز سے قتل کرے میں قصاص کا طالب نہوں گا۔

اگر از دام تو خود نیز خلاصم بخشی | ہم بخاک سر کوی تو بجد پروازم

اگر تو مجھے اپنے پہندے سے رہائی کردے گا | تو بھی تیرے کوچہ کی خاک میری جائے پرواز ہوگی

یعنی ای معشوق صیاد اگر تو بیچارہ عاشق مرغ کو اپنے جال کی قید سے چھوڑ بھی دیگا تب بھی ہمیشہ تیری قید میں ایسا خوش ہوں کہ کہیں دور نہ جاؤں گا بلکہ تیری گلی میں ادہر اودہر اڑتا پہرون گا۔

حافظ ار جان ندہد بہر تو چون پروانہ | پیش روی تو چو شمعش نفسی بگذارم

اگر حافظ تیرے لئے پروانہ کی طرح جان نہ دیدے | تو تیرے رخ کے سامنے شمع کی طرح اوسکو ایکدم میں جلا دوں

یعنی ای معشوق اگر حافظ تیرے لئے پروانہ کی طرح سوختہ نہو جاوے تو مین اوسکو تیرے چہرہ روشن کے سامنے شمع کی مانند تہوڑی دیر [illegible]

در نہانخانۂ عشرت صنمی خوش دارم | کز سر زلف و رخش نعل در آتش دارم

مین خلوت خانہ عشرت مین ایک اچھا معشوق رکہتا ہون | کہ اوسکی زلف اور رخ سے گویا نعل در آتش ہوں

نعل در آتش سے مراد بیقرار ہونیسے ہے سیاہی اور روشنی کے اعتبار سے نعل اور زلف اور رخ اور آتش کی مشابہتیں ظاہر ہیں

مطلب یہ کہ میری خلوتخانہ عشرت یعنی دل میں ایسا اچھا معشوق جس سے معشوق حقیقی مراد ہے موجود ہے کہ جسکی واسطے ہر وقت بیقرار رہتا ہوں

گر بکاشانۂ رندان قدمی خواہی زد | نقل شعر شکرین و می بیغش دارم

اگر تو رندوں کے گہر قدم رنجہ کرنا چاہے | تو مین عمدہ نقل میٹہے میوہ اور صاف شراب رکہتا ہوں

ور تو زین دست مرا بی سر و سامان داری | من بآہ سحرت زلف مشوش دارم

جو تو اس طور پر مجکو بے سر و سامان رکہے گا | تو مین سحر کی آہ سے تیری زلف کو پریشان کیا کرونگا

عاشق و رندم و میخوارہ بآواز بلند | وین ہمہ منصب از ان شوخ پریوش دارم

مین ڈہنکے کی چوٹ کہتا ہون کہ مین عاشق اور میخوار ہون | اور یہ تمام مراتب اوس شوخ پریوش کے طفیل پائے ہیں

گر چنین جلوہ نماید خط زنگاری دوست | من رخ زرد بخونابہ منقش دارم

اگر دوست کا خط زنگاری اسی طور پر جلوہ رکہے گا | تو مین زرد اپنے چہرہ کو خون آلودہ منقش کرونگا

ناوک غمزہ بیاور زرہ زلف کہ من | جنگہا با دل مجروح بلاکش دارم

غمزہ کا تیر مار کہ مین زلف کے سبب سے | دل مجروح بلاکش کے ساتھ لڑائیاں رکہتا ہوں

یک سر موی بدست من و یک سر با دوست | سالہا بر سر این موی کشاکش دارم

بال کا ایک سرا میرے ہاتھ میں ہے اور ایک دوست کے | برسوں سے اس بال کے اوپر یہ کشاکش رکہتا ہوں

حافظا چون غم و شادی جهان در گذرست | بهتر آنست که من خاطر خود خوش دارم

اسے حافظا جبکہ جہان کا شادی اور غم گذرنیوالا ہے | تو یہ بہتر ہے کہ مین اپنے دل کو خوش رکھون

یعنی جب دنیا کی مصیبت و عیش رفتنی و گذشتنی ہین تو میرے لئے یہی مناسب ہے کہ مین اپنے دلکو ہر حال مین خوش و خرم رکھون۔

دوستان وقت گل آن به که بعشرت کوشیم | سخن پیر مغانست بجان می نوشیم

دوستو موسم گل وہ ہی بہتر کہ ہم عشرت مین کوشش کرین | پیر مغان کا یہ قول ہے کہ جان و دل سے شراب پیین

نیست در کس کرم و وقت طرب میگذرد | چاره آنست که سجاده بمی بفروشیم

کسی شخص مین اتنی توفیق نہین ہے اور خوشی کا وقت گذرا جاتا ہے | بس اسکا یہی علاج ہے کہ مصلے کو شراب کے بدلے مین بیچ ڈالین

یعنی موسم بہار نکلا جاتا ہے اور کسی شخص کو اتنی توفیق نہین ہے کہ شراب پلاے پس اب اسکے سوا کوئی علاج نہین کہ جانماز کو بیچکر اسکی شراب اوڑا جائین۔

خوش هوائیست فرح بخش خدایا بفرست | نازنینی که برویش می گلگون نوشیم

ہوا اچھی اور فرحت بخش ہے اے خدا بھیج | کسی نازنین کو کہ ہم اوسکے سامنے می گلگون پیین

ارغنون ساز فلک رهزن اهل هنرست | چون ازین غصه ننالیم و چرا نخروشیم

فلک ارغوان ساز اہل ہنر کا رہزن ہے | ہم اس غصہ سے کیون نہ روئین اور کیون شور نہ مچائین

گل بجوش آمد و از می نزدیمش آبی | لاجرم ز آتش حرمان و هوس می جوشیم

گل جوش مین آیا ہم نے اوسپر شراب کا پانی نہ چھڑکا | اسلیے حرمان اور ہوس کی آگ سے جوش کہا رہے ہین ہم

حافظ این حال عجب با که توان گفت که ما | بلبلانیم که در موسم گل خاموشیم

اے حافظ یہ عجیب کیفیت کس سے کہی جاے کہ ہم | باوجود بلبل ہونیکے موسم گل مین خاموش ہین

جب گلاب کے پہولون کا موسم آتا ہے تو بلبل بہت بولتا ہے حافظ صاحب کہتے ہین کہ ہم اپنی اس کیفیت کو کس سے بیان کرین کہ ہم باوجود بلبل ہونیکے موسم گل مین خاموش ہین۔

دوش بیماری چشم تو ببرد از دستم | لیکن از لطف لبت صورت جان می بستم

کل تیری بیمار آنکھ نے مجھے بیتاب کر دیا | لیکن تیرے لب کے لطف سے کچھ امید زیست کی بندھی ہے

عشق من با خط مشکین تو امروزی نیست | دیرگاه است کزین جام هلالی مستم

میرا عشق تیرے مشکین خط کے ساتھ آج سے نہین ہے | مدت ہوئی کہ مین اس جام ہلالی سے مست ہون

یعنی اے محبوب حقیقی میں تجھپر آج سے عاشق نہیں ہوں بلکہ ازل سے ہوں۔

عافیت چشم مدار از من میخانہ نشین — کہ دم از خدمت رندان زدہ ام تا ہستم

مجھ میخانہ نشین سے آرام کی امید نرکھہ — کہ میں نے رندوں کی خدمت کا اپنی زندگی بھر کیلئے بیڑا اوٹھایا ہے

در رہ عشق از آنسوی فنا صد خطر است — تا نگوئی کہ چو عمرم بسر آمد رستم

عشق کی راہ میں بحالت فنا بھی سو خطرے موجود ہیں — یہ نکہہ کہ عمر تمام ہونے پر اوس سے چھوٹ جاویگا

بوسہ بر درج عقیق تو حلال است مرا — کہ بافسون جفا عہد وفا نشکستم

تیرے درج عقیق کا بوسہ میرے لئے حلال ہے — کیونکہ بہت سے جفاؤں پر بھی میں نے وفائی عہد کو نہیں توڑا

بعد ازینم چہ غم از تیر کج انداز حسود — کہ بمحبوب کمان ابروی خود پیوستم

اسکے بعد مجھکو دشمن کج انداز کے تیر سے کیا غم — جبکہ میں اپنی کمان ابرو محبوب سے مل گیا

از ثبات خودم این نکتہ خوش آمد کہ بجور — بر سر کوی تو از پای طلب ننشستم

مجھے اپنی ثابت قدمی سے یہ نکتہ اچھا معلوم ہوا کہ ظلم کی سبب — تیرے کوچہ میں پاے طلب سے نہ بیٹھ رہا میں

صنم لشکریم غارت دل کرد و برفت — آہ اگر عاطفت شاہ نگیرد دستم

میرے غارتگر صنم نے دل کو لوٹ لیا اور چلدیا — افسوس اگر شاہ کی مہربانی میری دستگیری نکرے

لشکری یعنی سپاہی جس سے اس موقع پر غارتگر ایمان یعنی معشوق مقصود ہے اور شاہ سے مرشد کامل مراد ہے یعنی جلوہ محبوب نے مجھے دین و ایمان کو لوٹ کر غارت کر دیا اور چلتا بنا اگر مرشد کامل میری امداد نکرے تو افسوس کا مقام ہے۔

لشکری کی رعایت سے شاہ آیا ہے۔

رتبت دانش حافظ بفلک بر شدہ بود — کرد غمخواری بالای بلندت پستم

حافظ کی دانائی کا رتبہ فلک سے بھی بلند ہو گیا — مگر تیرے قد بالا کی غمخواری نے پست کر دیا

یعنی حافظ کی عقل و دانش کا رتبہ آسمان پر پہونچ چکا تھا لیکن اے محبوب تیرے قد بالا کی غمخواری نے اوسے پست کر دیا۔ خلاصہ یہ کہ عشق نے عقل کی بلندی کو پست بنا دیا ہے۔

دوش سودای رخت گفتم ز سر بیرون کنم — گفت کو زنجیر تا تدبیر این مجنون کنم

میں نے کل کہا کہ تیرے رخ کا سودا سر سے نکالوں — کہا کہ زنجیر کہاں ہے تاکہ اس دیوانہ کی تدبیر کروں

یعنی کل جسوقت میرے دل میں آیا کہ معشوق کے روے زیبا کا خیال دل سے نکالدوں اوسیوقت جوش محبت نے ایسا کرنے پر مجبور کیا۔

یعنی اپنے گناہ گار دل سے ایسی آہ پر تاثیر کہینچون جس سے آدم و حوا کے گناہون مین جو نوع انسان کے والدین ہین آگ لگجائے۔ خلاصہ یہ کہ تمام بنی آدم کے گناہ سوختہ کردون ؛

خوردہ ام تیر فلک بادہ بدہ تا سرمست عقدہ در بند کمر ترکش جوزا فگنم
مین نے فلک کا تیر کھایا ہے شراب دے تاکہ مستی سے ترکش جوزا کی کمر بند کی گرہ کہولڈالون

ترکش جوزا ان ستارون کو کہتے ہین جو برج جوزا مین بصورت ترکش واقع ہوئے ہین۔ اہل نجوم نے عطارد کو ان ستارونکا صاحب قرار دیا ہے کہ یہ ترکش جوزا عطارد کے تصرف مین ہے۔ مطلب شعر کا یہ ہے کہ اسے مرشد مین آسمان کجرفتار کی گردش سے خستہ ہوگیا ہون مجھے شراب عشق دے کہ مستی مین ترکش جوزا کے کمر بند کی گرہ کہولدون تاکہ اوسکا جو تصرف ہے باز رہے اور کسی کو ضرر نہ پہونچا سکے ؛

جرعہ جام برین تخت روان افشانم غلغل چنگ درین گنبد مینا فگنم
شراب کا گہونٹ اس تخت روان پر پہینکدون چنگ کا غلغلہ اس گنبد مینا مین ڈالدون

مایۂ خوشدلی انجاست کہ دلدار آنجاست میکنم جہد کہ خود را مگر آنجا فگنم
پونجی خوشدلی وہین ہے جہان کہ دلدار ہے مین کوشش کرتا ہون کہ اپنے آپ کو وہان جا ڈالون

مطلب یہ ہے کہ جہان دوست ہے خوشی و خرمی بھی وہین ہے پس مین اسباب کی کوشش کرتا ہون شاید اپنے آپ کو دوست کے پاس پہونچا دون تاکہ خوش و خرم ہو جاؤن۔ اور زندگی کے غمون سے چھوٹ جاؤن۔

بند برقع بگشا ای مہ خورشید لقا تا چو زلفت سر سودا زدہ در پا فگنم
اے پیارے مہ خورشید لقا برقع کا پردہ کہولدے تاکہ سودا زدہ سر کو زلف کی مانند تیری پانوں پر ڈالدون

حافظا تکیہ بر ایام چو سہوست و خطا من چرا عشرت امروز بفردا فگنم
اے حافظ جب زمانہ پر بہروسہ کرنا غلطی اور خطا ہے تو مین کسلئے آج کی خوشی کل پر رکہون

یعنی اے حافظ جب زمانہ پر بھروسہ کرنا غلطی اور خطا مین داخل ہے تو مین کسلئے خطا کرون اور کیون آج کی خوشی کل کو اوٹھا رکہون۔ شاید زمانہ کل کو بھی میسر نہونے دے ؛

دوش سیل از شک رہ خواب میزدم نقشے بیاد خط تو بر آب میزدم
کل رات مین نے آنسوؤن کی رو سے نیند کا راستہ بند کردیا تیرے خط کے یاد مین ایک نقش پانی پر بنایا

یعنی رونے کی سبب مجکو نیند نہ آئی اور اوسیحالت مین تیری یاد کیا کی کہ گویا پانی پر نقش بنایا جو ہر مرتبہ مٹ مٹ گیا۔

روی نگار در نظرم جلوہ مینمود | وز دور بوسہ بر رخ مہتاب میزدم
جب معشوق کے چہرہ نے میری نظر میں جلوہ کیا | تو میں نے دور ہی سے چاند کی چہرہ کو چوم لیا

ابروی یار در نظر و خرقہ سوختہ | جامی بیاد گوشۂ محراب میزدم
میں نے ابروی یار پر نظر کے جبہ کو پھونکدیا | پیالہ شراب کا گوشۂ محراب کی یاد میں پیتا ہوں

مطلب یہ کہ میں نے ابروی یار پر نظر کے خرقہ کو جلادیا یعنی لباس پارسائی پھونکدیا۔ اور ایسی گوشۂ محراب کی یاد میں جام شراب اڑاتا ہوں ؛

چشمم بروی ساقی و گوشم بقول چنگ | فالی بچشم و گوش درین باب میزدم
آنکھ ساقی کے منہ پر اور کان چنگ کی آواز پر | اس باب میں آنکھ و کان کی فال دیکھتا ہوں

نقش خیال روی تو تا وقت صبحدم | بر کارگاہ دیدۂ بیخواب میزدم
تیرے چہرہ کے خیال کے نقش کو صبح تک | اپنی دیدۂ بیدار کے کارخانہ پر چسپاں کرتا ہوں

ہر مرغ فکر کز سر شاخ طرب بجست | بازش ز طرۂ تو بمضراب میزدم
ہر اوس مرغ فکر کو جسنے شاخ طرب کی ڈھونڈی | میں اوسکو پھر تیری طرۂ زلف سے مضراب پر مارتا ہوں

مضراب پر مارنا یعنی چھیڑنا یا پریشان کرنا خلاصہ مطلب یہ کہ مرغ فکر نے عیش کی شاخ اپنے بیٹھنے کو ڈھونڈی تو میں اوسکو تیری زلف سے پریشان کردونگا یعنی خوشی میں نہیں رہنے دونگا۔ بلکہ تیری زلف کی یاد دلاکر فکرمند بنادونگا۔

ساقی بصوت این غزلم کاسہ میگرفت | میگفتم این سرود و می ناب میزدم
ساقی نے میری اس غزل کی آواز پر پیالہ لیا | میں نے یہ سرود بجایا اور شراب خالص اوڑاتی

خوش بود وقت حافظ و فال مراد و کام | بر نام عمر و دولت احباب میزدم
اے حافظ وقت اچھا تھا فال مراد کی اور کام | دوستوں کی عمر و دولت کے نام پر نکالتا ہوں

یعنی اے حافظ یہ وقت اچھا ہی اسلئے مراد اور کاربرآری کی فال دوست و احباب کی عمر و دولت کے نام پر نکالتا ہوں

روز عید است و من امروز در آن تدبیرم | کہ دہم حاصل سی روزہ و ساغر گیرم
عید کا روز ہی اور میں آج اس فکر میں ہوں | کہ تیسوں روز روزہ کا ثواب دیکر جام شراب لیلوں

چند روزیست کہ دورم ز رخ ساقی و جام | بس خجالت کہ پدید آمد ازین تقصیرم
چند روز ہوئے اے ساقی کے رخ اور جام شراب سے دور ہوں | مجکو بڑی اس تقصیر سے خجالت آتی ہے

خاک کویت بر نتابد زحمت ما بیش ازین | **لطفہا کردی بتا تخفیف زحمت میکنم**

میرے کوچہ کی خاک اس سے زیادہ مجکو برداشت نہیں سکتی | تونے مہربانیاں کین اسلئے ہم تخفیف تصدیعہ کرتے ہیں یعنی رخصت ہوجاتے ہیں

زلف دلبر دام راہ و غمزہ اش تیر بلاست | **یاد دار ای دل کہ چندینت نصیحت میکنم**

معشوق کی زلف راہ کا دام ہے اور اوسکا غمزہ تیر بلا | یاد رکھ اے دل مین تجھکو یہ نصیحت کرتا ہون

دیدہ بدبین بپوشان ای کریم عیب پوش | **زین دلیریہا کہ من در کنج خلوت میکنم**

اے کریم عیب کے چھپانیوالے بدبینون کی نظر کو ڈھکدے | ان دلیریوں سے کہ جو مین گوشہ خلوت مین کرتا ہون

یعنی اے مخلوق کے خطا پوش میرے وہ عیب بدبینوں پر ظاہر نہونے دے جو مین گوشہ تنہائی مین بیٹھکر کیا کرتا ہون۔

حاش للہ کز حساب روز حشرم باک نیست | **فال فردا میزنم امروز عشرت میکنم**

حاشا للہ کہ مجکو روز حشر کے حساب کا خوف نہین ہے | آج عیش کرتا ہون کل کے لئے فال نیک نکالتا ہون

آج سے دنیا اور کل سے روز قیامت مراد ہے یعنی مجکو روز قیامت کے حساب کا کچھ خوف نہین اسلئے کہ دنیا کے عیش کو عقبے کے لئے نیک فال سمجھتا ہون۔ خلاصہ یہ کہ جب مین یہان دنیا کی فکرون سے آزاد ہوکر زندگی کو عیش سے گذارتا ہون تو خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ کل قیامت کے دن مجکو حساب سے آزاد کردیگا۔ گویا میرے لئے یہانکا عیش قیامت کے عیش اور بیفکری کی فال ہے۔

از یمین عرش آمین میکند روح الامین | **چون دعای پادشاہ ملک و ملت میکنم**

عرش کے داہنے بازو سے جبرئیل امین آمین کہتے ہیں | جبکہ مین بادشاہ ملک و ملت کے حق مین دعای خیر کرتا ہون

خسروا امید جاہ و مال از ین سبب | **التماس آستان بوسی حضرت میکنم**

اے بادشاہ مین مال و جاہ کی آرزو اس سبب سے رکھتا ہون | کہ میرا ارادہ حضور کی آستان بوسی کا ہے۔

رسول صلعم سے خطاب ہے کہ اسے بادشاہ مجکو مال و عزت کی آرزو صرف اسوجہ سے ہے کہ آپ کی استانہ بوسی یعنی زیارت مدینہ کا قصد کرتا ہون۔

حافظم در محفلی دردی کشم در مجلسی | **بنگر این شوخی کہ چون با خلق صحبت میکنم**

محفل میں حافظ ہون اور مجلس مین تلچھٹ نوش | اس شرارت کو دیکھئے کہ خلق کیساتھ کیسا برتاؤ کرتا ہون

یعنی حافظ صاحب فرماتے ہین کہ مین زاہدوں کی محفل مین حافظ ہون اور رندوں کے جلسہ مین تلچھٹ پینے والا رند۔ اے مخاطب ذرا میری اس شرارت کو تو دیکھ کہ مخلوق کے ساتھ کیسا عجب اچھا برتاؤ کرتا ہون۔ حقیقی اعتبار سے یہ معنی ہین کہ راہ شریعت مین فاضل ہون اور راہ طریقت مین صوفی۔ زاہدونکی صحبت کو محفل قرار دیا اور رندونکی جلسہ کو مجلس چونکہ حافظ رح کو عام لوگ حافظ کہتے تھے اور رند بلا نوش اسلئے یہ مضمون لائے ہین۔

دیگر

ز دست کوتہ خود زیر بارم	**کہ از بالا بلندان شرمسارم**
اپنی کوتاہ دستی سے خود زیر بار ہون	کہ بالا بلند معشوقون کے سامنے شرمسار ہونا پڑتا ہے
مگر زنجیر زلفت گیرد م دست	**وگرنہ سر بشیدائی برآرم**
مگر تیری زنجیر زلف کو میری دستگیری کرنی چاہیے	ورنہ تمام عالم کے سامنے شیدائی اوٹھاتا ہون
ز چشم من بپرس اوضاع گردون	**کہ شب تا روز اختر می شمارم**
آسمان کی عادات تم کو میری آنکھ سے پوچھ	کہ مین شام سے صبح تک تارے گنا کرتا ہون

یعنی آسمان کی عادتون اور ڈھنگون سے وہ شخص کیا واقف ہوسکتا ہے جو روز و شب آرام سے بسر کرتا ہو یہ تو مجھ سے یا میری آنکھ سے دریافت کرنا چاہیے کہ مین شام سے صبح تک برابر اختر شماری کیا کرتا ہون خلاصہ یہ کہ میری دن اور رات سختی سے بسر ہوتے ہین

چہ می خوردم من از میخانہ عشق	**کہ ہشیاری و بیداری ندارم**
مین نے میخانہ عشق کی کیسی شراب پی	کہ ہشیاری و بیداری کی خبر بھی نہین رکھتا
باین شکرانہ میبوسم لب جام	**کہ کرد آگہ ز دور روزگارم**
مین اس شکریہ مین جام کا لب چومتا ہون	کہ اوس نے مجھے زمانہ کی گردش سے آگاہ کردیا

یعنی مین شراب پیتے وقت جو پیالہ کے لب کو چومتا ہون تو اسی شکرگذاری مین چومتا ہون کہ اوس نے مجھے جہان کے تمام اسرار سے آگاہ کردیا ہے۔

من از بازوی خود دارم بسی شکر	**کہ زور مردم آزاری ندارم**
مین اپنے بازو کا بہت شکرگذار ہون	کہ اوس مین مردم آزاری کا زور نہین رکھتا
اگر گفتم دعای میفروشان	**چہ باشد شکر نعمت میگزارم**
اگر مین نے میفروشون کو دعا دی	تو کیا حرج ہوا۔ مین تو اس نعمت کا شکرادا کرتا ہون
کن عیبم ز خون خوردن درین دشت	**کہ کار آموز آہوی تتارم**
اس دشت مین خون پینے کا عیب مجھ پر نہ لگا	کہ تاتار کے آہو کا کار آموز ہون

دشت سے دنیا مراد ہے اور خون سے شراب۔ یعنی دنیا مین مجھ پر شراب پینے کا الزام مت لگا کیونکہ مین آہوے تاتار سے جس سے عبارت مرشد کامل ہے سبق آموز ہون۔

اور جسطرح تاتاری ہرن کے ناف مین خون مشک ہوجاتا ہے اسیطرح میرا دنیا مین شراب محبت پینا عقبیٰ مین بزرگی کی اصل ہے۔

زار خاکم نخواہی برگرفتن — بجای اشک اگر گوہر ببارم

تو مجکو خاک پر سے نہ اوٹھاے گا — اگر آنسوون کی جگہ موتی بھی برساون

یعنی اے محبوب تو مجھسے اتنا بیزار ہی کہ اگر مین بجاے انسوون کے آنکھون سے موتی برساون تب بھی تو مجھے خاک پر سے نہ اوٹھائیگا نہ میرے موتیون کو چھوئیگا۔

سرے دارم چو حافظ مست لیکن — بلطف آن پری امیدوارم

گو مین حافظ کی طرح سر مین مستی رکہتا ہون لیکن — پھر بھی اوس پری کے الطاف کا امیدوار ہون

گو مین حافظ کی طرح اپنے سر مین مستی اور نکبت رکہتا ہون لیکن اسپر بھی اوس محبوب کا نیازمند ہی ہون اور اوسکی لطف کا امیدوار۔

دیکھو

زلف بر باد مده تا ندہی بر بادم — ناز بنیاد مکن تا نکنی بنیادم

زلف پریشان نکر جب تک تو مجکو برباد نکرے — بنیاد ناز نکر جب تک تو میری بنیاد نہ اوکھیڑے

رخ برافروز کہ فارغ کنی از برگ گلم — قد برافراز کہ از سرو کنی آزادم

اپنا چہرہ دکھلا کہ مجکو پھول کی پتی سے فارغ کرے — قد کو بلند کر کہ سرو سے بے پروا بنا

یعنی اے محبوب اپنا چہرہ دکھلا تاکہ مجکو گلاب کے پھول کی پتی کی دیکھنے کی آرزو نرہے۔ اور قد کو بلند کر یعنی جلوہ بھی دکھلا کہ مجکو سرو کے دیکھنے کی آرزو نرہے۔ برگ گل اور سرو سے معشوق مجازی مراد ہی۔

زلف را حلقہ مکن تا نکنی در بندم — چہرہ را آب مده تا ندہی بر بادم

زلف کو حلقہ نکر جب تک کہ مجھے قید در بند نکرے — چہرہ کو رونق نہ دے جبتک مجھے برباد نکردے

شہرۂ شہر مشو تا ننہم سر در کوه — شور شیرین منما تا نکنی فرہادم

شہر مین مشہور نہو جب تک کہ مین پہاڑون مین سر نہ دون — شور شیرین کا نہ دکھلا جب تک کہ مجھکو فرہاد نہ بنالے

خلاصہ یہ کہ شہر مین اوسوقت تک مشہور نہو جب تک کہ مین پریشانی سے سر کو پہاڑون مین نہ اڑاوون اور شیرین کا سا شور ظاہر نکر جبتک کہ مین فرہاد نہ ہو جاوٴن

می مخور با دگران تا نخورم خون جگر — سر مکش تا نکشد سر بفلک فریادم

دوسرونکے ساتھ شراب نہ پی جبتک کہ مین خون جگر نہ کہالون — مجھسے سرکشی نہ کر جبتک کہ میری فریاد آسمان تک سر نہ اوٹھالے

سرم از دست بشد وصل تو ننمود جمال — دستگیرم کہ ز ہجر تو ز پا افتادم

سر میرا گیا اور تیرے وصل کی صورت نظر نہ آئی — میری دستگیری کر کہ تیرے ہجر کی بدولت گر پڑا ہون

یار بیگانہ مشو تا نبری از خویشم | **غم اغیار مخور تا نکنی ناشادم**

رقیب کا یار مت ہو جبتک کہ مجھے دیوانہ نہ بنالے | اغیار کا غم نہ کہا جبتک کہ تجھے ناشاد نہ کر

رحم کن بر من مسکین و بفریادم رس | **تا بخاک در آصف نرسد فریادم**

مجھ مسکین پر رحم کر اور میری فریاد کو پہونچ | تاکہ میری فریاد آصف کی خاک در تک نہ پہونچے

حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر کا نام آصف ہے جو بہت عادل اور رحیم تہا۔ مگر یہان آصف سے مرشد کامل مراد ہے یعنی اے دوست مجھ غریب کے حال پر رحم کر اور میری فریاد کو پہونچ تاکہ وہ آصف عہد کی خاک در تک نہ پہونچے یعنی تیرے جور کی شکایت مجکو آصف عہد سے نہ کرنی پڑے

چون فلک جور مکن تا نکشی زار مرا | **رام شو تا بدہد طالع فرخ زادم**

آسمان کیطرح ظلم نہ کر جبتک کہ مجکو خوار و زار مین قتل کرلے | رام ہو جبتک میرا طالع فرخ زاد عود نکرے

یعنی جب تک میرا نصیب زور نہ کرے اوسوقت تک تو مجھسے رام نہ ہو بعد ازان پھر چاہے برگشتہ ہو جانا اسلئے کہ جب نصیب زور پر ہوگا تو خواہ مخواہ کہینچ آئیگا۔

حافظ از جور تو حاشا کہ بنالد روزی | **من ازان روز کہ دربند توام آزادم**

حاشا للہ کہ حافظ تیرے ظلم سے کسی دن روتا ہو | بلکہ جسروز سے مین تیرا قیدی ہوا ہون آزاد ہو گیا ہون

پہلے مصرع مین حافظ اور دوسرے مین میں آیا ہے۔ یعنی قسم خدا کی حافظ تیرے ظلم سے کسی روز نالان نہین ہوا بلکہ وہ جسروز سے تیرا عاشق بنا ہے تمام مخلوق سے آزاد ہو گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ تیرے عشق کی بدولت حافظ کو کسی اور سے مطلب کچھ نہین رہا اور وہ سب سے چھوٹ گیا۔

سالہا پیروی خدمت رندان کردم | **تا بفتوای خرد حرص بزندان کردم**

برسون تک رندون کی خدمت کی پیروی کی مین نے | یہانتک عقل کے فتوے سے حرص کو قید کیا مین نے

من بسر منزل عنقا نہ بخود بردم راہ | **قطع این مرحلہ با مرغ سلیمان کردم**

مین عنقا کی سر منزل خود بخود نہین چلا | بلکہ اس مرحلہ کو مرغ سلیمان کی ساتھ قطع کیا مین نے

عنقا سے مراد عشق اور مرغ سلیمان سے مرشد کامل کیطرف اشارہ ہے یعنی راہ عشق پر مین خود بخود نہین چلا ہون۔ بلکہ اس راستہ کو مین نے مرشد کامل کی مدد سے طے کیا ہے۔

مرغ سلیمان ہدہد کو کہتے ہین جو لشکر سلیمان کی رہبری کرتا ہوا اوسکو شہر سبا تک جو بلقیس کا دار الحکومت تہا لیگیا تہا۔

از خلاف آمد عادت بطلب کام کہ من — **کسب جمعیت از آن زلف پریشان کردم**

طالب مقصد مین عادت کے خلاف بات ہوئی کہ مین نے — اوسکی زلف پریشان سے دلجمعی حاصل کی

زلف پریشان جیسے کارخانہ دنیا اور اوس کا اشارہ محبوب حقیقی کیطرف ہے یعنی مین نے اوسکی زلف پریشان (دنیا) سے عشق کی بدولت دلجمعی حاصل کرلی اور یہ بات بالکل خلاف عادت تھی کیونکہ کوئی پریشان چیز سوا سے پریشانی کے جمعیت خاطر حاصل نہین کرسکتا ۔ خلاصہ یہ کہ مین عشق الٰہی ترکے دنیا کے تفکرات سے مطمئن خاطر ہوگیا اور یہ اطمینان خاطر دنیا کی ناپائداری کی سبب مجھکو کرنا آیا ہے ۔

سایہ‌ای بر دل ریشم فگن اے گنج مراد — **کہ من این خانہ بسودای تو ویران کردم**

اے خزانہ مراد میرے زخمی دل پر اپنا سایہ ڈال — کہ مین نے یہ گھر تیرے ہی سودے مین ویران کیا ہے

توبہ کردم کہ نبوسم لب ساقی و کنون — **میگزم لب کہ چرا گوش بنادان کردم**

مین نے توبہ کی تھی کہ مین ساقی کا لب نہ چومونگا مگر اب — پشیمان ہون کہ مین نے کسواسطے نادان کی بات پر کان لگایا

نادان سے یا تو واعظ یا عقل مراد ہے ۔ اور لب ساقی سے کچھ نہ لب ساغر کا چومنا یعنی شراب پینا مقصود کرنا چاہیے ۔ اور مطلب یہ ہے کہ مین نے ناصح کے کہنے سے توبہ کرلی تھی کہ آیندہ شراب نہ پیونگا ۔ مگر اب پشیمانی سے ہونٹھ چباتا ہون کہ مین نے اوس نادان کی بات کیون سنی ۔ اور کیون اوسکی نصیحت پر عمل کرکے شراب پینا چھوڑ دیا ۔

نقش مستوری و مستی نہ بدست من و تست — **انچہ استاد ازل گفت بکن آن کردم**

رندی و پرہیزگاری کی صورت نہ میرے قبضہ مین ہے نہ تیرے اختیار مین — جو کہ استاد ازل نے کرنے کو کہا مین نے وہ کیا

یعنی اے مخاطب رندی و پرہیزگاری کی حالت نہ تو میرے اختیار مین ہے اور نہ تیرے بس کی ۔ چونکہ یہ سب حق تعالے کی مشیت سے ہے اسلئے اس معاملہ مین کسی انسان کا کچھ بس نہین جو کچھ اللہ نے ازل کے روز میرے لئے مناسب سمجھ کے میری تقدیر مین لکھدیا ہے وہی کرتا ہون اپنے اختیار سے کچھ نہین کرتا ۔

دارم از لطف ازل منزل فردوس طمع — **گرچہ دربانی میخانہ فراوان کردم**

مین لطف ازلی سے مقام جنت کی امید کرتا ہون — گو مین نے درمیخانہ کی دربانی بہت سی کی ہے

فراوان سے بہت سی مدت یا مدت العمر مراد ہے ۔ اور مطلب یہ کہ گو مین نے ایک مدت دراز تک شرابخانہ کے در کی دربانی کی مگر مین غفور الرحیم کے لطف ازلی سے یہی امید رکھتا ہون کہ مجھے بہشت ہی ملے گی ۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالے غفار ہے وہ تمام عمر کے گناہون کو ایک لحظہ مین معاف کرسکتا ہے اور اپنے گنہگار کو جنت مین بھیج سکتا ہے **ف** بندہ ہر حالت مین [illegible]

اگر خدا قیامت کو انصاف کرے گا تو کوئی شخص بہشت میں جانے کا سزاوار نہ ٹھیریگا۔ لہذا جو لوگ بہشت میں داخل ہونگے وہ اوسکے عفو ہی کی بدولت وہان بھیجے جائینگے ہ جنت انعام کر کہ دوزخ میں جلا۔ وہ رحم تیرا ہے یہ عدالت تیری ؎

اینکہ پیرانہ سرم صحبت یوسف بنواخت — اجر صبریست کہ در کلبۂ احزان کردم

ایک بڑھاپے میں یوسف کی صحبت سے فیضیاب ہوں — یہ اجر اوس صبر کا ہے کہ جو میں نے ماتم خانہ میں کیا

چونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف کے واسطے بہت روتے تھے اور اخیر عمر میں اُنسے ملاقات ہوئی جسکو اوس گریہ زاری کا اجر کہنا چاہیے جو اونہوں نے حضرت یوسفؑ کی جدائی میں کی تھی۔ اسی اعتبار سے حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ میں اپنے معشوق کی صحبت سے بڑھاپے میں فیضیاب ہوا تو یہ اوسی صبر کا اجر ہے جو میں نے تمام عمر اپنے محبوب کی جدائی میں کیا ہے۔ ؎

گر بدیوان غزل صدرنشینم چہ عجب — سالہا بندگی صاحب دیوان کردم

میں اگر غزل کے دیوان کی رو سے صدرنشین ہوں تو کیا عجب — کیونکہ میں نے برسوں تک صاحب دیوان کی غلامی کی ہے

ہیچ کس را نرسد در خم محراب فلک — آن تنعم کہ من از ہمت سلطان کردم

محراب فلک کے نیچے کسیکو وہ عیش حاصل نہیں ہو سکتا — کہ جو میں نے اپنے بادشاہ کی ہمت کی بدولت کرلیا

صبح خیزی و سلامت طلبی چون حافظ — ہرچہ کردم ہمہ از دولت قرآن کردم

صبح خیزی اور سلامت طلبی حافظ کی طرح — جو کچھ بھی مجھے ملی قران کی بدولت ملی

صبح خیزی سے شگفتگی خاطر اور سلامت طلبی سے صحت و سلامتی مراد ہے۔ چونکہ حقیقت میں حافظ قرآن کو یہ دونوں باتیں میسر ہوتی ہیں۔ یعنی اوسکا دل صبح اوٹھکر قرآن پڑھنے سے خوش و خرم اور علی الصباح جاگنے سے صحت درست رہتی ہے اسلیئے حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن حافظ کی طرح جو خوشی و خرمی مجھے حاصل ہوئی ہے۔ وہ قرآن خوانی کی بدولت سے حافظ تخلص سے حافظ قرآن اور کردم کی ضمیر متکلم سے حافظ صاحب خود مراد ہیں۔ مترجم کا دوسرا نسخہ ایمان بھی ہے لیکن قرآن سے اچھا نہیں۔

سرم خوش است و بہانگ بلند میگویم — کہ من نسیم حیات از پیالہ میجویم

میرا دل خوش ہے اور بلند آواز سے کہتا ہوں — کہ میں زندگی کی ہوا پیالے سے طلب کرتا ہوں

یعنی میرا خیال حق ہے۔ اور ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ میں ہوائے زندگانی کو شراب وحدت سے طلب کرتا ہوں اور یہی الٰہی حیات کو قایم رکھنے والی ہے ؎

عبوس زهد بوجه خمار ننشیند | مرید همت دردی کشان خوش خویم

زہد کی ترشروئی خمار کیوجہ سے دب جاتی ہے | میں محبت نوشان خوش خو کی ہمت کا مرید ہوں

گرم نه پیر مغان در بروی بگشاید | کدام در بزنم چاره از کجا جویم

اگر پیر مغان میرے لئے اپنا دروازہ نہ کھولے | کیا تدبیر کروں اور کس سے علاج کا خواستگار ہوں

یعنی اگر پیر مغان مجھپر اپنی توجہ مبذول نکرے تو پھر کیا تدبیر کر سکتا ہوں اور اپنے درد کی دوا کہاں سے پا سکتا ہوں

مکن درین چمنم سرزنش بخودروئی | چنانچه پرورشم میدهند میرویم

مجکو اس چمن میں خودروئی پر سرزنش نہ کر | جسطرح کہ میری پرورش کیجاتی ہے جمتا ہوں

خودروئی معنی آزادی یعنی اس چمن دنیا میں مجھپر خودروئی کا طعنہ نہ مار جیسا کہ باغبان حقیقی میری پرورش کرتا ہے اوسی طور میں نشوونما پاتا ہوں۔

تو خانقاه و خرابات در میانه مبین | خدا گواست که هر جا که هست با اویم

تو خانقاہ اور میخانہ میں فرق مت سمجھ | خدا شاہد ہے کہ جہاں وہ ہے میں بھی اوسکے ساتھ ہوں

ز شوق نرگس مست و بلند بالائی | چو لاله با قدح افتاده بر لب جویم

نرگس مست اور بلند قامت والے شوق میں | میں لالہ کی طرح پیالہ لئے ہوئے نہر کے کنارہ پڑا ہوں

شدم نشانه بسرگشتگی و ابروی دوست | کشید در خم چوگان خویش چون گویم

میں ابرو سے دوست کی سرگشتگی سے نشانہ ہوا | مجکو اپنی چوگان کے خم میں اوسی گیند کیطرح کھینچ لیا

غبار راه طلب کیمیای بهروزیست | غلام دولت آن خاک عنبرین بویم

راہ کا غبار کیمیای بہروزی کی طلب میں ہے | اوس خاک عنبر بو کی دولت کا بندہ ہوں میں

نصیحتم چه کنی ناصحا چه میدانی | که من نه معتقد مرد عافیت جویم

اے ناصح تو کیا مجھے نصیحت کرتا ہے اور کیا سمجھتا ہے | کہ میں آرام طلب شخص کا معتقد نہیں ہوں

مطلب یہ ہے کہ اے ناصح تو آرام طلب ہے پس میں تیری نصیحت کو نہیں مانونگا کیونکہ میں عافیت پسند شخصوں کا قائل نہیں ہوں۔

بیار می که بفتوای حافظ از دل پاک | غبار زرق بفیض قدح فرو شویم

شراب لا کہ میں حافظ کے فتوے کے ذریعہ دل پاک سے | مکر کا غبار پیالہ کے فیض سے دہو ڈالوں

بعقوب سے جو فقرہ بمعنی قول حافظ یعنی حافظ کے قول کے مطابق یعنی اے مخاطب شراب لاکر اوس کو کر کے غبار کو دل سے دھو ڈالوں اور صاف دل ہو جاؤں۔

صنما با غم عشق تو چه تدبیر کنم
تا بکی در غم تو ناله شبگیر کنم

اے دوست تیرے غم عشق میں کیا تدبیر کروں
اور کب تک تیرے غم میں نالہ شبگیر کیا کروں

دل دیوانه از آن شد که نپذیرد درمان
مگر آن هم که سر زلف تو زنجیر کنم

دل دیوانہ جب علاج سے گذر گیا
اب شاید اسکو بھی تیری زلف کی زنجیر میں مقید کیا چاہیئے

آنچه در مدت هجر تو کشیدم هیهات
در یکی نامه محال است که تحریر کنم

جو کچھ میں نے تیرے ہجر کے زمانہ میں تکلیفیں اوٹھائی ہیں
اونکو ایک خط میں تحریر کرنا محال ہے

با سر زلف تو مجموع پریشانی خویش
کو مجالی که یکایک همه تقریر کنم

تیری زلف کے مجموعہ سے کیا کچھ ہے اپنی پریشانی
کیا مجال کہ یکایک تمام بیان کر سکوں

رند یک رنگم و با شاهد و می هم صحبت
من نه آنم که دگر حیله و تزویر کنم

میں یکرنگ رند اور معشوق و شراب کا ہمصحبت ہوں
میں نہیں جانتا کہ کوئی دوسرا حیلہ و مکر کروں

آن زمان کآرزوی دیدن جانم باشد
در نظر نقش رخ خوب تو تصویر کنم

جبکہ اوسکے دیکھنے سے میری جان کا مقصد بر آوے
تو نظر میں تیری چہرہ خوبصورت کا نقش تصویر کھینچتا

گر بدانم که وصال تو بدین دست دهد
دل و دین را همه در بازم و توفیر کنم

اگر میں سمجھوں کہ تیرا وصال اس ذریعہ سے میسر ہوتا ہے
تو دل و دین سب کو یکمرتبہ سے قربان کروں

توفیر بمعنے بسیار کردن یا بسیار شدن۔ مگر اس موقع پر ایجاد کردن اور فائدہ پیدا کرنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور مطلب صرف یہ ہے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو جاوے کہ دل و دین جو بہت قیمتی چیزیں ہیں انکے دینے سے تیرا وصال میسر ہو سکتا ہے تو میں انکو دیدوں اور تیرا وصل حاصل کروں۔

دور شو از برم ای واعظ و افسانه مگو
من نه آنم که دگر گوش به تزویر کنم

اے واعظ میرے پاس سے دور ہو اور بک بک مت کر
میں وہ نہیں ہوں کہ پھر تیرے مکر و فریب پر کان لگاؤں

نیست امکان خلاص از غم او ای حافظ
چونکه تقدیر چنین است چه تدبیر کنم

اے حافظ اوس کے غم سے رہائی پانا امکان نہیں
جبکہ تقدیر ایسی ہی تھی تو میں کیا علاج کر سکتا ہوں

یعنی اے حافظ اس کا غم تو سرنوشت ازل ہے جو کبھی نہ مٹے گا بس میں اسکا کیا علاج کر سکتا ہوں

صوفی بیا که خرقه سالوس بر کشیم — وین نقش زرق را خط بطلان بسر کشیم

اے صوفی آ تاکہ مکر کے خرقہ کو اوتار ڈالیں — اور اس فریب و نفاق کے جبہ پر بطلان کا خط کھینچیں

نذر و فتوح صومعه در وجه می دهیم — دلق ریا بآب خرابات بر کشیم

عبادتخانہ کی نذر اور فتوح کو نذر مے دیں — ریا کے جبہ کو خرابات کے پانی سے دھو ڈالیں

سر قضا که در تتق غیب منزویست — مستانه اش نقاب ز رخسار بر کشیم

قضا کا بھید کہ غیب کے پردہ میں چھپا ہوا ہے — مستانہ وش اوسکے رخ سے نقاب اوتار ڈالیں

مطلب یہ کہ اے صوفی تو نے جو اپنے ظاہر کو خرقہ مکر سے آراستہ کیا ہے آ تاکہ اس مکر کے خرقہ کو اوتار ڈالیں۔ اور جو کچھ عبادتخانے کا حاصل ہے اوس کو خرابات کی جس سے مقام عشق مراد ہے نذر کر ڈالیں۔ اور خرقہ مکر کو شراب وحدت سے دھو دیں تاکہ خود بینی کے لوث سے پاک و صاف ہو جاویں تب اوس وقت سر قضا کے نقاب کو جو غیب کے پردہ میں پوشیدہ ہے اٹھا سکتے ہیں۔ اور پھر معرفت الہی کے اسرار منکشف ہو سکتے ہیں ؛

بیرون جهیم سرخوش و از بزم مدعی — غارت کنیم باده و شاهد بهر کشیم

خوش و خرم مدعی کی بزم سے باہر نکلیں — شراب کو برباد کر دیں۔ اور معشوق کو لپٹیں

بزم مدعی سے بزم دنیا یا اہل دنیا کی مجلس مراد ہے یعنی ہم لوگ جو عاشق ہیں دنیا سے خوش و خرم اٹھ جاویں اور شراب کو پھینک پھینک کر اپنے معشوق سے جو محبوب حقیقی ہے واصل ہو جاویں۔

کام جهان برآر ببخشید چند آگاه — روزی که رخت جان بجهان دگر کشیم

جہان کا مقصود پورا کر [illegible] — اوس روز جبکہ رخت جان کو دوسرے جہان میں لیجاویں

کر کشوه ز ابروی تو تا چو ماه نو — گوی سپهر در خم چوگان زر کشیم

تاکہ تیری ابرو سے [illegible] ماہ نو کے — آسمان کی گیند کو ہلال کے خم چوگان میں کھینچیں

فردا اگر نه روضه رضوان بما دهند — غلمان ز غرفه حور ز جنت بدر کشیم

کل قیامت کو اگر ہم کو بہشت نہ دیجاوے — تو ہم غلمان کو غرفہ سے اور حور کو جنت سے باہر نکال لیں

حافظ نه حد ماست چنین لافها زدن — پا از گلیم خویش چرا بیشتر کشیم

اے حافظ مجھکو ایسی شیخیاں [illegible] نہیں ہے — تو پھر اپنی کملی سے کیوں پاؤں باہر نکالیں

پا از گلیم بیرون کشیدن یعنی کا از اندازہ یا سامانہ خود کردن ۔ مطلب یہ کہ اے حافظ ایسی بڑی بڑی شیخیاں مارنا ہرگز مناسب نہیں ہیں ۔ بھر ہم کسلئے اپنی کملی یا چادر سے زیادہ پاؤں پھیلاتی ہیں ۔ یعنی اپنے اندازہ اور مقدرت سے زیادہ باتیں کیوں بناتی ہیں ۔

عاشق روی جوانی خوش و نوخاستہ ام	وز خدا صحبت او را بدعا خواستہ ام
ایک خوش شہرِ نوخاستہ جوان کی صورت کا عاشق ہوا ہوں	اور اسکی صحبت کو دعا کے ذریعہ خدا سے میں نے مانگا ہے
عاشق و رندم و نظر بازم و میگویم فاش	تا بدانی کہ بچندین ہنر آراستہ ام
صاف کہتا ہوں کہ میں عاشق اور نظر باز رند ہوں	تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ میں کتنے فنون میں کامل ہوں
شرمم از خرقۂ آلودۂ خود می آید	کہ بر او پارہ بصد شعبدہ آراستہ ام
مجکو اپنے آلودہ خرقہ سے شرم آتی ہے	کہ ہر ہر ٹکڑے میں دو دو سو مکاریاں بھری ہوئی ہیں

خرقہ آلودہ سے جسم خاکی مراد ہے ۔ جو گناہ اور خطاؤں سے بھرا ہوا ہے ۔ پارہ یعنی اعمال بد ۔ شعبدہ ۔ بہانہ بازی یعنی مجھے اپنے آپ سے شرم آتی ہے کہ میرے ہر ہر اعمال میں دو دو سو مکر اور فریب بھرے ہوئے ہیں ۔

خوش بسوز از غمش ای شمع کہ اینک من نیز	ہم بدین کار کمر بستہ و برخاستہ ام
اے شمع اسکے غم میں اچھی طرح جل کہ آجکی شب میں بھی	اس کام پر کمر بستہ اور مستعد ہوں
با چنین حیرتم از دست بشد صرفۂ کار	در غم افزودہ ام آنچہ ز دل و جان کاستہ ام
ایسی حیرت میں اچھا انتظام سے میرا کام نکل گیا	کہ میں نے جس قدر دل و جان کو گھٹایا وہ غم پر بڑھایا ہے
پاسبان حرم دل شدہ ام شب ہمہ شب	بو کہ سیری بکند آن مہ ناکاستہ ام
رات رات بھر حرم دل کا چوکیدار بنا رہتا ہوں	اسلئے کہ شاید وہ مہ کامل تو وصل بھر میری سیر کر جائے
ہمچو حافظ بخرابات روم جامہ قبا	بو کہ در کش بکشد آن دلبر نوخاستہ ام
حافظ کی طرح کپڑے پھاڑ کر خرابات میں پہنچوں	شاید کہ وہ نوخاستہ معشوق مجکو بغل میں دابے

جامہ قبا کردن ۔ جامہ چاک کرنا ۔ یعنی میں حافظ کی طرح کپڑے پھاڑ کر خرابات میں جاؤں ۔ شاید کہ وہ محبوب دلربا مجکو اپنی گود میں لے لے ۔ جامہ قبا کی مناسبت سے در برکشد کا لفظ لائے ہیں ۔

عشقبازی و جوانی و شراب لعل فام	مجلس انس و حریف ہمدم و شرب مدام
عشقبازی اور جوانی اور خوش رنگ شراب	مجلس انس اور ہمدم حریف اور ہمیشہ نوشی

یہ سب صفات رندانہ حالت میں گنا رہے ہیں ۔ اور یہ سب شعر مقطعہ ہیں ۔

ساقی شکر دہان و مطرب شیرین سخن	ہمنشینی نیک کردار و حریف نیکنام
ساقی شکر دہان و مطرب شیریں سخن	ہمنشین نیک کردار و حریف نیکنام
شاہد در لطف و پاکی رشک آب زندگی	دلبری در حسن و خوبی غیرت ماہ تمام
وہ معشوق جسکی لطافت اور پاکیزگی میں آب حیات رشک کرے	ایسا دلبر جسکی خوبی و حسن پر ماہ کمال کو شرم آئے
بادۂ گلرنگ و تلخ و عذب و خوشخوار و سبک	نقلے از لعل نگار و نقلی از یاقوت جام
شراب خوشرنگ کڑوی اور میٹھی خوشخوار اور ہلکی	تھوڑا سا مزہ لب معشوق سے اور تھوڑا سا جام شراب سے
بزمگاہ دلنشین چون قصر فردوس برین	گلشنے پیرامنش چون روضۂ دار السلام
بزمگاہ دلنشین مانند فردوس برین کے	اس کے اس پاس کا باغ مثل روضہ دار السلام کے
صف نشینان نیکخواہ و پیشکاران با ادب	دوستداران صاحب اسرار و حریفان دوستکام
قریب بیٹھنے والے نیکخواہ اور باادب خدمتگار	دوست دار اہل راز اور حریف دوست کام
غمزۂ ساقی بیغمای خرد آہختہ تیغ	زلف دلبر از برای صید دل گسترده دام
ساقی کا غمزہ عقل کے لوٹنے کو تلوار کھینچے ہوئے	معشوق کی زلف دل کے شکار کرنیکو جال کی طرح بچھی ہوئی

مطلع سے یہاں تک کے سب اشعار قطعہ بند ہیں اور انکی خبر ذیل کے اس شعر میں بیان ہوئی ہے کہ

ہر کہ این صحبت بجوید خوشدلی بر وی حلال	وانکہ این عشرت نخواہد زندگی بر وی حرام
جو کوئی ان صحبتوں کو ڈھونڈے خوشدلی اوس پر حلال ہو	اور جو کوئی ان عشرتوں کو نچاہے زندگی اوس پر حرام ہوجائے

غزل ہذا میں باعتبار حقیقی معنی کے جوانی سے ایام جوانی اور شراب لعل فام سے عشق مراد ہے۔ حریف با معنی ہمدم اور شراب مدام کا اشارہ عیضان عشق کیطرف متصور کرنا چاہیے۔ ساقی شکر دہن و مطرب شیرین سخن سے مرشد کامل اور یاران نیکنام سے شاہد حقیقی مراد ہے۔ بادہ گلرنگ عشق حقیقی۔ تلخ و عذب یہ متضاد صفتیں اسلئے آئی ہیں کہ عشق پہلے گردانیدہ کو میٹھا اور خوشگوار و سبک معلوم ہوا کرتا ہے غمزہ ساقی سے یا تو شاہد حقیقی کی تجلی کا جلوہ مراد لینا چاہیے کہ جس سے ہر چیز موجود ہوئی۔ یا مرشد کامل کا فیض کہ جس سے معرفت الٰہی ملتی ہے۔ عقل کا غارت کرنا اور دست بہ قبضہ ہونا اوس کی صفت ہے۔ جس سے ظاہری عقل گم ہوجاتی ہے۔ غرضکہ ان اشعار کا ماحصل یہ ہے کہ جو کوئی عشق الٰہی نہ کرے کونین کی خوشدلی اوس پر حلال ہوجیو۔ لیکن جو کوئی ان عشرتوں کو نہیں چاہتا تو اوس کی زندگی اوسکے لئے حرام ہوجاتی ہے۔

نکته دانی بذله گو چون حافظ شیرین سخن　　بخشش آموزی جهان افروز چون حاجی قوام

حافظ شیرین سخن سا نکتہ دان اور بذلہ گو کوئی نہیں　　اور حاجی قوام سا بخشش آموز جہان افروز ناپید ہے

یعنی: نہ تو شیرین حافظ سا بذلہ گو اور نکتہ دان موجود ہے اور نہ حاجی قوام سا صاحب جود و کرم پایا جاتا ہے۔

عمریست تا براه غمت رو نهاده ایم　　روی وریای خلق بیکسو نهاده ایم

مدت ہوئی کہ ہمنے تیرے غم کی راہ میں اپنے منہ کو رکھا ہے　　اور مخلوق کے ریا و ریا کو ایکطرف ڈالدیا ہے

هم جان بدان دو نرگس جادو سپرده ایم　　هم دل بدان دو سنبل هندو نهاده ایم

نیز جان کو وہ دو آنکھوں کی سپرد کر دیا　　اور دل کو دونوں زلفوں پر رکھا ہے

ما ملک عافیت نه بلشکر گرفته ایم　　ما تخت سلطنت نه ببازو نهاده ایم

ہمنے عافیت کا ملک لشکر کے زور سے نہیں لیا　　اور نہ تخت سلطنت کو بازو پر رکھا ہے

در گوشه امید چو نظارگان ماه　　چشم طلب بر آن خم ابرو نهاده ایم

چاند دیکھنے والوں کی طرح گوشہ امید میں　　ہمنے چشم طلب اوس خم ابرو کے اوپر رکھا ہے

یعنی عید کا چاند دیکھنے والے جس شوق سے گوشہ امید میں ہلال کو لئے رہتے ہیں۔ ہمنے اس شوق سے اپنے گوشہ امید میں معشوق کے خم ابرو کو لے لیا ہے اور اوسی کے طالب ہیں۔

بی بوی زلف تو سر سودای از ملال　　همچون بنفشه بر سر زانو نهاده ایم

بغیر تیری زلف کی بو کے سر سودا زدہ کو ملال ہے　　ہمنے بنفشہ کیطرح زانو پر رکھا ہے

ننهاده ایم بار جهان بر دل ضعیف　　وین کار بار بسته بیکسو نهاده ایم

ہمنے جہان کا بار ضعیف دل کے اوپر نہیں رکھا　　بلکہ اس کار بار کو باندھ کر ایکطرف ڈالدیا ہے

تا سحر چشم یار چه بازی کند که باز　　بنیاد بر کرشمه جادو نهاده ایم

تو چشم یار کا جادو کیا بازی کر سکتا ہے کہ پھر　　ہمنے اوسکی بنیاد کو کرشمہ جادو پر رکھا ہے

طاق و رواق مدرسه و قیل و قال فضل　　زینها بخاک کوی تو ما رو نهاده ایم

مدرسہ کے طاق رواق اور فضل و ہنر کی قیل و قال　　ہمنے ان سب سے منہ کو پھیر کر تیرے کوچہ کی خاک پر رکھدیا ہے

عمری گذشت و ما بامید اشارتی　　چشمی بران دو نرگس جادو نهاده ایم

مدت ہوئی کہ ہمنے کسی اشارہ کی امید پر　　نظر کو اون دونوں نرگس جادو پر رکھ چھوڑا ہے

ناموس چند ساله و اجداد نیکنام — درراه جام و ساقی مهرو نهاده ایم

سالہا سال کی آبرو اور باپ دادا کی نیکنامی کو — ہمنے ساغر اور ساقی مہرو کی راہ مین گنوا دیا ہے

هشیار رو که عاقلیم که بر دست و پا دل — زنجیر و بند زان خم گیسو نهاده ایم

ہم ہشیار اور عقلمند ہین کہ ہاتھ پاؤن پر خوشی سے — ہمنے زنجیر اور بند اوس خم گیسو کا لگا دیا ہے

ابدال بعقل کوش که مانند عقل و هوش — درراه یار سلسله گیسو نهاده ایم

ابدال عقل مین کوشش کر کہ ہمنے عقل و ہوش کے نقد کو — یار کی راہ اور سلسلہ گیسو مین لگا دیا ہے

فرما اشارتی که دو چشم امیدوار — پیوسته بر دو گوشه ابرو نهاده ایم

اشارہ فرما کہ ہمنے دونون امیدوار آنکھون کو — ابرو کے ہر دو گوشون پر پیوستہ کر دیا ہے

گفتی که حافظا دل سرگشته ات کجاست — در حلقه های آن خم گیسو نهاده ایم

تو پوچھتا ہے کہ اے حافظ تیرا دل سرگشتہ کہان ہے — مین نے اوسکو اوس خم گیسو کے حلقون مین رکھا ہے

یعنی اے معشوق تو جو مجھسے پوچھتا ہے کہ تیرا دل سرگشتہ کہان ہے مین نے اوسکو تیرے ہی گیسوون پر خم کے حلقون مین دیدیا ہے۔

غم زمانه که هیچش کران نمی بینم — دواش جز می چون ارغوان نمی بینم

زمانہ کا غم کہ جسکی مین کوئی انتہا نہین دیکھتا — اوسکا علاج بھی سوا شراب ارغوانی کے کوئی اور نہین پاتا

نشان مرد خدا عاشقی ست با خود آر — که در مشایخ شهر این نشان نمی بینم

ہوش مین آ مرد خدا کی پہچان عاشقی ہے — مین شہر کے مشایخ مین اسکا کہین نشان بھی نہین دیکھتا

یعنی اے مخاطب عارف کامل کی شناخت عاشقی ہے پس تو ہشیار رہ کہ مین شہر کے مشایخ مین سے کسی مین بھی یہ علامت نہین پاتا ہون کہین فریب مین نہ آجانا۔

درین خمار کسم جرعه نمی بخشد — ببین که اهل دلی در جهان نمی بینم

اس خمار مین کوئی مجکو ایک گھونٹ نہین پلاتا — دیکھہ کہ اہل دل کو جہان مین نہین دیکھتا ہون

خمار یعنی بقیہ نشہ شراب۔ یعنی نشہ کے اوتار پر کوئی مجکو ایک گھونٹ نہین پلاتا۔ پس اے مخاطب سمجھ لے کہ اہل دل جہان مین کم ہین۔ خلاصہ یہ کہ کوئی اہل دل نیاض طبع ایسا نہین کہ خمار کی حالت مین مجکو ساغر شراب عنایت کرے اور سرور کو کم نہونے دے۔

سایۂ طوبی و دلجوئی حور و لب حوض
بہوای سر کوی تو برفت از یادم

طوبے کا سایہ و دلجوئی حور اور حوض کا کنارہ
تیرے کوچہ کی ہوس میں یہ سب مجھے بھول گئی

نیست بر لوح دلم جز الف قامت یار
چہ کنم حرف دگر یاد نداد استادم

میرے لوح دل پر سوا الف قامت یار کے کچھ نہیں
کیا کروں کہ استاد نے دوسرا حرف یاد نہیں کرایا

کوکب بخت مرا هیچ منجم نشناخت
یا رب از مادر گیتی بچہ طالع زادم

میرے کوکب بخت کو کسی منجم نے نہیں پہچانا
اے اللہ مادر گیتی سے کس طالع میں پیدا ہوا

تا شدم حلقہ بگوش در میخانۂ عشق
ہر دم آید غمی از نو بمبارکبادم

جب سے کہ میں میخانہ عشق کا حلقہ بگوش ہوا ہوں
مجھے مبارکباد دینے کو ہر دم ایک نیا غم آتا ہے

گر خورد خون دلم مردمک دیدہ رواست
کہ چرا دل بجگرگوشۂ مردم دادم

اگر میرے دل کا خون آنکھوں کی پتلی پی جائے تو بجا ہے
کیونکہ میں نے اسواسطے دل جگرگوشۂ مردم کو دیا ہے

پاک کن چہرۂ حافظ بسر زلف ز اشک
ورنہ این سیل دمادم بکند بنیادم

حافظ کے چہرہ کو اشک سے بذریعہ زلف کے پاک کر
نہیں تو یہ پے در پے رو میری بنیاد کو اکھیڑ دیگی

یعنی اے محبوب اپنی زلف کے ذریعہ سے حافظ کی آنکھوں کے آنسو پونچھ ڈال ورنہ یہ دمادم سیل اشک میری
بنیاد کو اکھیڑ دیگی یعنی ہلاک کر ڈالیگی۔

فتوی پیر مغان دارم و عہدیست قدیم
کہ حرامست می آنرا کہ نہ یارست ندیم

میرے پاس پیر مغان کا فتوی ہے اور قدیم عہد بھی ہے
کہ شراب اوسکے لئے حرام ہے کہ جسکا نہ یار ہو نہ مصاحب

چاک خواہم زدن این دلق ریائی چہ کنم
روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم

اس دلق ریائی کو چاک نہ کروں تو کیا کروں
کہ ناجنس کی صحبت روح کیواسطے سخت عذاب ہے

تا مگر جرعہ فشاند لب جانان بر من
سالہا زان شدہ ام بر در میخانہ مقیم

شاید کہ معشوق کا لب مجھپر ایک گھونٹ گرا دے
اسواسطے برسوں سے در میخانہ پر پڑا ہوں

جانان سے محبوب حقیقی یا مرشد کامل مراد ہے۔ اور در میخانہ سے مقام عشق۔ مطلب یہ کہ میں برسوں سے صرف اسلئے
مقام عشق میں مقیم ہوں کہ شاید لب محبوب مجھپر تھوڑا سا رحم فرمائے۔ یعنی میری بات پوچھے۔ یا مرشد کامل
ایک ذرا سی توجہ سے مجھپر عنایت کرے۔

مگرش صحبت دیرین من از یاد برفت — ای نسیم سحری یاد دہش عہد قدیم

شاید کہ میری صحبت دیرینہ اوسکو یاد نرہی — اسلئے ای نسیم سحری اوسکو پرانا عہد یاد دلادی

بعد صد سال اگر بر سر خاکم گذری — سر برآرد ز گلم رقص کنان عظم رمیم

سو برس بعد اگر تو میری خاک پر ہوکر گذری — تو بھی گلی ہوئی ہڈیاں رقص کرتی ہوئی آہستہ کہ کھڑی ہونگی

فکر بہبود خود ای دل ز در دیگری کن — درد عاشق نشود بہ بمداوای حکیم

اے دل اپنی بہتری کی فکر دوسری دروازہ سے کر — (کیونکہ) عاشق کا درد حکیم کے علاج سے اچھا نہیں ہوتا

گوہری معرفت اندوز کہ با خود ببری — کہ نصیب دگرانست نصاب زر و سیم

تو گوہر معرفت جمع کر تاکہ اپنی ساتہ لیجاوے — کیونکہ چاندی سونیکا نصاب دوسرونکو نصیب ہی

دام سخت ست مگر یار شود لطف خدا — ورنہ آدم نبرد صرفہ ز شیطان رجیم

پہندا سخت ہی مگر خدا کا لطف ساتھ ہونا چاہئے — نہیں تو شیطان مردود پر آدمی غلبہ نہیں پاسکتا

دام کے بعد دنیا کا لفظ محذوف ہی یعنی اس دنیاے دون کا پہندا بڑا ہیڈہب ہے البتہ اگر فضل الہی شامل حال ہوا تو اس پہندے سے رہائی ہوسکتی ہے ورنہ آدمی کی کیا مجال ہے کہ شیطان علیہ اللعن کے اوپر غالب ہوسکے اور اوسکے دام فریب سے رہائی پاسکے۔

غنچہ گو تنگدل از کار فروبستہ مباش — کز دم صبح مدد یابی و انفاس نسیم

غنچے سے کہدو کہ اپنی ناکامیابی سے تنگدل نہو — کہ صبح کے نفس نسیم کی جہونکوں سے مدد پاویگا تو

غنچہ سے طالب دم صبح اور انفاس نسیم سے مرشد کامل مراد ہی اور مطلب یہ ہی کہ ای طالب معرفت تو اپنی عدم کار برآری سے دل تنگ نہو کیونکہ تجکو مرشد کامل کی توجہ اور اوسکی ہدایت مطلب کو پہونچادیگی اور وہ ہی تیری کار برآری کا سبب ہوگی۔

دلبر ما بصد امید گرفت اول دل — ظاہرا عہد فرامش نکند خلق کریم

ہمسے پہلی دلبر نے سو امیدونکی ساتہ دل لیا تہا — (اسلئے) اسکا خلق کریم ظاہرا عہد کو فراموش نہیں کریگا

حافظ ار سیم و زرت نیست برو شاکر باش — چہ بہ از دولت لطف سخن و طبع سلیم

اے حافظ اگر تیرے پاس سونا چاندی نہیں ہی تو اسی پر شاکر رہ — لطف سخن اور طبع سلیم سے کوئی چیز اچھی نہیں

یعنی اے حافظ اگر تجکو مال دولت سونا چاندی میسر نہیں ہی تو مست ہو تیرے پاس جو لطف سخن اور طبع سلیم کے

کمال کی دولت ہی وہ ہی تیری واسطے کافی ہے اسی پر صابر و شاکر رہ کیونکہ اس سی اچہی اور کوئی دولت نہین۔

گر ازین منزل غربت بسوی خانه روم	نذر کردم که هم از راه بمیخانه روم
اگر اس منزل غربت سی گہر کی طرف جاؤنگا تو	بنذر منت مانی ہی کہ راہ سی میخانہ کو ہی چلا جاؤنگا

غربت سے دنیا اور گہر سے عالم اطلاق اور میخانہ سے مقام عشق مراد ہے۔ مطلب ظاہر ہے۔

زین سفر گر بسلامت بوطن باز رسم	دگر آنجا که روم عاقل و فرزانه روم
اس سفر سے اگر سلامتی کی ساتہ وطن مین پہونچون	پہر جب وہان جاؤن تو عقلمند اور ہوشیار بنکر جاؤن
تا بگویم که چه کشفم شد ازین سیر سلوک	بدر میکده با بربط و پیمانه روم
تب کہون کہ مجکو اس سیر سلوک سی کیا معلوم ہوا	جبکہ میکدہ کے دروازہ پر بربط اور پیمانہ کے ساتہ جاؤن
آشنایان ره عشق گرم خون بخورند	کافرم گر بشکایت بر بیگانه روم
رہ عشق کے آشنا اگر میرا خون بہی پی لین	تو کافر ہون اگر شکایت غیرونکے پاس لیجاؤن
بعد ازین دست من و زلف چو زنجیر نگار	تا بکی از پی کام دل دیوانه روم
اسکے بعد میرا تو ہاتہہ اور زلف معشوق مانند زنجیر کے	کبتک دل دیوانہ کی کاربرآری کیواسطی پہرون
گر ببینم خم ابروی چو محرابش باز	سجده شکر کنم وز پی شکرانه روم
اگر اوسکے خم ابرو کو مثل محراب کے پہر دیکہون	شکر کا سجدہ کرون اور شکرانہ ادا کرون

یعنی اگر ابروے محبوب کے خم کو جو مثل محراب کے ہے پہر دیکہہ لون تو اوسکے شکریہ مین سجدۂ شکر بجالاؤن محراب کی رعایت سی سجدہ کا لفظ آیا ہے۔

خرم آن دم که چو حافظ بتولای وزیر	سرخوش از میکده با دوست بکاشانه روم
وہ وقت خوش ہو کہ حافظ کی طرح وصال کی آرزو مین	خوش خوش میخانہ سی دوست کی ساتہ گہر کو جاؤن

میخانہ سے مقام عشق اور کاشانہ سے عالم اطلاق مراد ہے یعنی وہ وقت میری واسطے بہت اچہا ہو کہ مین دوست کی ہمراہی مین مقام عشق سی بتمناے وصال عالم اطلاق مین پہونچون۔

گرچه از آتش دل چون خم می در جوشم	مهر بر لب زده خون میخورم و خاموشم
اگرچہ دل کی لگی ہوئی سی خم می کیطرح جوش مین ہون	لیکن لب پر مہر لگا ہوی خون پیتا ہون اور خاموش ہون

یعنی اگرچہ اس آتش عشق سی جو میرے دلمین بہری ہوئی ہی مثل شراب کے خم کے جوش کہاتا ہون لیکن زبان سے کچہہ

نہین کہتا اور چون پیکر چپ ہو رہتا ہون - ان سب الفاظ مین خم شراب کی رعایتین ظاہر ہین جسکے منھ پر مہر اور پیٹ مین نیز شراب بہری ہوتی ہے

قصد جانست طمع در لب جانان کردن — **تو مرا بین که درین کار بجان میکوشم**

لب معشوق کی طمع کرنا جان سے ہاتھ دہونا ہے — تو مجکو دیکھہ کہ اس کام مین جان سے کوشش کرتا ہون

من که آزاد شوم از غم دل چون هر دم — **هندوی زلف بتی حلقه کند در گوشم**

غم دل سے کب آزاد ہو سکتا ہون جبکہ ہر وقت — کسی معشوق کی زلف سیاہ مجھے حلقہ بگوش کیے رہتی ہے

حاش لله که نیم معتقد طاعت خویش — **این قدر هست که گه گه قدحی مینوشم**

مین ہرگز اپنی بندگی کا معتقد نہین ہون — صرف اسقدر ہے کہ کبھی کبھی ایک پیالہ شراب پی لیتا ہون

یعنی مین اپنی کسی بندگی کا ہرگز معتقد نہین ہون اور نہ کوئی اطاعت کر سکتا ہون اگر کچھہ کرتا ہون تو صرف اسقدر کہ کبھی کبھی ایک پیالہ شراب پی لیتا ہون

هست امیدم که علی رغم عدو روز جزا — **فیض عفوش ننهد بار گنه بر دوشم**

مجکو دشمن کے زعم پر امید ہے کہ قیامت کے دن — اوسکی عفو کا فیض بار گناہ میرے کاندہے پر نہین رکھیگا

یعنی ہرچند کہ مجکو رندی اور بیباکی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور دشمن طعنہ زنی کرتے ہین کہ مین رند ہون لیکن مجکو ان طعنون سے کچھہ خوف نہین اور مین پھر بھی کہتا ہون کہ هست امیدم الخ

پدرم روضهٔ رضوان بدو گندم بفروخت — **ناخلف باشم اگر من بجوی نفروشم**

میرے پدر بزرگوار نے روضۂ رضوان کو دو دانہ گیہون کے عوض بیچ دیا — مین ناخلف ہون اگر اونکو ایک جو کی عوض مین نہ بیچ ڈالون

خرقه پوشی من از غایت دینداری نیست — **پرده بر سر صد عیب نهان می پوشم**

میری خرقہ پوشی غایت دینداری کی وجہ سے نہین ہے — بلکہ سو عیب پوشیدہ پر پردہ ڈالنے کے لئے ہے

می نخواهم که ننوشم بجز از راوق خم — **چه کنم گر سخن پیر مغان ننیوشم**

مین نہین چاہتا ہون کہ بجز صاف شراب کے شراب پیون — کیا کرون اگر پیر مغان کی بات کو نہ سنون

گر ازین دست زند مطرب مجلس ره عشق — **شعر حافظ ببرد وقت سماع از هوشم**

اگر اس ہاتھہ سے مطرب مجلس راہ عشق کی لوٹے — تو حافظ کا شعر سماع کے وقت میرے ہوش اوڑا دے

مطرب مجلس سے مرشد کامل مراد ہے اور مطلب یہ کہ اگر مرشد کامل اس طرح سے عاشقون کی راہ لوٹیگا یعنی اونکو بیخود

کرے گا تو حافظ کے اشعار سماع کے وقت میری ہوش اڑا دینگے خلاصہ یہ کہ مجھکو از خود رفتہ کر دینگے۔

گرچہ افتاد ز زلفش گرہی در کارم
ہمچنان چشم امید از کرمش میدارم

اگرچہ اوسکی زلف کی بدولت میرے کام مین گرہ لگ گئی
تو بھی اوسکی کرم سے اچھی امید رکھتا ہون مین

یعنی اگرچہ محبوب کی زلف کی بدولت میری کام مین گرہ لگ گئی ہے لیکن میں بھی امید رکھتا ہون کہ وہ اس گرہ کو وا کر دیگا۔

بطرب حمل مکن سرخی رویم کہ چو جام
خون دل عکس برون میدہد از رخسارم

میرے چہرہ کی سرخی کو خوشی پر محمول نکر کہ شراب کی پیالہ کیطرح
خون دل کا عکس میرے رخسار روشنی باہر ہو دار ہو رہا ہے

پردۂ مطربم از دست برون خواہد برد
آہ اگر زانکہ دران پردہ نباشد یارم

مطرب کا پردہ ہاتھہ سے باہر نکل جائے گا
افسوس اگر اوس پردہ میں بھی میرا یار نہوا

پردۂ مطرب یعنی سرود مطرب جس سے وہ سخنان عشق و معرفت مراد ہے جو مرشد کامل بیان فرماتا ہے اگر اوس پردہ تک میں ذبار نہوا تو پردۂ مطرب یعنی جس سے مرشد کامل کی بیانات حقائق تصور کرنے چاہئین میرے ہاتھہ سے جاتا رہیگا خلاصہ یہ کہین ایسا نہو کہ وہانتک باریابی نہ ملے اور ہاتھہ سے [illegible] (یہ ملی نرام)

منم آن شاعر ساحر کہ بافسون سخن
از نی کلک ہمہ شہد و شکر میبارم

مین وہ جادوگر شاعر ہون کہ سخن کے سحر سے
نے قلم کے ذریعہ شہد و شکر برساتا ہون مین

بقصد امید نہادیم درین بادیہ پای
ای دلیل دل گم گشتہ فرو مگذارم

مین نے اس میدان مین بڑی امید و تمنا سے قدم رکھا ہے
ای دل گم گشتہ کی دلیل مجکو نہ چھوڑ دیجئے

یعنی مین نے راہ عشق میں بڑی آرزوؤن سے قدم رکھا ہے اے دل گم گشتہ کہین ایسا نہو کہ تو مجکو چھوڑ دے اور [illegible] آپ ہین [illegible] دل گم گشتہ کی دلیل سے [illegible] حقیقی یا مرشد کامل مراد ہو سکتے ہین۔

چون بتش [illegible] نیست
تا کہ گویم کہ بگوید سخنی با یارم

جبکہ مین یار کے پاس تک ہوا کا گذر [illegible]
تو کس سے کہون کہ میری بات یار تک پہونچا دے

دیدۂ بخت بافسانۂ او شد در خواب
کو نسیمی ز عنایت کہ کند بیدارم

نصیب کی آنکھین اوسکی افسانہ سے سو گئین
کو نسیم عنایت ہے کہ جو مجھے بیدار کرے

دوش میگفت کہ حافظ ہمہ روی است و ریا
بجز از خاک درت با کہ بگو رو آرم

کل (یار نے) کہا کہ حافظ بہ تمام مکر و فریب ہے
تو ہی بتلا کہ تیرے در کی خاک سے کسکی طرف رخ کرون

یعنی کل ہاری لنبا کر ای حافظ یہ تیرا سب مکر و فریب ہی۔ میں نے اوسکی جواب میں کہا کہ اچھا یہ میرا فریب ہی سہی اب تو ہی بتلا کہ میں تیری در چھوڑ کے سوا کہاں جاؤن۔ خلاصہ یہ کہ اگر یہ میرا فریب ہی تو تو مجھکو جو جانتا ہے میں وہ ہی کرون۔

گرچہ مانندگان پادشہیم | **پادشاہان ملک صبحگہیم**

اگرچہ ہم شاہ کے غلام ہیں | تاہم ملک صبح گاہ کے بادشاہ ہی تو ہیں

ملک صبح گاہ سے وقت صبح مراد ہی جو دعاؤن کے قبول ہونیکا وقت سمجھا جاتا ہے۔ پس مطلب یہ ہے کہ گو ہم بادشاہ وقت کے غلام ہیں لیکن ملک صبح گاہ یعنی صبح کی دعاؤن کے جو متعلق یہ آہ وزاری ہوتی ہیں بادشاہ بہی تو ہیں۔ کیونکہ جب صبح کے وقت ہم آہ وزاری کے ساتھ خدا سے دعائیں مانگتے ہیں تو وہ بلا قبول ہوئے نہیں رہتیں۔

گنج در آستین وکیسہ تہی | **جام گیتی نما وخاک رہیم**

آستین میں خزانہ اور تہیلیا خالی | گیتی نما جام اور راہ کی خاک ہیں

ہوشیار حضور ومست غرور | **بحر توحید وغرقۂ گنہیم**

ہوشیاری کے حضور اور غرور میں مست | بحر توحید اور غرق گناہ ہیں ہم

یعنی ہوشیاری کے اعتبار سے ہم بحر توحید کے حضور میں اور غرور کے اعتبار سے گناہ میں ڈوبے ہوے ہیں۔

شاہد بخت چون کرشمہ کند | **ماش آئینۂ رخ چو مہیم**

جو شاہد بخت اپنا جلوہ دکہلائے | تو ہم اوسکے آئینۂ رخ کے لئے چاند کی مانند ہیں

شاہ بیدار بخت را ہر شب | **ما نگہبان افسر وکلہیم**

شاہ بیدار بخت کے لئے ہر شب | ہم تاج وکلاہ کے نگہبان ہیں

گو غنیمت شمار صحبت ما | **کہ تو در خواب وما بدیدہ گہیم**

کہو کہ ہماری صحبت کو غنیمت جان | کیونکہ تو خواب میں ہے اور ہم جاگنے والے

شاہ منصور واقف ست کہ ما | **روی ہمت بہر کجا کہ نہیم**

نصرت مند بادشاہ واقف ہے کہ ہم | جس جگہ روے ہمت کو رکہدیں

دشمنان را ز خون کفن سازیم | **دوستان را قبای فتح دہیم**

دشمنون کے خون کو اونکا کفن بنادیں | اور دوستون کو فتح کے خلعت پہنادیں ہم

یہ دونون شعر قطعہ بند ہین۔ حافظ صاحب فرماتے ہین کہ ہماری ہمت اور ثابت قدمی سے شاہ منصور خوب واقف ہین یعنی ہم جسطرف کو ہمت پر تُل جائین اوسکو کرکے چھوڑین یہانتک کہ دشمنون کو ہلاک کر ڈالین اور دوستون کو فتح کی خلعت پہنا دین۔ خلاصہ یہ کہ دشمنون کو تباہ اور دوستون کو سربلند کردین۔ خون سے کفن بنانا یعنی ہلاک کردینا یا خون مین ملانیکا محاورہ ہے۔

رنگ تزویر پیش ما نبود
مکر کا رنگ ہمارے سامنے نہین

شیر سرخیم و افعی سیہیم
ہم سرخ شیر اور مار سیاہ ہین

وام حافظ بگو کہ باز دہند
کہو کہ حافظ کا قرض واپس کردین

کردہ اعتراف و ما گوہیم
جو تیرا اقراری ہے اور ہم اوسکی گواہ ہین

یعنی محبوب حقیقی سے کہو کہ حافظ کا وہ قرض ادا کردے جسکا خود اوسکو اقرار ہے اور ہم اوس قرض کے بارہ مین گواہ ہین کہ ہماری سامنے لیا ہے۔

گر دست دہد خاک کف پای نگارم
اگر معشوق کی خاک کف پا میری ہاتھ لگے

بر لوح بصر خط غباری بنگارم
تو بینائی کی لوح پر اوس سے خط غبار لکھون

پروانۂ او گر برسد در طلب جان
اگر اوسکا حکم جان کی طلبی مین پہونچے

چون شمع ہمان دم بدمی جان بسپارم
تو شمع کی طرح اسی وقت جان کو قربان کردون

گر قلب دلم را ننہد دوست عیاری
اگر دوست میرے قلب دل کو خالص نگردانے

من نقد روان در دمش از دیدہ ببارم
تو مین اوسکے لئے نقد جان کو آنکھون سے بہا دون

دامن مفشان برمن خاکی کہ پس از مرگ
مجھ غریب پر دامن نہ جھاڑ کہ مرنے کے بعد بھی

زین در نتواند کہ برد باد غبارم
اس دروازہ سے میرے غبار کو ہوا بھی نہین اٹھا سکتی

یعنی اسے محبوب مجھ عاجز و ناتوان کے سایہ غرور نکر مین ایسا ثابت قدم عاشق ہون کہ مرنے کے بعد میری غبار کو بھی ہوا تیرے دروازہ سے نہین اوڑا سکتی۔

از بوی کنار تو شدم غرقۂ امید
مین تیری آرزوی وصل کے سبب بحر امید مین غرق ہون

از موج سرشکم کہ رساند بکنارم
کون ایسا ہے کہ مجھکو اس موج سرشک کے کنارہ پر پہونچادے

مطلب صاف ہے تشریح طلب نہین۔

زلفین سیاه تو بدلداری عشاق — دادند قرار و ببردند قرارم

تیری دونون سیاہ زلفین عشاق کی دلداری کا — اقرار کر کے میرے دل کا قرار لے گئین

امروز مکش سر ز وفای من و اندیش — زان شب که من از غم بدعا دست برآرم

آج وفا سے سر نہ کھینچ اور مجھسے اندیشہ کر — اوس رات سے کہ مین غم سے دعا کے لئے ہاتھ اوٹھاؤن

ای ساقی تو ازان باده یک جرعه بیاور — کان بوی شفا میدهد از رنج خمارم

اے ساقی اوس شراب سے ایک گھونٹ دے — کیونکہ وہ خمار کے رنج سے شفا کی امید دلاتی ہے

حافظ لب لعلش چو مرا جان عزیز است — عمری بود آن لحظه که جان را بلب آرم

ای حافظ چونکہ اسکا لب لعل میری جان کی برابر ہے — اسوقت مجھے زندگی ملے جب جان کو لب کے پاس لاؤن

یعنی اے حافظ جب معشوق کا لب لعل میرے لئے بمنزلہ جان رکھتا ہے تو گویا مجھکو اسوقت از سر نو زندگی ملے جب جان کو لب کے پاس لاؤن یعنی لب محبوب کا بوسہ لون۔

گر دست دهد خم زلفین تو بازم — چون گوی چه سرها که بچوگان تو بازم

اگر تیری زلفون کے خم پھر میرے ہاتھ پہونچے — تو گیند کی طرح کتنے ایک سرونکو تیری چوگان سے مار دینا ہون

زلف تو مرا عمر دراز است ولی نیست — در دست سر موی ازان زلف درازم

تیری زلف میرے لئے عمر دراز تو ہے ولیکن — اوس زلف دراز سے ایک سر مو بھی میرے ہاتھ مین نہین ہے

پروانه راحت بده ای شمع که امشب — از آتش دل پیش تو چون شمع گدازم

ای شمع پروانہ کو راحت دے کہ آجکی شب — آتش دل سے تیرے سامنے مثل شمع کی گھلتا ہون

پروانہ سے اپنی ذات اور پہلے مصرعہ کی شمع سے معشوق مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ ای محبوب آجکی شب مجھ پروانہ کو راحت عطا کر کیونکہ مین دل کی آگ کے سبب تیرے سامنے مثل شمع کے گھلا جاتا ہون پس جسکا حال ایسا ہو وہ واجب الرحم اور قابل آسایش ہے نہ کہ لایق ایذا رسانی۔

چون نیست نماز من آلوده نمازی — در میکده زان کم نشود سوز و گدازم

ظاہری مجھ آلودہ نماز کی نماز نہین ہوتی — تو اوسکے لئے میخانہ مین سوز و گداز کم نکرنا چاہئے

آلودہ سے آلودۂ عصیان یا آلودۂ نماز مراد ہے یعنی جب مجھ آلودہ نماز کی نماز جو صرف ظاہری ہے قبول نہین ہوتی تو اوسکے لئے میخانہ کا سوز و گداز جس سے مقام عشق کی طرف اشارہ ہے کیون کم کرون — خلاصہ یہ کہ ظاہری نماز کو

چھوڑ کر باطنی عشق کیون نہ کیا جاے جو ظاہری طاعت گذاری سے بدرجہا افضل ہے۔

در مسجد و میخانہ خیالت اگر آید
محراب کمان خانہ ابروی تو سازم

اگر تیرا خیال مسجد و میخانہ مین آوے
تو تیری ابرو سے محراب اور کمان چھ بناؤن مین

گر خلوت ما را شبی از رخ بفروزی
چون صبح در آفاق جہان سر بفرازم

اگر ہماری خلوت کو کسی رات رخ سے روشن کرے تو
تو صبح کی طرح آفاق مین سر بلند کرون مین

یعنی ای محبوب اگر تو کسی رات میری خلوت گاہ کو اپنے رخ روشن سے منور کردے تو مین جہان مین اپنا سر اسطرح بلند کرون کہ جسطرح صبح تمام عالم پر حاوی ہو جاتی ہے اور اپنے مرتبہ کو سب مین زیادہ کر دکھاتی ہے۔

آن دم کہ بیک خندہ دہم جان چو صراحی
مستان تو خواہم کہ گذارند نمازم

جس وقت کہ ایک خندہ مین صراحی کی طرح جان دون مین
چاہتا ہون کہ تیری مست میری نماز ادا کرین

محمود بود عاقبت کار درین راہ
در سر برود در سر سودای ایازم

انجام کار نیک ہو جای اس راہ مین
اگر میرا سر ایاز کے سر سودا مین جاوی

ایاز سے معشوق مراد ہی اور محمود کا لفظ ایاز کی مناسبت سی آیا ہے جسکے معنی نیک اور اچھے کے ہین مطلب صرف یہ ہے کہ اگر میرا سر معشوق کے عشق مین تن سے جدا ہو جاوے تو یہ میرے انجام کار کے لئے بہت خوب بات ہے۔ ظاہر ہے کہ عشق مین مرنے سے انجام اچھا ہوتا ہے۔

حافظ غم دل با کہ بگویم کہ درین دور
جز جام نشاید کہ بود محرم رازم

ای حافظ اس زمانہ مین دل کا غم کس سی کہون
مین نہین جانتا کہ سوای جام کی اور کوئی میرا محرم راز ہی

یعنی ای حافظ اس زمانہ مین اس قابل کوئی نہین کہ جس سی دل کا حال کہا جای اسلئے مین نہین جانتا ہون کہ سوای جوش محبت کے اپنا بھید کسی پر ظاہر کرون اور کسی کو اپنا محرم راز بناؤن۔ جام سی وفور عشق الہی مراد ہی۔

گر من از سرزنش مدعیان اندیشم
شیوۂ مستی و رندی نرود از پیشم

اگر مین دشمنون کی سرزنش سی ڈر جاؤن
تو مستی اور رندی کا شیوہ مجھسے پورا ہو سکی

زہد رندان نو آموختہ راہی بدہ است
منکہ بدنام جہانم چہ صلاح اندیشم

یعنی نو آموختہ رندونکا زہد بُری درخت کی مانند ہی
مین کہ جہان مین بدنام ہون اونکو کیا مشورہ دون

یعنی وہ لوگ جو راہ سلوک مین باوجود ناقص رہ جانے کے زہد اختیار کرکے کامل بن بیٹھے ہون وہ مثل اُس بے فیض

درخت کے ہین جو بے ثمر ہو پس مین ایسے لوگو نکی کیا اصلاح کرسکتا ہون اور انکو کیا مشورہ دیسکتا ہون۔

شاہ شوریدہ سران خوان من بیسامانرا
مجہ بیسامان کو شوریدہ سرون کا بادشاہ کہہ

زانکہ در کم خردی از ہمہ عالم بیشم
اسلئے کہ مین عقل مین تمام جہان سے کم ہون

بر جبینم نقش کن از خون دل من خالی
مجہ خالی کے خون دل سے پیشانی پر نقش بنا

تا بدانند کہ قربان تو کافر کیشم
تا کہ لوگ جانین کہ مین تجہہ کافر ادا کا کشتۂ ناز ہون

اعتمادی بنما در گذر بہر خدا
اعتماد کر اور خدا کے لئے مجہسے درگذر فرما

تا بدانی کہ درین خرقہ چہ نادر ویشم
تا کہ تو جانے کہ اس خرقہ مین مین بہی کیا عجب چیز ہون

شعر خونبار من ای باد بدان یار بخوان
اے دوست میرا خونبار شعر یار کے سامنے پڑہ

کہ ز مژگان سیہ بر رگ جان زد نیشم
کہ مژگان سیہ سے مین نے رگ جان پر ڈنک کہایا ہے

دامن از رشحۂ خون دل ما در ہم چین
ہمارے خون دل کے قطرہ سے دامن اوٹہا

کہ اثر در تو کند گر بخراشی ریشم
کہ تجہپر اثر کرے اگر تو میرے زخم کو کہجاوے

من اگر رندم وگر شیخ چہ کارم باکس
مین اگر رند ہون یا شیخ ہون مجکو کسی سے کیا مطلب

حافظ راز خود و عارف وقت خویشم
مین اپنے راز کا نگہبان ہون اور اپنے وقت کا عارف

یعنی اگر مین رند ہون یا اگر شیخ ہون مجکو کسی سے کیا غرض مین اپنے راز کا محافظ اور اپنے وقت کا عارف ہون۔

ما بداریم شبی دست و دعای بکنیم
ہم کسی رات ہاتہہ اوٹہائین اور دعا مانگین

غم ہجران ترا چارہ ز جای بکنیم
تیرے غم ہجران کا علاج اسی تدبیر سے کرین

دل بیمار شد از دست رفیقان مددی
دوستون کے ہاتہون سے دل بیمار ہوا مدد کر

تا طبیبش بسر آریم و دوای بکنیم
تا کہ اوسکا طبیب بلائین اور دوا کرین

خشک شد بیخ طرب راہ خرابات کجاست
خوشی کی بیخ خشک ہوگئی میخانہ کی راہ کونسی ہے

تا در آن آب و ہوا نشو و نمای بکنیم
تا کہ ہم اوس آب و ہوا مین نشو و نما پکڑین

یعنی دنیا کے غمون سے خوشی کی جڑ سوکہہ گئی اب اس بات کی ضرورت ہے کہ خرابات مین جاکر وہان رہین تا کہ وہان کی آب و ہوا سے پہر سرسبزی ہو اور پرورش پانے لگین۔ اور اپنی زندگی خوشی مین گذارین۔ ظاہر ہے کہ میخانہ تما سواے مستو نکی چہل پہل کے غم کا نام نہین ہوتا وہ نہین جانتے کہ غم کسے کہتے ہین۔

پیشانی پر نقش بنا یعنی خون دل سے نقش کہیچ ۱۲

آنکہ پیچرم بر نجید و بہ تیغم زد و رفت
بارش آرید خدارا کہ صفائی بکنیم

اوسنے کہ بیجرم ستایا تلوار ماری اور چلتا بنا
خدا کے لئے اوسکو پہر لاؤ کہ صفائی کرلین

در رہ نفس کز و سینہ ما بتکدہ شد
تیر آہی بکشائیم و غزائی بکنیم

راہ نفس مین کہ اوس سے ہمارا سینہ بتکدہ ہوا
آہ کا تیر نکالین اور اوسکو اپنی غذا بنائین

یعنی راہ نفس مین آہ کا تیر جس سے خدا کی جناب مین گریہ وزاری مراد ہے پہینکین اور اس سے مدد مانگین کیونکہ ہمارا سینہ نفس پرستی سے اچہا خاصہ بتکدہ بنگیا ہے جب تک گریہ وزاری نکرین گے اوسوقت تک اس بت سے نجات نہ ملیگی۔

مدد از خاطر رندان طلب ایدل ورنہ
کار صعبست مبادا کہ خطای بکنیم

ایدل رندون کی خاطر سے مدد مانگ ورنہ
کام سخت ہے شاید ہم سے خطا واقع ہوجائے

سایہ طائر کم حوصلہ کاری نکند
طلب سایہ میمون ہمای بکنیم

کم حوصلہ طائر کا سایہ کسی کام کا نہین
ہمکو ہما کے مبارک سایہ کی طلب کرنا چاہئے

یعنی مرشدان ناقص کی صحبت کسی کام کی نہین اسلئے ہمین مرشدان کامل کی صحبت اختیار کرنی چاہئے۔

دلم از پردہ بشد حافظ خوش لہجہ کجاست
تا بقول و غزلش ساز و نوائی بکنیم

میرا دل پردہ سے باہر ہوا حافظ خوش لہجہ کہان ہے
تا کہ اوسکے کلام اور غزل پر ساز و نوا کرین ہم

مطلب صاف تشریح طلب نہین۔

ما سرخوشان مست دل از دست دادہ ایم
ہمراز عشق و ہمنفس جام بادہ ایم

ہم سرخوش اور مست لوگ دل ہاتہہ سے دئے ہوئے ہین
عشق کے ہمراز اور جام شراب کے ہمدم ہین

بر ما بسی کمان ملامت کشیدہ اند
تا کار خود ز ابروی جانان کشادہ ایم

ہم پر بہتون نے ملامت کی کمان کہینچی ہے
تو ہمنے اپنا کام ابروے جانان سے نکالا ہے

ای گل تو دوش جام صبوحی کشیدہ
ما آن شقایقیم کہ با داغ زادہ ایم

ای گل تو نے کل جام صبوحی کا پیا
ہم وہ شقائق ہین کہ داغ کے ساتہ پیدا ہوئے ہین

شقایق لالہ کی ایک قسم ہے اور مطلب یہ ہے کہ ای محبوب تو نے کل جام صبوحی نوش کیا مگر ہمکو اس بات کا کوئی داغ نہین کیونکہ ہم وہ گل شقایق ہین کہ داغ ازل سے ہمارے ساتہ پیدا ہوا ہے شراب کے اعتبار سے

گل شقایق اور حسرت کے اعتبار سے داغ کے لفظ آئے ہین۔

پیر مغان ز توبهٔ ما گر ملول شد — گو باده صاف کن که بعذر ایستاده ایم

پیر مغان ہماری توبہ کرنے سے رنجیدہ ہو گیا ہو — تو اوس سے کہدو کہ شراب صاف لاؤ ہم عذر کرنیکو موجود ہین

کار از تو میرود مددی ای دلیل راه — انصاف میدهیم که از ره فتاده ایم

اے رہنما مدد تجھسے ہی کام چلیگا — انصاف کی تو یہ ہے کہ ہم راہ سے بہک گئے ہین

چون لاله می مبین و قدح در میان کار — این داغ بین که بر دل خونین نهاده ایم

لالہ کی طرح شراب اور قدح کیطرف مت دیکھ — بلکہ اسکو داغ جان کہ ہمنے دل خونین پر رکھا ہے

یعنی اے مخاطب تو سرخ شراب کو پیالہ مین شراب نہ جان بلکہ سمجھ کہ یہ داغ اندرونی ہے جو ہم نے عشق محبوب مین دل پر رکھا ہے۔

گفتی که حافظ این همه رنگ و خیال چیست — نقش غلط مخوان که همان لوح ساده ایم

تو کہتا ہے کہ ای حافظ یہ تمام رنگ و خیال کیا چیز ہے — اسکو غلط نقش نہ کہو کہ ہم سادہ لوح ہین

یعنی اے مخاطب تو جو مجھسے پوچھتا ہے کہ اے حافظ یہ تمام رنگ خیال کیا ہین۔ مین یہ کہتا ہون کہ تو انکو نقش غلط نہ جان بلکہ یہ سمجھ کہ یہ مجھ سادہ لوح کے نقش ہین۔

ما ورد سحر بر در میخانه نهادیم — اوقات دعا در ره جانانه نهادیم

ہمنے صبح کا وظیفہ در میخانہ پر رکھا ہے — اور دعا کے اوقات معشوق کی راہ مین ڈالدیے ہین

سلطان ازل گنج غم عشق بما داد — تا روی درین منزل ویرانه نهادیم

شاہ ازل نے غم عشق کا خزانہ ہمکو دیا — جبکہ ہمنے اس منزل ویرانہ کی طرف رخ کیا

در خرقه صد عاقل و زاهد زند آتش — این داغ که ما بر دل دیوانه نهادیم

سو عاقل و زاہد کے خرقہ مین آگ لگادی — یہ داغ کہ جو ہمنے دل دیوانہ پر رکھا ہے

یعنی عشق محبوب مین جو داغ ہمنے اپنے سینہ پر رکھا ہے یہ ایسا ہی کہ سو عاقلون اور زاہدونکے خرقونکو سوخت کردیگا۔ خلاصہ یہ کہ جو بات ہمنے عشق مین حاصل کی وہ زاہد کو عبادت سے حاصل نہین ہو سکتی۔

در دل ندهم ره پس ازین مهر بتان را — مهر لب او بر در این خانه نهادیم

اسکے بعد مین بتون کی محبت کو دل مین راہ نہ دونگا — کیونکہ ہم نے اوسکی لب کی مہر اس گھر پر لگائی ہے

مطلب یہ کہ مین ایک معشوق حقیقی کے سوا اوروں کی محبت کو دل مین جگہ نہ دونگا کیونکہ اپنے محبوب کے لب کی مہر مین نے خانۂ دل پر لگائی ہے یعنی کسی دوسری کو خانۂ دل مین جگہ نہین مل سکتی چونکہ معشوق کی خاموشی بمنزلہ لب کی مہر کے ہوتی ہے اسلئے یہ مضمون لائے ہین۔

آن بوسہ کہ زاہد بہ تبرک دہدش دست	از روی صفا بر لب جانانہ نہادم
اُس بوسہ کو کہ جسکے لئے زاہد نے ہم سے بیعت کی	از روے صفائی ہمنے لب جانان پر دیا
چون پیر شد این کشتی سرگشتہ کہ آخر	جان در سر این گوہر یکدانہ نہادم
جبکہ یہ کشتی سرگشتہ آخر ہو جاتی ہے	تو جان کو اس گوہر یکدانہ کے خیال مین رکھا ہمنے
المنۃ للہ کہ چو ما بیدل و دین بود	آنرا کہ خرد پرور و فرزانہ نہادم
شکر ہے خدا کا کہ ہماری طرح بیدل و دین نکلا	وہ جسکو کہ ہمنے اہل عقل اور ہوشیار سمجھا تھا
در خرقہ ازین بیش منافق نتوان بود	بنیادش ازین شیوۂ رندانہ نہادم
خرقہ مین اس سے زیادہ منافق نہین ہوسکتا	اسکی بنیاد کو ہمنے شیوۂ رندی مین رکھا ہے

مطلب یہ کہ خرقہ جو لباس پرہیزگاری کا ہے اوسکو پہن کر اس سے زیادہ منافق نہین ہوسکتا تہا جتنا کہ ظاہر مین ہون کیونکہ اپنی ظاہر کو لباس پرہیزگاری مین چھپانا اور اوسپر شیوۂ رندی کرنا منافق اور زناکار کا کام ہے پس اس سے زیادہ کیا منافق ہوسکتا تہا کہ اوسکی بنیاد کو بہی مین نے شیوۂ رندی پر رکھدیا۔

قانع بخیال ز تو بودیم چو حافظ	یارب چہ گدا ہمت و شاہانہ نہادیم
ہم حافظ کی طرح تیرے خیال مین قانع تھے	یا اللہ ہم کیا گدا ہمت و شاہانہ نہاد ہین

یعنی ہم بھی کیا فقیر کی سی حیثیت اور شہنشاہی سرشت رکھتے ہین کہ اے محبوب تیری خیال مین حافظ کی طرح قانع تھے۔

ما درین در نہ پی حشمت و جاہ آمدہ ایم	از بد حادثہ اینجا بہ پناہ آمدہ ایم
ہم اس در پر حشمت و جاہ کیلئے نہین آئے ہین	بلکہ حوادثات کے ہاتھون سے پناہ پانیکیلئے آئے ہین

یعنی ہم مرشد کے در پر اسواسطے نہین آئے ہین کہ دنیا کی حشمت و دولت حاصل کرین بلکہ اسلئے آئے ہین کہ حوادثات دنیا سے پناہ پاوین۔

رہرو منزل عشقیم و ز سرحد عدم	تا با قلیم وجود این ہمہ راہ آمدہ ایم
ہم منزل عشق کے مسافر ہین اور سرحد عدم سے	اقلیم وجود تک اس تمام راہ مین آئے ہین ہم

سبزۂ خط تو دیدیم و ز بستان بہشت ** **بطلبگاری این مہرگیاہ آمدہ ایم

تیرے سبزۂ خط کو ہمنے باغ بہشت دیکھا — اسلئے اس مہرگیاہ کی طلبگاری مین آئے ہین

لفظ مہرگیاہ اسم صفت ہے یعنی محبت کی گہاس مشہور ہے کہ جسکے پاس یہ گہاس ہو لوگ اوس سے بہت محبت کرتے ہین اصلی مطلب شعر کا یہ ہے کہ جب تیری سبزۂ خط کو ہمنے باغ بہشت مین دیکھا تو تیری طلبگاری کو دنیا مین آئے تاکہ یہان بھی بہشت کے مستحق ہوکر وہان پہونچین اور مہرگیاہ یعنی تیری سبزۂ خط کا نظارہ کرین۔

باچنین گنج کہ شد خازن او روح امین ** **بگدائی بدر خانۂ شاہ آمدہ ایم

باوجود ایسے خزانہ رکہنے کے کہ جسکے خزانچی — فقیری کرنے کو شاہ کی دروازہ پر آئے ہین ہم

لنگر حلم تو ای کشتی توفیق کجاست ** **کہ درین بحر کرم غرق گناہ آمدہ ایم

ای کشتی توفیق تیرے حلم کا لنگر کہان ہے — کہ اس بحر کرم مین گناہ کو ڈوبو آئے ہین ہم

آبرو میرود ای ابر خطاپوش ببار ** **کہ بدیوان عمل نامہ سیاہ آمدہ ایم

اے ابر خطاپوش برس آبرو جاتی ہے — کہ عمل کی کچہری مین نامہ سیاہ آئے ہین ہم

حافظ این خرقۂ پشمینہ بینداز کہ ما ** **از پی قافلہ با آتش و آہ آمدہ ایم

ای حافظ اس خرقۂ پشمینہ کو پہینک کہ ہم — قافلہ کے پیچہے آہ و آتش کے ساتہ آئے ہین ہم

خرقۂ پشمینہ سے زہد پرہیزگاری مراد ہے۔ یعنی اے حافظ زاہدی چہوڑ اور عشق اختیار کر اسلئے کہ ہم قافلہ کے پیچہے آہ و آتش کے ساتہ آئے ہین۔ خلاصہ یہ کہ لباس ظاہر پرستی کو پہینکدے کیونکہ ہم عاشق ہین اور اس قافلہ کی تلاش مین جس سے مراد اصل ہے عشق کے سوز و گداز کے ساتہ آئے ہین۔ ایسی صورت مین پرہیزگاری بے سود ہے۔

ما ز یاران چشم یاری داشتیم ** **خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

ہم یارون سے نیکی کی امید رکہتے تہے — لیکن وہ بات خود غلط تہی جسکو ہم سمجہے تہے

تا درخت دوستی کے بر دہد ** **حالیا رفتیم و تخمی کاشتیم

دیکہئے دوستی کے درخت پہل تک پہل آئے — ہمنے اب حال مین جاکر بیج بویا ہے

یعنے ہمنے حال مین معشوق حقیقی کا عشق شروع کیا ہے دیکہئے کب تک اسکا پہل ملے گا اور کب وصل میسر آئیگا۔

گفتگو آئین درویشی نبود ورنہ با تو ماجراہا داشتیم

شکایت کرنا طریقۂ درویشی نہیں ورنہ ہم تجھسے بہت سی شکایتیں رکھتے تھے

شیوۂ چشمت فریب جنگ داشت ما غلط کردیم و صلح انگاشتیم

تیری آنکھ کا شیوہ لڑائی کا فریب رکھتا تھا ہمنے غلطی کی کہ اسکو صلح سمجھے

نکتہا رفت و شکایت کس نکرد جانب حرمت فرو نگذاشتیم

باریک باتیں ہوئیں اور شکایت کسی نے نہ کی حرمت کی طرف نگاہ بھی نہ چھوڑی

گلبن حسنت نہ خود شد دلفریب ما دم ہمت برو بگماشتیم

تیرے حسن کا درخت از خود دلفریب نہیں ہوا بلکہ ہمنے ہمت کا دم اسپر پھونکا ہے

چون نہادی دل بمہر دیگران ما امید از وصل تو برداشتیم

جب تونے دوسروں کی محبت پر دل رکھا ہمنے تیرے وصل کی امید دل سے اوٹھا دی

گفت خود دادی بما دل حافظا ما محصل بر کسی نگماشتیم

کہا کہ ای حافظ تونے ہمیں خود دل دیا ہے ہمنے کسی کو تجپر محصل مقرر نہیں کیا تھا

معشوق نے کہا کہ ای حافظ تونے ہمکو اپنا دل خود سونپا ہے ہمنے کسی شخص کو تیرا دل لینے کے لئے متعین نہیں کیا کہ جسکی تجکو شکایت ہو —

ما نگوئیم بد و میل بناحق نکنیم جامۂ کس سیہ و دلق خود ازرق نکنیم

نہ ہم برا کہتے ہیں نہ ناحق کی طرف خواہش کرتے ہیں نہ کسی کے کپڑے کالے کرتے ہیں نہ اپنا لباس ریاکاری کا

یعنی نہ ہم کسیکو برا کہیں نہ برائی کی طرف میل کریں نہ دوسرے کو تہمت لگائیں نہ خود فریب کا جامہ پہنیں —

رقم مغلطہ بر دفتر دانش نکشیم سر حق با ورق شعبدہ ملحق نکنیم

ہم مغالطہ کا خط دانش کے دفتر پر نہیں کھینچتے نہ سر حق کو شعبدہ کے ورق کے ساتھ ملحق کرتے ہیں

عیب درویش و توانگر بکم و بیش بد است کار بد مصلحت آنست کہ مطلق نکنیم

فقیر اور مالدار کا عیب کم و بیش بدی ہے اسلئے مصلحت یہ ہے کہ ہم برا کام مطلق نہ کریں

خوش برانیم جہان در نظر راہروان فکر اسب سیہ و زین مغرق نکنیم

راہ روان کی نظر میں جہان کو اچھی طرح چلا دیں مشکین گھوڑے اور مغرق زین کی فکر نہ کریں

یعنی جہان میں آزادی سے بسر کرنے میں معترق زین اور ابلق گھوڑے کی فکر طول امل ہے شیخ سعدی صاحب نے خوب کہا ہے سبکبار مردم سبک تر روند حق اینست صاحبدلان بشنوند۔

آسمان کشتی ارباب ہنر می شکند
تکیہ آن بہ کہ برین بحر معلق نکنیم

آسمان اہل ہنر کی کشتی کو توڑ دیتا ہے
بہتر یہ ہے کہ ہم اس معلق بحر پر بھروسہ نہ کرین

شاہ اگر جرعۂ رندان نہ بحرمت نوشد
التفاتش بمی صاف مروق نکنیم

اگر بادشاہ رندون کے جرعہ کو عزت سے نہ پیوین
تو ہم بھی اوسکی صاف اور مروق شراب کی طرف التفات نکرین

گر بدی گفت حسودی و رفیقی رنجید
گو تو خوش باش کہ ما گوش باحمق نکنیم

اگر دشمن نے برا کہا اور رفیق رنجیدہ ہوا
اوس سے کہو کہ تو خوش ہو ہم بیوقوف کی باتین نہین سنتے

حافظ ار خصم خطا گفت نگیریم برو
ور بحق گفت جدل با سخن حق نکنیم

ای حافظ جو دشمن نے غلط کہا ہم اسکے سر نہین ہوتے
اگر ٹھیک کہا تو حق کے ساتھ لڑائی نہین کرتے

یعنی اگر دشمن نے غلط کہا تو ہم اوسکے موہ نہین لگتے اور جو حق کہا تو حق بات سے لڑائی نہین ڈھونڈ ہتے۔

مرا عہدیست با جانان کہ تا جان در بدن دارم
ہواداران کویش را چو جان خویشتن دارم

میرا جانان سے عہد ہے کہ جبتک بدن مین جان ہے
اوسکے کوچہ کی ہواداری کو اپنی جان کی مانند رکھون

صفای خلوت خاطر ازان شمع چگل جویم
فروغ چشم و نور دل ازان ماہ ختن دارم

خلوت خاطر کی صفائی اُس شمع چگل سے ڈھونڈتا ہون
آنکھ کی روشنی اور دل کا نور اوس ماہ ختن سے رکھتا ہون

ختن اور چگل یہ دونون مضافات ختن مین دو شہرون کے نام ہین جہان کے معشوق بہت اچھے ہوتے تھے۔

شمع چگل اور ماہ ختن ہر دو اسم صفات ہین۔

بکام و آرزوی دل چو دارم خلوتی حاصل
چہ فکر از خبث بدگویان میان انجمن دارم

دل کے مقصد اور آرزو کے لئے جو خلوت مجھے حاصل ہے
تو بدگویون کی برائی سے مجھکو انجمن مین کیا فکر

شراب خوشگوارم ہست و یار مہربان ساقی
ندارد ہیچکس یاری چنین یاری کہ من دارم

میرے پاس خوشگوار شراب اور یار مہربان ساقی ہے
کوئی ایسا یار نہ رکھتا ہوگا جیسا کہ مین رکھتا ہون

مرا در خانہ سروی ہست کاندر سایۂ قدش
فراغ از سرو بستانی و شمشاد چمن دارم

میرے گھر مین اوسکے سایہ قد کا سرو موجود ہے
اسلئے سرو بستان اور شمشاد چمن سے فراغت رکھتا ہون

درخانہ سے دل ہرا ہے یعنی جب سے مین نے معشوق کا عشق اختیار کیا ہے اوسکی صورت سے گویا اوسکے سایۂ قد کا سرو میرے یہان موجود رہتا ہے اسلئے مجہے باغ کے سرو اور چمن کے شمشاد کی حاجت نہین کیونکہ وہ دونون سے بہتر ہے۔

سزد کز خاتم لعلش زنم لاف سلیمانی　　**چو اسم اعظمم باشد چہ باک از اہرمن دارم**

اوسکی خاتم لعل سے دم سلیمانی کا بہرون تو کچھ بیجا نہین　　جب اسم اعظم میرے پاس ہو تو دیو سے کیا خوف رکھون

مطلب یہ کہ اگر اوسکی خاتم لعل سے سلیمانی کا دم بہرون تو کچھ بیجا نہین یعنی یہ کیونکہ مین مرتبہ سلیمانی رکھتا ہون تو بالکل بجا ہے کیونکہ جب مجکو اسم اعظم حاصل ہوگا تو دیو اور شیطان سے کیا خوف کرسکتا ہون۔ خلاصہ مطلب یہ کہ اگر معشوق مہربان ہے اور اوسکی خاتم لعل جس سے لب معشوق مقصود ہے مجکو حاصل ہے تو اہرمن یعنی جس سے رقیب مراد ہے کیا اندیشہ کردن۔ خاتم سلیمانی مین اسم اعظم منقوش تھا جسکی تاثیر سے تمام جن و انس اور وحوش و طیور مسخر ہو جاتے تھے۔

خدا را ای رقیب امشب زمانی دیدہ برہم نہ　　**کہ من با لعل خاموشش نہانی صد سخن دارم**

خدا کے لئے ای رقیب آج کی رات تہوڑی دیر آنکہ بند کر لے　　کہ مین اوسکے لعل خاموش کے ساتھ خفیہ طور پر سیکڑون باتین رکہتا ہون

گرم صد لشکر از خوبان بقصد دل کمین سازند　　**بحمد اللہ و المنة بتی لشکرشکن دارم**

اگرچہ میرے لئے معشوقون کے لشکر دل کی گہات مین ہین　　شکر خدا کا اور احسان کہ مین ایک معشوق لشکرشکن رکہتا ہون

یعنی اگرچہ ظاہری معشوقون کے صدہا لشکر میرا دل لینے کی گہات مین لگے ہوئے ہین لیکن خدا کا شکر اور احسان کہ مین ایک ایسا معشوق باطنی رکہتا ہون کہ جو اون لشکرون کو فنا کرسکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ مجکو اپنے باطنی معشوق کی مدد کے سبب ظاہری معشوقون کے لشکرون کی پروا نہین۔

الا ای پیر فرزانہ مکن عیبم ز میخانہ　　**کہ من در ترک پیمانہ دلی پیمان شکن دارم**

ای پیر فرزانہ خبردار مجکو میخانہ کا عیب نہ لگا　　کہ مین پیمانہ ترک کرنیکے لئے عہد شکن دل رکہتا ہون

لفظ فرزانہ بطور طعن کے ہے جس سے غافل مقصود ہے اور مطلب یہ کہ اے غافل پیر تو مجکو میخانہ مین شراب پینے کا عیب نہ لگا اسلئے کہ میرا دل عہد شکن ہے یعنی اگر مین شراب نوشی سے عہد کرون تب بھی میرا دل اوسکو قایم نہ رکہہ سکے گا اور اوسکے عہد کو توڑکر پہر شراب پئیگا۔ اسلئے ایسے پیمان شکن دل رکہنے والے کو شراب نوشی کا عیب لگانا حماقت مین داخل ہے۔

چو در گلزار اقبالش خرامانم بحمدالله | نه میل لاله و نسرین نه برگ یاسمن دارم
جب میں اوسکے گلزار اقبال میں ٹہلتا ہوں تو خدا کا شکر | کہ نہ مجکو لالہ و نسرین کی طرف میل ہے نہ برگ چمیلی کی جانب

برندی شهره شد حافظ پس از چندین ورع اما | چه غم دارم چو در عالم امین الدین حسن دارم
اوی حافظ تو باوجود پرہیزگاری کے رندی میں شہرت ہوئی | لیکن کچھ غم نہیں جبکہ دنیا میں امین الدین حسن جو رکھتا ہوں

امین الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ کے پیر کا نام تھا پس مطلب شعر کا یہ ہے کہ گو تھوڑی سی پرہیزگاری کے بعد حافظ کا شہرہ رندی میں ہو گیا تاہم اسکی کچھ پروا نہیں کیونکہ میں دنیا میں امین الدین حسن سا پیر رکھتا ہوں۔

مرحبا طایر فرخ پی فرخنده پیام | خیر مقدم چه خبر یار کجا راه کدام
اوی طائر فرخ رو اور مبارک پیام شاباش | خوش آمدی کیا خبر رکھتا ہے یار کہاں ہے راہ کونسی ہے

یارب این قافله را لطف ازل بدرقه باد | که ازو خصم بدام آمد و معشوق بکام
یارب اس قافلہ کے لطف ازلی ہمراہ ہوئیو | کہ جس سے دشمن جال میں پہنچے اور معشوق کام میں آئے

ماجرای من و معشوق مرا پایان نیست | هرچه آغاز ندارد نپذیرد انجام
میرا اور معشوق کے قصہ کی کچھ پایان نہیں ہے | جو چیز شروع نہ رکھے اوسکا انجام کیا

یعنی جو چیز شروع رکھتی ہے وہی ختم بھی ہو سکتی ہے اور جسکا انجام نہیں اوسکی ابتدا بھی نہیں ہوگی پس میرا اور معشوق کا قصہ ایسا ہے کہ جسکی ابتدا ہے نہ انتہا۔

چشم خونبار مرا خواب نه در خور باشد | من له القتل دواء عجبا کیف ینام
میری چشم خونبار کے لئے خور و خواب نہیں ہے | جسکا علاج قتل ہو تعجب کہ وہ کیسے سوئے

یعنی میں ایسا درد رکھتا ہوں جسکا علاج قتل کے سوا کچھ نہیں اور قاعدہ ہے کہ قتل ہونے والے کو نیند نہیں آتی پس یہی وجہ ہے کہ میری آنکھیں ہمیشہ خونباری کرتی ہیں اور سوتی نہیں۔

تو ترحم نکنی بر من بیدل دانم | ذاک دعوای بها انت و تلک الایام
میں جانتا ہوں کہ تو مجھ بیدل پر رحم نہیں کریگا | یہ میرا دعوی ہے کیونکہ وہی تو ہے اور وہی زمانہ

یعنی اے دوست نہ تو بدل جائیگا اور نہ زمانہ بدل سکتا ہے پس میں دعوی سے کہہ سکتا ہوں کہ تو مجھ بیدل پر کبھی رحم نہ کرے گا کیونکہ ظلم کا بدل رحم سے ہو سکتا ہے لیکن نہ جب تو بدلے گا نہ زمانہ بدلتا ہے تو ایسی حالت میں رحم کی امید کیسے رکھوں۔

گل ز حد برد تنعم نفسی رخ بنما　　سرو می نازد و خوش نیست خدا را بخرام

گل کا ناز حد سے گذر گیا براہ عنایت منہ دکھا　　سرو ناز کرتا ہے یہ اچھا نہیں خدا را خرام کر

یعنی اے معشوق گل کا ناز و نعمت حد سے گذر گیا ذرا تو اپنا روئے زیبا تو دکھا تاکہ اوسکی حقیقت معلوم ہو جائے اور سرو کا ناز کرنا اچھا نہیں معلوم ہوتا اسلئے براہ عنایت ذرا چل تو سہی تاکہ وہ کچھ خجالت ہو۔

مرغ روحم که همی زد ز سر سدره صفیر　　عاقبت دانه خال تو فکندش در دام

میرا مرغ روح جو کہ سدرہ درخت پر چہچہاتا تھا　　آخرکار تیرے دانۂ خال کی بدولت جال میں پھنس گیا

زلف دلدار چو زنار همی فرماید　　برو ای شیخ که شد بر تن ما خرقه حرام

دلدار کی زلف جب زنار باندھنے کا حکم دیتی ہے　　تو اے شیخ تو جا کہ میرے بدن پر یہ خرقہ حرام ہو گیا

خلاصہ یہ کہ اے زاہد زلف محبوب مجھکو زنار باندھنے کے لئے حکم دیتی ہے تو جا اپنا کام کر کہ اب خرقہ زہد میرے جسم پر حرام ہو گیا ہے۔

حافظا میل به ابروی تو دارد شاید　　جای در گوشه محراب کنند اهل کلام

حافظا جو تیری ابرو کی خواہش رکھتا ہے تو شاید　　اسی وجہ سے اہل کلام گوشۂ محراب میں جگہ کرتے ہیں

یعنی جبکہ حافظ تیرے ابرو کی طرف میل رکھتا ہے تو شاید اسی وجہ سے اہل کلام گوشۂ محراب میں اپنی جگہ کر کے بیٹھتے ہیں یعنی بیٹھتے ہیں۔

مرو که در غم هجر تو از جهان برویم　　بیا که پیش تو از خویشتن زبان بریم

نہ جا تاکہ تیرے غم میں جہان سے ہی چلے جاویں ہم　　آ تاکہ تیرے سامنے ہر وقت بیخود ہو جاویں

سخن بگوی که پیش لب تو جان بدهیم　　رها مکن که درین حسرت از جهان برویم

بول کہ تیرے لب کے سامنے جان دے ڈالیں　　جدا نہ کر کہ اس حسرت میں جہان سے جائیں ہم

روا مدار که جان بر لب است از جهان　　نه دیده کام دل از آن لب و دهان برویم

روا نہ رکھ کہ جان لب پر ہے کہ ہم جہان سے　　گذر جائیں اور اس لب و دہن سے دلی مقصد حاصل نہ کریں

یعنی جس حالت میں کہ ہماری جان لب پر ہے یہ بات روا نہ رکھ کہ ہم جہان سے گذر جائیں اور تیرے لب و دہن سے اپنی مراد نہ پائیں۔ الغرض یہ کہ شعر میں شاعر معشوق سے قریب ہو کر جدا ہونے پر رنج دینے کی التجا کی گئی ہے۔

خوش آن زمان که ببینیم بر آن لب　　تو خود بگوی که ما از بهشت چسان برویم

وہ وقت خوش ہو کہ ہم تیرے لب دہان کی طرف دیکھیں　　تو خود ہی کہدے کہ ہم تیرے پاس سے کیون چلے جائیں

گدای کوی شمائیم و حاجتی داریم　　روا مدار که محروم از آستان برویم

ہم تمہاری کوچہ کے گدا ہین اور کچھ حاجت رکھتے ہین　　روا نہ رکہہ کہ آستان سے محروم جاوین ہم

نشان وصل تو از هر طریق که هست　　که یاری از پی وصل تو با نشان برویم

جس طریق سے ہو جسکو نشان وصل کا دے　　کہ ایکبار تیری وصل کے لئے بانشان جاوین ہم

مگو که حافظ ازین در برو برای خدا　　که هرچه رای تو باشد جز این بران برویم

خدا کے لئے یہ نہ کہو کہ اے حافظ اس در سے چلا جا　　سوای اسکے جو کچھ تیری مرضی ہو اوسی پر چلین ہم

یعنی اے محبوب خدا کے لئے ہم سے یہ نہ کہہ کہ تو ہمارے در سے چلا جا بلکہ سوای اسکے اور جو کچھ تیری راے ہو ہم وہ ہی کرنے کو تیار ہین اور اس سے سر مو تجاوز نکرین گے لیکن یہان سے چلے جاؤ کہکر ہمارا دل نہ توڑ۔

مزن بر دل ز نوک غمزه تیرم　　که پیش چشم بیمارت بمیرم

میرے دل پر نوک غمزہ کا تیر نہ مار　　تا کہ تیری چشم بیمار کے سامنے مرجاؤن

نصاب حسن در حد کمال است　　زکاتم ده که مسکین و فقیرم

حسن کا نصاب حد کمال مین ہے　　مجکو زکوٰۃ اوسکی دے کہ مین غریب فقیر ہون

قدح پر کن که من از دولت عشق　　جوان بخت جهانم گرچه پیرم

پیالہ بہر کہ مین دولت عشق سے　　جہان کا جوان بخت ہون اگرچہ بڈہا ہون

یعنی ای ساقی کچھ اندیشہ نکر کہ مین بڈہا ضعیف ہون بلکہ ساغر شراب بہر کردے اسلئے کہ مین دولت عشق سے جوان بخت ہون اور جوان ہون۔

چنان پر شد فضای سینه از دوست　　که فکر خویش گم شد از ضمیرم

دوست کے خیال سے سینہ کا میدان اسقدر بہر گیا　　کہ دل مین سے اپنی فکر ہی جاتی رہی

مبادا جز حساب مطرب و می　　اگر حرفی کشد کلک دبیرم

سوای مطرب و می کے حساب کے اور کچھ نہو جیو　　اگر دبیر کا قلم میری بارہ مین ایک حرف بہی لکہے

یعنی منشی جی کا قلم (جس سے دبیر فلک) مراد ہے میرے حساب مین سوای اسکے کچھ نہ لکہے کہ اتنی شراب کے دام چاہئین اور اتنے گویّے کے

دران غوغا که کس کس را نپرسد — من از پیر مغان منت پذیرم

اُس غل غپاڑہ مین کہ کوئی کسی کو نہین پوچھتا — مین بجز پیر مغان کا منت پذیر ہون

غوغا سے غوغاے قیامت مراد ہے اور پیر مغان سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پس مطلب یہ کہ جب ہنگامہ قیامت مین کوئی کسی کا حال نہ پوچھے گا اُس وقت بھی مین حضور ہی کا منت پذیر ہون گا۔

چو طفلان تا کے اے زاہد فریبی — بسیب بوستان و شہد و شیرم

لڑکون کی طرح اے زاہد تو مجھے کب تک فریب دیگا — باغ کے سیب اور شیر و شہد سے

یعنی اے زاہد جس طرح بچون کو سیب اور مٹھائی اور دودھ سے بہلایا کرتے ہین تو مجھے اس طرح باغ جنت کے سیب اور دودھ اور شہد کی نہرون کا لالچ کب تک دیگا۔ جا اپنا کام کر مین ان باتون سے تیرے فریب مین نہ آؤن گا۔ بابچہ نہین ہون کہ جو سیب مٹھائی اور دودھ کے لالچ مین آجاؤن۔

من آن مرغم که هر شام و سحرگاه — ز بام عرش می آید صفیرم

مین وہ مرغ ہون کہ ہر شام و صبح کو — میری آواز بام عرش سے آتی ہے

قراری کرده ام با می فروشان — که روز غم بجز ساغر نگیرم

مین نے شراب بیچنے والون سے قول کرلیا ہے — کہ سوای ساغر کے کبھی کوئی اور غم نکرون گا

خوشا آن دم که استغنای مستی — فراغت بخشد از شاه و وزیرم

وہ وقت اچھا کہ مستی کی بے پروائی مین — مجکو شاہ و وزیر سے فراغت ہوجاتی ہے

فراوان گنج غم در سینه دارم — اگرچه مدعی بیند فقیرم

غم کا بہت سا خزانہ سینہ مین رکھتا ہون — اگرچہ مدعی مجکو فقیر دیکھتا ہے

یعنی گو مین محتاج نظر آتا ہون اور دشمن مجکو فقیر سمجھتا ہے تاہم غمون کا بہت سا خزانہ میرے سینہ مین موجود ہے جسکے سبب مین فقیر نہین بلکہ امیر ہون۔

من آن دم برگرفتم دل ز حافظ — که ساقی گشت یار ناگزیرم

مین نے اُس وقت حافظ سے دل لے لیا — جبکہ ساقی میرا یار ناگزیر بنا

مطلب صاف ہے تشریح طلب نہین۔

مژدۂ وصل تو کو کز سر جان برخیزم — طائر قدسم و از دام جہان برخیزم

تیرے وصل کا کہان ہے کہ جان سے گذر جاؤن — عالم قدس کا طائر ہون جہان کے دام سے رہائی پاؤن

یعنی تیری وصل کی خوشخبری کہان ہے کہ جسکو تا جان دیدون اور اس طور پر جہان کے دام سے رہائی حاصل کرون کیونکہ عالم قدس کا طائر ہون گو دنیا کے پہندے مین پہنس گیا ہون۔

یارب از ابر ہدایت برسان بارانی — پیشتر زانکہ چو گردی ز میان برخیزم

یا اللہ ابر ہدایت سے پانی برسا — اس سے قبل کہ مثل گرد کے درمیان سے آخر ہو نہین

یعنی یا اللہ میرے مرنے سے پہلے تو مجکو ہدایت مرشد کامل سے بہرہ اندوز فرما۔

بولای تو کہ گر بندۂ خویشم خوانی — از سر خواجگی کون و مکان برخیزم

قسم تیری محبت کی کہ اگر تو مجکو اپنا غلام کہے — تو کون و مکان کی سرداری کی خیال سے درگذر کرون

مطلب یہ کہ اے محبوب اگر تو مجکو اپنا غلام کہنے لگے تو تیری محبت کی قسم کہ مین اوسکے مقابلہ مین کون و مکان کی بادشاہت کی بہی پروا نکرون۔

بر سر تربت من با می و مطرب منشین — تا ببویت ز لحد رقص کنان برخیزم

میری تربت پر بلا شراب و مطرب کے نہ بیٹھ — تاکہ تیری بو کے سبب قبر سے ناچتا ہوا نکلون

گرچہ پیرم تو شبی تنگ در آغوشم گیر — تا سحر گہ ز کنار تو جوان برخیزم

اگر بڈہا ہون لیکن تو کسی رات مجکو اپنی آغوش مین لے — تاکہ صبح کو تیری بغل سے جوان اوٹھون مین

تو مپندار کہ از خاک سر کوی تو من — بجفای فلک و جور زمان برخیزم

تو یہ خیال نکر کہ مین تیری کوچہ کی خاک پر سے — آسمان کے جفا اور زمانہ کے جور سے اوٹھ جاؤن

سرو بالا بنما ای بت شیرین حرکات — کہ چو حافظ ز سر جان و جہان برخیزم

اے شیرین حرکات معشوق اپنا قد بالا دکہلا — تاکہ حافظ کی طرح جان و جہان کی خیال سے درگذرون

یعنی اے محبوب شیرین ادا اپنا قد بالا مجکو دکہلا تاکہ حافظ کی مانند فریفتہ ہو کر جان اور جہان کے خیال سے گذر جاؤن اور بیخود ہو جاؤن۔

من ترک عشقبازی و ساغر نمی کنم — صد بار توبہ کردم و دیگر نمی کنم

مین عشقبازی اور شراب کو ترک نہین کرتا — سو بار توبہ کی اور پہر نہین کی

باغ بہشت و سایۂ طوبی و قصر حور
مین اس باغ بہشت اور سایۂ طوبی و قصر حور کو
با خاک کوی دوست برابر نمی کنم
کوی دوست کی خاک کی برابر بھی نہین سمجھتا

تلقین درس اہل نظر یک اشارتست
تلقین درس اہل نظر کا ایک اشارہ ہے
گردم اشارتی و مکرر نمی کنم
مین نے وہ اشارہ کر دیا اب باربار نہین کرتا

یعنی اہل نظر بطور اہل ظاہر تلقین درس نہین کرتے ہین جو سالہا سال تعلیم و تعلم مین گذار دین بلکہ ایک اشارہ کیا کرتے ہین پس مین نے وہ اشارہ ایک مرتبہ کر دیا ہے اب مکرر نہین کرونگا۔

ہرگز نمی شود ز سر خود خبر مرا
مجھکو ہرگز اپنی خبر اوس وقت تک نہین ہوتی
تا در میان میکدہ سر بر نمی کنم
جب تک کہ میکدہ مین جاکر سر نہین اوٹھاتا ہون

شیخم بطنز گفت حرام است می مخور
مجھسے شیخ نے بطور طعن کے کہا کہ شراب پی حرام ہے
گفتم بگو کہ گوش بہر خر نمی کنم
مین نے کہا کہ جب مین ہر گدہے کی آواز پر کان نہین لگاتا

پیر مغان حکایت معقول می کند
پیر مغان معقول بات کہتا ہے
معذورم ار محال تو باور نمی کنم
(ای ناصح) تو مجھکو معذور رکھیو کہ تیری محال بات کا یقین نہین کرتا

این تقویم بس است کہ چون زاہدان شہر
میری لئے یہی تقوی کافی ہے کہ شہر کے زاہدونکی طرح
ناز و کرشمہ بر سر منبر نمی کنم
مین منبر پر چڑہکر ناز و کرشمہ نہین کرتا ہون

زاہد بطعنہ گفت برو ترک عشق کن
زاہد نے طعن کے طور پر کہا کہ جا عشق ترک کردے
محتاج جنگ نیست برادر نمی کنم
ای برادر لڑائی کی ضرورت نہین مین عشق نہین چھوڑونگا

حافظ جناب پیر مغان مامن وفاست
ای حافظ پیر مغان کا آستانہ وفا کا جای امن ہے
من ترک خاکبوسی این در نمی کنم
مین اس دروازہ کی خاک بوسی نہین کرون گا

پیر مغان سے مرشد کامل مراد ہے یعنی اسے حافظ آستانۂ مرشد وفا کا جاے امن ہے اسلئے مین اوسکی دروازہ کی خاکبوسی نہین چھوڑونگا۔

من دوستدار روی خوش و موی دلکشم
مین اچھی صورت اور دلکش زلف کو دوست رکھتا ہون
مدہوش چشم مست و می صاف بیغشم
مست آنکہہ اور صاف و بیغش شراب کا مدہوش ہون

یعنی مین اپنے معشوق کو پسند کرتا ہون جسکی صورت اچھی بال اچھے گھونگر والے آنکہہ مست ہین۔

در عاشقی گزیر نباشد ز سوز و ساز
استادہ‌ام چو شمع مترسان ز آتشم

عاشقی مین سوز و ساز کا علاج نہین ہو سکتا
شمع کی طرح کھڑا ہون مجھکو آگ سے نہ ڈرا

من آدمی بہشتیم اما درین سفر
حالی اسیر عشق جوانان مہوشم

مین بہشتی آدمی ہون لیکن اس سفر مین
فی الحال مہوش جوانون کے عشق کا اسیر ہوا ہون

بخت ار مدد دہد کہ کشم رخت سوی دوست
گیسوی حور گرد فشاند ز مفرشم

قسمت اگر مدد دے کہ اپنا اسباب دوست کی طرف لیجاؤن
تو میرے راہ کی گرد حور کا گیسو صاف کرے

یعنی اگر میری قسمت مدد کرے کہ اپنا اسباب دوست کی طرف لیجاؤن تو اسکی سبب میرا رتبہ اسقدر بلند ہو کہ حور کا گیسو میری راہ کی گرد کو صاف کرتا ہوا چلے دوست کے پاس پہونچنے سے اپنی عزت کا اظہار ہے۔

شیراز معدن لب لعل است و کان حسن
من جوہری مفلسم ایرا مشوشم

شہر شیراز لب لعل کا معدن اور حسن کی کان ہے
چونکہ مین مفلس جوہری ہون اس وجہ سے پریشان ہون

مطلب یہ کہ گو شہر شیراز مین اچھے اچھے معشوق بہت وارد ہوتے رہتے ہین لیکن چونکہ مین قدرشناس ہون مگر مفلس اسلئے پریشان رہتا ہون۔ بے زر عشق کٹھن ہین۔

از بسکہ چشم مست درین شہر دیدہ ام
حقا کہ می نمی‌خورم اکنون و سرخوشم

اس وجہ سے کہ اس شہر مین مست آنکھین دیکھا ہو
قسم خدا کی شراب نہین پیا مگر مست بنا رہتا ہون

چونکہ مین اس شہر مین مست آنکھین دیکھا کرتا ہون اسلئے قسم خدا کی بے شراب پئے مست بنا رہتا ہون

شہریست پر کرشمہ و خوبان ز شش جہت
چیزیم نیست ورنہ خریدار ہر ششم

ایک پر کرشمہ شہر ہے کہ ہر طرف سے معشوق آتے ہین
میرے پاس کچھ نہین ورنہ مین سب کا خریدار بنجاؤن

یعنی یہ شہر شیراز ایک ایسا پر کرشمہ شہر ہے کہ جہان تمام دنیا سے طرح طرح کے معشوق وارد ہوتے رہتے ہین لیکن افسوس کہ میرے پاس کچھ نہین ورنہ سب کا خریدار بنون۔

گفتی ز سر عہد ازل نکتہ بگوی
آنگہ بگویمت کہ دو پیمانہ درکشم

تو کہتا ہے کہ عہد ازل کے بھید سے کچھ کہہ
مین تجھسے اس وقت کہون کہ جب دو پیالہ شراب پی لون

حسن عروس طبع مرا جلوہ آرزوست
آئینہ ندارم ازان آہ می‌کشم

میرے حسن طبع کی عروس کو آرزو جلوہ دکھانے کی ہے
لیکن آئینہ نہین رکھتا اسلئے افسوس کرتا ہون

حافظا تا بہ اگر در طلب گوہر وصل دیدہ دریا کنم از اشک و درو غوطہ خورم

اے حافظ شاید کہ گوہر وصل کی طلب مین آنکھون سے دریا کرون اور اوسمین غوطے لگاؤن

یعنی اے حافظ اگر گوہر وصل کی طلب مین آنکھون سے دریا جاری کرون اور پھر اوسمین اوسی گوہر کے واسطے غوطہ لگاؤن تو یہی میرے لئے زیبا ہے۔

من نہ آن رندم کہ ترک شاہد و ساغر کنم محتسب داند کہ من این کارہا کمتر کنم

مین وہ رند نہین کہ شاہد و ساغر کو چھوڑ بیٹھون محتسب جانتا ہے کہ مین یہ کام بہت کم کرتا ہون

چون صبا مجموعہ گل را بآب لطف شست کج دلم خوان گر نظر بر صفحہ دفتر کنم

جبکہ صبا نے مجموعہ گل کو مہربانی کے پانی سے دہو دیا تو مجکو کج طبیعت جان اگر صفحہ دفتر پر نظر کرتا ہون

لالہ ساغر گیر و نرگس مست و بر ما نام فسق داوری دارم بسی یارب کرا داور کنم

لالہ ساغر لئے ہوے ہے نرگس مست ہے اور ہمپر فسق کا الزام ہے بہت سا انصاف رکھتا ہون یا الٰہی کسکو منصف بناؤن

یعنی لالہ کے ہاتھ مین ساغر ہے اور نرگس مست شراب ہو رہی ہے انکو کوئی کچھ نہین کہتا بلکہ ہمپر فسق کا الزام لگایا جاتا ہے یا الٰہی یہ انصاف کس سے کراؤن کیونکہ یہ قضیہ انصاف طلب ہے۔

عشق دردانہ است و من غواص و دریا میکدہ سر فرو بردم در آنجا تا کجا سر بر کنم

عشق دردانہ ہے مین غوطہ خور اور شرابخانہ سمندر جب مین نے اس جگہ سر جھکایا تو کہان اوٹھاؤن

گرچہ گرد آلودہ فقرم شرم باد از ہمتم گر بآب چشمہ خورشید دامن تر کنم

اگرچہ فقر کی گرد مین لتا ہوا ہون تاہم میرا ارادہ یہ ہے شرم کی بات ہے کہ چشمہ خورشید کے پانی سے دامن بھگوؤن

یعنی گو مین فقر کی گرد مین لتا ہوا آلودہ گرد ہون تاہم میری علو ہمتی سے نہایت شرم کی بات ہے کہ اپنا دامن چشمہ خورشید کے پانی سے تر کرون۔

من کہ دارم در گدائی گنج سلطانی بدست کی طمع در گردش گردون دون پرور کنم

مین کہ فقیری مین شاہی خزانہ اپنے قبضہ مین رکہتا ہون اسلئے آسمان دون پرور کی گردش کی بھی کب طمع کر سکتا ہون

عاشقان را گر در آتش می پسندد لطف دوست تنگ چشمم گر نظر بر چشمہ کوثر کنم

دوست کا لطف اگر عاشقون کو آگ مین رکہنا پسند کرے مین تنگ چشم ہون اگر چشمہ کوثر پر نظر کرون

یعنی محبوب حقیقی کی مشیت اگر اس بات کی مقتضی ہے کہ عشاق کو آگ مین رکہا جاے تو یہ میری تنگ نظری ہوگی کہ چشمہ کوثر

کی طرف نظر بھی اوٹھاؤن۔

عہد و پیمان فلک را نیست چندان اعتبار — **عہد با پیمانہ بندم شرط با ساغر کنم**

فلک کے عہد و پیمان کا کچھ اعتبار نہین ہے — اسلئے عہد پیمانہ سے باندہون اور ساغر سے شرط لگاؤن

باز کش یکدم عنان ای ترک شہر آشوب من — **تا ز اشک و چہرہ راہت پر زر و گوہر کنم**

ای میری شہر آشوب ترک ذرا سواری روک لے — تاکہ اشک اور چہرہ سے تیری راہ کو زر و گوہر سے بہر دون

با وجود بینوائی روسیہ بادم چو ماہ — **گر قبول فیض خورشید بلند اختر کنم**

مین بے سامانی کے باوجود بہی چاند کیطرح روسیاہ ہون — اگر خورشید بلند اختر کا فیض قبول کرون

چونکہ سورج سے روشنی اکتساب کرنے کے باوجود بہی چاند مین سیاہی باقی رہتی ہے اور وہ بالکل بے داغ روشن نہین ہوجاتا اسلئے مطلب شعر کا یہ ہے کہ مین اس بینوائی پر کبہی خورشید سی بلند اختر کا بہی فیض قبول نہین کرونگا کیونکہ جسطرح سورج چاند کو بالکل روشن نہین بنا سکتا اسیطرح کوئی مجکو بہی بالکل فیض نہین پہونچا سکتا۔

منکہ امروزم بہشت نقد حاصل میشود — **وعدۂ فردای زاہد را چرا باور کنم**

مجکو کہ آج ہی نقد بہشت حاصل ہوتی ہے — پہر زاہد کے کل کے وعدہ کو کسطرح یقین کرون مین

شیوۂ رندی نہ لایق بود وصفم را ولی — **چون در افتادم چرا اندیشۂ دیگر کنم**

میری تعریف کیلئے رندی کا شیوہ مناسب نہین تہا لیکن — جب یہ ہوچکا تو پہر دوسری کی فکر کسطرح کرون

دوش لعلت عشوہ میداد عاشق را ولی — **من نہ آنم کز وی این افسانہا باور کنم**

کل تیرا لب لعل عاشق کو فریب دیتا تہا ولیکن — مین وہ عاشق نہین کہ اس سے ان قصونکو یقین کرون

گوشۂ محراب ابروی تو میخواہم ز بخت — **تا در آنجا ہمچو مجنون درس عشق از بر کنم**

مین اپنی نصیب سے تیرے محراب ابرو کا گوشہ طلب کرتا ہون — تاکہ اس جگہ بیٹھکر مجنون کی طرح عشق کا سبق حفظ کرون

وقت گل گوئی کہ زاہد شو بچشم و جان و دل — **میروم تا مشورت با شاہد و ساغر کنم**

تو موسم بہار مین کہتا ہے کہ زاہد بن مین بچشم و جان و دل — جاتا ہون تاکہ معشوق اور ساغر سے صلاح کرون

زہد وقت گل چہ سود ایست حافظ گوش دار — **تا عوذی خواہم و اندیشۂ دیگر کنم**

زہد اور موسم گل مین کیا خبط ہے ای حافظ خبردار رہو — تاکہ پناہ مانگون اور دوسرے کی فکر کرون

یعنی ای حافظ موسم گل مین ج اور پرہیزگاری یہ کیا خبط ہے ذرا ہوشیار ہو اور اس سے پناہ مانگ کر دوسری یعنی رندی کی فکر کرے

نماز شام غریبان چو گریہ آغازم
بمویہ ہای غریبانہ قصہ پردازم

مین شام کے وقت غریبون کی طرح جب رونا شروع کرتا ہون
تو ایک عجیب غریبانہ آہ و بکا سے قصہ چھیڑتا ہون

بیاد یار و دیار آنچنان بگریم زار
کہ از جہان رہ و رسم سفر براندازم

دوست اور شہر کی یاد مین اسقدر زار زار روون
کہ جہان سے سفر کی راہ و رسم مٹا دون

خلاصہ یہ کہ ان دونون کی یاد مین رو رو کر اسقدر رسوائی بپا کرون کہ دنیا مین مسافرون کے چلنے پھرنے کا سلسلہ بند ہو جائے

من از دیار حبیبم نہ از بلاد رقیب
مہیمنا برفیقان خود رسان بازم

مین نہ دوست کے شہر مین ہون نہ دشمن کے ملک مین
اے خدا تو مجھکو میرے رفیقون تک پہنچا دے

خدای را مددی ای دلیل راہ کہ من
بکوی میکدہ دیگر علم برافرازم

اے راہ نما خدا کے لئے مدد کر کہ مین
میخانہ کے کوچہ مین اور دوسرا علم بلند کرون

خرد ز پیری من کی حساب برگیرد
کہ باز با صنمی طفل عشق میبازم

عقل میری بڑھاپے سے کب تک حساب پوچھتی ہے
کہ پھر ایک طفل صنم کے ساتھ عشق کا کھیل کھیلتا ہون

قاعدہ ہے کہ بڑھاپے مین عقل اور تجربہ بڑھ جاتا ہے لیکن حافظ صاحب فرماتے ہین کہ میری عقل بڑھاپے سے بھی کوئی باز پرس نہین کرتی یعنی مین باوجود پیر ہونے کے ایک طفل صنم سے عشق کا کھیل کھیلتا ہون اور اس بات کی پروا نہین کرتا کہ بڈھا ہون اور اب مجھے عشق نہین کرنا چاہئے۔

بجز صبا و شمالم نمی شناسد کس
عزیز من کہ بجز باد نیست دمسازم

بجز صبا اور شمال کے مجھکو کوئی نہین پہچانتا
اے میرے عزیز سوائے ہوا کے اور کوئی میرا ہمراز نہین ہے

ہوای منزل یار آب زندگانی ماست
صبا بیار نسیمی ز خاک شیرازم

یار کی ہوا میرے لئے آب حیات ہے
اے صبا تھوڑی سی نسیم میرے شیراز کی خاک سے لا

سرشکم آمد و عیبم بگفت روی بروی
شکایت از کہ کنم خانگیست غمازم

آنسو نکلے اور میرا عیب منہ در منہ ظاہر کیا
مین کسکی شکایت کرون جب کہ گھر ہی کا آدمی چغلخور ہے

ز چنگ زہرہ شنیدم کہ صبحدم میگفت
مرید حافظ خوش لہجہ و خوش آوازم

مین نے زہرہ کے چنگ سے سنا کہ صبح کے وقت کہتا تھا
کہ مین حافظ خوش لہجہ اور خوش آواز کا مرید ہون

یہ اپنی خوش الحانی کی تعریف کرتے ہین کہ مین نے صبح کو زہرہ کی چنگ سے سنا وہ کہتا تھا کہ مین حافظ کی خوش بیانی

و خوش ہوں خدا کی درمیان پر دولت۔

هر چند پیر و خسته دل و ناتوان شدم — هرگه که یاد روی تو کردم جوان شدم

[illegible] — اگر جس وقت کہ تیری صورت کی یاد کرتا ہوں جوان ہو جاتا ہوں

شکر خدا که هر چه طلب کردم از خدا — بر منتهای مطلب خود کامران شدم

خدا کا شکر کہ جو کچھ میں نے خدا سے طلب کیا — میں اپنے منتہائے مطلب میں کامیاب ہوا

در شاهراه دولت سرمد بتخت بخت — با جام می بکام دل دوستان شدم

دولت کے شاہراہ عام میں ہمیشہ تخت اور بخت سے — جام شراب کے ساتھ دوستوں کی دلی مقصد کے لائق ہوا میں

از آن زمان که فتنهٔ چشمت بمارسید — ایمن ز شر فتنهٔ آخر زمان شدم

جب سے کہ تیری آنکھ کا فتنہ ہم تک پہونچا — اس وقت سے میں آخر زمانہ کے فتنہ سے بےفکر ہو گیا

آخر زمان سے فتنۂ قرب قیامت یعنی فتنۂ دجال و قحط مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اے محبوب حقیقی جب سے میں تیرا عاشق ہوا ہوں مجکو قہر دجال اور قرب قیامت کے کسی فتنہ کا کچھ خوف نہیں ہے۔

ای گلبن جوان بر دولت بخور که من — در سایهٔ تو بلبل باغ جنان شدم

اے شاخ جوان ثمر دولت کا کہا کہ میں — تیرے سایہ میں باغ جنان کا بلبل ہوا میں

اول ز حرف لوح وجودم خبر نبود — در مکتب غم تو چنین نکته دان شدم

اول مجکو اپنی لوح وجود سے خبر نہ تھی — تیرے غم کے مکتب میں ایسا نکتہ دان ہوا ہوں میں

اسمیں مرشد کامل سے خطاب ہے کہ اے مرشد کامل میں ازل میں بالکل نابود تھا اپنے وجود ظاہری سے خبر نہ رکھتا تھا مگر الحال جو نکتہ رسی مجکو حاصل ہوئی ہے وہ تیرے غم کی مکتب میں یعنی تیرے عشق میں ہوئی ہے خلاصہ یہ کہ میں ازل سے اپنی ہمراہ کچھ نہیں لایا تھا اب جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ تیرے فیض کی بدولت حاصل ہوا ہے۔

قسمت حوالتم بخرابات می کند — هر چند این چنین شدم و آنچنان شدم

قسمت نے میرا تعلق خرابات سے کیا ہے — ہر چند کبھی میں ایسا ہوا اور کبھی ویسا ہوا

یعنی ہر چند کبھی میں عالم بنا اور کبھی زاہد لیکن مقدر نے اصل تعلق میرا خرابات سے یعنی منزل معرفت سے

من پیر سال و ماه نیم یار بیوفاست | بر من چو عمر میگذرد پیر از آن شدم

مین ماہ و سال کے گذرنیسے بڈھا نہین ہوا یار بیوفا ہے | چونکہ مجھ سے عمر کی طرح بہاگا ہوا اسلئے مین بڈھا ہوگیا ہون

یعنی مین امتداد زمانہ کے سبب بڈھا نہین ہوا بلکہ یار کی بیوفائی سے بڈھا ہوگیا ہون جو مجھسے عمر کی طرح بیوفائی کرتا ہے جلد گذر جاتا ہے۔

آن روز بر دلم در معنی گشاده شد | کز ساکنان درگه پیر مغان شدم

اوس روز میرے دل پر معنوی دروازہ کھل گیا | کہ جسروز سے پیر مغان کی درگاہ پر بیٹھا ہون

دوشم نوید داد بشارت که حافظا | باز آ که من بعفو گناهت ضمان شدم

کل مجکو خوشخبری اور بشارت دی کہ ای حافظ | ادہر آ کہ مین تیرے گناہون کا ضامن ہون

یہ دونون شعر قطعہ بند ہین یعنی دل مجکو پیرمغان (مرشد کامل) نے خوشخبری سنائی کہ اے حافظ ادہر آ مین تیری مغفرت کی بابت حمایت کرتا ہون تو یقیناً بخشا جائیگا بموجب آیہ کریمہ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ

اگر بر خیزد از دستم که با دلدار بنشینم | ز جام وصل می نوشم ز باغ خلد گل چینم

اگر مجکو دلدار کی صحبت میسر ہو | تو اوسکے جام وصل سے شراب پیون اور باغ خلد سے پھول چنون

بر خیزد از دستم فارسی محاورہ بمعنی اگر مجکو میسر ہو۔ باغ خلد سے مراد چہرہ محبوب پھول چننا یعنی فائدہ اوٹھانا

شراب تلخ صوفی سوز بنیادم بخواهد برد | لبم بر لب نه ای ساقی و بستان جان شیرینم

صوفی سوز تلخ شراب میری بنیاد نہ اوکہاڑیگی | ای ساقی میرے لب پر لب رکھکے شیرین جان نکال لے

شراب صوفی سوز اور تلخ سے ظاہری شراب مراد ہے یعنی یہ ظاہری شراب میری بنیاد کو نہ اوکہاڑے گی بلکہ ای ساقی خم معرفت مجکو شراب عشق حقیقی پلا اور میری جان شیرین لیلے۔ تلخ اور شیرین کے الفاظ رعایتی ہین جو خالی از لطف نہین

لبت شکر بمستان داد و چشمت می بمیخواران | منم کز غایت حرمان نه با آنم نه با اینم

تیرے لب نے شکر مستونکو دی اور تیری آنکھ نے شراب میخوارونکو | مین وہ ہون کہ غایت بدنصیبی نہ انکین ہون نہ اونمین

مگر دیوانه خواهم شد درین سودا که شب تا روز | سخن با ماه میگویم پری در خواب می بینم

شاید مین اس سودا مین دیوانہ ہوجاونگا کہ شام سے صبح تک | چاند سے باتین کرتا ہون اور پری کو خواب مین دیکھتا ہون

مطلب صاف ہے تشریح طلب نہین۔

چو هر خاکی که باد آورد فیضی بود از انعامت — **ز حال بنده یاد آور که خدمتگار دیرینم**

ہر وہ خاک جو ہوا لائی فیض اور انعام تھا — بندہ کے حال کی یاد کر [illegible] خدمتگار [illegible]

ز هر گو نقش نظمی زد کلامش دلپذیر آمد — **تذرو طرفه من گیرم که چالاک است شاهینم**

جس کسی نے کہ نقش نظم کا باندھا اوسکا کلام دلپذیر ہوا — [illegible] پکڑتا ہوں کیونکہ [illegible]

سخنان دلپذیر اور مضامین بلند کی طرف اشارہ ہے جکو [illegible] نظم اور [illegible]

وگر باور نمی‌داری رو از صورتگر چین پرس — **که مانی نسخه می‌خواهد ز نوک کلک مشکینم**

اگر تجکو یقین نہیں آتا تو صورتگر چین سے جاکر پوچھ — کہ مانی بھی میرے کلک مشکین سے [illegible]

مطلب یہ کہ اگر تجکو میری بات کا اعتبار نہیں ہے تو صورتگر چین [illegible] کہ مانی بھی میرے [illegible]

یعنی وہ جو اس طرح نقاشی کرتا ہے یہ اوسنے میری ہی مشکین قلم [illegible]

وفاداری و حق‌گویی نه کار هر کسی باشد — **غلام آصف دوران جلال الحق والدینم**

حق گوئی اور وفاداری ہر شخص کا کام نہیں ہے — میں آصف دوران جلال الدین کا غلام ہوں

جلال الحق والدین میں لفظ الحق صرف شعر کا وزن برابر کرنیکے لئے آیا ہے [illegible] جلال الدین آصف وزیر کا نام تھا پس مطلب یہ ہے کہ میں اپنے وزیر جلال الدین آصف کا غلام ہوں جنمین حق گوئی اور وفاداری کی دونوں صفات محمودہ موجود ہیں۔ باطنی اعتبار سے جلال الدین کا اشارہ مرشد کی طرف سمجھنا چاہئے۔

رموز عشق و مستی ز من بشنو نه از حافظ — **که با جام و قدح هر شب ندیم ماه و پروینم**

عشق و مستی کی رمز مجھسے پوچھ نہ حافظ سے — کیونکہ میں جام و قدح کے ساتھ ہر شب ماہ و پروین [illegible]

مجھسے کا اشارہ خود حافظ صاحب اپنی طرف فرماتے ہیں اور حافظ کا دوسری جانب از حافظ کا نسخہ از واعظ بھی ہے مگر یہاں وجہ درست نہیں ہے کہ یہ شعر مقطع ہے جسمین حسب قاعدہ تخلص ہونا چاہئے پس اگر واعظ صحیح رکھیں تو شعر [illegible] نہیں رہیگا بلکہ عام شعر ہو جائیگا۔ جام قدح کی تشبیہیں ماہ اور پروین کے ساتھ دی گئی ہیں۔

این چه شوریست که در دور قمر می‌بینم — **همه آفاق پر از فتنه و شر می‌بینم**

یہ کیا شور ہے جو قمر کے عہد میں دیکھتا ہوں — یعنی تمام آفاق کو فتنہ و شر سے بھرا ہوا پاتا ہوں

هر کسی روز بهی می‌طلبد از ایام — **مشکل این است که هر روز بتر می‌بینم**

ہر شخص زمانہ سے بہتری کے دن کا طلبگار ہے — مگر مشکل یہ ہے کہ میں ہر روز کو بدتر پاتا ہوں

کیونکہ نجومیوں نے حوادثات زمانہ کو قمر اور نیز دوسرے ستارون کی گردش پر محمول کیا ہے اسلئے حافظ صاحب تمام دنیا کے فتنہ وشر کو قمر کے دور سے تعبیر کر کے کہتے ہین کہ یہ کیا شور ہے کہ جو مین قمر کے عہد مین دیکھ رہا ہون یعنی تمام جہان کو فتنہ وفساد سے لبریز پاتا ہون۔ فتنہ وشر سے زمانہ کے عکس کیفیت مراد ہے جسکا مطلب آیندہ اشعار مین ظاہر ہوگا۔ دوسری شعر یعنی زیب مطلع کے یہ معنی ہین کہ ہر کوئی یہ امید رکھتا ہے کہ آیندہ زمانہ اوسکی بہتری کا آئیگا۔ مگر بڑی مشکل یہ ہے کہ مین زمانہ کے ہر ایک دن کو ایک دوسرے سے بدتر ہی پاتا ہون یعنی جو بات آج ہے وہ کل نہوگی اور جو کل ہوگی وہ پرسون نہوگی۔ پس مجکو امید نہین ہے کہ آیندہ زمانہ گذشتہ سے اچھا ہو۔ فی الحقیقت اسکا اشارہ عمر انسان کی ہر سہ زمانونکی طرف ہے یعنی بچپن مین یہ تمنا ہوتی ہے کہ جوانی کا زمانہ اس سے بہتر ہوگا بعد ازان بڑھاپے کی بزرگیون کا خیال آتا ہے کہ سب سے بڑے ہوجائینگے لیکن اگر غور کیا جاے تو جو زمانہ گذر گیا آیندہ اس سے اچھا نہین آئیگا یعنی بچپن کے مقابلہ مین جوانی اچھی نہین اور جوانی کے مقابلہ مین بڑھاپا اور بڑھاپے کے مقابلہ مین موت پس کسی شخص کے لئے یہ خیال کرنا کہ آیندہ زمانہ اسکے واسطے اچھا آئیگا صحیح نہین کیونکہ جو وقت گذر گیا وہ ہی اچھا تھا اور اب دن بدن تنزل ہی ہوگا۔ لہذا ہر شخص کو اپنے موجودہ زمانہ کی قدر کرنی چاہئے کہ جو نیکی وہ اوسمین کریگا وہ ہی اوسکے کام کی ہے۔

ابلہان را ہمہ شربت ز گلاب و قند ست
بیوقوفون کے لئے یہ تمام گلاب و قند کا شربت ہے

قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینم
عقلمند کی روزی خون جگر سے دیکھتا ہون مین

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان
تازی گھوڑا پالان کے نیچے زخمی ہو رہا ہے

طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم
اور گدہے کی گردن مین زرین طوق دیکھتا ہون

دختران را ہمہ جنگست و جدل با مادر
تمام لڑکیون کو اپنے ماؤن سے جھگڑا ہے

پسران را ہمہ بدخواہ پدر می بینم
اور تمام لڑکونکو اپنے باپونکا بدخواہ دیکھتا ہون مین

ہیچ رحمی نہ برادر بہ برادر دارد
بھائی بھائی کے ساتھ کوئی رحم نہین کرتا

ہیچ شفقت نہ پدر را بہ پسر می بینم
نہ کوئی شفقت باپ کی بیٹے پر دیکھتا ہون مین

پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن
حافظ کی نصیحت سُن اور ائے خواجہ جا نیکی کر

زانکہ این پند بہ از در و گہر می بینم
اسلئے کہ اس نصیحت کو موتی اور جواہر سے بھی بہتر پاتا ہون

حافظ صاحب کہتے ہیں کہ اس زمانہ مین بیوقوفون کے لئے تمام قند وگلاب کا شربت ہی شربت ہے لیکن جو عقلمند ہین اونکو یہان خون جگر

پینا پڑتا ہے کیونکہ دنیا دار محن ہے دار عیش نہیں وہ بیوقوف ہین جو دنیا پر پھولے بیٹھے ہین اور اوسکو دار عیش سمجھتے ہین۔ یہان کی یہ کیفیت ہے کہ تازی گھوڑون کی پیٹھ ٹاٹ سے زخمی ہوگئی ہے اور اوسکو چارجامہ بہی نصیب نہین ہوتا۔ لیکن گدہون کی گردنون مین زرین طوق پڑے ہوے ہین یعنی اہل کمال کس مپرسی کی حالت مین ہین اور جو کچھ کمال نہین رکہتے وہ عیش اوڑاتے ہین۔ لڑکیون کو ماؤن سے جنگ و جدل ہے تو لڑکے اپنے باپون کے بدخواہ بنے ہین نہ بہائی کو بہائی سے محبت ہے اور نہ باپ کو بیٹے سے شفقت۔ یہ ہے حال دنیا کے فتنہ و فساد کا کہ جو جن کے مستحق ہین وہ اُن سے محروم ہین اور جو کوئی حق نہین رکہتے وہ قابض ہو گئے ہین اسلئے اے مخاطب حافظ کی نصیحت پر عمل کرکے کچھہ نیکی کر تاکہ وہ تیرے کام آوے ورنہ اس زمانہ مین کوئی کسی کا نہین۔ دنیا مین گذشتنی اور گذاشتنی ہے اور اپنی دون پروری کے لئے سب سے زیادہ مشہور ہے۔

دیدار شد میسر و بوس و کنار هم
دیدار بہی میسر ہوا اور بوس و کنار بہی

از بخت شکر دارم و از روزگار هم
جسکے لئے اپنے نصیب کا بہی شکر گزار ہون اور زمانہ کا بہی ممنون

زاهد برو که طالع اگر طالع من است
اے زاہد جا طالع اگر میرا طالع ہے

جامم بدست باشد و زلف نگار هم
تو شراب کا جام اور معشوق کی زلف دونو میرے ہاتھ مین ہونگی

یعنی اے زاہد تو مجکو شراب سے منع کرتا ہے جا اپنا کام کر کہ اگر میری خوش نصیبی میرے نصیب مین ہے تو جام شراب اور زلف محبوب یہ دونون میرے ہاتھ مین ہونگے۔

ما عیب کس بمستی و رندی نمی کنیم
ہم کسی پر مستی اور رندی کا عیب نہین لگاتے

لعل بتان خوش است و می خوشگوار هم
لب معشوق اچھی چیز ہے اور شراب خوشگوار ہے

ای دل بشارتی دهمت محتسب نماند
اے دل مین تجکو خوشخبری سناتا ہون کہ محتسب نہین رہا

وز می جهان پرست و بت میگسار هم
جہان شراب سے پر ہے اور معشوق شراب نوش ہے

آن شد که چشم بدنگران بود از کمین
وہ وقت گیا کہ دشمن کی آنکہہ گہات سے نگران تہی

خصم از میان برفت و سرشک از کنار هم
رقیب درمیان سے اوٹہا اور آنسو آنکہہ مین نہ رہے

خاطر بدست تفرقه دادن نه زیرکیست
خاطر کو پریشان کرنا عقلمندی نہین ہے

مجموعه بخواه و صراحی بیار هم
دلجمعی ڈہونڈہ اور صراحی بہی لے

بر خاکیان عشق فشان جرعۂ لبش | تا خاک لعل گون شود و مشکبار هم
عشق کے خاکی نشینون پر اسکے لب کا گہونٹ گرا | تا کہ خاک سرخ ہوجاوے اور خوشبودار بہی

لبش کے ضمیر یا ضمیر معشوق کی طرف ہے جس سے یا تو مرشد کامل یا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین۔

چون آبروی لالہ و گل فیض حسن تست | ای ابر لطف بر من خاکی ببار هم
جب لالہ و گل کی آبرو تیرے حسن کا فیض ہے | اے ابر لطف مجھ خاکی پر بہی برس جا

چون کائنات جملہ ببوی تو زندہ اند | ای آفتاب سایہ ز من بر مدار هم
جبکہ تمام کائنات تیری بو سے زندہ ہین | اے آفتاب اپنا سایہ مجھپر سے نہ اوٹھا

یعنی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جبکہ تمام مخلوق آپ کی عنایت و فیض سے زندہ مین تو میرے اوپر سے بہی آپ اپنا سایۂ فیض نہ اوٹھائے۔

اہل نظر اسیر تو اند از خدا بترس | وز انتصاف آصف جم اقتدار هم
اہل نظر تیرے قیدی ہین خدا سے ڈر | اور آصف جم اقتدار کے انصاف سے بہی خوف کہا

حافظ صاحب نے معشوق حقیقی کی تعریف بیان کرتے کرتے اس شعر سے آصف جم اقتدار یعنی آصف وزیر کی تعریف شروع کردی جیسا کہ شاعرون کا قاعدہ ہے کہ پہلے خدا و رسول کی تعریف لکہکر پہر ممدوح کے اوصاف بیان کیا کرتے ہین۔

بر یاد رای انور او آفتاب صبح | جان میکند فدا و کواکب نثار هم
آفتاب صبح اسکی روشن رای کی یاد پر | جان کو فدا کرتا ہے اور کواکب کو نثار کرتا ہے

گوی زمین ربودۂ چوگان عدل تست | وین برکشیدہ گنبد نیلی حصار هم
زمین کی گیند تیری چوگان انصاف کی پہینکی ہوئی | اور اسی سے آسمان نیلی رواق بنا ہوا ہے

تا از نتیجۂ فلک و طور دور اوست | تبدیل سال و ماہ و خزان و بہار هم
جب تک نتیجہ فلک اور طور اوسکے دور کا ہے | سال و ماہ کی تبدیلی اور خزان اور بہار بہی

خالی مباد کاخ جلالت ز سروران | وز ساقیان سرو قد گلعذار هم
کاخ جلالت سرورون سے خالی نہو | اور ساقیان سروقد گلعذار سے بھی بہرا رہے

یہ دونون شعر دعائیہ ہین یعنی جب تک کہ آسمان گردش مین ہے اور سال و مہینون اور خزان و بہار کے موسمونکی

اگر بر من نبخشایی پشیمانی خوری آخر | بخاطر دار این معنی که در خدمت کجا گفتیم

اگر مجھ پر بخشش نکریگا تو آخر کار پشیمانی اوٹھائیگا | اس بات کو یاد رکھ کہ ہمنے تیری جناب مین کیون کہی

جگر چون نافه‌ام خون گشت کم زینم نمی‌باید | جزای آنکه با زلفش سخن از چین خطا گفتیم

میرا جگر نافہ کی طرح خون ہوا اور اس سے اچھا نہین سکتا تھا | بدلا اس بات کا کہ اوسکی زلف کو ہمنے غلطی سے مشک چین کہا

یعنی میرے دل مین نافہ کی طرح اسلئے خون ہو گیا کہ مین نے اوسکی زلف کو مشک چین سے غلط تشبیہ دی تھی بس اس قصور کا بدلہ اس سے اچھا نہین ہوسکتا کہ جو مجھے مل گیا۔

تو آتش گشتی ای حافظ ولی با یار درنگرفت | ز بدعهدی گل گویی حکایت با صبا گفتیم

اے حافظ تو آگ بنگیا ولیکن یار پر کچھ اثر نکیا | تو کہتا ہے کہ ہم بدعہدی گل کی حکایت باد صبا سے کرین

یعنی اے حافظ اگرچہ تو ہجر محبوب کے غم و غصہ کے باعث مثل آگ کے بن گیا اور اپنی آتش فشانی کا حال بیان کرتا پھرتا ہے مگر تونے یار پر کچھ اثر نکیا اور ہم سے کہتا ہے کہ ہم بدعہدی گل کی شکایت باد صبا سے کرین اس سے کیا فائدہ

عمریست تا من در طلب هر روز گامی میزنم | دست شفاعت هر زمان در نیکنامی میزنم

عمر ہوئی کہ جب سے طلب مطلب مین ہر روز دوڑتا ہون | ہاتھ شفاعت کا ہر وقت نیکنامی مین لگاتا ہون

بی ماه مهر افروز خود تا بگذرانم روز خود | دامی براهی مینهم مرغی بدامی میزنم

بغیر اپنے معشوق کے اپنا دن کب تک کاٹون | راہ مین جال بچھاتا ہون اور مرغ کو جال مین پھنساتا ہون

تا بو که یابم آگهی زان سایهٔ سرو سهی | گلبانگ عشقی از هر طرف بر خوش‌خرامی میزنم

دیکھا کب ہوگا کہ مین اس سرو سہی کے سایہ سے خبر پاؤن | ہر طرف عشق کی آواز خوش خرامی پر لگاتا پھرتا ہون

هر چند آن آرام دل دانم نبخشد کام دل | نقش خیالی میکشم فال دوامی میزنم

ہرچند جانتا ہون کہ وہ راحت دل مقصد دل برلائیگا | تاہم خیالی نقش کھینچتا ہون اور فال دوامی لگاتا ہون

اورنگ کو گلچهر کو نقش وفا و مهر کو | حالی من اندر عاشقی داد تمامی میزنم

کہان اورنگ کہان گلچہر کہان نقش وفا و محبت | اب مین عاشقی مین ان سب کی داد دیتا ہون

دانم سر آید قصه ام چندان نماند غصه ام | زین آه خون افشان که من هر صبح و شامی میزنم

جانتا ہون کہ جب میرا قصہ آخر ہوگا تو غصہ بھی نرہیگا | اسلئے یہ آہ خون افشان ہے کہ جو ہر صبح و شام کرتا ہون

اورنگ نام عاشق گلچہر نام معشوق۔ یعنی نہ اب ایسے وفادار عاشق و معشوق ہین اور نہ وفا و محبت کا نقش موجود ہے اسلئے مین عاشقی ان

پس [illegible]

با آنکه از خودی غائبم وز می چو حافظ تائبم	در مجلس روحانیان گه گاه جامی میزنم
اس وجہ سے کہ اپنے مین پتا نہین ہون اور حافظ کی طرح شراب سے تائب ہوچکا	کبھی کبھی روحانیون کی مجلس مین شراب پی لیتا ہون

یعنی چونکہ مین خودی سے بیخود اور شراب مجازی سے حافظ کی طرح توبہ کئے ہوئے ہون اسلئے عارفون کی مجلس مین کبھی کبھی شراب معرفت پی لیتا ہون۔

برو ای طبیبم از سرم که خبر ز سر ندارم	بحذار تا کنم جان که ز جان خبر ندارم
رہ میری طبیب میرے بالین سے جا کہ مجھکو اپنے سر کی خبر نہین	خدا کیلئے میری جان چھوڑ کہ مین جان کی پروا نہین کرتا
بعیادتم قدم نه که ز بیخودی شوم به	می ناب نوش هم ده که غم دگر ندارم
میری عیادت کے لئے آ کہ بیخودی سے اچھا ہو جاؤن	شراب ناب پی بھی اور دے بھی کہ مین دوسرا غم نہین رکھتا

یعنی اے معشوق میرا حال پوچھنے کے لئے تشریف لا تاکہ بیخودی سے ہوش مین آجاؤن اور مئ ناب خود بھی پی اور مجھے بھی پلا کیونکہ مین سوا اسکے کوئی دوسری فکر نہین رکھتا۔

غم ار خوری ازین بیش نکنم ز غم خوری بس	نظری بجز تو با کس بکسی دگر ندارم
اگر تو میری غم خواری کرے تو پھر مین کوئی غم نکھاؤن	سوا تیرے دوسرے شخص پر نظر نہ ڈالون
به زرت کنند زیور به زرت کشند در بر	من بینوای مضطر چه کنم که زر ندارم
زر سے تجھے زیور بناتے ہین اور زر ہی سے تجھکو بغل مین لیتے ہین	مین بینوا مضطر کیا کرون کہ میرے پاس زر نہین ہے
دگرم مگو که خواهم که ز در کنمت برانم	تو بری ز من برانم که دل از تو بر ندارم
دوبارہ نہ کہو کہ مین تجکو اپنے در سے نکالنا چاہتا ہون	تو اسیر ہے اور مین اسیر ہون کہ تجھے دل سے نچھوڑونگا
من اگرچه می پرستم بدهید می بدستم	مبرید دل ز دستم که دل دگر ندارم
اگر مین شراب پیتا ہون تو شراب بہ مجھے دو	میری ہاتھ سے میرا دل نہ کھوو کہ مین دوسرا دل نہین رکھتا
دل حافظ ار بجوئی غم دل به تند خوئی	چه بگویمت بگوئی سر درد سر ندارم
اگر حافظ کا دل ڈھونڈھتا ہے تو دل کا غم تند خوئی سے	تیری سامنے کیا کہون تو کہتا ہے کہ مجھکو درد سر اچھا نہین معلوم ہوتا

یعنی اے محبوب اگر تو حافظ کے دل کو ڈھونڈھتا ہے اور مین اسوقت تجھے اپنے دل کا حال بیان کرتا ہون تو تند خوئی سے اوسکا یہ جواب دیتا ہے کہ یہ درد سر ہے مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا۔ پھر تو ہی بتا کہ اسکا کیا علاج کیا جاے۔

۵ پہلے مجھسے پوچھتے ہین حال دل پ اور جب کہتا ہون تو سنتے نہین۔

ای نور چشم من سخنی ہست گوش کن | تا ساغرت پرست بنوشان و نوش کن

ای میرے نور چشم میں ایک بات کہتا ہون سن | کہ جب تک تیرا ساغر بھرا ہوا ہے پی اور پلا

نور چشم سے مراد مرشد یا معشوق - یعنی ای مرشد یا معشوق میں بہت سی باتون میں ایک بات کہتا ہون اسکو سن اور وہ یہ ہی کہ جب تک تیرا ساغر عشق الہی کی شراب سے بھرا ہوا ہی تو اس شراب محبت کو خود بھی پی اور دوسرونکو بھی پلا خلاصہ یہ کہ جب تک جوانی باقی ہے عبادت اور ریاضت سے خود بھی فائدہ اوٹھا اور دوسرون کو بھی نفع پہونچا تاکہ تیری بدولت طالب بھی عشق الہی کی دولت سے محروم نہ رہین

پیران سخن بہ تجربہ گفتند گفتمت | ہان ای پسر کہ پیر شوی پند گوش کن

مین نے تجھسے کہدیا کہ بڈہی تجربہ کی بات کہا کرتے ہین | ہان ای بیٹے نصیحت کی بات سن تاکہ تو بھی پیر ہو جاوے

بر ہوشمند سلسلہ ننہادہ است عشق | خواہی کہ زلف یار کشی ترک ہوش کن

عقلمندی پر عشق کا سلسلہ نہین رکھا گیا ہے | اگر تو چاہتا ہے کہ یار کی زلف پکڑے تو ہوش کو کہودے

خلاصہ یہ کہ دنیا کے عقلمند کو عشق الہی حاصل نہین ہو سکتا پس اگر تو چاہتا ہے کہ خدا سے محبت کرے تو دنیا سے دیوانہ بن - بغیر اسکے محبوب کی زلف کا ہاتھ آنا معلوم

تسبیح و خرقہ لذت مستی نہ بخشدت | ہمت درین عمل طلب از می فروش کن

تسبیح و خرقہ مستی کی لذت نہین دیسکتا | اس کام مین می فروش سے مدد مانگ

با دوستان مضایقہ در عمر و مال نیست | صد جان فدای یار نصیحت نیوش کن

دوستون سے عمر و مال مین دریغ نہین کرنا چاہئے | یار نصیحت سننے والے پر سو جانین قربان کر

در راہ عشق وسوسہ اہرمن بسی | ہشدار و گوش دل بہ پیام سروش کن

عشق کی راہ مین شیطانی وسوسے بہت ہین | ہشیار رہ اور پیام غیبی پر کان لگا

برگ نوا تبہ شد و ساز طرب نماند | ای چنگ نالہ برکش و ای دف خروش کن

خوشی کا ساز و سامان نہ رہا | اے چنگ نالہ کر اور اے دف شور مچا

عاشق کی مثال چنگ اور دف سے دی گئی ہے - ای عاشق جسطرح چنگ اور دف گوشت اور خون سے محروم ہو کر شور مچاتے ہین اور نالہ کرتے ہین اسیطرح تم بھی گریہ و زاری کرو کیونکہ عشق مین جوانی برباد ہو گئی دیکھو کہ جسم [illegible] کی نہ ہستی جسکی [illegible] صرف پوست اور ہڈیان باقی رہ جاتے ہین اور تازگی کی کوئی علامت

باقی نہین رہتی گویا چنگ کا شور مچانا اور نالہ کرنا اونکی ایسی حالت ہو جانے کے سبب سے ہے۔

ساقی کہ جامت از می صافی تہی مباد — چشم عنایتی بمن دردنوش کن

اے ساقی تیرا پیالہ شراب صاف سے خالی نہو — واللہ ایک نظر عنایت مجھ تلچھٹ نوش کی طرف ڈال

سرمست در قبای زرافشان چو بگذری — یک بوسہ نذر حافظ پشمینہ پوش کن

جب تو زرافشان لباس مین مستانہ وار گذرے — تو ایک بوسہ حافظ پشمینہ پوش کی نذر کر

پشمینہ پوش یعنی کملی پوش ہے یعنی اے محبوب جب تو زرافشان قباس مستانہ وار ادہر سے گذرے تو ایک بوسہ بیچارہ حافظ کملی پوش کی بھی نذر کیجیو

افسر سلطان گل پیدا شد از طرف چمن — مقدمش یا رب مبارک باد بر سرو و سمن

سلطان گل کا تاج چمن مین پیدا ہوا — یا اللہ اوسکا خیر مقدم سرو و سمن پر مبارک ہوجیو

خوش بجای خویشتن بود این نشست خسروی — تا نشیند ہر کسی اکنون بجای خویشتن

بجائے خود بادشاہی نشست اچھی ہوتی ہے — تاکہ ہر شخص آپ اپنی جگہ بیٹھے

سلطان گل سے مرشد یا معشوق اور سرو سمن سے مسترشد یا عاشق مراد ہے اور مطلب یہ کہ چمن دنیا مین معشوق یا مرشد کا ظہور ہوا یا الہی اوسکا خیر مقدم مریدون یا عاشقون پر مبارک ہو جیو دوسرے شعر مین اپنے اپنے مراتب پر بیٹھنے کی طرف اشارہ ہے۔

تا ابد معمور باد این خانہ کز خاک درش — ہر نفس با بوی رحمان می وزد باد یمن

یہ گھر ہمیشہ ہمیشہ آباد ہو جیو کہ اوسکے در کی خاک سے — ہر دم رحمن کی بو کے ساتھ باد شمال چلا کرتی ہے

این خانہ سے دنیا اور بوئے رحمن سے حقائق و معارف کے کلمات مراد ہین جو مرشد اپنے مسترشد کو سناتا ہے۔ باقی مطلب ظاہر ہے

خاتم جم را بشارت دہ بحسن خاتمت — کاسم اعظم کرد ازو کوتاہ دست اہرمن

حسن اختتام پر خاتم جمشید کو خوشخبری سنا — کہ اسم اعظم نے اوسکے سے شیطان کا ہاتھ کوتاہ کردیا

خاتم جمشید کا اشارہ دل سالک کی طرف اسم اعظم کا مرشد کی جانب ہے اور اہرمن بمعنی شیطان جس سے نفس [illegible] مراد ہے یعنی اے سالک اپنے دل کو خوشخبری سنا کہ فیض مرشد کی برکت سے نفس امارہ کا ہاتھ اوس تک نہین پہونچ سکتا۔

خنگ چوگانی چرخت رام شد در زیر زین — شہسوارا خوش بمیدان آمدی گویی بزن

آسمان کا اسپ چوگان بیر تیرے زین کے نیچے رام ہوا — اے شہسوار تو کیا اچھا میدان مین آیا گیند پھینک

خنگ بمعنی اسپ خنگ۔ چوگانی اضافت بیانیہ یعنی ایک گھوڑا کہ جو چوگان کھیلنے کے لیے ہو۔ مراد ہو۔ شہسوار بمعنی عاشق۔ گوی بزن عشق کا میدان طے کر۔ خلاصہ مطلب یہ کہ اے عاشق گردش آسمان تیری حسب مراد ہوگئی اب تو شوق سے میدان عشق طے کر اور معرفت کا میدان مین [illegible]

چو جویبار ملک آب از سر شمشیر تست | تو درخت عدل بنشان بیخ بدخواهان بکن
جوئبار ملک تیری تلوار کے پانی سے تر و تازہ ہے | تو انصاف کا درخت لگا اور دشمنونکی جڑ اوکھاڑ دے
شوکت پور پشنگ و تیغ عالم گیر تو | در همه شهنامها شد داستان انجمن
افراسیاب کی شوکت اور تیری تیغ عالم گیر کا چرچا | تمام شاہنامونکی تاریخون مین مجلس کی داستان ہین

پشنگ بضم اول افراسیاب کے باپ کا نام ہے اسلئے پور پشنگ سے خود افراسیاب مراد ہوا شعر مذا مین اپنے ممدوح بادشاہ کی شوکت کا اظہار کیا گیا ہے کہ افراسیاب کی شوکت اور تیری عالم گیر تیغ کا چرچا بزمرہ تمام شاہونکی حالات کی مجلسون مین ہے جانیکے قابل ہے

بعد ازین نشگفت اگر با نکهت خلق خوشت | خیزد از صحرای ایران نافهٔ مشک ختن
اگر اسکے بعد بھی تیری خوش خلقی کی بو سے شگفتہ ہوا | تو صحرای ایران سے نافہ مشک ختن کو اوٹھ جانا چاہیے
گوشه گیران انتظار جلوهٔ خوش میکنند | بر شکن طرف کلاه و برقع از رخ بر فکن
گوشہ کے بیٹھنے والے جلوۂ خوش کا انتظار کرتے ہین | کلاہ کو اونچی کر اور برقع رخ سے ہٹا دے

یعنی ای محبوب تجھ ہم عزلت نشین عشاق تیری جلوہ خوش کا انتظار کرتے ہین پس تو رخ سے نقاب اوٹھا دے اور اپنی صورت دکھلا۔

ای صبا بر ساقی بزم اتابک عرضه دار | تا ازان جام زرافشان جرعهٔ بخشد بمن
ای صبا بزم اتابک کے ساقی سے جا کر عرض کر | تا کہ وہ اوس جام زرافشان سے ایک گھونٹ عنایت کرے
مشورت با عقل کردم گفت حافظ می بنوش | ساقیا می ده بقول مستشار مؤتمن
مین نے عقل سے مشورہ کیا اوسنے کہا حافظ شراب پی | ای ساقی حسب حدیث مستشار موتمن کی شراب پلا

مستشار جس سے مشورہ کیا جای۔ موتمن بمعنی امین۔ یہ مضمون حدیث شریف کا ہی کہ جس سے مشورہ کیا جای وہ امانت دار ہونا چاہیے چنانچہ حافظ فرماتی ہین کہ جب مین نے عقل سے شراب محبت پینے کا مشورہ کیا تو اوسنے کہا کہ شوق سے پی پس ای ساقی مستشار موتمن کی حدیث کی موافق شراب پلا کیونکہ میری عقل جس سے مین نے اسمین مشورہ کیا ہی وہ امین ہے اسلئے راز کے فاش ہو جانے کا اندیشہ نہین۔

ای خسرو خوبان نظری سوی گدا کن | رحمی بمن سوخته بی سر و پا کن
ای خوبصورتون کے بادشاہ فقیر کی طرف ایک نظر ڈال | اور مجھ جلے ہوی اور بے سر و سامان کے حال پر رحم کر
دارد دل درویش تمنای نگاهی | زان چشم سیه مست بیک غمزه روا کن
فقیر کا دل ایک نگاہ کی تمنا رکھتا ہے | اوس سیہ مست چشم سے ایک غمزہ روا رکھ

گر لاف زند ماه که ماند بجمالت — بنمای رخ خویش و مه انگشت نما کن

اگرچاند تیرے حسن کی برابری مین شیخی مارے — تو اپنا چہرہ دکھلا کر اوسکو انگشت نما بنا

ای سرو چمان از چمن باغ زمانی — بخرام درین بزم و صد جامہ قبا کن

اے خوشنما سرو چمن باغ سے تھوڑی دیر کے لئے — اس بزم مین خرام کر اور دو سو جامے پھاڑ

شمع و گل و پروانہ و بلبل ہمہ جمع اند — ای دوست بیا رحم بہ تنہائی ما کن

شمع اور پروانہ گل اور بلبل سب اکٹھے ہین — اے دوست آ اور ہماری تنہائی پر رحم کر

یعنی ہر عاشق کے پاس معشوق موجود ہے مگر مین ہی ایک ایسا عاشق ہون کہ اکیلا ہون اسلئے اے محبوب تو میری تنہائی پر رحم کر اور میرے پاس آ تا کہ میرا معشوق بھی میرے پاس موجود ہو جاوے۔

با دل شدگان جور و جفا تا بکی آخر — آہنگ وفا ترک جفا بہر خدا کن

ہم عاشقون کے ساتھ آخر جور و جفا کب تک — وفا کا ارادہ کر اور خدا کے لئے جفا کو چھوڑ

مشنو سخن دشمن بدگوی خدا را — با حافظ مسکین خود ای دوست وفا کن

دشمن بدگو کی بات نہ سن — اپنے حافظ مسکین کے ساتھ اے دوست وفا کر

مطلب صاف ہے تشریح طلب نہین۔

ای روی ماہ منظر تو نوبہار حسن — خال و خط تو مرکز لطف و مدار حسن

اے ماہ رو تیرا منظر نوبہار حسن کا ہے — تیرا خط و خال لطف کا مرکز اور حسن کا مدار ہے

در چشم پر خمار تو پنہان فسون سحر — در زلف بیقرار تو پیدا قرار حسن

تیری پرخمار آنکھ مین طلسم و جادو پوشیدہ ہے — اور تیری زلف بیقرار مین حسن کا قرار ظاہر ہے

ماہی نتافت چون رخت از برج خسروی — سروی نخاست چون قدت از جویبار حسن

برج خسروی سے تیرے چہرہ کی مانند کوئی مچھلی نہ چمکی — اور جویبار حسن سے تیرے قد کی مثل کوئی سرو پیدا نہوا

خسروی کا اشارہ ہے خوبصورتی کی طرف ہے یعنی خوبصورتی کے برج سے تیری صورت کی مانند کوئی مچھلی دکھلائی نہ دی اور نہ تیرے قد کی مانند مثل جویبار حسن سے کوئی سرو پیدا ہوا۔ خلاصہ یہ کہ حسن و خوبی مین تیرا کوئی ثانی نہین۔ ماہی کی رعایت سے برج کا لفظ لائے ہین۔ اسواسطے کہ آسمان مین برج حوت موجود ہے اور چونکہ باغ مین نہر کے کنارہ سرو کے درخت لگاتے ہین اس اعتبار سے جویبار حسن پر ایسے سرو کا پیدا ہونا لائے ہین

خرم شد از ملاحت تو عہد دلبری
فرخ شد از لطافت تو روزگار حسن

دلبری کا عہد تیری ملاحت سے خوش اور خرم ہے
اور حسن کا زمانہ تیری لطافت سے مبارک

از دام زلف و دانۂ خال تو در جہان
یک مرغ دل نماند نگشتہ شکار حسن

جہان مین تیری زلف کے دام اور خال کے دانہ سے
کوئی مرغ دل ایسا نہین رہا جو حسن کا شکار ہو گیا ہو

دائم بلطف دائہ طبع از میان جان
می پرورد بناز ترا در کنار حسن

جان کے درمیان سے طبیعت ہمیشہ لطف کے ساتھ
ناز سے حسن کی آغوش مین تجکو پرورش کیا کرتی ہے

گرد لبت بنفشہ ازان تازہ و تر است
کآب حیات میخورد از جویبار حسن

تیرے لب کے آس پاس بنفشہ اسلئے تر و تازہ ہے
کہ وہ حسن کی ندی سے آب حیات پیتی رہتی ہے

بنفشہ سے خط مراد ہے جو سبزہ کی رعایت سے تر و تازہ کہا گیا جویبار حسن سے دہن مقصود ہے اور مطلب یہ کہ تیرا خط جو لبون کے آس پاس ہے اسلئے تر و تازہ ہے کہ وہ حسن کی جویبار یعنی تیرے دہن سے آب حیات پیتا رہتا ہے۔

حافظ طمع برید کہ بیند نظیر دوست
دیار نیست جز تو اندر دیار حسن

حافظ نے دوست کی مانند دیکھنے کی امید قطع کردی
کیونکہ دیار حسن کا تیرے سوا اور کوئی باشندہ نہین

دیار بمعنی شہر یا مکان۔ چونکہ دیار حسن کا ساکن سواے تیرے کوئی اور نہین ہے اسلئے حافظ نے اسکی امید قطع کردی کہ دوست کی مانند یعنی تیری مثل وہ کسی اور کو پاسکیگا خلاصہ یہ کہ اے محبوب حقیقی ہر دو عالم مین تو ہی تو ہے تیرے سوا اور کوئی اس گھر کا مالک یا باشندہ نہین

بالا بلند عشوہ گر سرو ناز من
کوتاہ کرد قصۂ زہد دراز من

اے میرے بلند بالا عشوہ گر سرو ناز
تونے میرے زہد دراز کا قصہ کوتاہ کردیا

بالا بلند عشوہ گر سرو ناز کے الفاظ صفت کے بعد صفت ہین جو لفظ من کی طرف مضاف سمجھنے چاہئین یعنی ان صفتونکے ساتھ متصف محبوب تونے میرے زہد کے قصہ کو کوتاہ کردیا خلاصہ یہ کہ زہد کو توڑ دیا۔

دیدی دلا کہ آخر پیری و زہد علم
بامن چہ کرد دیدۂ معشوقہ باز من

اے دل تونے دیکھا کہ آخر باوجود بڑھاپے اور زہد اور علم کے
میرے ساتھ اس بازی معشوق آنکھ نے کیا کیا

از آب دیدہ بر سر آتش نشستہ ام
کو فاش کرد در ہمہ آفاق راز من

مین اشکون سے نہایت آزردہ خاطر ہون
کہ اوسنے تمام دنیا مین میرا بھید فاش کردیا

بر سر آتش نشستن فارسی محاورہ بمعنی ملول و آزردہ شدن ہے باقی مطلب ظاہر ہے۔

می ترسم از خرابی ایمان که می برد — محراب ابروی تو حضور نماز من

مین ایمان کی خرابی سے ڈرتا ہون — کیونکہ تیری محراب ابرو میری نماز کا خضوع لیجاتی ہے

چونکہ تیری ابرو کی محراب کا خیال مجکو نماز مین گذرتا ہے اسلئے خضوع و خشوع جو نماز کے لئے لازمی ہین باقی نہین رہتی پس اسی بات کا اندیشہ ہے کہ جب نماز حضور قلب سے ادا نہین ہوتی تو ایمان کی خرابی متصور ہے۔

مست است یار و یاد حریفان نمیکند — یادش بخیر ساقی مسکین نواز من

یار مست ہے اور حریفون کی یاد نہین کرتا — میرا مسکین نواز ساقی اوسکی یاد بخیر ہو جیو

یارب کی آن صبا بوزد که نسیم او — گردد شمامهٔ کرمش کارساز من

یا اللہ وہ ہوا کب چلیگی کہ اوسکی نسیم سے — اوسکا شمامۂ کرم میرا کارساز ہوگا

عاشق حالت یاس مین کہتا ہے کہ یا اللہ نہین معلوم کہ وہ باد صبا کس وقت چلیگی کہ جسکی خوشبو یعنی معشوق کا شمامہ کرم میرا کارساز ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ وہ وقت کب آویگا کہ جب معشوق مجھپر مہربان ہوگا۔

بر خود چو شمع خنده زنان گریه میکنم — تا با تو سنگدل چه کند سوز و ساز من

شمع کی مانند اپنے اوپر ہنستے ہنستے رو رہا ہون — تاکہ میرا سوز و ساز تجھ سنگدل کے ساتھ کچھ اثر کرے

نقشی بر آب میزنم از گریه حالیا — تا کی شود قرین حقیقت مجاز من

اب کہ مین رونے سے پانی پر نقش بناتا ہون — دیکھی میرا مجاز حقیقت کے قریب کب ہوتا ہے

نقش بر آب زدن فارسی محاورہ معنی غیر ممکن کی امید کرنا۔ یعنی اب رو رو کر بیفائدہ خیال پکاتا ہون کہ میرا عشق مجازی عشق حقیقی سے بدل جائیگا مگر ایسا کب ہوتا ہے گویا یہ رونا ایک نامکن بات کی امید کرنا ہے جسکا کچھ نتیجہ نہین۔

محمود در آدمی که بآخر رسید عمر — میداد جان بزاری و میگفت ایاز من

جس وقت کہ محمود کی عمر آخر ہوئی — زاری سے جان دیتا تہا اور کہتا تہا میرا ایاز کہان ہے

حاصل کلام یہ کہ عاشق کے دل سے معشوق کی یاد مرتے دم بہی نہین جاتی چنانچہ جس وقت کہ محمود جان دے رہا تھا اُس وقت رو رو کے کہتا تہا کہ میرا ایاز کہان ہے۔

گفتم بدلق زرق بپوشم نشان عشق — غماز بود اشک و عیان کرد راز من

مین نے کہا تہا کہ مکر کے جبہ سے عشق کی نشانی چھپا دون — آنسو جو چغلخور تھے اونہون نے راز ظاہر کر دیا

یعنی مین نے بہت چاہا کہ مکر کا جبہ پہن کر عشق کی علامتون کو چھپا دون مگر آنسو غماز تہے اونہون نے بہید عشق افشا کر دیا۔

زاہد چو از نماز تو کاری نمی رود هم مستی و شبانه و راز و نیاز من

اے زاہد جب نماز سے تیرا کام نہین چلتا تو ایسے ہی راتون کی مستی اور راز و نیاز سے مجھے کچھ فایدہ نہین

یعنی اے زاہد تیرے خیال مین جب میری راتون کی مستی اور راز و نیاز بیفایدہ ہین تو تیرا کام نماز سے بہی نہین چلتا اس اعتبار سے ہم اور تو دونون برابر ہین پس تیرا مجہپر طعن کرنا بہی لاحاصل ہے۔

حافظ ز غصه سوخت بگو حالش ای صبا با شاه دوست پرور دشمن گداز من

حافظ غصے سے سوختہ ہوگیا اے صبا اوسکا حال کہہ میرے شاہ دوست پرور اور دشمن گداز سے کہہ

مطلب صاف ہے تشریح طلب نہین۔

بهار گل طرب انگیز گشت و توبه شکن بشادی رخ گل بیخ غم ز دل بر کن

گل کی بہار طرب انگیز اور توبہ شکن ہوئی (اے محبّ طلب) رخ گل کی خوشی مین غم کی بنیاد دل سے اوکہیر ڈال

طریق صدق بیاموز از آب صاف ایدل براستی طلب آزادگی ز سرو چمن

اے دل صدق کا طریق صاف پانی سے سیکھہ اور سرو چمن سے آزادگی کو بذریعہ راستی کے طلب کر

مطلب یہ کہ ایدل صاف پانی سے صدق کا طریقہ سیکھہ یعنی جسطرح کہ صاف پانی مین ہر چیز نظر آتی ہے پوشیدہ نہین رہتی اسیطرح تو بہی اپنے ظاہر و باطن کو یکسان کرلے۔ اور راستی سے آزادگی ڈہونڈہ جیسے راست ہونیکے سبب سرو آزاد ہوتا ہے۔

رسید باد صبا غنچه از هواداری ز خود برون شد و بر تن درید پیراهن

باد صبا کے پہونچنے پر غنچہ اوسکی ہواداری مین آپے سے باہر ہوگیا اور تن پر کا لباس پہاڑ ڈالا

غنچہ سے عاشق اور باد صبا سے معشوق مراد ہے یعنی جسطرح باد سحری کے جہونکے سے باغ مین کلی شگفتہ ہوجاتی یا بالفاظ دیگر اپنا لباس چاک کردیتی ہے اسیطرح معشوق کے پہونچنے پر عاشق جامہ سے باہر ہوگیا اور اپنی خوشی سے لباس پہاڑ ڈالا۔

ز دستبرد صبا گرد گل کلاله ببین شکنج گیسوی سنبل نگر بروی سمن

صبا کے غلبہ سے گل کے آس پاس زلف پر پیچ کو دیکہہ سنبل کے گیسو کی چین کو سمن پر کے سبب غور کر

عروس غنچه بدین زیور و تبسم خوش معاینه دل و دین می برد بوجه حسن

غنچہ کی دولہن باوجود اس زیور اور خوش تبسمی کے دل و دین کا معاینہ بوجوہ احسن کرتی ہے

صفیر بلبل شوریده و نفیر هزار برای وصل گل آمد برون قلب حزن

بلبل شوریدہ کی آواز اور ہزار داستان کی زاری وصل گل کے واسطے اوسکے رنجیدہ قلب سے نکلا کرتی ہے

حدیث وقصۂ دوران زجام جو حافظ **بقول مطرب وفتوای پیر صاحب فن**

اے حافظ زمانہ کے قصہ کی بات جام سے ڈھونڈھ — مطرب اور پیر صاحب فن کے حکم کی بموجب

یعنی اے حافظ مرشد کامل کے حکم کی بموجب زمانہ کا حال عشق ومحبت سے ہی معلوم کرے کیونکہ جب عشق نہیں تو زمانۂ ماضیہ اور آیندہ کا حال بھی نہیں جان سکے گا۔

چندانکہ گفتند غم با طبیبان **درمان نکردند مسکین غریبان**

بہت سی مرتبہ غم کو طبیبوں سے بیان کیا — مگر اونہوں نے بیچارے غریبوں کا کوئی علاج نہیں کیا۔

طبیبوں سے معشوق اور مسکین غریبوں سے عاشق مراد ہیں۔ جو گفتند کے فاعل سمجھنے چاہئیں یعنی بیچارے عاشقوں نے اپنے غم کو معشوقوں سے بہت مرتبہ بیان کیا مگر اونہوں نے کچھ بھی پروانہ کی اور نہ کچھ اونکا علاج کیا۔ غرور حسن اجازت مگر نداد ای گل کہ پرسشی بکنی عندلیب شیدا را

آن گل کہ ہردم در دست خارست **گو شرم بادت از عندلیبان**

وہ گل کہ ہر وقت خار کے قبضہ میں ہو — اوس سے کہدو کہ تجکو عندلیب سے شرمانا چاہئے،

خلاصہ یہ کہ جو معشوق ہر وقت رقیب کا کہنا مانے اور اُسکے قبضہ ہو اُس سے کہدو کہ تجکو اپنے سچے عاشقوں سے شرم نہیں آتی کہ وہ تو بیتاب ہیں اور تو غیر کے کہنے میں ہے۔

ما درد پنہان با یار گفتیم **نتوان نہفتن درد از طبیبان**

ہمنے پوشیدہ درد کو یار سے بیان کردیا — کیونکہ طبیبوں سے مرض نہیں چھپایا جاسکتا

یارب امان دہ تا باز بیند **چشم محبان روی حبیبان**

یا اللہ چین عطا کر تاکہ پھر دیکھہ لے — عاشقوں کی آنکھہ معشوقوں کی صورت کو

درج محبت بر مہر خود نیست **یارب مبادا کام رقیبان**

درج محبت کی مہر ٹوٹی ہوئی ہے — یارب کہیں یہ کام رقیبوں کا تو ہو

یعنی درج محبت کی مہر سلامت نہیں یا اللہ کہیں اسکی مہر رقیبوں نے تو نہیں توڑ دی جس سے سب کام خراب ہو جائے۔ مگر اس موقع پر دہلی کی شرح میں بجائے نیست کے ہست ہے اور اُس نفی کو اثبات کر دینے سے یہ مطلب لیا گیا ہے کہ درج محبت کی مہر اپنی اصلی حالت میں ہے اسلئے یا اللہ رقیبوں کا کام نہ بنے یعنی اونکی ابتک یہ سر بمہر ہی رہے کسی نے بر مہر خود نیست کے معنی باختیار خود نیست کے لئے ہیں اور یہ مطلب نکالا ہے کہ یا اللہ حسب مراد رقیبان عاشقوں کو معشوقوں کا وصال سے محروم نہ کیجئے

ای منعم آخر برخوان وصلت | تا چند باشم از بی نصیبان
ای صاحب نعمت تیری وصل کے خوان پر | آخر کب تک مین بے نصیبون کے زمرہ مین رہونگا

حافظ نگشتی رسوای گیتی | گر می شنیدی پند غریبان
حافظ دنیا مین رسوا کبھی نہوتا | اگر غریبون کی نصیحت سن لیتا

یعنی اگر حافظ ہم غریبون کی بات مان لیتا تو دنیا مین کبھی رسوا نہوتا۔

چو گل ہر دم ببویت جامہ بر تن | کنم چاک از گریبان تا بدامن
گل کی طرح ہر دم تیری بو سے تن کا لباس | گریبان سے دامن تک چاک کیا کرتا ہون

یعنی جسطرح گل کی کلی باد سحر کے جھونکے سے شگفتہ ہوجاتی ہے اسطرح مین تیری آرزو اور یاد مین اپنا لباس گریبان سے دامن تک چاک کیا کرتا ہون شاعر غنچہ کے کھل جانے کو اسکا لباس چاک ہوجانے سے تشبیہ دیا کرتے ہین۔ وہ ہی اشارہ یہان بھی موجود ہے۔

تنت را دید گل گوئی کہ در باغ | چو مستان جامہ را بدرید بر تن
گویا تیرے تن کو دیکھکر باغ مین | گل نے مستون کی طرح تن کے کپڑونکو پھاڑ ڈالا

من از دست غمت مشکل برم جان | ولی دل را تو آسان بردی از من
مین تیرے غم کے ہاتھ سے بمشکل جان چھوڑا سکتا ہون | لیکن تو میرے دل کو آسانی سے چھین لے گیا

بقول دشمنان برگشتی از دوست | نگردد ہیچ کس با دوست دشمن
دشمنون کے بقول تو دوست سے پھر گیا | کوئی شخص دوست کے ساتھ دشمنی نہین کیا کرتا

تنت در جامہ چون در جام بادہ | دلت در سینہ چون در سیم آہن
تیرا تن جامہ مین اسطرح ہے جیسے جام مین شراب | تیرا دل سینہ مین اسطرح ہے جیسے چاندی مین لوہا

پہلے مصرع مین جامہ اور جام کی تجنیس لفظی اور دوسرے مین سینہ کو سیم کی خوبصورتی اور چمک سے اور دل کو اعتبار سختی لوہے سے تشبیہ دی گئی ہے۔

ببار ای شمع اشک از دیدہ چون میغ | کہ سوز دل شود بر خلق روشن
اے شمع اشک آنکھون سے بادل کی طرح برس | تاکہ سوز دل خلق کو روشن ہوجاے

مرو کز سینہ ام آہ جگر سوز | برآید ہمچو دود از راہ روزن
(اے محبوب) نہ جا کہ میرے سینہ سے آہ جگر سوز | دھوئین کی طرح روشندان کی راہ سے نکلتی ہے

دلم را مشکن و در پا مینداز　　که دارد در سر زلف تو مسکن

میرے دل کو نہ توڑ نہ پاؤں کے نیچے مسل　　کہ وہ تیری زلف میں اپنا مسکن رکھتا ہے

یعنی اے معشوق اگر تجکو میرے دل کا خیال نہیں تو اوسکے مسکن کا ضرور خیال ہونا چاہیے کیونکہ اُسکا گھر تیری زلف میں ہے پس ایسی چیز کو جو تیری زلف میں رہتی ہو پامال کرنا مناسب نہیں

چو دل را بست در زلفت تو حافظ　　بدینسان کار او در پا میفگن

جب حافظ نے دل کو تیری زلف میں باندہ دیا　　تو اوسکے کام کو اسطرح پاؤں پر نہ ڈال

یعنی جب حافظ نے اپنے دل کو تیری زلف میں باندہ دیا ہے تو اوسکو ذلیل نہ بنا اور نہ حافظ کو اوس سے محروم کر

چون شوم خاک رهش دامن بیفشاند ز من　　ور بگویم دل بگردان رو بگرداند ز من

جب مین اُسکی خاک راہ ہوتا ہون تو مجہسے دامن جہاڑتا ہے　　اور جو کہتا ہون کہ دل پہیر تو میری طرف سے منہ پہیر لیتا ہے

گر چو شمعش پیش میرم بر غمم خندد چو صبح　　ور برنجم خاطر نازک برنجاند ز من

اگر شمع کی طرح اُسکے سامنے مرتا ہون تو غم مین صبح کی مانند ہنستا ہے　　اور جو رنجیدہ ہوتا ہون تو دل نازک کو مجہسے رنجیدہ کر لیتا ہے

عارض رنگین بهر کس مینماید همچو گل　　ور بگویم باز پوشان باز پوشاند ز من

عارض رنگین ہر کسی کو گل کی طرح دکہلا دیتا ہے　　اور جو مین کہتا ہون کہ چہپا تو مجہسے چہپا لیتا ہے

دوستان جان داده‌ام از بهر دهانش بنگرید　　کو به چیزی مختصر چون باز میماند ز من

اے دوستو دیکہو کہ مین اوسکے دہن کیلئے جان دیتا ہون　　گو ایک مختصر سی چیز مجہسے کس طرح باز رہتی ہے

یعنی گو وہ میرا محبوب ہے مختصر اور چہوٹی چیز مجہسے اغماض ہی کرتی ہے مگر اے دوستو دیکہو کہ مین اُسپر اپنی جان فدا کرتا ہون

او بخونم تشنه و من بر لبش تا چون شود　　کام بستانم ازو یا داد بستاند ز من

وہ میرے خون کا پیاسا اور مین اُسکی لب پر دیکہئے کیا ہوتا ہے　　کہ مین پاتا ہون اوس سے اپنی مراد یا وہ پاتا ہے مجہسے میری مراد

چشم خود را گفتم آخر یک نظر سیرش ببین　　گفت میخواهی مگر تا جوی خون راند ز من

مین نے اپنی آنکہ سے کہا کہ آخر کار ایک نظر سیر ہو کر دیکہ لے　　کہا شاید تو یہ چاہتا ہے کہ خون کی نہر مجہسے بہا

مطلب یہ کہ جب مین نے آنکہ سے کہا کہ تو ایک نظر معشوق کو دیکہ لے تو اوس نے جواب دیا کہ شاید تو مجہسے دریا بہانا مجہسے خون کی ندی بہانی چاہتا ہے۔ شیرین اور جو سے کی حکایت مشہور ہے جبکہ کوہکن عشق شیرین میں اور نہر کہودنے کو طیار ہوگیا تہا۔

گرچو فرهادم به تلخی جان برآید باک نیست — بس حکایتهای شیرین باز میماند ز من

اگرچہ فرہاد کی طرح تلخی سے میری جان نکلے تو افسوس نہیں — کیونکہ بہت سی اچھی اچھی باتیں مجھ سے باقی رہجاوینگی

شیرین حکایتوں یا اچھی باتوں سے داستانہائے عشق مراد ہیں جنکی طرف اشارہ ہے کہ اگر میں فرہاد کی طرح اپنی جان تلخی سے دوں گا تو میرے عشق کی حکایتیں زبانوں پر باقی رہ جاویںگی۔

ختم کن حافظ که گر زین نکته گوئی درس عشق — خلق در هر گوشه افسانه خوانند از من

حافظ ختم کر اگر تو اسطرح عشق کا سبق پڑھاویگا — تو ہر گوشۂ دنیا میں مخلوق تجھے عشق کا افسانہ پڑھا کریگی

یعنی اے حافظ اگر تو اسطرح عشق و عاشقی کا درس کرتا رہیگا۔ تو تمام مخلوق عالم میں ہر جگہ تیرے عشق کا فسانہ پڑھا کریگی اسلئے اسکو ختم کر۔

خدارا کم نشین با خرقه پوشان — رخ از رندان بیسامان مپوشان

خدا کے لئے خرقہ پوش زاہدوں کے پاس زیادہ نہ بیٹھ — اور اپنے رخ کو بے سامان رندوں سے مت چھپا

درین خرقه بسی آلودگی هست — خوشا وقت قبای می‌فروشان

اس خرقہ میں بہت سی آلودگیاں ہیں — مے فروشوں کی قبا کا کیا اچھا وقت ہوتا ہے

یعنی ان خشک زاہدوں کے خرقوں میں بہت سی آلودگیاں ہوتی ہیں پس مے فروشوں کی قبا کا کیا اچھا وقت ہے کہ وہ آلودگی سے پاک ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ مکر و تزویر کی عبادت سے رندی بہتر۔

چو مستم کرده‌ای مستور منشین — چو نوشم داده‌ای زهرم منوشان

جو تو نے مجھے مست بنایا ہے تو مجھ سے چھپکر نہ بیٹھ — اور جب تو نے شہد مجھے دیا ہے تو زہر نہ پلا

معشوق کا مست بنانا اپنا عشق دینا اور چھپ کر بیٹھنا گویا زہر پلانا ہے پس مطلب یہ ہے کہ جب تو نے اپنا عشق دیا ہے تو عاشق سے پردہ نکر تاکہ پہلے شہد پلانے اور پھر زہر دینے کی مثل صادق نہ آجاوے۔

تو نازک طبعی و طاقت نیاری — گرانیهای مشتی دلق پوشان

چونکہ تو نازک ہے اور طاقت نہیں رکھتا — دلق پوشوں کے گھونسہ کا بوجھ اٹھانے کی

مشتی یعنی گھونسہ جس سے نظربازی مراد ہے اور اسمیں معشوق کی نزاکت کا بیان ہے کہ اے معشوق چونکہ تو نازک طبع ہے اسلئے عاشقوں کی نظر کا بوجھ نہیں سنبھال سکتا پس تجھکو مستانوں کی نظربازیوں سے پرہیز کرنا یا انکے سامنے سے ہٹ جانا چاہیے۔

درین صوفی وشان دردی ندیدم | که صافی باد عیش دردنوشان
مین نے ان صوفی وش لوگون مین تلچھٹ نہ دیکھی | کیونکہ تلچھٹ نوشون کا عیش صافی ہوتا ہے

لب میگون و چشم مست بگشای | که از شوقت لبی لعلی است جوشان
لب میگون اور مست آنکھ کو کھول | کہ تیرے شوق مین سرخ شراب جوش مارتی ہے

بیا و زرق این سالوسیان بین | صراحی خون دل و بربط خروشان
آ اور ان مکارون کے مکر کو دیکھہ | جو صراحی کے خون دل اور بربط کی طرح شور مچا رہے ہین

مطلب یہ کہ ای معشوق ان مکار زاہدون سے پرہیز کر کہ جو صراحی کی شراب کے جوش مارنے اور بربط کی طرح شور مچاتے رہتے ہین یعنی اپنے دل مین ذوق و عیش کی لذت رکھتے ہین اور حظوظ نفسانی مین مشغول ہین اور ظاہر مین ذوق حق کا جوش و خروش دکھلاتے ہین۔

ز دل گرمی حافظ بر حذر باش | که دارد سینه چون دیگ جوشان
حافظ کے دل کی گرمی سے بچ یارو | کہ وہ اپنا سینہ جوش مارنیوالی دیگ کی طرح رکھتا ہے

یعنی حافظ کے دل کی گرمی سے بچا رہ کیونکہ اوسکا سینہ پکتی ہوئی دیگ کی طرح جوش مارنیوالا ہے۔

دانی که چیست دولت دیدار یار دیدن | در کوی او گدائی بر خسروی گزیدن
تو جانتا ہے کہ یار کے دیدار کا دیکھنا کیا دولت ہے بادشاہی کو چھوڑ کر اوسکے کوچہ کی گدائی پسند کرنیکو دولت دیدار کہتے ہین

از جان طمع بریدن آسان بود ولیکن | از دوستان جانی مشکل بود بریدن
جان کی پروا نکرنا سہل ہے لیکن | جانی دوستون کو علحدہ کرنا مشکل ہوتا ہے

خواهم شدن به بستان چون غنچه با دل تنگ | وانجا به نیکنامی پیراهنی دریدن
مین غنچہ کی طرح با دل تنگ باغ مین جانا چاہتا ہون | اور اس جگہ نیکنامی کے ساتھ اپنے کپڑے پھاڑنا

گه چون نسیم با گل راز نهفته گفتن | گه سر عشقبازی از بلبلان شنیدن
کبھی نسیم کی طرح گل سے پوشیدہ راز کہنا | اور کبھی عشقبازی کا بھید بلبلون سے سننا

یہ دونون شعر قطعہ بند ہین۔ یعنی مین باغ مین اسلئے جانا چاہتا ہون کہ غنچہ کی طرح اپنے کپڑے پھاڑون گا کبھی گل سے نسیم سحری کی طرح بھید کی باتین کرون گا اور کبھی بلبلون سے اسرار عشق سنون گا۔ واضح ہو کہ باغ دنیا اور گل سے معشوق بلبلون سے ہم صفیر عاشق کپڑے پھاڑنے سے عشق کرنا مراد ہے۔

بوسیدن لب یار اول ز دست مگذار **کاخر ملول گردی از دست لب گزیدن**

اول لب یار کو بوسہ دینا ہاتھ سے نہ کھو — شاید کہ آخر میں تو لب چباوے اور ہاتھ کاٹنے سے افسوس کرے

بوسیدن لب سے عشق کرنیکی طرف اشارہ ہے اور دست لب گزیدن سے افسوس کرنیکی طرف اول سے دنیا اور آخر سے روز قیامت یا عقبیٰ مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ دنیا میں حصول عشق الٰہی کو دولت کو ہاتھ سے نہ دے ورنہ عقبیٰ میں ملال ہوگا اور اسمیں افسوس میں تو اپنے ہاتھ و لب چباوے گا مگر بیسود۔

فرصت شمار صحبت کز این دو راہ منزل **چون بگذریم نتوان دیگر بہم رسیدن**

صحبت کو فرصت سمجھ کہ اس دو راہ والی منزل سے — جب ہم گذر جائینگے تو پھر اکٹھے نہوں گے

دو راہ منزل سے باعتبار خلق و فنا کے دنیا مراد ہے اور مطلب یہ کہ اول دوستوں کی صحبت کو غنیمت جان جب یہاں سے چلا جائیگا تو پھر دنیا میں نہ آئیگا خلاصہ یہ کہ اگر اس دنیا میں مرشد کامل یا ہادی برحق یا عارف صادق کی صحبت ملے تو اسکو غنیمت جان اسلئے کہ یہاں سے چلے جانیکے بعد اسکا حصول نا ممکن ہوگا۔

گوئی برفت حافظ از یاد شاہ منصور **یارب بیادش آور درویش پروریدن**

تو کہتا ہے کہ حافظ شاہ منصور کے خیال سے اتر گیا — یا اللہ فقیر پروری کا دھیان اسکو یاد دلا

بادشاہ منصور سے مرشد یا معشوق مراد ہے اور گوئی کی ضمیر مخاطب کی طرف۔ مصرع ثانی دعائیہ ہے یعنی اگر حافظ کی یاد معشوق کے دل سے نکل گئی ہے تو یا اللہ درویش پروری کا خیال اوسکی ذہن میں ڈالدے۔ تاکہ وہ حافظ کو نہ بھولے اور اسپر عنایت مبذول رکھے۔

دلم را در سر زلف تو مسکن **بدینسانش فرو مگذار و مشکن**

میرے دل کا مسکن تیری زلف میں ہے — ایسی صورت میں تو اوسکو چھوڑ اور شکستہ کر

و گر دل سر کشد چون زلف از خط **بدست آرش ولی در پاش مفگن**

اور جو دل سرکشی کرے جیسے کہ زلف خط سے سرکشی کرے — تو اوسکو پا لیوے لیکن پاؤں کے نیچے نہ ڈال

چو شمع از چشم آی در شب تار **شود چشم بدیدار تو روشن**

جو تو شمع کی طرح اندھیری رات میں میری آنکھ کے سامنے آ — تیری آنکھیں تیرے دیدار سے روشن ہو جاوینگی

بجز از ہم چہ کار آید ز گر شیشہ **جہان از چشم اندر ویب چو گلشن**

اب گذرا ہستہ مجھے کس کام کا ہو گیا ہے — تمام جہان میری آنکھوں کو سامنے تیرے چہرے سے گلشن ہے

یعنی جبکہ میری آنکھوں نے دیکھتے تمام جہان تیرے خوشنما چہرہ کے نقش سے گلشن بنا ہوا ہے تو مجھکو گلزار جانے سے کچھہ سروکار نہیں ۔ درحقیقت یہی بات ہے کہ جب دوست کا خیال دل میں نقش ہو جاتا ہے تو تمام عالم میں اوسکو وہی نظر آتا ہے جسطرح کہ مجنون کو ہر چیز لیلی ہی دکھائی دیتی ہے۔

ز سرو قامتت ننشینم آزاد — همه تن گر زبان باشم چو سوسن

تیرے سرو قامت کی قمری سوسن کی طرح آزاد نہ بیٹھوں — اگرچہ سوسن کی طرح تمام جسم زبان ہو جاؤں

ز مهرت گر نتابم ذره روی — چو خورشیدم فرود آید به روزن

اگر تیرے سورج کا چہرہ میں ذرہ بھی نہ پھیروں — تو مثل خورشید کے جہان روزن میں سے نکل آئے

کجا بر تنگ شکر دست یابد — گر اندیشد مگس از بادبیزن

شکر کے برتن تک کہاں پہنچ سکے — اگر مکھی پنکھے کی ہوا سے ڈر جاوے

یہ شعر بطور مثال ہے کہ جسطرح مکھی پنکھے کی ہوا سے ڈر کر شکر کے ظرف تک نہیں پہنچ سکتی اسیطرح کوئی عاشق ہجر کا خوف کرکے مرتبہ وصال کو نہیں پہنچ سکتا پس سچا عاشق وہی ہے جو عشق میں ہجر سے اور نیز دوسری مخالفات سے اندیشہ نکرے۔

چو حافظ ماجرای عشقبازی — نمی‌گوید کسی بر وجه احسن

حافظ کی طرح عشق کا حال — کوئی دوسرا شخص عمدہ طور پر نہیں بیان کرسکتا

یعنی عشق و عاشقی کا حال جتنا اچھا کہ حافظ بیان کرسکتا ہے اتنا کوئی دوسرا شخص نہیں کرسکتا۔

ز در درآ و شبستان ما منور کن — دماغ مجلس روحانیان معطر کن

دروازے سے آ اور ہمارے شبستان کو روشن کر — روحانیوں کی مجلس کا دماغ اپنی خوشبو سے معطر کردے

به چشم و ابروی ساقی سپردم ای دل جان — بیا بیا و تماشای طاق و منظر کن

میں نے اپنی جان و دل ساقی کی چشم و ابرو کو سونپ دئیے ہیں — آ آ طاق اور منظر کو دیکھ

ان دونوں شعروں میں محبوب حقیقی کو مخاطب کیا گیا ہے اور روحانیوں سے عاشق لوگ مراد ہیں یعنی اے معشوق حقیقی آ اور اپنی خوشبو سے عاشقوں کا دماغ معطر کر دوسرے شعر میں ساقی کی چشم و ابرو کا اشارہ عشق مجازی کی طرف ہے اور مطلب یہ کہ اے محبوب حقیقی میں نے اَلْمَجَازُ قَنْطَرَةُ الْحَقِیْقَةِ کے حکم سے محبت مجازی کو اختیار کیا ہے پس تو بھی آ اور اسکے طاق و منظر کا ملاحظہ فرما۔

ازان شمائل و الطاف حسن محمدت کہ تراست | میان بزم حریفان چو شمع بر سر کن
اُس مہربانی اور خوبی کی فصلت کہ تجھمین سب اچہی ہے | مجلس عشاق کے درمیان شمع کی طرح اپنے سر کو بلند رکہہ

بگو بخازن جنت کہ خاک این مجلس | بہ تحفہ بر سوی فردوس و عود مجمر کن
رضوان سے کہدو کہ اس مجلس کی خاک | جنت کو بطور تحفہ کے لیجا اور اسکو عود مجمر بنا

طمع بقند وصال تو حد ما نبود | حوالتم بدان لعل ہمچو شکر کن
تیرے قند وصال کی امید رکہنی ہماری مجال نہین | اُس لعل شکرستان کو ہی مرحمت کر

چو شاہدان چمن زیردست حسن تو اند | کرشمہ بر سمن و ناز بر صنوبر کن
شاہدان چمن جو تیرے حسن کے ماتحت ہین | اسلئے سمن پر کرشمہ اور صنوبر پر ناز کر

ستارۂ شب ہجران نمی فشاند نور | ببام قصر بر آ و چراغ مہ بر کن
شب ہجران کے ستارہ سے نور نہین چہنتا | تو قصر کے بام پر آ اور چاند کے چراغ کو تیز کر

ستارۂ شب ہجران اضافت بیانیہ ہے یا ماہ کی رعایت سے آیا ہے اور اُس سے روشنی نہونا ہجران کی صفت معشوق کا قصر کے بام پر آنا گویا اپنے رخ روشن سے اُجالا کرنا اور ہجر کے اندہیرے کو دیکہ کے اور جالے سے بدل دینا مقصود ہے باقی را مطلب جو صرف مقدر ہے کہ اے محبوب تو اپنے محل کے بام پر آجا تا کہ مین تیری صورت دیکہ لون اور ہجر کی تاریکی تیرے رخ منور کے اُجالے سے دور ہو جاے۔ مگر بعض نے شعر مذکور کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ستارۂ شب ہجران سے محبوب مجازی مراد ہے اور بام قصر کا اشارہ اپنی طرف ہے چراغ سے مقصود محبوب حقیقی کا جمال بر کن یعنی روشن کر یعنی معشوق مجازی جو کہ شب ہجر مین مثل ستارہ کی چمکتا ہے وہ میرے شام ہجران مین روشنی نہین کر سکتا کیونکہ میرا عشق مجازی سے حقیقی ہو گیا ہے پس اے محبوب حقیقی تو میرے پاس آ اور اپنے جمال سے میرا قلب منور فرما۔

ازین مرقع پشمینہ تنگ در تنگم | بیک کرشمۂ صوفی وشم قلندر کن
مین اس خرقہ پشمینہ سے بہت عاجز ہو گیا ہون | ایک صوفی وش کرشمہ سے مجکو قلندر بنا

فضول نفس حکایت بسی کند ساقی | تو کار خود مدہ از دست می بساغر کن
اے ساقی یہ نفس بیہودہ بہت سی باتین بناتا ہے | تو اپنے کام کو نچہوڑ اور شراب ساغر مین ڈال

لب پیالہ ببوس انگہان بمستان دہ | باین لطیفہ دماغ خرد معطر کن
پیالہ کے لب چوم اور پہر مستون کو دے | اس لطیفہ سے عقل کے دماغ کو معطر کر

ساقی سے مرشد مراد ہے اور مے کا اشارہ اُس ذوق کی جانب ہے کہ جو مرشد کے دل مین جوش مارا کرتا ہے اور اہل لوگونکی

لغۃ مغز کا معنی ہمدہ ۱۲ شاہدان چمن سے باغ کے معشوق مراد ہیں ... [illegible]

اصطلاح مین ساغر اوسکو کہتے ہین کہ جسمین انوار غیبی کا مشاہدہ ہو مگر اس جگہ اس سے دل سالک مراد لینا چاہئے لب پیالہ بوسیدن کا کنایہ حصول نکات عرفان کی جانب ہے اور مطلب ہر دو اشعار کا یہ ہے کہ ای ساقی بیہودہ نفیس بہت سی باتین بنانا ہے تو اپنا کام کر یعنی پیالہ شراب کا پہلے خود پی اور اس کے بعد طالبون کو پلا یعنی نکات عرفان حق پہلے خود حاصل کر بعد ازان طالبون کو تلقین فرما جس سے سالکون کی عقل کا دماغ معطر ہو جاوے۔ خلاصہ یہ کہ اونکو روحانی فائدہ پہنچے

وگر فقیہ نصیحت کند کہ می مخورید
پیالہ بدہش گو دماغ را تر کن

اور جو عالم نصیحت کرے کہ شراب نہ پیو
تو اونکو پیالہ دے اور کہہ کہ اپنے دماغ کو اس سے تر کرلے

فقیہ یعنی ملا یا واعظ مطلب یہ کہ اگر واعظ کہے کہ عشق نکرو تو اوس سے کہدو کہ وہ بھی مئے محبت نوش کرے تا کہ اوسکے دماغ کی خشکی رفع ہو جاوے

حجاب دیدۂ ادراک شد شعاع جمال
بیا و خرگہ خورشید را منور کن

شعاع جمال کا حجاب دیدۂ ادراک ہو گیا ہے
آ اور خیمہ گاہ خورشید کو منور کر

پس از ملازمت عیش و عشق مہرویان
ز کارہا کہ کنی شعر حافظ از بر کن

عیش کی ملازمت اور معشوقون کا عشق کرنیکے بعد
جو کام کہ تو کرے اوسمین حافظ کے شعر کو حفظ کرلے

عیش یعنی فقیری اور عشق معشوقون سے عشق الہی مراد ہے مطلب یہ کہ فقیر بنے یا عشق الہی کرنیکے بعد اسکے متعلق تو جو کام کرے اوسکی بھی حافظ کے اشعار حفظ کرلے یعنی حافظ کے قول کی مطابق عمل کر۔

شاہ شمشاد قدان خسرو شیرین دہنان
کہ بمژگان شکند قلب ہمہ صف شکنان

شمشاد قدونکا مالک شیرین دہنونکا بادشاہ
اور وہ جو کہ صف شکنونکے قلب کو مژگان سے توڑتا ہے

دامن دوست بدست آر ز دشمن بگسل
مرد یزدان شو و ایمن گذر از اہرمنان

دوست کا دامن پکڑ دشمن سے علیحدہ ہو
کہ خدا کا مرد شیطانونکی راہ سے بے خوف گذر سکتا ہے

مست بگذشت و نظر بر من درویش انداخت
گفت ای چشم و چراغ ہمہ شیرین سخنان

مست ہو کر گذرا اور مجھ فقیر پر نظر ڈالی
کہا کہ ای تمام شیرین سخنون کے چشم و چراغ

تا کہ از سیم و زرت کیسہ تہی خواہد بود
پند ما بشنو و برخور ز ہمہ سیم تنان

تیرا کیسہ کب تک زر سے خالی رہیگا
ہماری نصیحت سن اور تمام سیم تنون سے فائدہ اٹھا

کمتر از ذرہ نہ پست مشو مہر بورز
تا بخلوتگہ خورشید رسی چرخ زنان

تو ذرہ سے کم نہیں ہے پست نہو محبت کر
تا کہ تو خورشید کی خلوتگاہ مین چکر کہاتا ہوا پہونچے

مطلع میں معشوق حقیقی کی طرف اشارہ ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مطلع کے بیچ کا شعر کسی اور شعر کے بعد تھا جو ترتیب دینے والے نے یہاں لکھدیا ہے بہر صورت بگذشت سے یہاں تک تمام شعر قطعہ بند ہیں۔ جنکا مطلب یہ ہے کہ میرا محبوب میرے پاس مست ہو کر آیا اور میری طرف دیکھکر کہنے لگا کہ اے شیرین سخنوں کے چشم و چراغ تیرا کیسہ محبت اور عشق سے کب تک خالی رہیگا میں تجکو ایک مطلب بتاتا ہوں جس سے تجکو تمام سیم تنوں سے فائدہ پہونچے وہ یہ کہ ہلال باوجود نہایت چھوٹا ہونے کے سورج سے روشنی کسب کرتا اور فائدہ اوٹھاتا ہے تو کیا تو اوس سے کم ہے کہ معشوق حقیقی کی تجلی سے فائدہ نہ اوٹھاوے مگر ہمت شرط ہے پس ہمت نہ ہار اور عشق کیجا تاکہ خلوت کا خورشید میں جس سے خلوت محبوب اور بھی جگمگاتا ہوا ہو یعنے ذرہ خورشید اور سیم و سیم تنونکی رعایتیں قابل ہیں

پیر پیمانہ کش ما کہ روانش خوش باد — گفت پرہیز کن از صحبت پیمان شکنان

ہمارے پیمانہ کش پیر نے کہ اوسکی روح شاد ہو — کہا تہا کہ پیمان شکنوں کی صحبت سے پرہیز لازم ہے

بر جہان تکیہ مکن گر قدحی می داری — شادی زہرہ جبینان خور و نازک بدنان

اگر تیرے پاس شراب کا پیالہ ہے تو جہان پر بہروسہ نکر — زہرہ جبینوں اور نازک بدنوں کی صحبت کی خوشی اوٹھا

یہ دونوں شعر بھی قطعہ بند ہیں۔ پیر پیمانہ کش سے مرشد مراد ہے اور قدح شراب سے عشق الہی پیمان شکنوں سے اہل دنیا کی طرف اشارہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہمارے مرشد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تہا کہ اہل دنیا کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیے اور اگر تجکو عشق و محبت کا چسکا ہے تو جہان پر بہروسہ نکر یہ فانی ہے بلکہ زہرہ جبینوں و نازک بدنوں جن سے وہ عارف مراد ہیں جو مرتبہ محبوبیت پر پہنچ گئے ہیں کی صحبت کی خوشی کر اور مزہ اوڑا تاکہ تجکو مرتبہ فنا فی اللہ حاصل ہو جائے۔

با صبا در چمن لالہ سحر می گفتم — کہ شہیدان کہ اند این ہمہ خونین کفنان

میں لالہ کے باغ میں صبح کے وقت صبا سے کہتا تہا — کہ یہ تمام خونیں کفن شہید کون ہیں

گفت حافظ من و تو محرم این راز نہ ایم — از می لعل حکایت کن و شیرین دہنان

اوسنے جواب دیا کہ میں اور تو اس راز سے واقف نہیں — شراب سرخ اور معشوقان شیرین دہنوں کا ذکر کر

یعنی میں ایک روز صبح کو لالہ کے باغ میں باد صبا سے یہ پوچھ رہا تہا کہ یہ خونیں کفن شہید جن سے مطلب گل و پہول مراد ہیں کون ہیں اوسپر اوسنے کہا کہ اے حافظ میں اور تو اس راز کے جاننے والے نہیں ہیں بلکہ وہی جانتا ہے جسنے انکو سرخ لباس پہنایا ہے ہمیں تو شراب لعل اور شیرین دہنوں معشوقوں کی باتیں کرنا چاہیئں نہ کہ دوسرے کے حال کی تحقیقات کی ۔ عجب اونکی صورت کار خانے شہادت کی باتیں جدا ہی جانے۔

شراب لعل کش و روی مہ جبینان بین ۔ خلاف مذہب آنان جمال ایشان بین

سرخ شراب پی اور مہ جبینوں کو دیکھ ۔ ان کے مذہب کے خلاف انکے جمال کو ملاحظہ کر

شراب سرخ سے محبت حقیقی اور مہ جبینوں سے عارفان کامل مراد ہیں۔ آنان کا اشارہ زاہدوں کی طرف ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب محبت الٰہی کر اور عارفان کامل کے دیدار سے فیضیاب ہو۔ جنکا دیدار پر انوار خشک زاہدوں کے مذہب میں دیکھنا جائز نہیں۔ ذیل کے شعر میں دارند کا اشارہ بھی زاہدوں ہی کی جانب ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ

بزیر دلق و مرقع کمندہا دارند ۔ درازدستی این کوتہ آستینان بین

جبہ ریائی کے نیچے کمندیں رکھتے ہیں ۔ ان کوتاہ آستینوں کی درازدستی دیکھ

چونکہ جبہ کی آستینیں چھوٹی ہوتی ہیں اسلئے زاہدوں کو کوتہ آستین والے کہا گیا جنکی درازدستی یا دست اندازی شراب پینے کو منع کرنا ہے۔ مرقع کا دوسرا نسخہ ملمع بھی ہے۔

بخرمن دو جہان سر فرو نمی آرند ۔ دماغ کبر گدایان خوشہ چینان بین

دونوں جہان کے اسباب بھی سر نہیں جھکاتے ۔ خوشہ چین فقیروں کی تکبر دماغی دیکھ

کبر معنی بے پروائی خوشہ چین گدایوں سے اہل اللہ مراد ہیں یعنی عارفان کامل اور اہل اللہ لوگونکی بے پروائی تو دیکھ کہ وہ دونوں جہان کے سامان کے لئے بھی سر نہیں جھکاتے خلاصہ یہ کہ دونوں جہان کا سامان بھی اونہیں ملجائے تو محبوب حقیقی کے مقابلہ میں اوسکے نیازمند نہوں۔

گرہ زابروی پرچین نمی کشاید یار ۔ نیاز اہل دل و ناز نازنینان بین

یار اپنی ابروے پرچین کی گرہ کو نہیں کھولتا ۔ اہل دلوں کا نیاز اور معشوقوں کا ناز دیکھ

حدیث عہد محبت ز کس نمی شنوم ۔ وفای صحبت یاران و ہمنشینان بین

میں کسی سے عہد محبت کی بات نہیں سنتا ۔ (اے مخاطب) ہمنشینوں اور یاروں کی وفائے صحبت کو دیکھ

یعنی دوست اور ہمنشین صحبت محبت کے زمانہ کو بھول گئے ہیں اور اب وہ ہمکو بھولے سے بھی یاد نہیں کرتے کہ ہم میں اونمیں کبھی محبت تھی

اسیر عشق شدن چارۂ خلاص من ست ۔ ضمیر عاقبت اندیش پیش بینان بین

عشق کا اسیر ہونا میری رہائی کا علاج ہے ۔ عاقبت اندیش اور پیش بینوں کے ضمیر کو تو دیکھ

غبار خاطر حافظ ببرد صیقل عشق ۔ صفای نیت پاکان و پاکدینان بین

عشق کی صیقل حافظ کے دل کا غبار لے گئی ۔ پاک اور پاکدینوں کی نیت کی صفائی ملاحظہ کر

یعنی عشق الہی کی صیقل نے حافظ کے دل سے کدورت کو چھوڑا یا پس اے مخاطب تو پاک اور پاک دین لوگونکی نیت کی صفائی کی غور کر کہ کس ترکیب سے دل کو غبار سے پاک و صاف کیا ہے

صبح است ساقیا قدحی پر شراب کن — دور فلک درنگ ندارد شتاب کن

اے ساقی صبح کا وقت ہے پیالہ شراب سے بھر دے — فلک کی گردش دریغ نکریگی جلدی کر

صبح سے زمانہ جوانی مراد ہے یعنی اے ساقی ذوق و شوق کا زمانہ ہے جلدی شراب پلا کیونکہ فلک کجرفتار کی گردش اپنی کرنے مین دریغ نہین کریگی اور جسطرح صبح کے بعد دوپہر ہوکر جلد شام ہو جاتی ہے اسیطرح جوانی سے جلد بڑہاپا ہوکر موت آجائیگی۔ اور محبت کی حسرتین دل کی دل ہی مین باقی رہ جائینگی۔

زان پیشتر کہ عالم فانی شود خراب — ما را ز جام بادہ گلگون خراب کن

اوس سے پہلے کہ عالم فانی ویران ہوجاے — ہمکو سرخ شراب کے پیالہ سے مست بنا

خورشید می ز مشرق ساغر طلوع کرد — گر برگ عیش می طلبی ترک خواب کن

آفتاب شراب مشرق کے ساغر سے طلوع ہوا — اگر عیش کے پتہ کو ڈھونڈتا ہے تو سونا چھوڑ دے

یعنی حقائق و معارف کے آفتاب نے مرشد کامل کے ضمیر سے طلوع شروع کیا ہے پس اگر حقیقی عشق کے عیش کا طالب ہے تو غفلت چھوڑ دے

روزیکہ چرخ از گل ما کوزہا کند — زنہار کاسۂ سر ما پر شراب کن

جسدن آسمان ہماری مٹی سے پیالے بنائے — ضرور ہماری سرون کے پیالونکو شراب سے بھر دے

ما مرد زہد و توبہ و طامات نیستم — با ما بجام بادۂ صافی خطاب کن

ہم زہد و توبہ کی شیخی مارنے والے مرد نہین ہین — ہمکو شراب صاف کی پیالہ سے مخاطب کر

ہمچون حباب دیدہ بروی قدح کشا — وین خانہ را قیاس اساس از حباب کن

حباب کی طرح آنکھون کو قدح کے سامنے کھول — اور اس خانہ کو حباب کی بنیاد کی مانند قیاس کرلے

قدح سے مرشد کامل اور خانہ سے خانۂ دنیا مراد ہے چونکہ شراب صراحی سے قدح مین اولٹنے پر حباب بن جاتے ہین تو گویا یہ اسبات کی مثال ہے کہ جسطرح حباب اپنی آنکھین قدح کے سامنے کھولتے ہین اسیطرح تو اپنی آنکھین مرشد کے سامنے کھول یا اوسی ہی دیکھہ کیونکہ یہ کارخانۂ دنیا حباب کی مانند ناپائدار ہے جو کچھ فیض مرشد سے حاصل کریگا وہ تیری بقائیت کے لئے کام آئیگا۔ ورنہ فنا کے سوا اور کچھ نہین۔ **ف** دنیا فانی ہے اور اوسکی تمام مخلوق بھی فانی ہے مگر جو عشق الہی کر کے فنا سے پہلے فنا ہو جائیگا وہ خدا مین جا ملیگا جسکو ہمیشہ بقا ہے اور کبھی فنا نہوگی۔

ایام گل چو عمر برفتن شتاب کرد	ساقی بدور بادہ گلگون شتاب کن
جسطرح موسم گل نے اپنی عمر تمام کرنیمین جلدی کی	ای ساقی اسیطرح تو بادہ گلگون کے دور مین جلدی کر

کار ثواب بادہ پرستی ست حافظا	برخیز و روی عزم بکار ثواب کن
اے حافظ بادہ نوشی ثواب کا کام ہے	اوٹھ اور اس نیک کام کے کرنے کا ارادہ کر

یعنی ای حافظ شراب نوشی ایک ثواب کا کام ہے تو پھر جلدی اوٹھ اور اس ثواب کے کام کرنیکی طرف توجہ کر یعنی جلد شراب پی۔

فاتحہ چو آمدی بر سر خستہ بخوان	لب بگشا کہ میدہد لعل لبت بمردہ جان
جو تو عاشق کے سرہانے آوے تو فاتحہ پڑہ	لب کھول کہ تیرا لب لعل مردہ کو زندہ کردیتا ہے

آنکہ بپرسش آمد و فاتحہ خواند میرود	گو نفسی کہ روح را میکنم از پیش روان
وہ کہ پرسی کو آیا فاتحہ پڑہی اور جا رہا ہے	کہو کہ ذرا اوٹھرین روح کو اوسکے پیچھے بھیجتا ہون

ایکہ طبیب خستہ روی و زبان من ببین	کین دم و دود سینہ ام بار دلست بر زبان
ایکہ تو عاشقون کا طبیب ہے میرا مونہ اور زبان دیکھ	کہ یہ دم اور سینہ کا دہوان زبان پر دل کا بوجھ ہے

گرچہ تب استخوان من کرد ز مہر گرم و رفت	ہمچو تبم نمیرود آتش مہر ز استخوان
اگرچہ تپ میری استخوان کو محبت سے گرم کرکے جاتی رہی	مگر تپ کی طرح میری استخوان سے محبت کی سوزش کم نہین ہوتی

باز نشان حرارتم ز آب دو دیدہ و ببین	نبض مرا کہ میدہد ہیچ ز زندگی نشان
میری حرارت کا نشان دونون آنکہون کے پانی سے دیکھ	کہ نبض میری کچھ کچھ نشان زندگی کا دیتی ہے

حال دلم چو خال تو ہست در آتشش وطن	جسمم ازان دو چشم تو خستہ شدست و ناتوان
میرے دل کا حال تیری خال کی طرح ہے جسکا وطن آگ مین ہے	میرا جسم تیری دونون آنکہون سے بیمار اور ناتوان ہوگیا ہے

باعتبار روشنی کے چہرہ معشوق کو آگ سے تشبیہ دی گئی ہے چونکہ تل چہرہ پر ہوتا ہے اسلئے اوسکا مسکن آگ مین ہے اور مطلب یہ کہ میرے دل کا حال تیری تل کی مانند ہے جسکا وطن آگ ہے اور میرا دل تیری آتش ہجر مین جلا کرتا ہے پس تیرا تل اور میرا دل دونون ایک حالت مین ہین علی ہذا میرا جسم تیری آنکہون کے ظلم و ستم سے بیکر ضعیف و ناتوان ہوگیا ہے۔ حاصل کلام میرے دل و جسم دونون چین سے نہین

ایکہ مدام شیشہ ام از می لعل دادہ است	شیشہ ام از چہ می برد پیش طبیب ہر زمان
وہ جسنے مجھے ہمیشہ شراب سرخ کا شیشہ دیا ہے	میری شیشہ کو کسلئے طبیب کے سامنے ہر وقت لیجاتا ہے

یعنی جسنے مجھے عشق کا چسکا لگایا ہے وہ ہی آج طبیب سے میرا علاج کرانا چاہتا ہے مین علاج نہین چاہتا۔

حافظ از آب زندگی شعر تو داد شربتم | ترک طبیب کن بیا نسخہ شربتم بخوان
حافظ تیری شعر نے آبحیات سے مجکو شربت پلایا | طبیب کو چھوڑ اور مجھے نسخہ شربت کا بتلا

یعنی حافظ کے اشعار نے مجکو آبحیات کی شربت کا مزہ دیا ہو واسطے ای مخاطب طبیب کے پاس نجا ملکہ ہیا آ تاکہ تجکو شربت کا نسخہ بتلادوں۔

کرشمہ کن و بازار ساحری بشکن | بغمزہ رونق ناموس سامری بشکن
کرشمہ کر اور ساحری کے بازار کو توڑ | غمزہ سے ناموس سامری کی رونق کہو

بباد دہ سر و دستار عالمی یعنی | کلاہ گوشہ بآیین دلبری بشکن
زمانہ کے سر و دستار کو برباد کرے | یعنی گوشہ ٹوپی کا دلبری کے قاعدہ سے توڑ

کلاہ گوشہ شکستن فارسی محاورہ کلاہ کج نہادن۔ یعنی ای محبوب تو ٹیڑھی ٹوپی اوڑھ کر زمانہ کے سر و دستار کو خراب کردی خلاصہ کہ سب کے

برون خرام و ببر گوی خوبی از ہمہ کس | سزای حور دہ و رونق پری بشکن
باہر نکل کے چل اور نیکی میں سب سے پیش لیجا | حور کو سزا دے اور پری کی رونق کہو

بآھوان نظر شیر آفتاب بگیر | بابروان دوتا قوس مشتری بشکن
آہوان نظر سے آفتاب کے شیر کو پکڑ | دو لڑان ابروؤں سے مشتری کے قوس کو توڑ

شیر آفتاب یعنی برج اسد۔ اور قوس مشتری یعنی برج سنبلہ مراد ہے۔ اور یہ تعریف ہی معشوق کی ہے۔ آہو اور شیر۔ قوس اور مشتری کی رعایت الفاظ ہے

چو عطر سای شود زلف سنبل از دم باد | تو قیمتش بسر زلف عنبری بشکن
جب ہوا کے جھونکے سے زلف سنبل عطر سائی کرے | تو اوسکی قدر و قیمت اپنی زلف عنبرین سے کہو دے

چو عندلیب فصاحت فروش شد حافظ | تو رونقش بسخن گفتن دری بشکن
جو حافظ بلبل کی طرح فصاحت فروش ہے | تو اوسکی رونق بے عیب کلام کہنے سی کہو دے

دری بمعنی برجستہ و بی عیب یعنی ای مخاطب اگر حافظ بلبل کی طرح فصاحت فروش ہو تو تو اوسکی رونق بازار کو برجستہ و بی عیب شعر کہنے سے کم کر دے۔

گلبرگ را ز سنبل مشکین نقاب کن | یعنی کہ رخ بپوش جہانی خراب کن
گلبرگ کو سنبل مسکین سے ڈھک لے | یعنی مونہ کو چھپا اور ایک جہان کو خراب کر دے

بکشا بعشوہ نرگس مست خراب را | وز اشک چشم نرگس رعنا پر آب کن
نرگس مست خراب کو عشوہ سے کہول | اور اشک سے نرگس رعنا کی چشم کو رولا

بفشان عرق ز چهره و اطراف باغ را — چون شیشه‌های دیدهٔ ما پر گلاب کن

چہرہ سے عرق کو نچوڑ اور باغ کی اطراف کو — ہمارے شیشہائے چشم کی مانند گلاب سے بھر دے

موسم بنفشه بشنو و زلف نگار گیر — بنگر برنگ لاله و عزم شراب کن

بنفشہ کی خوشبو سونگھ اور معشوق کی زلف پکڑ — لالہ کے رنگ کو دیکھ اور شراب نوشی کا قصد کر

زانجا که رسم و عادت عاشق کشیست — شمشیر کین بخون دل ما خضاب کن

اسلئے کہ تیری رسم و عادت عاشق کشی ہے — کینہ کی شمشیر کو ہمارے دل کے خون سے رنگ

ما بخت خویش و خوی تو آزموده ایم — با دشمنان قدح کش و با ما عتاب کن

ہمنے اپنا نصیب اور تیری عادت آزمائی ہے — رقیبوں کے ساتھ شراب پی اور ہمارے ساتھ عتاب کر

حافظ وصال می طلبد از ره دعا — یارب دعای خسته دلان مستجاب کن

حافظ از راہ دعا وصال کا خواہشمند ہے — یارب زخمی دلوں کی دعا قبول فرما

یعنی اے اللہ حافظ تیری وصال کا از راہ دعا طالب ہے چونکہ تو خستہ دلوں اور بیچاروں کی دعا کو جلد قبول کیا کرتا ہے اسلئے حافظ کی دعا کو بھی اجابت کا درجہ عطا فرما یعنی وصال سے سرفراز کر۔

ما سرخوشیم باده ما در پیاله کن — بدمست را بغمزهٔ ساقی حواله کن

ہم خوش ہیں پیالہ میں شراب بھر — اور بدمست کو غمزۂ ساقی کے حوالہ کر دے

سرخوش یعنی مست یعنی ای ساقی خم معرفت ہم محبوب حقیقی کے عاشق ہیں ہمکو شراب پلا اور جو بدمست ہو چکے ہیں انکو غمزۂ ساقی (جس سے مرشد کامل مراد ہے) کے حوالہ کر دے۔

در جام ماه باده چون آفتاب ریز — بر روی روز سنبل مشکین کلاله کن

ماہ کے پیالہ میں آفتاب سے شراب بھر — دن کے مونہ پر پیچدار سیاہ زلفوں کو چھوڑ دے

ای پیر خانقاه بخرابات شو دمی — غسلی برآر و توبهٔ هفتاد ساله کن

اے خانقاہ کے بڈھے تھوڑی دیر کے لئے خرابات میں چلا جا — غسل کر ڈال اور ستر برس کے گناہوں سے توبہ کر

پیر خانقاہ سے زاہد ہفتاد سالہ مراد ہے۔ یعنی ای بڈھے زاہد تھوڑی دیر کے لئے خانقاہ چھوڑ کے خرابات (مقام عشق) میں جا اور وہاں جا کر اون ریاکاریوں اور گناہوں سے پاک صاف ہو جو تونے ستر برس تک کئے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اے ظاہری زاہد چھوڑ کر مقام عشق میں جا اور شراب محبت پی تاکہ ستر برس کے گناہ دہل جاویں۔

صوفی بگریہ چہرۂ مجلس بشو چو شمع
اے صوفی گریہ سے مجلس کا چہرہ شمع کی مانند دھو

آہنگ رقص با ہمہ از آہ و نالہ کن
اور رقص کا ارادہ آہ و نالہ کے ساتھ کر

گر نو عروس دہر در آید بعقد تو
اگر دنیا کی عروس نو تیرے نکاح مین آوے

مہر دو کون حافظش اندر قبالہ کن
تو اے حافظ دونون جہان کے مہر اوسکی قبالہ مین لکھدے

یعنی اے حافظ اگر دنیا کی نئی دلہن جس سے خود دنیا مراد ہے تیرے نکاح مین آجاوے تو تو دونون جہان اوسکے مہر و کابین
دے ڈال قبالہ کرنا ہبہ کرنا یا دیدینا۔

مرغ دلم طائریست قدسی عرش آشیان
میرا مرغ دل وہ طائر قدس ہے کہ جسکا آشیان عرش ہے

از قفس تن ملول سیر شدہ از جہان
وہ قفس تن سے رنجیدہ اور جہان سے سیر ہو گیا ہے

از در این خاکدان چون بپرد مرغ ما
اس خاکدان کے در سے جب ہمارا مرغ اوڑیگا

باز نشیمن کند بر سر آن آشیان
پھر اوسی آستانہ پر اپنا نشیمن کرے گا

چون بپرد زین جہان سدرہ بود جای او
جب اس جہان سے اوڑیگا تو اوسکی جگہ سدرۃ المنتہی ہوگی

تکیہ گہ باز ما کنگرۂ عرش دان
پھر کنگرۂ عرش کو ہماری تکیہ گاہ جانیو

الغرض سہ اشعار کا یہ مطلب ہے کہ ہماری روح عالم قدس کی رہنے والی جب اس خاکی جسم کو چھوڑیگی تو پھر وہین پہونچ جائیگی
جہان سے آئی ہے پہلے شعر یعنی مطلع مین یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمارا مرغ روح اس قفس عنصری سے بیزار اور جہان سے سیر ہے اسلئے
وہ عالم قدس مین جلد پہونچنا چاہتا ہے۔

سایۂ دولت فتد بر سر عالم بسی
عالم کے سر پر بہت کچھ سایۂ دولت پڑجاوے

گر نزند مرغ ما بال و پری در جہان
اگر ہمارا مرغ بال و پر جہان مین نہ مارے

ہر دو جہانش مکان نیست کہ ارکانیست
اوسکا مکان دونون جہان مین نہین ہے اسلئے کہ وہ ارکانی ہے

کان وی از معدن است جای وی از لامکان
کان اوسکی معدن ہے اور جگہ اوسکی لامکان

معدن سے اللہ تعالی مراد ہے اور لامکان سے عالم لاہوت یعنی روح کی جگہ دونون جہان مین اسلئے نہین ہے کہ وہ ارکانی ہے
اوسکا معدن اللہ تعالی ہے اور اوسکا مقام مقام لاہوت۔

عالم علوی بود جلوہ گہ مرغ ما
ہمارے مرغ کا جلوہ گاہ عالم علوی ہے

آب و خور او بود گلشن باغ جنان
اور اوسکا آب و خور باغ بہشت کا گلزار

چون دم وحدت زدی حافظ شوریدہ حال　　خامۂ توحید کش بر ورق انس و جان

اے حافظ شوریدہ حال جب تو وحدت کا دم بھرتا ہے　　تو انس و جان کے ورق پر توحید کا قلم کھینچ

یعنی اے حافظ اگر تو وحدت کا دم بھرتا ہے تو انس و جان کے ورق پر توحید کا قلم پھیر خلاصہ یہ کہ انس و جان جو کچھ ہیں سب اوسکے مظہر ہیں اور جو کچھ ہے وہ ہی ہے اس سے ہمہ اوست یا وحدت الوجود کا مسئلہ نکلتا ہے۔

منم کہ شہرۂ شہرم بعشق ورزیدن　　منم کہ دیدہ نیالودہ ام بہ بد دیدن

میں وہ ہوں کہ میرے عشق اختیار کرنیکا شہر میں شہرہ مچا ہوا ہے　　میں وہ ہوں کہ میں نے برا دیکھنے کو کبھی آنکھیں آلودہ نہیں کیں

وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم　　کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن

وفا کرتے ہیں ملامت کھینچتے ہیں اور خوش رہتے ہیں　　کیونکہ ہمارے مذہب میں رنجیدہ ہونا کفر ہے

یہ اہل اللہ کا مسلک ہے کہ وہ ملامت کئے جانیکے باوجود بھی وفا ہی کرتے ہیں اور ہر حال میں خوش رہتے ہیں کیونکہ اونکے مذہب میں رنجیدہ ہونا یا رنجیدہ کرنا کفر ہے بعض اس مصرع کو یوں بھی پڑھتے ہیں۔ جفا کشیم و فا کنیم خوش باشیم الخ

بمی پرستی ازان نقش خود بر آب زدم　　کہ تا خراب کند نقش خود پرستیدن

می پرستی سے اسلئے میں نے اپنی نقش کو پانی پر بنایا ہے　　کہ تا کہ وہ نقش خود پرستی کو خراب کر دے

یعنی میں نے می پرستی اسلئے اختیار کر رکھی ہے اور خود کو اسلئے استیار پرست بنایا ہے کہ اسکے ذریعہ سے خود بینی اور خود پرستی نیست و نابود ہو جائے۔ خلاصہ یہ کہ میں اپنے آپ کو یہ سمجھوں کہ میں کوئی چیز ہوں اور نہ دوسرے میری نسبت ایسا خیال کریں کہ یہ بھی کوئی چیز ہے۔

بہ پیر میکدہ گفتم کہ چیست راہ نجات　　بخواست جام می و گفت بادہ نوشیدن

میں نے پیر میکدہ سے پوچھا کہ نجات کی راہ کونسی ہے　　کہا کہ جام شراب طلب کرنا اور شراب پینا

پیر میکدہ سے مرشد کامل اور می سے محبت الہی مراد ہے یعنی میں نے مرشد کامل سے پوچھا کہ نجات کا کونسا طریقہ ہے تو اوسنے جواب دیا کہ عشق الہی کرنیسے نجات ابدی حاصل ہو سکتی ہے۔

عنان بمیکدہ خواہیم تافت زین مجلس　　کہ وعظ بی عملان واجب است نشنیدن

اس مجلس سے لگام میخانہ کی طرف پھیروں گا　　کہ بے عمل لوگوں کا وعظ نہ سننا ہی واجب ہے

یعنی بے عمل لوگوں کی مجلس سے اپنا رخ میخانہ کی طرف کروں گا گویا یہاں سے میخانہ جاؤں گا کیونکہ یہ لوگ بے عمل ہیں اور بے عملوں کا وعظ ہرگز نہ سننا چاہئے جب پیر خود درماندہ ہیں تو شفاعت کون کرے گا۔

مراد ما ز تماشای باغ عالم چیست — بدست مردم چشم از رخ تو گل چیدن

باغ عالم کے تماشا سے ہماری کیا مراد ہے — (یہ کہ) پتلی کے ہاتھہ سے تیرے رخ سے پھول چننا

برحمت سر زلف تو واثقم ورنہ — کشش چو نبود از آن سو چہ سود کوشیدن

مین تیری زلف کی رحمت سے واقف ہون ورنہ — جب اوس طرف سے کشش نہو تو کوشش کرنے سے کیا فائدہ

ز خط یار بیاموز مہر با رخ خوب — کہ گرد عارض خوبان خوش است گردیدن

خوبصورت چہرہ کی محبت یار کے خط سے سیکہہ لے — کہ معشوقونکی عارض کے چارونطرف پھرنا اچھا ہوتا ہے

یعنی خوبصورت چہرہ کی محبت کرنا خط سے سیکہہ کہ جو یار کے عارض کے چارونطرف دوڑ رہا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ معشوقون کے رخسار کے چارون طرف پروانہ کی طرح پھرنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔

مبوس جز لب معشوق و جام می حافظ — کہ دست زہد فروشان خطاست بوسیدن

اے حافظ سوای لب معشوق اور جام شراب کے کسیکو نہ چوم — کہ زہد فروشونکی ہاتھہ کو بوسہ دینا خطا کی بات ہے

قاعدہ ہے کہ بزرگون اور پیرون کے ہاتھہ کو بوسہ دیا کرتے ہین مگر حافظ صاحب فرماتے ہین کہ اے حافظ تو سوای لب معشوق اور ساغر شراب کے اور کسی کو بوسہ نہ دے اسلیے کہ ظاہری زہد فروشونکی ہاتھہ کو چومنا محض غلطی ہے۔

بسوزم از فراقت روی از جفا بگردان — ہجران بلای ما شد یارب بلا بگردان

مین تیرے فراق سے جلا جاتا ہون جفا سے باز آ — ہجر ہمارے لئے بلا ہے یا اللہ بلا کو دفع کر دے

مہ جلوہ مینماید بر سبز خنگ گردون — تا او بسر در آید بر رخش پا بگردان

چاند سبز خنگ آسمان پر جلوہ دکہاتا ہے — تاکہ وہ سر کے بل نیچے آوی گہوڑے پر سوار ہو

یغمای عقل و دین را بیرون خرام سرمست — بر سر کلاہ بشکن در بر قبا بگردان

عقل و دین کے لوٹنے کو مست ہوکر باہر ٹہل — سر پر ٹوپی ٹیڑہی رکہہ اور بغل مین قبا لپیٹ

مرغولہ را بگردان یعنی برغم سنبل — گرد چمن بخوری ہمچون صبا بگردان

سنبل کی ضد مین مرغولہ دار زلف کو گردش دے — صبا کی طرح خوشبو چمن کے آس پاس پہیلا

ای نور چشم مستان در عین انتظارم — چنگ حزین و جامی بنواز یا بگردان

اے مستون کے نور چشم مین عین انتظار مین ہون — چنگ حزین کو بجا اور دور شراب چلا

یعنی اے محبوب مین انتظار کہیچ رہا ہون تو چنگ کو بجا اور دور ساغر چلا کر مجلس عیش آراستہ کر۔

دوران چو نقطہ لیسہ بر عارض بتان خط | یارب نوشتۂ بد از یار ما بگردان
زمانہ معشوقون کے رخسارون پر جو خط تحریر کرتا ہی | یا اللہ اس بد نوشتہ سے ہماری یار کو محفوظ رکھہ

چونکہ تقاضای عمر یا امتداد زمانہ تمام خوبرویون کے موںہ پر خط نکال کر انکو بے رونق بنا دیتا ہی اسلیئے حافظ صاحب خدا سے دعا مانگتے ہین کہ یا اللہ ہمارے محبوب کے مونہ پر یہ بد نوشتہ یعنی خط نہ نکال بلکہ ہمیشہ اوسکو بلا خط کا رہنے دے بد نوشتہ سے خط رخسار مراد ہے جو معشوق کے چہرہ کی رونق کہو دیتا ہے۔

حافظ ز خوبرویان قسمت بجز اینقدر نیست | گر نیستت رضای حکم قضا بگردان
ای حافظ خوبرویون سے تیری قسمت مین اس سے زیادہ نہین | اگر تو اسپر راضی نہین ہی تو حکم الہی کو بدلدے

جسکی قسمت مین جو کچہہ لکہا گیا ہی وہ حکم الہی ہی اسلیئے حافظ صاحب فرماتی ہین کہ ای حافظ معشوقون سی تیری قسمت مین اس سے زیادہ سلوک نہین ہی جتنا کہ وہ کر رہی ہین پس اگر تو اسپر راضی نہین ہی تو حکم خداوندی کو جسکی موافق تقدیرین مقدر ہوئی ہین بدلدے۔ یہ بدلدے بطور طعن ہے کیونکہ حکم الہی کو کوئی بدل نہین سکتا۔

بفگن بصف رندان نظری بہتر ازین | بر در میکدہ میکن گذری بہتر ازین
رندون کی صف پر اس سے اچہی نظر ڈال | میخانہ کے دروازہ سے اس سے بہتر طور پر گذر کر

در حق من لبت آن لطف کہ میفرماید | گرچہ خوبست ولیکن قدری بہتر ازین
لطف کہ جو تیرا لب میرے حق مین فرماتا ہے | اگرچہ اچہا ہی لیکن اس سے کسیقدر اور زیادہ اچہا ہونا چاہیے

آنکہ فکرش گرہ از کار جہان بکشاید | گو درین نکتہ بفرما نظری بہتر ازین
اوس سے کہ جسکی فکر جہان کے کامونکی گرہ کہولتی ہی | کہو کہ اس نکتہ پر زیادہ غور سے نظر ڈال

یعنی اُس شخص سے جو دنیا کے کامون مین ہوشیار ہے اور کوئی عقدہ ایسا نہین کہ جو اوسکی فکر سے حاصل نہو جاتا ہو اس سے کہدو کہ نکتۂ معرفت پر زیادہ غور کی نظر ڈال تاکہ تیری سمجہ مین آجاوے۔

دل بدان رود گرامی چہ کنم گر ندہم | مادر دہر ندارد پسری بہتر ازین
اگر اوس گرامی فرزند کو دل نہ دون تو کیا کرون | (کیونکہ) مادر دنیا اس سے اچہا بیٹا نہین رکہتی

ناصحم گفت کہ جز غم چہ ہنر دارد عشق | گفتم ای خواجہ عاقل ہنری بہتر ازین
مجہسے ناصح نے کہا کہ سوائے غم کے عشق کیا کمال رکہتا ہے | مین نے کہا کہ جناب من اس سے بہتر کوئی ہنر نہین ہے

یعنی مجہسے ناصح نے کہا کہ عشق مین سوائے غم و رنج کے اور کونسا کمال ہے کہ جسکو کیا جاے - مین نے جواب دیا کہ ای خواجہ

شعر سے بہتر کوئی اور میرے پھل نہیں اگر ہو تو مجھے بتلا دیجئے

گر بگویم کہ قدح گیر و لب ساغر بوس — **بشنو ای جان کہ نگوید دگری بہتر ازین**

اگر میں کہوں کہ پیالہ لے اور ساغر کا لب چوم — تو اے جان سن کہ کوئی اس سے بہتر بات نہیں کہیگا

کلک حافظ شکرین شاخ نباتیست بچین — **کہ درین باغ نبینی ثمری بہتر ازین**

حافظ کا قلم نبات کی شکرین شاخ ہے توڑ لے — کہ اس باغ میں تو اس سے بہتر پھل نہیں دیکھیگا

یعنی اے مخاطب اس باغ جہان میں حافظ کا قلم جس سے ایسے عمدہ اشعار لکھے جاتے ہیں مصری کی میٹھی شاخ ہے اسکی لذت اوٹھا یعنی اشعار کو پڑھ کر کیونکہ اس سے بہتر دنیا میں کوئی اور پھل ایسا نہیں کہ توڑنے کے لائق ہو۔

یارب آن آہوی مشکین بختن بازرسان — **وان سہی سرو روان را بچمن بازرسان**

یا اللہ اس مشکین ہرن کو پھر ختن میں پہونچاوے — اور اس سیدھی قامت سرو روان کو چمن میں پہونچا

آہوے مشکین اور سرو روان دونوں اضافت بیانیہ ہیں اور مطلب یہ ہے کہ یا اللہ اس مشک والے ہرن کو ختن میں اور اوس سیدھی قامت سرو روان کو چمن میں پہونچاوے یعنی وہ اپنے وطن میں آجاوے - لکھا ہے کہ یہ غزل حافظ صاحب نے اوسوقت لکھی ہے کہ جب اونکا معشوق اپنے وطن میں نہ تھا اور کہیں پردیس گیا ہوا تھا گویا ان اشعار میں اللہ سے یہ دعا مانگتے ہیں کہ ای اللہ میرے محبوب کو وطن مالوف میں پھر واپس لے آ اور ممکن ہے کہ یہ التجا قبض و واردات کی حالت میں بسط واردات یعنی مشاہدہ تجلی کے پھر دیکھنے کیلئے ہو چنانچہ فرماتے ہیں کہ۔

دل آزردہ ما را بنسیمی بنواز — **یعنی ای جان زتن رفتہ بتن بازرسان**

ہمارے دل آزردہ کو نسیم سے نواز — یعنی اوس جان از تن رفتہ کو پھر تن میں پہونچا دے

ماہ و خورشید بامر تو بمنزل چو رسند — **یار مہروی مرا نیز بمن بازرسان**

چاند سورج جب تیرے حکم سے منزل پر پہونچتے ہیں — تو میرے مہرو یار کو بھی پھر مجھ تک پہونچا

سنگ و گل گشت عقیق از اثر گریۂ من — **یارب آن گوہر رخشان بیمن بازرسان**

مٹی اور پتھر بھی میرے گریہ کے اثر سے عقیق بن گئے ہیں — یا اللہ اوس چمکدار گوہر کو یمن میں پہونچا دے۔

یعنی میں نے ہجر محبوب میں آنکھوں سے اتنا خون برسایا ہے کہ مٹی اور پتھر بھی سرخ ہو کر عقیق بن گئے پس اے اللہ گوہر رخشان کو جس سے محبوب مراد ہے یمن یعنی وطن میں پہونچا دے عقیق ایک لعل کی قسم ہے جو یمن میں پیدا ہوتا ہے اسلئے یمن کا لفظ آیا ہے جس سے وطن مقصود ہے۔

جرعہ‌ای بخشا بخمّار ہمہ بہمایون طالعت   پیش عنقا عرض زاغ و زغن باز رسان

اے خمار جیسون ... ہمایون ... طالعت ... اور عنقا کے پاس زاغ و زغن کا پیغام بہونچا دے

خمار جیسون سی مرشد کامل عنقا سی محبوب حقیقی مراد ہی - اور زاغ و زغن کا اشارہ عاشقون اور مریدونکی جانب ہے جسکا خلاصہ یہ ہی کہ اے مرشد کامل رندون کا پیغام محبوب حقیقی کی جناب مین بہونچا دی طالب دیدار تری محبت مین نوابیت بیقرار ہین او نپر رحم فرما -

آنکہ بودی وطنش دیدۂ حافظ یارب   بمرادش ز غریبی بوطن باز رسان

یارب اوسکو کہ جسکا وطن حافظ کی آنکہہ ہوتا تہا   مسافرت سے اوسکو پہر وطن مین بامراد پہونچا

یعنی اے اللہ تعالی اوس شخص کو کہ جسکا مسکن ہمیشہ حافظ کی آنکہہ مین رہا ہے پہر بامراد مسافرت سے اوسکے وطن مین تمام بہونچا دے - خلاصہ یہ کہ میرا محبوب جو نظرون سے دور ہے پہر میری نظرون مین رہے -

خوشتر از فکر می و جام چہ خواہد بودن   تا ببینیم سرانجام چہ خواہد بودن

مے اور جام کی فکر سے خوشتر کیا ہونا چاہیے   تاکہ ہم دیکہین کہ اسکا سرانجام کیا ہوگا

پیر میخانہ چہ خوش گفت معمای دوشم   از خط جام کہ فرجام چہ خواہد بودن

پیر میخانہ نے کل کیا اچہا معما کہا   کہ خط جام سے کیا انجام ہونیوالا ہے

یعنی کل مرشد کامل نے روشن دل کے الہام سی ایک رمز و کنایہ کی بات کی اور کیا اچہا کہا کہ خط جام کا کیا نتیجہ ہونیوالا ہے یعنی عشق سی ایک عمدہ نتیجہ نکلیگا فنا سے مرتبۂ بقا پر پہونچ جاوینگے - اور یہ مرتبہ حاصل کرنا سوای عشق الہی کے اور کسیطرح ممکن نہین

بادہ خور غم مخور و پند مقلد مشنو   اعتبار سخن عام چہ خواہد بودن

غم نہ کہا شراب پی اور مقلد کی نصیحت کو نہ مان   عام بات پر اعتبار نہ لانا چاہیے

مقلد سی واعظ یا ناصح اور سخن عام سے اوسی مقلد کی بات کی طرف اشارہ ہی یعنی ای ہمنشین شراب محبت پی اور کسی طرح کا غم نہ کہا واعظ کی بات عام ہے اور عام بات کا اعتبار کیا -

غم دل چند توان خورد کہ ایام نماند   گو نہ دل باش و نہ ایام چہ خواہد بودن

دل کا غم کب تک کہا ئیے کہ زمانہ نہین رہا   گو نہ دل رہا اور نہ زمانہ تو اب کیا ہوگا

مرغ کم حوصلہ را گو سر خود گیر و برو   رحم آنکس کہ نہد دام چہ خواہد بودن

کم حوصلہ مرغ سے کہو کہ اپنا سر لے اور جا   اوس شخص سے رحم کیا جاوی کہ جو جال بچہاوے

دست رنج تو همان به که شود صرف بکام | تا ببینم که بناکام چه خواهد بودن

تیرا شفقت کا ہاتھ وہی بہتر کہ جو کام میں لگے | تا کہ میں دیکھوں کہ ناکامی میں کیا ہووے گا

بردم از ره دل حافظ بدف و چنگ و غزل | تا جزای من بدنام چه خواهد بودن

میں حافظ کے دل کو راہ سے دف چنگ اور غزل کیطرف لے گیا | جانئے مجھ بدنام کو اسکی جزا کیا دیجاویگی

یعنی میں نے ہی حافظ کے دل کو سیدھی راہ سے دف چنگ و غزل گانے بجانے کی طرف لگایا ہے پس نہیں معلوم کہ مجکو اس گمراہ کرنیکا کیا بدلہ ملیگا

دلبر جانان من برد دل و جان من | برد دل و جان من دلبر جانان من

میرا جانی دلبر میرے دل و جان کو لے گیا | میرے دل و جان کو میری دلبر جانان نے لے لیا

اس تمام غزل میں یہ صنعت ہے کہ اول مصرع کے عکس کو دوسرا مصرع بنایا گیا ہے اس اعتبار سے جو معنی پہلے مصرع کے ہیں

از لب جانان من زنده شود جان من | زنده شود جان من از لب جانان من

جانان کے لب سے میری روح زندہ ہوتی ہے | میری جان کو لب جانان زندہ کرتا ہے

روضهٔ رضوان من خاک سر کوی دوست | خاک سر کوی دوست روضهٔ رضوان من

کوے دوست کی خاک میری لئے روضۂ رضوان ہے | یا میں دوست کی کوچہ کی خاک کو باغ بہشتی سمجھتا ہوں

این دل حیران من واله و شیدای تست | واله و شیدای تست این دل حیران من

یہ میرا دل حیران تیرا والہ و شیدا ہے | یا تیرا عاشق یہ میرا حیرت زدہ دل ہے

یوسف کنعان من مصر ملاحت تراست | مصر ملاحت تراست یوسف کنعان من

اے میری یوسف کنعان مصر کی ملاحت تیرے لئے ہے | ملاحت مصر تیرے واسطے ہے اے یوسف کنعان من

سرو گلستان من قامت دلجوی تست | قامت دلجوی تست سرو گلستان من

اے میرے باغ کے سرو تیرا قد دلجو ہے | یا تیرا قد دلجو ہے اے میرے باغ کے سرو

حافظ خوش خوان من نقد کمال غیاث | نقد کمال غیاث حافظ خوش خوان من

میرا خوش خوان حافظ کمال غیاث کا نقد ہے | یا میرا خوش خوان حافظ نقد کمال غیاث ہے

باقی مطلب صاف ہے تشریح طلب نہیں۔

نکتهٔ دلکش بگویم خال آن مهرو ببین | عقل و جان را بستهٔ زنجیر آن گیسو ببین

میں ایک دلکش نکتہ بتلاؤں کہ اوس ماہرو کا خال دیکھ | دیکھ کہ عقل اور جان اس گیسو کی زنجیر میں بندھی ہوئی ہیں

یعنی ای مخاطب مین تجھسے ایک دلکش نکتہ کہتا ہون اور وہ یہ ہے کہ اُس ابرو کے خال کو دیکھہ اور نیز عقل و دانا کو غور کرکہ یہ خرد دونون اوسکے گیسو کی زنجیر مین منہہ کی پڑی ہین۔

عیب دل کردم کہ وحشی طبع ہرجائی مباش
گفت چشم نیم مست غنج آن آہو ببین

مین نے دل کو عیب لگایا کہ وحشی طبع اور ہرجائی نہ بن
کہا کہ اُس آہو کی نیم مست چشم کا ناز و کرشمہ دیکھہ

ان آہو کا اشارہ معشوق کی طرف ہے اور اُسکی رعایت سے وحشی کا لفظ آیا ہے یعنی مین نے اپنے دل کو طعنہ دیا کہ تو ایسا ہرجائی اور وحشی طبیعت نہ بن اوسنے کہا کہ تو نے محبوب کی نیم مست آنکھہ کا کرشمہ ہی دیکھا ہے جسکے اثر سے میری طبیعت مین وحشت اور مزاج مین ہرجائی پن آگیا ہے۔

عاشقان آفتاب از دلبر ما غافل اند
ای نصیحت گو خدا را رو ببین در رو ببین

سورج کے عاشق ہمارے معشوق سے غافل ہین
ای ناصح خدا کے لئے رعایت نظر اور چہرہ دیکھہ

یعنی جو لوگ آفتاب پر عاشق ہین یا آفتاب پرستی کرتے ہین اونہون نے ہماری محبوب کو نہین دیکھا اگر وہ دیکھہ لیتے تو کبھی آفتاب کے عاشق نہ بنتے بس ای ناصح انصاف کی کچہہ رعایت و ملاحظہ کر یعنی ہمارے محبوب کے مونہہ کو دیکھہ اور آفتاب کو بھی دیکھہ بعد ازان منصف ہو کہ کون سا چہرہ اچھا ہے۔

لرزہ بر اعضای مہر از رشک آن مہ رو نگر
نافہ را خون در جگر زان زلف عنبر بو ببین

اعضای سورج پر لرزہ اُس ماہرو کی رشک کے سبب سے جان
اور نافہ کے جگر مین خون اُس زلف عنبر بو کی وجہ سے دیکھہ

یعنی میرا معشوق ایسا اچھا ہے کہ اُسکے رشک کے سبب سے سورج تہرتہراتا ہے اور اُسکی زلف عنبر بو کی وجہ سے نافہ کے جگر مین خون ہو گیا ہے

حلقۂ زلفش تماشا خانۂ باد صباست
جان صد صاحبدل آنجا بستۂ یک مو ببین

اوسکی زلف کا حلقہ باد صبا کے لئے تماشا خانہ ہے
کیونکہ اُس جگہ سو صاحبدلون کی جانین ایک بال سے بندھی ہوئی ہین

زلف دلبندش صبا را بند در گردن نہد
با ہواداران رہرو حیلۂ ہندو ببین

اوسکی زلف دلبند صبا کی گردن مین پہندا ڈالتی ہے
راہرو ہواداران کے ساتھہ ہندو کا مکر دیکھہ

اینکہ من در جستجویش از خرد بیرون شدم
کس ندیدست و نہ بیند مثلش از ہر سو ببین

وہ کہ مین جسکی جستجو مین عقل سے خارج ہو گیا ہون
کسی نے نہ دیکھا نہ کوئی دیکھیگا اُسکی مثل ہر طرف دیکھہ

از مراد شاہ منصوری فلک رخ بر متاب
تیزی شمشیر بنگر زور بازو ببین

اے فلک مراد شاہ منصور سے رخ نہ پہیر
تلوار کی تیزی کو دیکھہ اور زور بازو پر نظر کر

یعنی اے فلک تو ہمیشہ مراد شاہ منصور پر سایہ کئے رہو اور اُس سے رخ نہ پھیر ذرا اوسکی تیزی شمشیر کو بہی دیکہہ اور قوت بازو کو بہی بس رخ پہیرنے کی حالت میں کہیں تیرے ہی ٹکڑے نکردے۔

حافظ ار در گوشۂ محراب او نالد رواست ای نصیحت گو خدا را آن خم ابرو ببین

اگر حافظ اوسکے گوشۂ محراب کے درمیں روئے تو مناسب ہے ای ناصح خدا کیلئے ذرا اوسکے خم ابرو کو تو دیکہہ

یعنی ای ناصح اگر حافظ اُس محبوب کی محراب ابرو میں سجدہ کرتا اور روتا ہے تو کیا برائی ہے تو ذرا اوسکے خم کو تو دیکہہ بعد ازان اعتراض کر

ای لبت آبحیات اندای قدت سرو چمن ای رخت خورشید خاور ای خطت مشک ختن

ایکہ تیرے لب آبحیات ہیں اور تیرا قد چمن کا سرو ایکہ تیرا چہرہ خورشید خاور ہے اور تیرا خط ختن کا مشک

ہمچو ابرویت بچشم من کم آید ماہ نو چون لب لعلت نباشد عقیق اندر یمن

تیرے ابرو کی مانند ہلال میری نظر میں نہیں جچتا تیرے لب لعل کی طرح یمن میں بہی کوئی عقیق ہوگا

تا رخت دیدست گل در باغ ای سرو روان بر تن خود چاک میسازد ز خجلت پیرہن

ای میرے سرو رواں جبسے کہ گل نے باغ میں تیری صورت دیکہی ہے خجالت سے اپنے جسم پر پیرہن پہاڑ ڈالتا ہے

رشتۂ جان منست آن یا سر موی بتان ذرۂ خورشید یا درج دُرست آن یا دہن

(وہ بال) میرا رشتۂ جان ہے یا معشوق کے سر کا بال ہے (وہ دہن) ذرۂ خورشید ہے یا موتیوں کا ڈبہ ہے

بوسہ میخواہم ز تو لب را بدندان میگزی میکنی جانم جراحت بار دیگر جان من

ہین بوسہ مانگتا ہوں تو لب کو دانتوں سے کاٹتا ہے ای جان من تو میری جان دوبارہ زخمی کرتا ہے

یعنی ای محبوب میں تجہسے بوسہ مانگتا ہوں تو غصہ سے اپنے لب چباتا ہے پس ایسا کرنیسے گویا میری زخمی جان کو دوبارہ زخمی کرتا ہے۔

عاشق روی توام ای شاہ خوبان جہان این حکایت را بدانند آشکارا مرد و زن

ای جہان کے حسینوں کے بادشاہ۔ ایسا ہی تمام مرد و زن خوب جانتے ہیں کہ میں تیری صورت کا عاشق ہوں

مرد حافظ در غمت در گردن تو خون من وا دہن بستاند از تو روز محشر ذو المنن

حافظ تیرے غم میں مرگیا میرا خون تیری گردن پر ہوا قیامت کے دن میرا خدا تجہسے میری انصاف کا طالب ہوگا

یعنی اے معشوق حافظ تیرے غم میں مرگیا اور اوسکا خون تیری گردن پر ہوا پس اسکا انصاف کہ تو نے حافظ کا خون کیا ہے اللہ جلشانہ قیامت کے دن کریگا۔ خلاصہ یہ کہ گو میں دنیا میں اسکا مواخذہ تجہسے نہیں کرسکتا لیکن قیامت کے دن خدا ہی تعالی میرے خون کی بابت تجہسے ضرور جواب مانگے گا۔

ای پیک راستان خبر سرو ما بگو	احوال گل بہ بلبل دستان سرا بگو
اے راست گوئوں کے قاصد سرو کی خبر ہمین سنا	گل کا حال باغ کی بلبل سے بیان کر

پیک راستان سے مرشد کامل اور سرو ما سے معشوق مراد ہے مصرعہ ثانیہ مین گل سے وہی معشوق اور بلبل دستان سے عاشق یعنی اے مرشد کامل محبوب حقیقی یا مشاہدہ تجلی کی تو خبر ہمکو سنا یا معشوق کا حال عاشق سے بیان کر کہ اُسکا دیدار ہمین میسر ہوگا یا نہین اور یہ کہ وہ ہماری طرف کب توجہ فرمائیگا۔

ما محرمان خلوت اُنسیم غم مخور	با یار آشنا سخن آشنا بگو
ہم خلوت اُنس کے محرم ہین غم نہ کہا	یار آشنا سے بات آشنا کی کر
دلہا ز دام طرہ چو بر خاک می فشاند	با آن غریب ما چہ گذشت از ہوا بگو
دلون کو طرہ کے دام سے جو خاک پر گرا دیا	بتلا کہ اُس ہماری غریب کے ساتھ حرص کی نسبت کیا گذری
چین چو مید می سر زلفین مشکبار	با ما سری چہ داشت ز بہر خدا بگو
جب مشکبار زلفین پیچیدہ ہوتی ہین	تو خدا کے واسطے بتلا کہ ہماری نسبت کیا خیال کہتی ہین

اے قاصد خدا کیواسطے بتلا دے کہ جب یار کی زلفین پر چین ہو جاتی ہین یعنی پیچ و تاب کہاتی ہین تو نہین معلوم کہ ہماری نسبت انکا کیا خیال ہوتا ہے۔

گر دیگرت بر آن در دولت گذر فتد	بعد از ادای خدمت و عرض دعا بگو
اگر تیرا پہر اوس در دولت پر گذر ہو وے	تو بعد ادائے خدمت کے دعا عرض کر دینا
ہر کس کہ گفت خاک در دوست توتیاست	گو این سخن معاینہ در چشم ما بگو
جس کسی نے کہا کہ در دوست کی خاک توتیا ہے	اوس سے کہو کہ یہ بات ہماری آنکہ کو دیکہکر کہے

یعنی کوئی عاشق کہتا تہا کہ معشوق کے در کی خاک توتیا ہوتی ہے جس سے بصارت بڑہ جاتی ہے پس اُس سے کہدو کہ وہ یہ بات ہماری آنکہون کو دیکہکر کہے کیونکہ ہمنے بہی اپنے یار کے در کی خاک کہرل کر کے لگائی ہے جس سے ہماری بصارت بڑہ گئی ہے۔

مرغ چمن بموئیہ من دوش میگریست	آخر تو واقفی کہ چہ رفت از صبا بگو
کل مرغ چمن میرے ماتم مین روتا تہا	صبا سے پوچہو کہ اے صبا آخر تو تو ضرور واقف ہوگی کیا گذری
در راہ عشق فرق غنی و فقیر نیست	ای بادشاہ حسن سخن با گدا بگو
عشق کی راہ مین تونگر و فقیر مین فرق نہین ہے	اے حسن کے بادشاہ فقیر سے بات کر

یعنی راہ عشق مین مالدار اور فقیر دونون برابر ہین پس اے محبوب تو فقیرون سے کیون بچتا ہے تجکو لازم ہے کہ جسطرح امیرون نے

مخاطب ہوتا ہے اسیطرح فقیر سے بہی باتین کر

آن می کہ در سبو دل صوفی بعشوہ برد | کی در قدح کرشمہ کند ساقیا بگو
وہ شراب کہ جو گڑہی مین صوفی کے دل کو عشوہ سے لیگئی | اے ساقی بتا تو سہی کہ ساغر مین کب کرشمہ کریگی

آنکس کہ منع ما ز خرابات میکند | گو در حضور پیر من این ماجرا بگو
وہ شخص کہ جو ہمکو خرابات سے منع کرتا ہے | اوس سے کہو کہ میرے پیر سے جاکر یہ بات کہو

اسمین اپنے مرشد کی کرامت کا اظہار کرتے ہین کہ جو شخص ہمکو منزل عشق و معرفت مین جانیسے منع کرتا ہے اُس سے کہدو کہ وہ ہمارے مرشد کے سامنے جاکر یہ حال کہے اگر وہان گیا تو یقیناً وہ بہی مرشد کے فیض سے ہماری طرح خراباتی ہو جائیگا یعنی وہ مقام عشق محبت مین قدم رکھنے لگے گا۔ منع کرنیوالے سے زاہد مراد ہے۔

جان پرورست قصہ اصحاب معرفت | رمزی برو بپرس و حدیثی بیا بگو
اصحاب معرفت کا قصہ جان پرور ہے | جا اونکا بہید پوچہہ اور آ انکی بات کہہ

ہرچند ما بدیم تو ما را بدان مگیر | شاہانہ ماجرای گناہ گدا بگو
ہرچند کہ ہم بد ہین تو ہمکو اُس جرم مین نہ پکڑ | شاہانہ ماجرا سے فقیر کے گناہ کو کہہ

یعنی اگرچہ ہم گنہگار اور بد ہین لیکن تو ہمکو اُس گناہ و بدی مین گرفتار نکر بلکہ بادشاہ کی طرح معاملہ کر یعنی جسطرح کہ بادشاہ فقیرون سے پیش آتے ہین اسیطرح تو مجہسے پیش آ۔

بر این فقیر نامہ آن محتشم بخوان | با این گدا حکایت آن پادشا بگو
اوس باحشمت کا نامہ اس فقیر کے سامنے پڑہ | اور اس سے حکایت اُس بادشاہ کی کہہ

حافظ گرت بمجلس او راہ میدہند | می نوش و ترک زرق برای خدا بگو
اے حافظ اگر تو چاہتا ہے کہ اسکی مجلس مین جگہ ملے | تو شراب پی اور خدا کے لئے مکر کو چہوڑ دے

یعنی اے حافظ اگر تو چاہتا ہے کہ مجلس معشوق مین تجکو راہ ملجاے اور کوئی تجہے وہان جانیسے نہ روکے تو شراب پی اور ریا اور خود ستائی کو چہوڑ دے۔ خلاصہ یہ کہ عشق کرکے اپنا ظاہر و باطن یکسان کرلے تب تجکو مجلس معشوق مین جگہ ملیگی۔

ای خون بہای نافہ چین خاک راہ تو | خورشید سایہ پرور طرف کلاہ تو
اے کہ تیری خاک راہ نافہ چین کی خونبہا ہے | اور سورج تیری طرف کلاہ کا سایہ پرور ہے

طرف یعنی گوشہ۔ یعنی اے محبوب تیری خاک راہ کی خونبہا اور خورشید تیری گوشۂ کلاہ کا سایہ پرور ہے۔

نرگس کرشمه می برد از حد برون خرام — ای جان فدای شیوهٔ چشم سیاه تو

نرگس کا کرشمہ حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے تو باہر نکل کر چل — ایکہ تیری چشم سیاہ پر میری جان قربان ہو جائے

معشوق کی طرف خطاب ہے کہ ای معشوق تیری سیاہ آنکھون پر میری جان قربان ہو جیو۔ نرگس کا کرشمہ حد سے متجاوز ہو گیا ہے ذرا گھر سے باہر تو نکل اور باغ کو تو چل تاکہ نرگس کو اپنی حقیقت معلوم ہو جای کیونکہ اوسنے تیری آنکھہ ابھی نہین دیکھی اسلیے وہ حد سے زیادہ کرشمہ کرنے لگی ہے۔

خونم بخور که هیچ ملک با چنین جمال — از دل نیایدش که نویسد گناه تو

میرا خون پی کہ کوئی فرشتہ باوجود اس حسن و جمال کے — دل سے نچاہے گا کہ تیرا گناہ نوٹ کرے

خدا کی طرف سے دو فرشتے انسان کی نیکی و بدی لکھنے کے لئے مامور کئے گئے ہین۔ جو ہر وقت اوسکے ساتھ رہتے ہین۔ پس حافظ صاحب فرماتے ہین کہ ای محبوب تو شوق سے میرا خون کر ڈال۔ کیونکہ گناہ نویس فرشتہ کا دل کبھی یہ بات پسند نکریگا کہ تجھسے خوبصورت کا گناہ تیرے اعمالنامہ مین لکھے یعنی کچھہ عجب نہین ہے کہ تیرے حسن و جمال کی وجہ سے وہ تیرے اس گناہ پر جو میرے قتل سے تیرے ذمہ عائد ہو چشم پوشی کر جای۔ حاصل یہ کہ تیرا حسن و جمال ایسا ہے جو فرشتون کو بھی اپنی طرف مائل کر لیتا ہے۔

آرام و خواب خلق جهان را سبب توئی — زان شد کنار دیدهٔ دل تکیه گاه تو

خلق کے آرام و خواب کا سبب جہان مین تو ہی ہے — اس سبب سے دیدۂ دل کی آغوش تیری تکیہ گاہ ہوئی ہے

با هر ستاره سروکار است هر شبم — از حسرت فروغ رخ همچو ماه تو

رات بھر مجھکو ہر ستارہ کے ساتھہ سروکار رہتا ہے — تیری چاند کی سی روشن صورت کی حسرت مین

یعنی اسے محبوب تیری چاند سے روشن مکھڑے کی حسرت مین ہر شب اختر شماری کیا کرتا ہون۔

یاران همنشین همه از هم جدا شدند — مائیم و آستانهٔ دولت پناه تو

تمام یاران صحبت ایک ایک کرکے جدا ہو گئے — اب ہم ہین اور تیرا آستانۂ دولت پناہ ہے

یار بدان مباش که مانند بخت نیک — یار تو باد هر که شود نیک خواه تو

بدون کا یار نہو کہ بخت نیک کی مانند — وہ تیرا یار ہے جو تیرا نیک خواہ ہو

فردای روز حشر که عرض خلائق است — باشد در آن میان من افتد نگاه تو

کل قیامت کو کہ خلق کی عرض و معروض کا دن ہوگا — کیا اچھا ہو کہ اوسمین تیری نگاہ مجھپر پڑجاے

خلاصہ یہ کہ کیا اچھا ہو جو کل حشر کے دن تو میری طرف متوجہ ہوکر میرا عرض حال سنے۔

حافظا طمع مبر ز عنایت که عاقبت — **آتش زند بخرمن غم دود آه تو**

ای حافظ عنایت الہی سے نا امید مت ہو کہ آخر کار — تیری آہ کے دہوئین سے خرمن غم مین آگ لگجائیگی

مطلب یہ کہ ای حافظ عنایت ایزدی سے نا امید نہونا چاہئے ایکدن ایسا ہوگا کہ تیری آہ کے دہوئین سے جو تو ہجر محبوب مین کیا تیرا غم کے خرمن مین آگ لگ جائیگی یعنی تجکو وصال محبوب میسر ہوگا اور تیرا غم مبدل بخوشی ہوجائیگا۔ اس شعر کا مضمون لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا کے مصداق ہے۔

ای قبای پادشاہی راست بر بالای تو — **زینت تاج و نگین از گوہر والای تو**

اے وہ کہ شاہی قبا تیرے قد بلند بالا جسم پر موزون ہے — اور تاج و نگین کی زیبائش تیری ذات والا سے ہے

آفتاب فتح را ہر دم طلوعی میدہد — **از کلاہ خسروی رخسار مہ سیمای تو**

فتح کے آفتاب کو ہر دم طلوع بخشتا ہے — تیرا عارض ماہ سیما کلاہ خسروی کے سبب

یعنی تیرا عارض جو چاند کی مانند چمکدار ہے کلاہ خسروی کے باعث فتح کے آفتاب کو ہر دم نکلنے والا بنا تا ہے۔ خلاصہ یہ کہ تیری کلاہ خسروی سے ہر دم فتح کے آثار نمایان رہتے ہین۔

جلوہ گاہ طائر اقبال گردد ہر کجا — **سایہ انداز د ہمای چتر گردون سای تو**

ہر وہ جگہ طائر اقبال کی جلوہ گاہ ہوجاتی ہے — جہان کہ تیرا ہمائے چتر گردون سا سایہ ڈالتا ہے

از رسوم شرع و حکمت با ہزاران اختلاف — **نکتہ ہرگز نشد فوت از دل دانای تو**

شرع و حکمت کی رسمون سے باوجود ہزارہا اختلاف کے — کوئی نکتہ بھی تیرے دانا دل سے فوت نہین ہوا

خواجہ صاحب اپنے ممدوح شاہ کی تعریف مین کہہ رہے ہین کہ باوجود ہزارہا اختلاف شرعیہ کے کوئی نکتہ شرع شریف سے ایسا نہین ہے جو تیرے دانا دل سے فروگذاشت ہوگیا ہو۔ خلاصہ مطلب یہ کہ تجکو شریعت کے ہر نکتہ سے واقفیت ہے اور کوئی باریکی ایسی نہین جو تیرے دانا دل میں پوشیدہ رہ گئی ہو اور اگر اسکا مخاطب مرشد کامل کو قرار دین تو حکمت سے معرفت مراد ہوگی اور یہ مطلب ہوگا کہ ای مرشد گو شرع اور معرفت مین ہزارون اختلاف نظر آتے ہین مگر ان دونون مین سے کوئی نکتہ ایسا نہین ہے جسکو تیرے دانا دل نے حل نہ کیا ہو یا جو تیری تیز فہمی کے سامنے لاینحل رہ گیا ہو۔

آب حیوانش ز منقار بلاغت میچکد — **طوطی خوش لہجہ یعنی کلک شکر خای تو**

جسکی منقار بلاغت سے آب حیات ٹپکتا ہے — طوطی خوش لہجہ کی یعنی تیری کلک شکر خا کی منقار سے

ترکیب یعنی شعر کی مقلوب ہے اور مطلب یہ ہے کہ ای ممدوح وہ طوطی جسکی منقار بلاغت سے آب حیات [illegible]

یا یہ کہ وہ کون ہے جسکی منقار بلاغت سے آب حیات ٹپکتا ہے اور وہ طوطی خوش لہجہ ہے اور طوطی خوش لہجہ کس چیز کا نام ہے
شاہ ممدوح کے قلم کا۔

گرچہ خورشید فلک چشم و چراغ عالم ست | روشنائی بخش چشم او خاک پای تو
اگرچہ خورشید عالم کے لئے چشم اور چراغ ہے | (لیکن) تیرے پاؤن کی خاک اُسکی آنکھ کو بھی روشنی بخشی ہے

انچہ اسکندر طلب کردو ندادش روزگار | جرعہ بود از زلال جام جان افزای تو
سکندر نے طلب کیا اور زمانہ نے اوسکو نہ دیا | وہ تیرے جام جان افزا کے زلال کا ایک جرعہ تھا

عرض حاجت در حریم حرمت محتاج نیست | راز کس مخفی نماند بر فروغ رای تو
تیری حریم حرمت مین عرض کرنیکی حاجت نہین | (کیونکہ) تیری فروغ رای کے سامنے کسیکا بھید پوشیدہ نہین رہتا

اس شعر مین خواجہ نے اپنے ممدوح کی کمال فراست کا بیان فرمایا ہے کہ اے ممدوح تیرے حریم حرمت مین حاجت کو عرض کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ کسی کے دل کا بھید ایسا نہین نہ کسی کی حاجت ایسی ہے جو تیری روشن دماغی کے سامنے پوشیدہ رہ سکتی ہو ممدوح سے مرشد کامل یا محبوب حقیقی مراد ہے۔

خسروا پیرانہ سر حافظ جوانی میکند | بر امید عفو جان بخش گنہ فرسای تو
ای شاہ حافظ پیرانہ سالی مین جوانی کے مزے لوٹتا ہے | تیری گنہ فرسا اور جان بخش عفو کی امید پر

یعنی ای بادشاہ حافظ صرف تیرے عفو کی امید پر کہ جو گنہ فرسا اور جان کا بخشنے والا ہے بڑھاپے مین جوانی کے مزے لوٹتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ حافظ تیری کرم سے امید رکھتا ہے کہ تو اسکی سب خطائین معاف کردیگا خواہ وہ کیسی ہی سنگین ہون۔

بجان پیر خرابات و حق صحبت او | کہ نیست در سر من جز ہوای خدمت او
پیر خرابات کی جان کی اور اوسکی حق صحبت کی قسم | کہ میری خیال مین سوای اُسکی خدمت کے کچھ اور نہین ہے

بہشت اگرچہ نجای گناہگاران ست | بیار بادہ کہ مستظہرم برحمت او
اگرچہ بہشت گناہگارون کے واسطے نہین ہے | شراب لا کہ مین اُسکی رحمت سے قوی امید رکھتا ہون

مستظہرم بمعنی قوی پشت ہستم۔ یعنی اگرچہ گناہگارونکے واسطے بہشت نہین بنائی گئی ہے مگر تو شراب پلا کیونکہ مین اُسکی رحمت سے قوی پشت ہون یعنی پوری امید رکھتا ہون کہ باوجود شراب خوار ہونیکے بھی مجھکو بہشت ہی ملیگی۔

چراغ صاعقہ آن شراب روشن باد | کہ زد بخرمن من آتش محبت او
اُس شراب کے صاعقہ کا چراغ روشن ہو جو | کہ جسنے میرے خرمن مین محبت کی آگ لگائی ہے

بر آستانۂ میخانہ گر سری بینی	مزن بپای کہ معلوم نیست نیت او
اگر تو میخانہ کے آستانہ پر کوئی سر دیکھے	تو پاؤں سے نہ مار کہ اوسکی نیت معلوم نہین
بیار بادہ کہ دوشم سروش عالم غیب	نوید داد کہ عامست فیض رحمت او
شراب لا کل مجھسے ہاتف غیبی نے	خوشخبری سنائی کہ اوسکی رحمت کا فیض عام ہے
مکن بچشم حقارت نگاہ بر من مست	کہ نیست معصیت و زہد بی مشیت او
مجھ مست کے روبرو حقارت کی نظر نہ ڈال	کہ زہد اور معصیت بلا اوسکی مرضی کے نہین ہے
نمیکند دل من میل زہد و توبہ ولی	بنام خواجہ بکوشیم و فر دولت او
میرا دل زہد اور توبہ کی طرف رغبت نہین کرتا لیکن	ہم خواجہ کے نام اور اسکے فر دولت پر کوشش کرتے ہین
مدام خرقۂ حافظ بباده در گرویست	مگر ز خاک خرابات بود فطرت او
حافظ کا خرقہ ہمیشہ شراب کی عوض گرو مین رہتا ہے	شاید کہ اسکی فطرت خرابات کی خاک سے ہے

یعنی حافظ کا خرقہ ہمیشہ شراب کی بدلے گرو پڑا رہتا ہے شاید اسکی فطرت خرابات کی مٹی سے ہے۔ ورنہ ہمیشہ خرقہ کا گرو مین رہنا کیا معنی۔

تاب بنفشہ میدہد طرۂ مشکسای تو	پردۂ غنچہ میدرد خندۂ دلگشای تو
تیرا مشکسا طرہ بنفشہ کو تاب دیتا ہے	اور خندہ دلکشا غنچہ کی پردہ دری کرتا ہے

یعنی یہ سچ ہے کہ تاب جو بنفشہ مین ہے تیری مشک طرہ کے حسد کے سبب سے ہے اور یہ جو غنچہ نے اپنا پیراہن پھاڑا ہے یہ تیری خندۂ دلکشا کے رشک مین پھاڑا ہے

ای گل خوش نسیم من بلبل خویش را مسوز	کز سر صدق میکند شب ہمہ شب دعای تو
اے میرے خوشبودار پھول اپنی بلبل کو نہ جلا	کہ یہ صدق دل سے ہر رات رات بھر تیری لئے دعا کرتا ہے
دشمن و دوست را بگو ہر غرضی کہ ممکن است	جور ہمہ جہانیان میکشم از برای تو
دشمن اور دوست جو بجا ہین ہر غرض کہ ممکن ہے	مین تمام جہان کا ظلم تیری خاطر اوٹھاتا ہون
خرقۂ زہد جام می گرچہ نہ در خور من است	این ہمہ نقش میزنم در طلب رضای تو
زہد کا خرقہ ہو یا شراب کا پیالہ مجکو اس سے کچھ مناسبت نہین ہے	تاہم یہ تمام باتین مین تیری طلب مین اختیار کرتا ہون

یعنی مجھکو نہ زہد کے خرقہ سے رغبت ہے نہ شراب کے پیالہ سے خصوصیت غرضیکہ مجکو ان دونون سے کچھ بحث نہین الا مگر

[illegible] ہو یا جسکے ذریعے تو مل سکے میرے لئے وہ [illegible]

شور شراب و سوز عشق آن نفسم رود ز یاد — کاین سر پرهوس شود خاک در سرای تو

شراب کی مستی اور عشق کا سوز اوس وقت بھولونگا — جب کہ یہ پرہوس سر تیرے در کی خاک ہوگا

سنگ ملول گشتمی از نفس فرشتگان — قال و مقال عالمی میکشم از برای تو

میں کہ فرشتوں کی باتوں سے ملول ہوتا تھا — اب عالم کی گفتگو کے رنج تیرے لئے سہتا ہوں

یعنی عالم وجود میں آنے سے پہلے میرا مزاج اسقدر نازک تھا کہ فرشتوں کی بات کی تاب نہ لاکر اونسے رنجیدہ ہوجاتا تھا اب یہ حالت ہے کہ دنیا میں آدمیوں سے [illegible] یہ سب تیری ہی وجہ سے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اے محبوب حقیقی اگر تو مجھے عالم لاہوت سے عالم موجودات میں نہ لاتا تو میں کاہے کو جہان والوں کے طعنے سنتا۔ چونکہ تیری مرضی ایسے ہی تھی اسلئے مجھے کہ میں فرشتوں کی باتیں سننے کی تاب نہ لاتا تھا آدمیوں کے طعنے سننا پڑے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ۔

مهر رخت سرشت من خاک درت بهشت من — عشق تو سرنوشت من راحت من رضای تو

تیرے رخ کی محبت میری سرشت ہے اور تیرے در کی خاک میری بہشت ہے — تیرا عشق میری سرنوشت ہے اور تیری رضا میری راحت

دلق گدای عشق را گنج بود در آستین — زود به سلطنت رسد هر که بود گدای تو

عشق کے گداگر کی پوشش گدائی کی آستین میں خزانہ ہوتا ہے — وہ جو کہ تیرے در کا فقیر ہوگا جلد سلطنت کو پہونچ جائیگا

شاه نشین چشم من تکیه گه خیال تست — جای دعاست شاه من بی تو مباد جای تو

میری چشم کا شہ نشین تیرے خیال کا تکیہ گاہ ہے — اے بادشاہ یہ مقام دعا کا ہے کہ وہ بغیر تیرے تیری جگہ نہ ہو

مطلب یہ کہ اے محبوب میری چشم شاہ نشین تیرے خیال کے واسطے تکیہ گاہ ہے یعنی اوسمین تیری تصویر منقش رہتی ہے پس یہ دعا کا مقام ہے کہ اگر یہ تیرا خیال یا تصویر میری چشم میں نہ رہے تو وہ خود بھی نہ رہے یعنی پھوٹ جائے۔

خوش چمنیست عارضت خاصه که در بهار حسن — حافظ خوش کلام شد مرغ سخن سرای تو

تیرا عارض کیا اچھا چمن ہے خصوصاً حسن کی بہار میں — حافظ خوش کلام تیرا مرغ سخن سرا بنا ہے

مرغ سخن سرا سے بلبل خوش الحان مراد ہے جو حافظ کی صفت ہے اور چمن کی رعایت سے آیا ہے چونکہ موسم بہار میں بلبل چمن میں نغمہ سرائی کیا کرتی ہے اسلئے مطلب یہ ہے کہ اے محبوب تیرا عارض کیا اچھا چمن ہے خصوصاً موسم بہار میں جبکہ حافظ اوسمین نغمہ سرا ہوتا ہے جیسے باغ میں بہار کے وقت بلبل بولا کرتی ہے۔

خط عذار یار که بگرفت ماه ازو — خوش حلقه ایست لیک بدر نیست راه ازو

خط رخسار یار کہ جسنے چاند کو گھیر لیا — کیا اچھا حلقہ ہے لیکن اوس سے باہر جانیکی راہ نہیں

چونکہ چہرۂ معشوق کو چاند سے تشبیہ مجازی ہے اور خط رخسار وسطے پاؤ نظر نہ ہوتا ہے اسلئے خواجہ فرماتے ہین کہ یار کے خط عارض نے چاند پر زینہ کر لیا ہے جسکا حلقہ تو بہت اچھا معلوم ہوتا ہے مگر افسوس ہے کہ ہماری نظر وہان تک نہین پہنچتی

ابروی دوست گوشۂ محراب طاعت است
آنجا بمال چہرہ و حاجت بخواہ ازو

دوست کا ابرو طاعت کی محراب کا گوشہ ہے
اوس جگہ اپنا موہنہ رگڑ اور اوس سے حاجت مانگ

ای جرعہ نوش مجلس جم سینہ پاک دار
کائینہ ایست جام جہان بین کہ آہ ازو

اے مجلس جم کے جرعہ نوش سینہ کو صاف رکہہ
کہ وہ جام جہان بین آئینہ ہے اوسکی مکدر کرنیسے افسوس ہوگا

مطلب یہ کہ ای شخص تو مجلس جم کا جرعہ نوش ہے اپنے سینہ کو صاف رکہہ اسلئے کہ یہ جام جہان بین آئینہ کی مانند ہے اگر مکدر ہوتو افسوس ہوگا۔ اور معنوی اعتبار سے جرعہ نوش سے سالک مراد ہے اور مجلس جم کا کنایہ مجلس مرشد کی جانب اور مطلب یہ کہ ای سالک اپنے سینہ کو خطرات سے پاک صاف رکہہ کیونکہ مرشد کا دل آئینہ جام جہان بین کی مانند ہے اور جو کچھ خطرات تیرے دل مین گذرین گے اونپر مرشد کو ضرور اطلاع ہوجائیگی پس یہ تیرے لئے افسوس کی بات ہوگی کہ مرشد کو اوس سے صدمہ پہونچے۔

سلطان غم ہرانچہ تواند بگو بکن
من بردہ ام بباده فروشان پناه ازو

سلطان غم سے کہو کہ جو کچھ تیرے جی مین آئے کر
مین بادہ فروشونکے پاس پناہ لیگیا ہون اسلئے مجھے تجھسے کچھ خوف نہین

کردار اہل صومعہ ام کرد می پرست
این دود بین کہ نامۂ من شد سیاہ ازو

اہل صومعہ کے کردار نے مجھے می پرست بنایا ہے
اس دہوئین کو دیکہہ کہ جس سے میرا نامۂ اعمال سیاہ ہوگیا

اہل صومعہ سے عابدان ریائی مراد ہین اور مطلب یہ کہ زاہدان ریائی کے اقوال و افعال نے کہ وہ آدمیون کو فریب دیتے ہین۔ کیسے آہ و زاری کرتے ہین مجکو شراب خوار بنایا ہے ای مخاطب تو اون کی آہ کے دہوئین کو جو محض فریب سے کی جاتی ہے دیکہہ کہ جس سے میرا نامۂ اعمال سیاہ ہوگیا یعنی مین شراب پینے لگا اور گنہگار بنا۔ خلاصہ یہ کہ مین نے مکار پارساؤن کی ضد سے شراب پینی شروع کی ہے جو شراب کو برا سمجھتے اور ریائی عبادت سے لوگون کو فریب دیتے ہین۔ گویا شراب پینا ریائی عبادت سے بہتر ہے اور مکار زاہدون پر چوٹ ہے کہ اونہون نے ہمکو ایسا کرنے پر آمادہ کیا۔

ساقی چراغ می برہ آفتاب دار
گو برفروز مشعلۂ صبح گاہ ازو

اے ساقی مے کے چراغ کو سورج کی راہ مین رکہہ
اور کہو کہ اس سے صبح گاہ کی مشعل کو روشن کر

آبی بروز نامۂ اعمال ما فشان
بتوان مگر سترد حروف گناہ ازو

تہوڑا پانی ہمارے نامۂ اعمال پر چھڑک دے
شاید کہ اوس سے گناہ کے حروف مٹ جا سکین

آخر زرین خیال کہ دارد گدای شہر | روزی شود کہ یاد کند پادشاہ ازو
آخر یہ خیال کہ شہر کا گدا رکہتا ہے | کس روز پورا ہوگا کہ بادشاہ اوسی یاد کریگا

حافظ کہ ساز مجلس عشاق ساز کرد | خالی مباد عرصۂ این بزم گاہ ازو
حافظ کہ جسنے مجلس عشاق کے آراستہ کرنیمین حصہ لیا ہے | اوس سے اس بزم گاہ کا میدان خالی نہو جیو

مطلب صاف ہے تشریح طلب نہین۔

گفتا برون شدی بہ تماشای ماہ نو | از ماہ ابروان منت شرم نیست رو
کہا کہ تو ماہ نو دیکہنے کے لئے باہر نکلا | تجکو میرے ابرون کے ہلال سے شرم نہین آتی

عمریست تا دلم ز مقیمان زلف تست | غافل ز حفظ جانب یاران خود مشو
مدت ہوئی کہ میرا دل تیری زلف کے ساکنونمین سے ہے | تو اپنے یارونکی حفاظت کی طرف سے غافل نہو

یعنی میرے دل کو تیری زلف مین رہتے ہوے مدت گذر گئی ہے اس اعتبار سے وہ تیرا دوست ہے بس ای محبوب تجکو اپنے دوست کی حفاظت کی طرف سے غافل نہونا چاہئے۔ خلاصہ یہ کہ میرے دل کی طرف سے غافل نہو۔

مفروش عطر عقل بہندوی زلف یار | کانجا ہزار نافۂ مشکین بہ نیم جو
عطر عقل کو زلف یار کے ہندو کے ہاتہ نہ بیچ | کہ اس جگہ ہزار خوشبودار نافہ بہی آدہے جو کی برابر قیمت نہین رکہتے

تخم وفا و مہر درین کشت زار عشق | آنگہ عیان شود کہ رسد موسم درو
وفا و محبت کا تخم اس عشق کے کہیت مین | اوسوقت معلوم ہوگا کہ جب کاٹنے کا وقت آجائیگا

کاٹنے کے وقت سے قیامت مراد ہے یعنی معشوق حقیقی کی وفا و محبت کا حال قیامت کو معلوم ہوگا۔

ساقی بیار بادہ کہ رمزی بگویمت | از سیر اختران کہن سال و ماہ نو
ساقی شراب لا کہ مین تجہسے رمز بیان کرون | اختران کہن سال اور ماہ نو کی سیر کا

شکل ہلال بر سر مہ سید ہد نشان | از افسر اتابک و فر کلاہ زو
چاند کے اوپر ہلال کی شکل پتہ بتلاتی ہے | اتابک کے تاج اور کلاہ زو کے دبدبہ کا

اتابک اور زو یہ دونون نام فارس کے بادشاہون کے تہے۔ اتابک محمد کو اتابک کہا گیا ہے اور شاہ طہماسپ صفوی کا دوسرا نام زو بہی تہا۔ یہ اور اوپر کا شعر دونون قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ ای ساقی تو مجکو شراب پلا تا کہ مین تجہسے ایک بہید کہون بس وہ بہید یہ دوسرا شعر ہے یعنی ہلال کی شکل جو مہینہ کے اول اول دکہائی دیتی ہے یہ اتابک کے تاج اور طہماسپ کی

کلاہ کا نشان و پتہ نہیں ہے کہ جو مرنے کے بعد رہ سکے۔ ایسے ایسے نامور اور صاحب دبدبہ بادشاہ گذر گئے ہیں یا میں نے ایسے ایسے نامورون کو فنا ہوتا دیکھا ہے۔ لیس ای ساقی تو شراب محبت پلا کیونکہ دنیا فانی ہے اور کسی کو بغیر فنا کے چھوڑیگی۔ ہمکو بقا کے لئے شراب عشق الہی پینا چاہئے۔

حافظ جناب پیر مغان مامن وفاست — درس وفا و مہر زاو خوان و زو شنو

اے حافظ پیر مغان کی جناب وفا کی امن ہے — وفا و محبت کا سبق اوس سے پڑھ اور اسی سے سن

پیر مغان مرشد کامل کو کہتے ہیں ای حافظ مرشد کامل کی جناب وفا کی جای امن ہے تو اوسی سے جاکر وفا و محبت کا سبق پڑھ لے اور وہین جاکر عشق و عاشقی کی باتین سنا کر۔

گلبن عیش میدمد ساقی گلعذار کو — باد بہار می وزد بادۂ خوشگوار کو

شاخ عیش کی ابھرتی ہے ساقی گلعذار کہاں ہے — باد بہاری چل رہی ہے خوشگوار شراب کس جگہ ہے

ہر گل نو ز گلرخی یاد ہمیکند ولی — گوش سخن شنو کجا دیدۂ اعتبار کو

ہر نیا گل معشوق کی یاد دلاتا ہے لیکن — بات سننے والا کان اور اعتبار کرنیوالی آنکھ کہاں

ہر نیا گل جو چمن میں کھلتا ہے معشوق حقیقی کی یاد دلاتا ہے یعنی ہر پھول میں معشوق حقیقی کا جلوہ معلوم ہو سکتا ہے لیکن سننے والا کان اور دیکھنے والی آنکھ کہاں ہے جو اوسے سن سکے اور دیکھ سکے۔

مجلس بزم عیش را غالیۂ مراد نیست — ای دم صبح خوش نفس نافۂ زلف یار کو

بزم عیش کی مجلس کے لئے بوی مراد نہیں — ای خوش نفس دم صبح زلف یار کا نافہ کہاں ہے

بزم عیش کی مجلس سے عاشقان الہی کی مجلس مراد ہے اور دم صبح خوش نفس سے مرشد کامل کی طرف اشارہ ہے غالیہ مراد یعنی معشوق یعنی ای مرشد کامل عاشقوں کی مجلس میں غالیہ مراد یعنی بوی معشوق کی ضرورت ہے لہذا زلف یار کی خوشبو کہاں ہے اوسکو تو ہم تک پہونچا دے تاکہ ہم اپنی مراد کو پہونچین۔

حسن فروشی گلم نیست تحمل ای صبا — دست زدم بخون دل بہر خدا نگار کو

ای صبا مجھے گل کی حسن فروشی کا تحمل نہیں — میں اپنے خون میں ہاتھ بھرتا ہوں خدا کیلئے معشوق کہان ہے

شمع سحر بزعم گر لاف ز عارض تو زد — خصم زبان دراز شد خنجر آبدار کو

شمع سحر نے بزعم خود میں تیری عارض سے ہمسری کی — دشمن زبان دراز ہو گیا خنجر آبدار کہان ہے

لاف زدن یعنی برابری کرنا یعنی شمع نے تیرے عارض سے ہمسری کی ہے پس خنجر آبدار کہان ہے تاکہ دشمن کی زبان کاٹ لیجاوے۔

گفت مگر ز لعل من بوسہ نداری آرزو — **مردم ازین ہوس ولی قدرت و اختیار کو**

کہا کہ شاید میرے لب سے تو بوسہ کی آرزو نہیں رکہتا — (یعنی کہا کہ) میں اس ہوس میں مر گیا لیکن اتنی قدرت و ضبط کسے ہے

اس شعر میں عاشق و معشوق کا سوال و جواب واقع ہوا ہے یعنی معشوق نے کہا کہ ای عاشق شاید تو میرے لب لعل سے بوسہ کی آرزو نہیں رکہتا جو مرا جاتا ہے عاشق نے جواب دیا کہ میں تو اسی تمنا میں مرتا ہوں مگر یہ مجال کسکو تہی کہ بوسہ مانگتا یا لیکتا

حافظ اگرچہ در سخن خازن گنج حکمت ست — **از غم روزگار دون طبع سخن گزار کو**

سخن میں اگرچہ حافظ گنج حکمت کا خزانچی ہے — (لیکن) زمانہ دون کے غم کے سبب سخن گزار طبیعت کہان

یعنی اگرچہ حافظ حکمت شاعری کے خزانہ کا خزانچی ہے مگر زمانہ دون پرور کے غم کے سبب طبیعت سخن گزار نہیں۔

مرا چشمیست خون افشان ز چشم آن کمان ابرو — **جہان بر فتنہ می بینم از ان چشم و ازان ابرو**

اُس چشم کمان ابرو سے میری آنکہہ خون افشان ہے — میں اوس چشم اور اُس ابرو سے جہان کو بر فتنہ پاتا ہون

غلام چشم آن ترکم کہ در خواب خوش مستی — **نگارین گلشنش رویست مشکین سایبان ابرو**

اُس ترک کی آنکہہ کا غلام ہون کہ خواب خوش اور مستی میں — نگارین گلشن اُسکا چہرہ اور مشکین سایبان اُسکا ابرو ہے

ہلالی شد تنم زین غم کہ با طغرای مشکینش — **کہ باشد مہ کہ بنماید ز طاق آن کمان ابرو**

میرا تن اس غم میں ہلالی ہو گیا کہ اُسکی طغرای مشکین سا — کون سا چاند ہے کہ اُس کمان ابرو کو طاق سے دکہلاوے

ہمیشہ چشم مستش را کمان حسن در زہ باد — **کہ از پیشش تیر او کشد بر سر کمان ابرو**

ہمیشہ اُسکی چشم مست کی کمان حسن زہ میں ہو چلہ — کہ کمان ابرو (معشوق) اُسکے زور سے تیر کہیچے

روان گوشہ گیران را جبینش طرفہ گلزار است — **کہ بر طرف سمن زارش ہمیگردد چمان ابرو**

گوشہ گیرونکی جان کو جبینش سے طرفہ گلزار ہے — کہ اُسکے سمن زار کے کنارے ابرو پہرتا رہتا ہے

رقیبان غافل و ما را از آن چشم سیاہ ہر دم — **ہزاران گونہ پیغام ست و حاجب در میان ابرو**

رقیب نہیں جانتے کہ ہم اُس چشم سیاہ سے ہر وقت — ہزارون طرح کے پیغام بہیجتے ہیں اور پیغام رسان ابرو ہے

دگر حور و پری را کس نگوید با چنین حسنے — **کہ این را این چنین چشم ست و آن را آنچنان ابرو**

دوبارہ حور و پری کو باوجود ایسے حسن کے کوئی نہ کہے گا — کہ اُسکی ایسی آنکہہ ہے اور اُسکے ایسے ابرو ہیں

یعنی اگر کوئی شخص میرے معشوق کو دیکہ لے گا تو حور و پری کو بہی باوجود اسقدر حسن رکہنے کے پہر نہ کہے گا کہ حور کی آنکہیں یا پری کے ابرو میرے محبوب کی چشم و ابرو کی مانند ہیں۔ خلاصہ یہ کہ حور و پری کی چشم و ابرو میرے محبوب کی چشم و ابرو کے

تو کافر دل نمی بندی نقاب زلف و میترسم | کہ محرابم بگرداند خم آن دلستان ابرو
ای کافر دل تو زلف کی نقاب چہرہ پر نہیں ڈالتا اور میں ڈرتا ہوں | کہ شاید اس دلستان ابرو کا خم میری محراب ہو جائے

اگرچہ مرغ زیرک بود حافظ در وفاداری | بتیر غمزۂ صیدش کرد چشم آن کمان ابرو
اگرچہ حافظ وفاداری میں مرغ زیرک تھا | مگر اس کمان ابرو کی آنکھ نے اسکو غمزہ کا شکار بنالیا

کمان ابرو سے معشوق مراد ہے یعنی اگرچہ حافظ وفاداری میں بالتو پرند کی مانند تھا مگر معشوق کی آنکھ کے غمزہ نے اسکا ہی

مزرع سبز فلک دیدم و داس مہ نو | یادم از کشتۂ خویش آمد و ہنگام درو
جب فلک کا سبز کھیت اور ماہ نو کی درانتی دیکھی | تو اپنا بویا ہوا اور اسکے کاٹنے کا وقت یاد آیا

کاٹنے کے وقت سے روز قیامت مراد ہے اسلئے کہ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ دنیا آخرت کی کھیتی ہے
اگر یہاں گیہوں بوئیگے گیہوں کاٹینگے اور جو بوئیگے تو جو غرضکہ دنیا میں جو شخص جیسے اعمال کریگا آخرت میں ویسا ہی
اسکا ثمرہ پائیگا۔ چنانچہ حافظ صاحب کا یہ مطلب ہے کہ جب میں نے فلک زنگاری کا سبز کھیت اور ماہ نو کی درانتی
دیکھی تو مجھکو اپنا بویا ہوا اور اسکے درو کرنیکا وقت یاد آیا کہ میں نے دنیا میں کیا بویا ہے اور عقبیٰ میں کیا
کاٹونگا۔ خلاصہ یہ کہ میں نے یہاں کچھ نہیں بویا کہ جو عقبیٰ میں درو کرتا۔ گویا یہ دنیا میں اعمال نیک نکرنیکا افسوس ہے

گفتم ای بخت بخسپیدی و خورشید دمید | گفت با اینہمہ از سابقہ نومید مشو
میں نے کہا ای نصیب تو سوتا ہی اور سورج نکل آیا | کہا باوجود اس سب کے ازلی عہد سے ناامید نہو

تکیہ بر اختر شبگرد مکن کاین عیار | تاج کاؤس ببرد و کمر کیخسرو
اختر شبگرد پر بھروسہ نکر کہ یہ عیار | کاؤس کا تاج اور کیخسرو کا کمربند لیگیا

اختر شبگرد سے دنیا مراد ہے یعنی میری نصیب نے کہا کہ تو اس دنیا پر بھروسہ نکر اس عیار نے کاؤس کا تاج اور کیخسرو کا پٹکا خاک میں ملا دیا۔

گر روی پاک و مجرد چو مسیحا بفلک | از فروغ تو بخورشید رسد صد پرتو
اگر تو مسیحا کی طرح پاک و مجرد بنکر آسمان پر چلا جائے | تو تیری روشنی سے خورشید فلک پر سو عکس پڑیں

یعنی اگر تو دنیاوی سے پاک و مجرد ہوکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح آسمان کو چلا جائے تو تیرا وہ مرتبہ ہو کہ تیری
روشنی سے سورج کو بھی روشنی پہونچے۔

آسمان گو مفروش این عظمت کاندر عشق | خرمن مہ بجوی خوشۂ پروین بدو جو
آسمان سے کہو کہ اسقدر عظمت ظاہر نکرے | کیونکہ عشق میں ماہ کی خرمن ایک جو اور خوشۂ پروین دو جو کی

یعنی ای مخاطب آسمان سے کہدے کہ وہ اپنی اسقدر عظمت ظاہر نکرے اور سکے بڑی کائنات مہتاب اور خوشۂ پروین ہین مگر عاشق لوگ عشق مین مہتاب کی حقیقت ایک جو کی برابر اور خوشۂ پروین کی زیادہ سے زیادہ دو جو کی برابر جانتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ فلک جنپر تجکو اتنا گھمنڈ ہے عشاق اونکو ناچیز سمجھتے ہین۔

گوشوار در و لعل ارچہ گران دارد گوش ‌ دور خوبی گذر انست نصیحت بشنو

در و لعل کے جھومکے اگرچہ کانو نکو بھاری معلوم ہوتے ہین ‌ خوبی کا زمانہ جلد گذرنیوالا ہے نصیحت مانو

گوشوارہ در و لعل سے نصیحت مراد ہے جو موتیون اور لعلون سے تولنے کی قابل ہوتی ہے۔ اور دور خوبی سے عالم جوانی۔ مطلب یہ کہ گو نصیحت کانون کو ناگوار معلوم ہوا کرتی ہے مگر جوانی بھی جلد گذرنیوالی ہے اسلئے عاقل کو چاہیے کہ جوانی کو بہت جلد گذرنیوالی خیال کرکے بزرگونکی پند سودمند پر عمل کرے۔

چشم بد دور ز خال تو کہ در عرصۂ حسن ‌ بیدقی راند کہ برد از مہ و خورشید گرو

تیرے خال سے چشم بد دور ہو جیو کہ بساط حسن میں ‌ پیادہ چلایا تو ماہ و خورشید سے بازی لیگیا

ہر کہ در مزرع دل تخم وفا سبز نکرد ‌ زرد روئی کشد از حاصل خود گاہ درو

جس کسی نے کہ مزرع دل مین وفا کا تخم سرسبز نکیا ‌ اوسکو ہی حاصل سے کاٹنے کے وقت ندامت ہوگی

مطلب یہ کہ جس کسی نے محبوب حقیقی کا عشق نہین کیا اوسکو کاٹنے کے وقت یعنی حشر مین اپنی حاصل سے ندامت ہوگی۔

اندرین دائرہ میباش چو دف حلقہ بگوش ‌ ور قفائی خوری از دائرہ خود مرو

اس دائرہ مین دف کی طرح حلقہ بگوش رہ ‌ اور جو طمانچہ کہائے تو بھی اپنی دائرہ سے باہر نہ نکل

حلقہ بگوش یعنی تابعدار۔ چونکہ دف باوائرہ مین جھنکار زیادہ کرنیکے لیے پیتل کے حلقے ڈال لیتے ہین اسلئے دف کو حلقہ بگوش کہا۔ قفا یعنی گردن کا پچھلا حصہ مگر قفا اُس طمانچہ کو بھی کہتے ہین کہ جو سر کے نیچے گردن پر مارا جاسے۔ دف و دائرہ کے لفظ مرادف ہین۔ پہلا دائرہ یعنی دنیا اور دوسرا دائرہ بمعنی حلقہ۔ مطلب یہ کہ ای مخاطب دنیا مین محبوب حقیقی کا حلقہ بگوش یعنی عاشق بنا رہ اگر کوئی تجکو طمانچہ بھی مارے تو اپنے دائرہ سے باہر نہ نکل جا یعنی محبوب کا عشق نہ چھوڑ۔

آتش زرق و ریا خرمن دین خواہد سوخت ‌ حافظ این خرقۂ پشمینہ بینداز و برو

مکر و ریا کی آگ خرمن دین کو جلا ڈالیگی ‌ حافظ اس خرقۂ پشمینہ کو اتار ڈال اور بھاگ جا۔

یعنی اے حافظ یہ خرقۂ پشمینہ مکر و ریاکاری کی علامت ہے اور یہ ضروری ہے کہ مکر و ریا کی آتش ایمان کو جلا دیتی ہے اسلئے تو خرقۂ پشمینہ پہننا یعنی زہد کو چھوڑ کر درویش بنجا۔ ورنہ یہ لباس عشق الہی کے منافی ہوگا۔

ای در چمن خوبی رویت چو گل خودرو | چین شکن زلفت چون نافہ چین خوشبو

ای کہ خوبی کے چمن میں میرا چہرہ گل خودرو کی مانند ہے | تیری زلف کی شکن کی چین مثل نافہ چین کی خوشبو دار

ماہ است رخت یا روز شام است خطت یا شب | سیم ست برت یا عاج سنگ ست دلت یا رو

تیرا مکھڑا چاند ہے یا دن تیرا خط شام ہے یا رات | تیرا پہلو سیم ہے یا ہاتھی دانت تیرا دل پتھر ہے یا کانسی

رو - روئین کا مخفف ہے - چونکہ کانسہ یا روئین ایک سخت دھات ہے اس غرض سے دل معشوق کو پتھر اور کانسی سے تشبیہ دی گئی ہے

لعلت بدر دندان بشکست لب پستہ | زلفت خم چوگان برد دلم چون گو

تیرے لب لعل یا دُر دندان نے پستہ کو شکست دی | تیری زلف خم چوگان میری دل کو گیند کی طرح لے گئی

آن زانچہ ز زلفت ست با نکہت عنبر | یا غالیہ میساید در غنچہ حسن او

وہ زلف کی خوشبو ہے یا عنبر کا خلیہ | یا او سکے حسن کے غنچہ میں عطر مہک رہا ہے

گفتی سخن خود را با یار بباید گفت | ای کاش توانستم گفتن سخن با او

کہتے ہیں کہ اپنے درد کو یار سے کہنا چاہئے | کیا اچھا ہوتا کہ میں اُس سے اپنا حال کہہ سکتا

بدگو می تو آن باشد گر یار کند منعت | گر یار نکو باشد مشنو سخن بدگو

تو اسوقت بدگو ہو کہ جب یار تجھکو منع کرے | اگر یار اچھا ہے تو بدگو کی بات نہ سن

با ما بہ ازین میباش تا راز نگردد فاش | نبود بد اگر باشی با دلشدگان نیکو

ہمارے ساتھ اس سے اچھا سلوک کر تاکہ راز فاش نہو | اگر تو عاشقوں کے ساتھ اچھا ہوجائے تو یہ برائی کی بات نہیں ہے

اوستاد غزل سعدی ست پیش ہمہ کس اما | دارد سخن حافظ طرز سخن خواجو

گو سعدی تمام لوگوں کے سامنے غزل کا اوستاد ہے | لیکن حافظ کا کلام بھی خواجو کے سخن کی طرز رکھتا ہے

خواجو بھی شیراز کے ایک شاعر تھے - حافظؒ اور سعدیؒ صاحب اور خواجو یہ تینوں ہمعصر شاعر گذرے ہیں - مگر خواجو کا کلام ہندوستان میں ایسا مشہور نہیں ہے جیسا کہ حافظؒ اور سعدیؒ کا - پس مطلب شعر کا یہ ہے کہ گو سعدی سب لوگوں کے نزدیک غزل گوئی کے اوستاد ہیں یا سعدی کی غزل تمام کے نزدیک اوستاد مانی جاتی ہے لیکن حافظ کا کلام خواجو کے سخن کی طرز پر ہے -

مطرب خوشنوا بگو تازہ بتازہ نو بنو | بادہ دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو

اے خوش آواز مطرب تازہ بتازہ نو بنو سنا | دل کو فرحت دینے والی تازہ بتازہ نو بنو شراب طلب کر

مطرب سے مرشد کامل اور نغمہ شعر اس کے سخنان معرفت سنانیکی طرف اشارہ ہی۔ بادۂ دلکشا سے شراب محبت و عشق مراد ہی۔

با صنمی چو لعبتی خوش بنشین بخلوتی
بوسہ ستان بکام از وتازه بتازه نو بنو

لعبت مثال صنم کے ساتھ مزے سے خلوت مین بیٹھ
اور اُس سے بوسہ مقصد تازه بتازه حاصل کر

لعبت مثال صنم سے وہ شیخ مرشد عبارت ہے اور مطلب یہ کہ اپنے مرشد کے ساتھ خلوت مین بیٹھکر ذکر و توجہ کے عرصے

اوٹھا یعنی اُس سے فیض تازه اور فوائد بے اندازه حاصل کر۔

ساقی سیم ساق من گر همه درد میدهد
زود که پر کنم سبو تازه بتازه نو بنو

ای میرے ساقی جنہین ساق شراب مری برتنی نہین تھے
جلد سامنے لا کہ اُس کے نئی نئی اور کوری کوری گھڑے بھرون

بر ز حیات کی خوری گر نه مدام می خوری
باده بخور بیاد او تازه بتازه نو بنو

زندگی سے کیا فائده اگر تو ہمیشہ شراب نہین پیتا
اوسکی یاد مین تازه بتازه نو بنو شراب پی

شاهد دلربای من میکند از برای من
نقش و نگار و رنگ و بو تازه بتازه نو بنو

میرا دلربا معشوق میری ہی لئے نو کرتا ہے
نقش و نگار رنگ بو تازه بتازه نو بنو

باد صبا چو بگذری بر سر کوی آن پری
قصۂ حافظش بگو تازه بتازه نو بنو

ای باد صبا جو تو اُس پری کے کوچہ مین گذرے
تو حافظ کا اُس سے تمام حال کہدینا

باد صبا سے مرشد حافظ سے عاشق پری سے معشوق حقیقی مراد ہے یعنی اے مرشد کامل اگر تو معشوق حقیقی سے

تقرب حاصل کرے تو اُسکو حافظ کی بہی یاد دلا دیجیو۔

از خون دل نوشتم نزدیک یار نامہ
انی رایت دہرا من ہجرک القیامہ

مین نے خون دل سے یار کے نام خط لکہا
کہ بیشک مجکو زمانہ تیری جدائی مین قیامت کی مانند معلوم

مصرعۂ ثانیہ گویا اُس نامہ کا مضمون ہی جو خون دل سی لکہا گیا ہی کہ مجہی دنیا تیرے ہجر مین قیامت کی طرح معلوم ہوتی ہے۔

ہر چند کازمودم از وی نبود سودم
من جرب المجرب حلت بہ الندامہ

جہانتک کہ مین نے آزمایا اُس سے مجہے کوئی فائدہ نہوا
(کیونکہ) جو شخص آزمائی ہوی کو آزماتا ہے وہ پشیمان ہوتا ہے

دارم من از فراقت در دیده صد علامت
لیس الدموع عینی ہذا لنا العلامہ

آنکہہ مین تیرے فراق کی سو علامتین رکہتا ہون
ایک یہ علامت ہی کہ میری آنکہہ مین آنسو نہین ہے

یعنی کثرت گریہ سے آنسو آنکہون مین ناپید ہوگئے ہین اور یہ علامت میری آنکہہ مین تیرے فراق کی موجود ہے۔

نظر را اعتبار ... مراد ہے ۱۲

ردیف ہا

پرسیدم از طبیبی احوال دوست گفتا	فی بعدہا عذاب فی قربہا السلامہ
میں نے طبیب سے دوست کا حال پوچھا تو اوسنے کہا	کہ اسکی (محبوب کی) دوری میں عذاب ہی اور قرب میں خوشی

گفتم ملامت آرد گر گرد دوست گردم | واللّٰہ ما رأینا حبًّا بلا ملامہ
میں نے کہا کہ میرا دوست کی گرد پھرنا ملامت لائیگا | (جوابدیا) کہ خدا کی قسم میں نے کوئی محبت بلا ملامت نہیں دیکھی

یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں یعنی میں نے مرشد کامل سے معشوق کی کیفیت دریافت کی تو اوسنے یہ جواب دیا کہ اسکی دوری میں تکلیف ہوتی ہے اور قرب میں ندامت اوٹھانی پڑتی ہے۔ قاعدہ ہے کہ جو عاشق ہر وقت معشوق کے سامنے رہے وہ بیوقعت ہوتا ہے اور اسکو ہدف ملامت بننا پڑتا ہے۔ اسلئے دوسری شعر کا یہ مطلب ہی کہ جب میں نے کہا کہ کیا میرا دوست کے گرد پھرنا ملامت کا باعث ہوگا تو اوسنے جواب دیا کہ قسم خدا کی میں نے کوئی محبت بلا ملامت کے نہیں دیکھی یعنی کوئی عاشق ایسا نہیں ہی کہ جسکو معشوق کی طرف سے ملامت نہ اوٹھانی پڑی ہو۔

حال درون ریشم محتاج شرح نبود | خود میشود محقق از آب چشم خامہ
میرے زخمی دل کا حال شرح کا محتاج نہیں ہے | جو قلم کے آنسوؤں سے خود تحقیق ہوتا رہتا ہی

یعنی قلم سے بلاشگاف روشنائی نہیں نکل سکتی۔ گویا یہ اوسکی سینہ ریشی کی علامت ہی پس اسیطرح عاشق کے زخمی دل کا حال محتاج بیان نہیں قلم کو دیکھکر قیاس کرلینا چاہیے۔

باد صبا ز حالم ناگہ نقاب برداشت | کالشمس فی ضحاہا تطلع من الغمامہ
باد صبا نے میرے حال سے یکایک نقاب اوٹھادی | مثل چاشت کے سورج کے جو بادل میں طلوع کرتا ہو

یعنی جسطرح ڈیڑھ پہردن چڑہے کا سورج بادل پھٹ جانیسے یکایک نمودار ہوجاتا ہے اسیطرح بادصبا نے جس سے مرشد مراد ہے میرے عشق کا حال معشوق سے آشکار اکردیا۔

حافظ چو طالب آمد جامی و جان شیرین | حتی یذوق منہ کاسًا من الکرامہ
جبکہ حافظ جام کا طالب ہی اوسکی جان شیرین آئے | تاکہ وہ اوس پیالے کو بزرگی سے پیئے

جان شیرین سے آگے او بگیر کا لفظ محذوف سمجھنا چاہیے جیسا کہ ہمنے ترجمہ میں بڑہادیا ہے اور مطلب یہ ہی کہ ای محبوب یا مرشد کامل جبکہ حافظ تیرے پاس شراب محبت کے جام کا طالب بنکر آیا ہے تو جام کے بدلہ میں اوسکی جان شیرین لیلیجئے تاکہ وہ اوس پیالہ کی شراب کو عزت سے پیئے۔ یا اوس کاسہ کی شراب کو بزرگی سے نوش کرے یعنی حافظ کو بزرگی حاصل ہوجائے۔ یا یہ کہ جان شیرین دیدینے سے اوس پیالہ کے پینے کی لائق ہوجائے۔

ای از فروغ رویت روشن چراغ دیده
مانند چشم مستت چشم جهان ندیده

او کہ تیرے چہرہ کی روشنی سے آنکھوں کا چراغ روشن ہے
تیری چشم مست کی مانند عالم نے کوئی آنکھ مست نہیں دیکھی

همچون تو نازنینی سر تا بپا لطافت
گیتی نشان نداده ایزد نیافریده

مثل تیرے از سر تا پا لطافت سے پر معشوق
نہ تو دنیا نے کہیں دکھایا اور نہ خدا نے پیدا کیا

هر زاهدی که دیده یاقوت میفروشت
سجاده ترک داده پیمانه در کشیده

جس زاہد نے کہ تیری لب میفروش کو دیکھ لیا
مصلے کو چھوڑ دیا اور پیمانے کو اٹھا لیا

یہاں میفروش سے شراب پلانیوالا یا شراب پینے کے لئے حکم کرنیوالا لب معشوق مراد ہے یعنی جس کسی زاہد نے تیرا لب میفروش دیکھ لیا دشمن جانثار اوسی بیعت رکھا اور پیمانہ کو بغل میں دبا لیا۔

در قصد خون عاشق ابرو و چشم شوخت
گه این کمین گشاده گه آن کمان کشیده

تیری شوخ آنکھ و ابرو نے خون عاشق کے قصد میں
کبھی یہ کمین پھیلائی کبھی وہ کمان کھینچی

تا کی کبوتر دل چون مرغ نیم بسمل
باشد ز تیر هجرت در خاک و خون طپیده

کبوتر دل مرغ نیم بسمل کی طرح کب تک
تیری ہجر کے سبب خاک و خون میں تڑپتا رہے

تا کی فرو گذاری چون زلف خود دلم را
سرگشته و پریشان ای نور هر دو دیده

تو اپنی زلف کی طرح میرے دل کو
اے میری دونوں آنکھوں کے نور کب تک پریشان و سرگشتہ چھوڑے رکھیگا

میلی اگر ندارد با عارض تو ابرو
پیوسته از چه باشد چون قد من خمیده

اگر تیرے عارض سے ابرو میل نہیں رکھتا
تو کس واسطے میری قد کی طرح خمیدہ ہو رہا ہے

یعنی اگر تیرے ابرو کو تیرے عارض سے محبت یا اوسکا شوق نہیں ہے تو وہ کس لئے میرے قد کی مانند نیچے کو جھکا پڑتا ہے خلاصہ یہ کہ تیرا ابرو تیرے عارض پر عاشق ہے۔

گر بر لبم نهی لب یابم حیات باقی
آن دم که جان شیرین باشد بلب رسیده

اگر تو میری لب پر لب رکھدے تو مجھکو حیات جاودانی حاصل ہو جائے
اوس وقت بھی کہ جب میری جان شیرین لبوں پر پہنچ گئی ہو

از سوز سینه هر دم دودم بسر برآید
چون عود چند باشم در آتش آرمیده

سوز سینہ کے سبب ہر دم دھواں نکلتا رہتا ہے
عود کی طرح کب تک آگ میں پڑا رہوں

چونکہ عود آگ میں ڈالنے سے چٹک جاتا ہے اسلئے مطلب یہ ہے کہ میں عود کی مانند ہو کر آگ میں کب تک پڑا رہوں

گر دست من نگیری با خواجہ باز گویم | کز غمزہ دل حافظ چون برد و ز بریدہ
اگر تو میری دستگیری نکریگا تو مین خواجہ سے کہونگا | کہ وہ حافظ کا دل آنکہہ کے غمزہ سے لیگیا ہے

یعنی ای محبوب اگر تو میری دستگیری نکریگا تو مین مالک سے شکایت کرونگا کہ آنکہہ کے غمزہ سے تونے میرا دل تو لیلیا اور دستگیری نہ کی۔ دل لیکر دستگیری نکرنا بہی خالی از لطف نہین۔

از من جدا مشو کہ توام نور دیدہ | آرام جان و مونس قلب رمیدہ
مجہسے جدا مت ہو کہ تو میری آنکہو نکا نور ہے | جان کا آرام اور مجہسے بہاگے ہوی دل کا غمگسار ہے

یعنی ای محبوب مجہسے جدائی اختیار نکر اسلئے تو میرا نور دیدہ ہے اور نور دیدہ کو آنکہونمین رہنا چاہیے نہ کہ آنکہہ مین سی نکلجانا۔

از دامن تو دست ندارند عاشقان | پیراہن صبوری ایشان دریدہ
تیرے دامن سے عاشق لوگ ہاتہہ نہ اوٹہا سکینگے | اسلئے کہ تونے اونکی صبر کا پیراہن پہاڑ ڈالا ہی

از چشم زخم دہر مبادت گزند زانک | در دلبری بغایت خوبی رسیدہ
زمانہ کے چشم زخم سے تجکو نقصان نہ پہونچے اسلئے کہ | تو دلبری مین بے انتہا خوبی کو پہونچگیا ہے

لفظ زانک از انکہ کا مخفف ہے چشم کے زخم سے نظر بد مراد ہے یعنی ای محبوب تجکو کہین زمانہ کی نظر نہ لگ جائے کیونکہ تو دلبری کی خوبی مین انتہا کو پہونچگیا ہے۔

منعم کنی ز عشق وی ای مفتی زمان | معذور دارمت کہ تو او را ندیدہ
ای مفتی وقت تو مجکو اوسکی عشق سے منع کرتا ہے | مین تجہے اسلئے معذور رکہتا ہون کہ تونے اوسے نہین دیکہا

چشم بد از تو دور کہ در طرز دلبری | خط بر جمال یوسف کنعان کشیدہ
چشم بد تجہسے دور ہو جیو کہ طرز دلبری مین | تونے یوسف کنعان کے حسن پر خط کہینچدیا ہی

پایم بسر نمی رسد از زمین دیگر از نشاط | تا سوی من بلطف و عنایت گزیدہ
میرا پاؤن خوشی کے مارے اب زمین پر نہین لگتا | اسلئے کہ تونے میری طرف لطف و عنایت سے دیکہہ لیا

داری خیال پرسش عشاق بینوا | گویا کہ بوی صدق از ایشان شنیدہ
تجکو بے سامان عاشقونکی پرسش کا خیال ہے | گویا کہ تونے اونسے صدق کی بو پائی ہے

زین سرزنش کہ کرد ترا دوست حافظا | بیش از گلیم خویش مگر پا کشیدہ
ای حافظ اس سرزنش سے کہ جو دوست نے تجکو کی (معلوم ہوتا ہے) | کہ شاید تونے اپنی کملی سے پاؤن باہر نکالا تہے

یعنی ای حافظ اس سرزنش سے کہ جو یار نے تجکو کی ثابت ہوتا ہے کہ تو اپنی گلی سے پیر باہر نکلے تہے۔ خلاصہ یہ کہ شاید اپنے حوصلے سے بڑہکر کام کیا ہوگا۔

ایکہ با سلسلۂ زلف دراز آمدۂ — فرصتت باد کہ دیوانہ نواز آمدۂ

ای کہ تو زلف دراز کے سلسلے کے ساتہ آیا — تجکو بیفکری ہو کہ تو عاشق نواز بنکر آیا ہے

آب و آتش بہم آمیختۂ از لب لعل — چشم بد دور کہ خوش شعبدہ باز آمدہ

تو نے لب لعل سے آگ و پانی کو باہم ملادیا — چشم بد دور کہ تو اچہا شعبدہ باز آیا

چشم تو گرچہ بہر غمزہ دلم بربابد — لیک صد حیف کہ بیگانہ نواز آمدۂ

اگرچہ تیری آنکہہ سو غمزہ سے دلکو لیجاتی ہے — لیکن افسوس ہے کہ تو بیگانہ نواز ہے

ساعتی ناز مفرما و بگردان عادت — چون بپرسیدن ارباب نیاز آمدۂ

تہوڑی دیر کے لئے ناز نکر اور عادت کو بدل ڈال — جبکہ تو عاشقون کی عیادت کو آیا ہے

آفرین بر دل نرم تو کہ از بہر ثواب — کشتۂ غمزۂ خود را بنماز آمدۂ

تیرے نرم دل کو شاباش کہ تو ثواب کے لئے — اپنے غمزہ کے کشتہ کی نماز کو آیا

زہد من با تو چہ سنجد کہ بیغمائی دلم — مست و آشفتہ بخلوتگہ راز آمدۂ

میرا زہد تیرے سامنے کیا چلے کہ دل کی لوٹنے کو — تو مست و آشفتہ ہوکر خلوت گاہ راز مین آیا ہے

پیش بالای تو میرم چہ بصلح و چہ بجنگ — کہ بہر حال برازندۂ ناز آمدۂ

صلح مین یا لڑائی مین تیری قد بالا کی سامنے مرتا ہون — کیونکہ تو ہر حالت مین ناز کے انداز و کہاتا ہوا آیا ہے

گفت حافظ دگرت خرقہ شراب آلودہ است — مگر از مذہب این طائفہ باز آمدۂ

کہا کہ ای حافظ پہر تیرا خرقہ شراب آلودہ ہے — شاید تو اس گروہ کے مذہب سے باز آگیا

اس گروہ کے مذہب سے زاہدون اور ملانون کا مذہب مراد ہے یعنی اسے حافظ تیرا خرقہ جو پہر شراب آلودہ نظر آتا ہے شاید تو نے زہد کو ترک کردیا۔

چراغ روی ترا شمع گشت پروانہ — مرا ز حال او از حال خویش پروانہ

تیرے چراغ چہرہ کے لئے شمع پروانہ ہوگئی — مجکو اپنے حال کے سبب اسکے حال کی پروا نہین ہے

پہلا پروانہ بمعنی معروف اور دوسرا پروانہ - پروا نہین کے معنون مین آیا ہے۔ اور مطلب یہ کہ ای محبوب شمع

تیرے چہرہ پر پروانہ کی مانند عاشق ہو گئی پس مجکو اپنے حال کی وجہ سے شمع کے حال کی کچھ پروا نہیں کہ اسکا
کیا حال ہوا۔ ظاہر ہے کہ جل گئی۔ بعض نسخون میں دوسرا مصرع یون دیکھا گیا ع مرا ز عشق تو از جان خویش
پروانہ۔ یعنی مجکو تیرے عشق کے سبب اپنی ہی جان کی پروا نہین تو مین شمع کی کیا پروا کرون۔

خرد کہ قید مجانین عشق میفرمود ۔ ببوی حلقۂ زلف تو گشت دیوانہ
عقل جو کہ عشق کے دیوانونکو قید کا حکم دیتی ہے ۔ تیری زلف کے حلقہ کی بو سے دیوانہ بن گئی

بمژدہ جان بصبا داد شمع در نفسی ۔ ز شمع روی تواش چون رسید پروانہ
خوشخبری کے لئے شمع نے صبا کو یکدم مین جان دیدی ۔ جبکہ تیرے شمع رو ہونیکی اوسکو خبر پہونچی

ببوی زلف تو گر جان بباد رفت چہ شد ۔ ہزار جان گرامی فدای جانانہ
اگر تیری زلف کی امید مین جان برباد ہو گئی تو کیا ہوا ۔ ہزار بزرگ جانین معشوق کے اوپر فدا ہوتی ہین

بر آتش رخ زیبای تو بجای سپند ۔ بغیر خال سیاہت کہ دید بہدانہ
تیرے رخ زیبا کی آگ پر بجائے سپند کے ۔ بغیر تیرے سیاہ تل کے بہدانہ کسنے دیکھا

چہ نقشہا کہ برانگیختیم و سود نداشت ۔ فسون ما بر او گشتہ است افسانہ
مین نے کیا کیا طلسم نہ کئے (مگر) بیفائدہ ۔ ہمارا جادو اوسکے لئے افسانہ ہو گیا

مرا بدور لب دوست ہست پیمانی ۔ کہ بر زبان نبرم جز حدیث پیمانہ
میرا لب دوست کی دور مین عہد ہو گیا ہے ۔ کہ سوای پیمانہ کے ذکر کے اور کوئی بات زبان پر نہ لاؤنگا

من غریب ز غیرت فتادم از پا دوش ۔ نگار خویش چو دیدم بدست بیگانہ
کل مین دکھیا غیرت کی مارے پانو کے بل گر پڑا ۔ جبکہ مین نے اپنے معشوق کا ہاتھ غیر کے ہاتھ مین دیکھا

حدیث مدرسہ و خانقہ مگوی کہ باز ۔ فتادہ در سر حافظ ہوای میخانہ
مدرسہ اور خانقاہ کی بات اس سے نکر ۔ کیونکہ حافظ کے سر مین میخانہ کی ہوا بھر رہی ہے

یعنی حافظ مدرسہ اور خانقاہ کی باتین سننا نہین چاہتا وہ ان دونون سے نفرت کرتا ہے کیونکہ
اوسکے دماغ مین شراب اور پیمانہ کا خیال جوش زن ہے۔

خنک نسیم معنبر شمامۂ دلخواہ ۔ کہ در ہوای تو برخاست بامداد پگاہ
ٹھنڈی نسیم خوشبو سے بھری ہوئی خوشگوار ۔ تیری ہوس مین ہر صبح و شام چمن سے آتی ہے

دلیل راہ شو ای طایر خجستہ لقا — کہ دیدہ آب شد از شوق خاک آن درگاہ

اسے [illegible] خجستہ لقا رہبر ہو — کہ اس درگاہ کے شوق مین آنکھین پانی ہوگئین

طایر خجستہ لقا سے مرشد مراد ہے اور آن درگاہ کا اشارہ درگاہ الہی کی جانب ہے باقی مطلب ظاہر۔

منم کہ بی تو نفس می‌کشم زہی خجلت — مگر تو عفو کنی ورنہ چیست عذر گناہ

مین [illegible] سانس لیتا ہون عجب شرم کی بات ہے — لیکن تو معاف کر ورنہ گناہ کے لئے کوئی عذر نہین

ببین تن ہمچو ہلالم نہ غرق خون دل — ہلال را ز کنار شفق کنند نگاہ

میرے لاغر جسم کو دیکھ کہ خون دل مین غرق ہے — ہلال کو شفق کے کنارے دیکھا کرتے ہین

چونکہ ماہ نو شفق آسمان کے کنارہ پر دکھلائی دیا کرتا ہے اسلئے اس موقع پر خواجہ اپنے لاغر جسم کو ہلال سے تشبیہ دیکر محبوب کو اپنا حال دکھانیکی طرف متوجہ کرتے ہین یعنی میرا جسم ہلال کی طرح لاغر ہوکر خون دل مین غرق ہو رہا ہے اسلئے ای محبوب تو اوسکو خون دل کی سرخی مین دیکھ کیونکہ دیکھنے والے ہلال کو شفق کے پاس یا آسمان کے کنارہ پر دیکھا کرتے ہین

ز دوستان تو آموخت در طریقت مہر — سپیدہ دم کہ صبا چاک زد شعار سیاہ

مذہب محبت مین تیرے دوستون سے سیکھا ہے — صبح کے وقت صبا نے سیاہ لباس کو پھاڑ ڈالا

بعشق روی تو روزی کہ از جہان بروم — ز تربتم بدمد سرخ گل بجای گیاہ

تیری صورت کے عشق مین جس روز کہ مین جہان سے چلا جاؤنگا — میری قبر پر بجای گھاس کے سرخ پھول اگین گے

مدہ بخاطر نازک ملالت از من راہ — کہ حافظ تو ہمین لحظہ گفت بسم اللہ

میری وجہ سے خاطر نازک پر ملال نہ لا — کہ تیرے حافظ نے ابھی ابھی بسم اللہ کہی ہے

یعنی ای محبوب میری وجہ سے اپنے دل نازک پر ملال نہ لا کیونکہ تیرے حافظ نے (مین نے) رخصت ہونیکے لئے بسم اللہ پڑھی ہے۔

دامن کشان ہمی شد در شرب زرکشیدہ — صد ماہرو ز رشکش جیب قصب دریدہ

اطلس زرتار کے لباس مین دامن کشان جاتا ہے — سو معشوقون نے اوسکے رشک سے جیب و گریبان پھاڑ ڈالے

یہ اپنے معشوق کی تعریف ہے کہ جب میرا معشوق اطلس زرتار کے لباس کا دامن اوٹھائے ہوئے خرام ناز کرتا چلا تو سیکڑون معشوقون نے اوسکے رشک کے سبب اپنے جیب و گریبان چاک کرڈالے۔

از تاب آتش می بر گرد عارضش خوی — چون قطرہ‌ہای شبنم بر برگ گل چکیدہ

شراب کی گرمی سے اوسکے عارض پر اسطرح پسینہ آیا ہے — جسطرح کہ شبنم کے قطرے پھول کی پنکھڑی پر ٹپک پڑتے ہین

یاقوت جانفزایش از آب لطف زاده ‏ شمشاد خوش خرامش از ناز پروریده

اوسکا لب جانفزا آب لطف سے بنا ہے ‏ اور اوسکا قد خوشخرام ناز سے پرورش کیا گیا ہے

لفظ فصیح و شیرین قد بلند چابک ‏ روی لطیف و نازک چشم خوش کشیده

باتین فصیح اور شیرین قد بلند اور چست ‏ صورت لطیف اور نازک آنکھ اچھی اور بڑی

آن لعل دلکشش بین وان خنده پرآشوب ‏ وان رفتن خوشش بین وان گام آرمیده

اوسکے لب دلکش اور خندہ پرآشوب کو دیکھ ‏ اوسکی خوش رفتاری اور ٹہر ٹہر کے چلنے کو غور کر

آن آہو سیه چشم از دام ما برون شد ‏ یاران چه چاره سازم با این دل رمیده

وہ سیہ چشم آہو ہماری بندش سے نکل گئے ‏ اے دوستو مین اس دل رمیده کا کیا علاج کرون

تا کی کشم عتاب از چشم نیمخوابت ‏ روزی کرشمه کن ای نور ہر دو دیده

مین تیری چشم نیم خواب سے کب تک عتاب اوٹھاؤن ‏ ای میری دونون آنکھون کے نور کسی دن تو کرشمہ کر

زنہار تا توانی اہل نظر میازار ‏ دنیا وفا ندارد ای یار برگزیده

جہانتک تجھسے ہوسکے ہرگز اہل نظر کو نہ ستا ‏ اے مقبول یار دنیا کو وفا نہین ہے

بس شکر باز گویم در بندگی خواجه ‏ گر اوفتد بدستم آن میوه رسیده

پہر تو خواجہ کی بندگی مین بہت سے شکر کرونگا ‏ اگر میرے ہاتھ وہ پکا ہوا پہل آجائے

خواجہ سے مرشد کامل بندگی سے خدمت یا چاکری میوہ رسیده سے وصل محبوب حقیقی مراد ہے یعنی اگر مرشد کامل کی غلامی کی بدولت وصال ہوجاے تو بہت شکر ادا کرون ۔

ہر بد که گفت دشمن در حق ما شنیدی ‏ یارب که مدعی را بادا زبان بریده

جو بری بات کہ دشمن نے ہمارے حق مین کہی تو نے سن لی ‏ یا اللہ مدعی کی زبان کٹی ہوئی ہو

گر خاطر شریفت رنجیده شد ز حافظ ‏ باز آ که توبه کردیم از گفته و شنیده

اگر تیری خاطر شریف حافظ سے رنجیدہ ہوئی ہے ‏ تو پہر آجا کہ ہم کہنے اور سننے سے توبہ کرتے ہین

یعنی ای محبوب اگر تیرا اگر امی دل حافظ کی شکایت سے رنجیدہ ہو گیا ہے تو تو پہر آجا کہ ... توبہ کرتا ہون کیا ہے ...

در صراحی مغان رفته بود آب زده ‏ نشسته و صدای شیخ ...

[illegible] ‏ [illegible] شیخ و شیار کے [illegible]

سبوکشان ہمہ بیارگہش بستہ کمر ولی ز طرف کلہ خیمہ بر سحاب زدہ

تمام سبوکش اسکی خدمت مین کمر بستہ تہے لیکن ٹوپی کے گوشہ سے آسمان پر خیمہ بنائے ہوئے تہے

یعنی مقام فیض کا دروازہ جاروب شدہ اور چہڑکاؤ کیا ہوا تہا اور اوسپر بیٹھکر مرشد کامل طالبان معرفت کو آوازین دے رہا تہا۔ سبوکش جنسے عشاق یا سالک مراد ہین مرشد کامل کی خدمت مین کمربستہ تہے۔ لیکن باوجود اس خدمتگذاری کے اونکا رتبہ آسمان کی برابر بلند تہا۔

فروغ جام وقدح نور ماہ پوشیدہ عذار مغبچگان راہ آفتاب زدہ

جام وقدح کی روشنی نے چاند کے نور کو چہپا دیا مغبچون کے عارضون نے آفتاب کی راہ لوٹی تہی

مغبچون سے سالک لوگ مراد ہین یعنی پیالہ اور قدح کی روشنی چاند پر فوقیت رکہتی تہی اور سالکو نکے چہرونکا نور آفتاب کو

گرفتہ ساغر عشرت فرشتۂ رحمت ز جرعہ بر رخ حور و پری گلاب زدہ

عشرت کا ساغر رحمت کے فرشتہ نے لیا اور گہونٹون سے حور و پری کے رخ پر گلاب کے چہینٹے مارے

ساغر عشرت سے شراب عشق کا ساغر اور فرشتۂ رحمت سے مرشد کامل اور حور و پری سے سالک لوگ مراد ہین یعنی مرشد کامل نے عشق و محبت کا ساغر بہرا اور تہوڑا تہوڑا حسب استعداد سالکون کو بہی مرحمت فرمایا۔ خلاصہ یہ کہ مستحقان حقائق و معارف سے مرشد نے مریدون کو فیضیاب کیا۔

ز شور عربدۂ شاہدان شیرین کار شکر شکستہ سمن ریختہ رباب زدہ

معشوقان شیرین کار کی لڑائی اور شور سے شکر بکہری پہول ٹوٹ گیا رباب پہٹ گیا

شاہدان شیرین کار سے وہی طالبان کمال مراد ہین یعنی حالت بیتابی مین طالبون نے ایسا شور اور دنگا مچایا کہ شکر بکہری رباب پہٹا اور گل ٹوٹ گیا۔

عروس بخت در آن حجلہ با ہزاران ناز کشیدہ وسمہ و بر برگ گل گلاب زدہ

عروس بخت نے اوس حجلہ مین ہزارون ناز کے ساتہ مہندی لگائی اور پہول کی پتی پر گلاب چہڑکا

کشیدہ وسمہ کا دوسرا نسخہ شکستہ گیسو بہی ہے۔ پہول کے پتے پر عرق گلاب چہڑکنے سے اوس عروس کے عارض کا پسینہ مین غرق ہونا مراد ہے۔

سلام کردم و با من بروی خندان گفت کہ ای خمارکش و مفلس شراب زدہ

سلام کیا اور مجہسے بخندہ پیشانی کہا کہ اے خمارکش اور مست مخمور مفلس

که کرد آنکه تو کردی بضعف همت و رای — ز کنج خانه شده خیمه بر خراب زده

ایسا کون کرتا ہے جیسا کہ تو نے ہمت و رای کی کمزوری کے سبب — اپنے گھر کے گوشہ کو چھوڑ کر شراب خانہ میں ڈیرہ ڈالا

وصال دولت بیدار ترسمت ندهند — که خفته‌ای تو در آغوش بخت خواب زده

میں ڈرتا ہوں کہ وصال اور دیدار کی دولت تجھکو نہ دیں — کیونکہ تیرا بخت خفتہ تیری آغوش میں سو رہا ہے

یعنی اوس عروس نے جس سے نصیب مراد ہے مجکو سلام کرکے بخندہ پیشانی کہا کہ ای محمود مفلس تو نے اپنے ضعف عقل سے وہ کام کیا جو کوئی نہیں کرتا کہ اپنے گھر کو چھوڑ کر میخانہ میں جس سے مقام عشق و محبت مراد ہے آگیا۔ مجھے ڈر ہے کہ تجکو وصال اور دیدار کی دولت نصیب ہوگی کیونکہ تیرا نصیب سو رہا ہے۔ بعض نے کنج خانہ سے عالم اطلاق اور خراب سے دنیا مراد لی ہے مگر ہماری رای میں کنج خانہ خانقاہ اور خرابات سے مقام عشق کا اشارہ ہے۔

فلک جنیبه کش شاه نصرت الدین است — بیا ببین ملکش دست در رکاب زده

آسمان شاہ نصر الدین کا خدمتگذار ہو جیو — آ دیکھ کہ فرشتہ نے اوسکی رکابداری کی

هلال تا که مگر نعل مرکبش گردد — ز بام عرش صدش بوسه بر تراب زده

ہلال نے اسلئے کہ شاید وہ اسکی مرکب کا نعل ہو جائے — بام عرش سے اوسکی خاک کی سیکڑوں بوسے لئے

خرد که ملهم غیب است بهر کسب شرف — ز روی صدق صدش بوسه بر جناب زده

عقل نے جو غیب کی ملہم ہے واسطے شرف حاصل کرنیکے — صدق کی وجہ سے اوسکی درگاہ کے سو بوسے لئے

بیا بمیکده حافظ که بر تو عرضه کنم — هزار صف ز دعاهای مستجاب زده

اے حافظ میخانہ میں آ کہ تجھپر خرچ کردوں — ہزار صفیں قبول شدہ دعاؤں کی

یعنی ای حافظ مجاز کو چھوڑ کر عشق حقیقی اختیار کر تا کہ ایک ہزار ایسی دعائیں جو مقبولیت کا درجہ پا چکی ہیں تیری پشت پناہ ہو جائیں

دوش رفتم بدر میکده خواب آلوده — خرقه تر دامن و سجاده شراب آلوده

کل میں میخانہ کے در پر خواب آلودہ چلا گیا — خرقہ تر اور دامن و جانماز شراب میں سنا ہوا

آمد افسوس کنان مغبچه باده فروش — گفت بیدار شو ای رهرو خواب آلوده

مغبچہ بادہ فروش افسوس کرتا ہوا آیا — کہا کہ ای مسافر نیند کے بھرے ہوئے جاگ

شست و شویی کن و آنگه بخرابات خرام — تا نگردد ز تو این دیر خراب آلوده

شست و شوئی کر اور اوسوقت خرابات میں جا — تا کہ تجھسے یہ دیر خراب آلودہ نہ ہو

یعنی کل مین خواب آلودہ خرقہ اور سجادہ شراب مین ڈوبے ہوے میخانہ کے در پر چلا گیا جب پیر مغان نے مجھے اس حال مین دیکھا تو افسوس کرتا ہوا نزدیک میری آیا اور کہنے لگا کہ ای نیند کے بھرے ہوے مسافر اس خواب غفلت سے جاگ اور اپنا ہونہ ہاتھ دھو کر مقام عشق و محبت مین جا تاکہ تجھسے یہ دیر خراب آلودہ نہو جای۔ دیر خراب سے وہی مقام عشق مراد ہے جسمین دنیاوی ملوثات سے پاک وصاف ہو کر جانیکا اشارہ کیا ہے۔

بھوای لب شیرین دہنان چند کنی | جوہر روح بیاقوت مذاب آلودہ
تو شیرین دہنون کے لب کی امید مین کب تک | جوہر روح کو یاقوت سرخ مین آلودہ کرتا رہیگا

یاقوت مذاب یعنی سرخ دانہ یاقوت جسکا اشارہ عاشق کے آنسوؤنکی طرف ہے یعنی تو محبوب کی ہجر مین کب تک خون کے آنسو گرای جائیگا اور لطیف جوہر کو اونسے ملوث کرتا رہیگا۔

بطہارت گذران منزل پیری و مکن | خلعت شیب بہ تشریف شباب آلودہ
منزل پیری کو طہارت مین گذار | اور بڑھاپے کے خلعت کو جوانی کے لباس آلودہ نکر

یعنی بڑھاپی کی آخری منزل کو طہارت اور صفائی مین طے کر اور جوانی کی ہوا و ہوس سے آلودہ نکر خلاصہ یہ کہ بڑھاپی مین جوانی کے کام مت کر

آشنایان رہ عشق درین بحر عمیق | غرق گشتند و نگشتند بآب آلودہ
راہ عشق کے آشنا اس بحر عمیق مین | غرق ہوگئے لیکن پانی مین آلودہ نہوئے

بحر عمیق سے عشق کا بحر مراد ہے یعنی جن لوگون نے کہ عشق اختیار کیا باوجود بہت سی تکلیف و مصیبت اوٹھانیکے بھی از عشق افشا نکیا

پاک و صافی شو و از چاہ طبیعت بدر آی | کہ صفائی ندہد آب تراب آلودہ
پاک و صاف ہو اور طبیعت کے چاہ سے نکل | کہ گندلا پانی صفائی نہین پایا کرتا

گفتم ای جان جہان دفتر گل عیبی نیست | کہ شود وقت بہار از می ناب آلودہ
مین نے کہا ای جان جہان دفتر گل عیب کی بات نہین ہے | کہ دفتر گل موسم بہار مین شراب ناب سے آلودہ ہو

گفت حافظ برو و نکتہ بیاران مفروش | آہ ازین لطف بانواع عتاب آلودہ
کہا کہ ای حافظ جا اور یارونکے ساتھ چال نکر | افسوس یہ لطف اور طرح طرح کے عتاب سے آلودہ

پہلا مصرع معشوق یا مرشد کی زبان سے ہے اور دوسرا خود حافظ صاحب کی زبان سے۔ یعنی میری باتین سنکر محبوب نے کہا کہ ای حافظ چلی جا تف کا ردن کو مگل نہ دے۔ اسپر حافظ فرماتے ہین کہ آہ یہ لطف و عنایت اور ایکقسم کے عتاب سے آلودہ۔ بہت اچھی معلوم ہوتی ہے

سحرگاہان کہ مخمور شبانہ | گرفتم بادہ با چنگ و چغانہ
سحر کے وقت رات بھر کی مخموری کے سبب | مین نے چنگ و چغانہ کی آواز پر شراب پی

نہادم عقل را ز زاد رہ از می | ز شہر ہستیش کردم روانہ
عقل کو شراب کی زاد راہ دیکر | مین نے اوسے ہستی کے شہر سے روانہ کر دیا

نگار می فروشم عشوہ داد | کہ ایمن گشتم از مکر زمانہ
مے فروش معشوق نے میری ساتھ عشوہ کیا | کہ مین زمانہ کی فکر سے بے فکر ہوگیا

نگار مے فروش سے مراد مرشد ہے اور عشوہ دادن بمعنی بیک اشارہ چشم بیخود کردن۔ یعنی مرشد کامل نے مجھے اسرار معرفت سے بیخود بناکر دنیا کی فکر سے بیخبر کر دیا۔

ز ساقی کمان ابرو شنیدم | کہ ای تیر ملامت را نشانہ
ساقی کمان ابرو سے مین نے سنا | کہ اے تیر ملامت کے نشانے

نہ بندی زان میان طرفی کمر وار | اگر خود را ببینی در میانہ
تو اس کمر بندی سے کوئی فائدہ نہ اوٹھائیگا | اگر اپنے آپ کو درمیان مین دیکھیگا

برو این دام بر مرغ دگر نہ | کہ عنقا را بلندست آشیانہ
اس دام مین جا کر مرغ کو پکڑ و گرنہ | عنقا کا آشیانہ بہت بلند ہے

ساقی کمان ابرو سے مرشد اور مرغ یا عنقا سے محبوب حقیقی مراد ہے یعنی مجھے مرشد کامل نے کہا کہ اے عاشق اگر تو اسے چاہتا ہے (حصول معرفت کے لیے اپنی کمر باندھتا ہے) تو اپنے آپ کو درمیان مین نجان یعنی عاشق و معشوق دو دو چیزین نہ سمجھ الگ دوئی رکھیگا اور درمیان سے نہ اوٹھ جائیگا (فنا نہو جائیگا) تو محبوب حقیقی سے واصل نہوگا کیونکہ دوئی رکھنے والے سے وہ بہت دور رہتا ہے۔

ندیم و مطرب و ساقی ہمہ اوست | خیال آب و گل در رہ بہانہ
مصاحب اور مطرب اور ساقی سب کچھ وہی ہے | اور راہ مین آب و گل کا خیال حرف بہانہ ہے

کہ بندد طرف وصل از حسن شاہی | کہ با خود عشق ورزد جاودانہ
وہ کون ہے کہ جو شاہ کے حسن سے فائدہ اوٹھائے | جب تک کہ ہمیشہ کیواسطے اپنا عشق اختیار نکرے

یعنی جب سب کچھ وہی ہے اور ہم من کو درمیان مین دخل نہین تو جب تک عاشق خود اپنا عشق نکرے گا

اوسوقت تک حسن معشوق حقیقی سے کوئی فائدہ نہین اوٹھا سکتا۔

بدہ کشتی می تا خوش بر آئیم — ازین دریای ناپیدا کرانہ
کشتی شراب دے تاکہ ہم عمدہ طور پر — اس دریاے ناپیداکنار سے نکل آئین

دریاے ناپیداکنار کا اشارہ عالم اجسام کی طرف ہی اور دی کا مخاطب مرشد یعنی ای مرشد معرفت حق تلقین فرمایا حقیقت کی کشتی عطا کر تاکہ اوسکے ذریعہ سے عالم ناسوت سے نکلکر عالم لاہوت مین اپنی منزل مقصود تک بآرام تمام ہو پہنچ جاؤن۔ دریا اور کشتی کی رعایت ظاہر ہے۔

سرا خالیست از بیگانہ می نوش — کہ نبود جز تو اے مرد یگانہ
نیز سے گھر خالی ہے۔ شراب اوڑا — اے مرد یگانہ سوای تیرے اور کوئی نہین ہے

وجود ما معمائیست حافظ — کہ تحقیقش فسون است و فسانہ
اے حافظ ہمارا وجود معما ہے — کہ اوسکی حقیقت قصہ اور افسانہ ہے

یعنی اے حافظ ہمارا وجود محض ایک معما ہے کہ جسکی اصلیت قصہ و افسانہ سے کم نہین جو کچھ ہے وہ ہی ذرہ ہی ہوا اور وہ ہی ہوگا۔ بمصداق الانسان سری و انا سرہ الانسان۔ یعنی انسان میرا بھید ہو اور مین انسان کا بھید ہون تو بس انسان کچھ نہین ہے جو کچھ ہے وہ ہی ہے۔

عید است و موسم گل ساقی بیار بادہ — ہنگام گل کہ دیدست بی می قدح نہادہ
عید ہے اور موسم گل ہی اے ساقی شراب لا — بہار کا موسم بلا شراب اور پیالے کے کسنے دیکھا ہے

یعنی ای ساقی عید بھی ہی اور موسم بہار بھی گویا دوہری خوشی ہی بس تو جلد شراب لا کیونکہ موسم بہار کو بلا شراب و قدح کسی نے دیکھا ہوگا۔

این زہد و پارسائی بگرفت خاطر من — ساقی پیالہ دہ تا دل شود کشادہ
اس زہد و پارسائی سے میرا دل ملول ہے — ساقی پیالہ دے تاکہ دل کشادہ ہو جائے

واعظ کہ دی نصیحت میکرد عاشقان را — امروز دیدمش مست تقوی بباد دادہ
جو واعظ کہ کل عاشقون کو نصیحت کرتا تھا — آج مین نے اوسکو مست شراب تقوی کو برباد کیے ہوئے پایا۔

این یکدو روز دیگر گل را غنیمتی دان — گر عاشقی طرب کن با ساقیان سادہ
دو ایک روز اور گل کو غنیمت جان — اگر تو عاشق ہے تو صد ا ساقیونکے ساتھ عیش اوڑا

ساقیان سادہ سی عارفان کامل مراد مین جوکہ لوح دلکو نقش ما سوی اللہ سے سادہ رکھتے ہین۔ اور کسی قسم کا تصنع نہین کرتے۔

در مجلس صبوحی دانی چہ خوش نماید ❊ عکس عذار ساقی بر جام می فتادہ

تو جانتا ہے کہ مجلس صبوحی میں کیا چیز اچھی معلوم ہوا کرتی ❊ رخسار ساقی کا عکس شراب کی پیالہ میں پڑا ہوا اچھا معلوم

گل رفت ای حریفان غافل چرا نشینید ❊ بی بانگ رود و چنگ بی یار و جام بادہ

ای حریفو بہار آخر ہوئی کسلئے بیخبر بیٹھے ہو ❊ بغیر رود و چنگ کی آواز کے اور بلا یار و جام شراب کے

مطلب یہ کہ ای ہمنشینو بہار کا زمانہ لدگیا اب تم کسلئے سست بیٹھے ہو رود و چنگ کی آواز اور یار و جام شراب کے لطف اوٹہاؤ یعنی زمانہ کو قیام نہیں ہے جسقدر عیش کیا جاسکے کرلو۔

مطرب چو پردہ سازد شاید اگر بخواند ❊ از طرز شعر حافظ در بزم شاہزادہ

مطرب جب پردۂ ساز کو درست کرے تو اسکو چاہئے ❊ کہ حافظ کی طرز کے شعر شاہزادہ کی بزم میں پڑہے

معنوی طور پر بزم شاہزادہ سے محبوب حقیقی کی مجلس مراد ہے اور مطرب سے کنایہ مرشد کی جانب۔ باقی مطلب ظاہر ہے۔

عیشم مدام است از لعل دلخواہ ❊ کارم بکام است الحمد للہ

مجکو لب معشوق سے ہمیشہ عیش حاصل ہے ❊ اللہ کا شکر کہ میرا مقصد پورا ہو رہا ہے

ای بخت سرکش تنگش بہ بر کش ❊ گہ جام زر کش گہ لعل دلخواہ

اے سرکش نصیب اوسکو اچھی طرح بغل میں لیلے ❊ کبھی جام زر کش کا بوسہ لے اور کبھی لب کا

ما را بمستی افسانہ کردند ❊ پیران جاہل شیخان گمراہ

ہمکو مست مشہور کردیا ❊ جاہل پیروں اور گمراہ شیخوں نے

از قول زاہد کردیم توبہ ❊ وز فعل عابد استغفر اللہ

ہم زاہد کے قول سے توبہ کرتے ہیں ❊ اور عابد کے فعل سے اللہ بچائے

جانا چہ گویم شرح فراقت ❊ چشمی و صد نم جانی و صد آہ

اے جان تیری جدائی کا کیا حال بیان کروں ❊ ایک آنکھ سے سیکڑوں آنسو ایک جان سے سو آہیں نکلا کرتی ہیں

کافر مبیناد این غم کہ دیدست ❊ از قامتت سرو از عارضت ماہ

یہ غم کافر کو بھی خدا نہ دکھائے ❊ جو کہ تیرے قد سے سرو نے اور تیرے عارض سے ماہ نے دیکھا ہے

رو بر نتابم از راہ خدمت ❊ سر بر ندارم از خاک درگاہ

راہ خدمت سے منہ نہ پھیروں گا ❊ درگاہ کی خاک سے سر نہ اوٹھاؤں گا

از صبر عاشق خوشتر نباشد — صبر از خدا خواہ صبر از خدا خواہ

عاشق کے لئے صبر سے کوئی چیز اچھی نہیں — خدا سے صبر طلب کرنا چاہئے

زلق ملمع زنار راہ است — صوفی نداند این رسم و این راہ

مکر کا جبہ راہ کے لئے زنار ہے — صوفی اس راہ و رسم کو نہیں جانتا

مطلب یہ کہ مکر کا جبہ پہننا راہ طریقت میں ایسا ہے کہ جیسا زنار پہننا اسلئے صوفی کو مکر کا جبہ نہیں پہننا چاہئے ورنہ وہ اسمیں اولجھکر راہ طریقت سے باز رہیگا۔

دی شب سروش خوش بود وقتم — از وصل جانان صد لوحش اللہ

کل رات اوسکے سامنے میرے لئے اچھا وقت تھا — وصل جانان سے صد تحسین وصد آفرین

لوحش اللہ بفتح لام وحاء مہملہ ہے یہ لفظ اصل میں لااوحشہ اللہ تہا یعنی خدا تعالیٰ اوسکو وحشت ندی۔ مگر اہل فارس اسکو تعظیم و استعجاب کے وقت خواہش اور تحسین کے معنون مین استعمال کرتے ہین۔ چنانچہ کہا کرتے ہین ابروے فلان صد لوحش اللہ یعنی سو آرزو وسو تحسین اور غیاث اللغات مین لوحش اللہ کو کلمۂ دعا لکہا ہے اور اس شعر مین کلمۂ دعائیہ ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ صد لوحش اللہ کی دعا وصل جانان کو دی گئی ہے۔

شوق رخت برد از یار حافظ — ورد شبانہ درس سحرگاہ

تیرے رخ کے شوق نے حافظ کو بہلا دیا — رات کا وظیفہ اور صبح کا قرآن پڑہنا

یعنی تیری صورت کی یاد مین حافظ رات کا وظیفہ اور صبح کی قرآن خوانی دونون بہول گیا۔

گر تیغ بارد در کوی آن ماہ — گردن نہادیم الحکم للہ

اگر اوس ماہ کے کوچہ مین تلوار چلتی ہو — تو ہم گردن رکہدین پہر جو مرضی مولیٰ

من رند و عاشق انگاہ توبہ — استغفر اللہ استغفر اللہ

مین رند عاشق ہون اور ایسی حالتمین توبہ — استغفر اللہ یہ تو مجہسے نہو سکیگا

آئین تقوی ما نیز دانیم — اما چہ چارہ با بخت گمراہ

پرہیزگاری کے قاعدے ہم بہی جانتے ہین — لیکن بخت گمراہ سے کیا چارہ

یعنی تقوی کے طریقہ سے ہم بہی خوب واقف ہین مگر بخت گمراہ سے کیا زور کہ جو ہمیشہ ہمین گناہون مین مبتلا کرتا ہے۔ اور تقوی کا پابند نہین ہونے دیتا۔

ما شیخ و زاہد کمتر شناسیم — یا جام بادہ یا قصہ کوتاہ

ہم شیخ و زاہد کو نہیں جانتے — یا جام شراب پی لیا یا قصہ کوتاہ کیا

مہر تو عکسے بر ما نیفگند — آئینہ رویا آہ از دلت آہ

تیری محبت نے ہم پر کبھی عکس نہ ڈالا — اے آئینہ رو تیرے دل سے افسوس ہے

آئینہ رویا مین الف ندا کا ہے یعنی اے محبوب تونے کبھی اپنی محبت ہم پر مبذول نہ کی یا اپنے آفتاب سے چہرہ کا سایہ کبھی نہ ڈالا لہذا ہمین تیری سخت دلی پر افسوس ہے کہ تو باوجود خوبصورت ہونیکے سنگدل ہے۔

الصبر مر و العمر فان — یا لیت شعری حتیٰ م القاہ

صبر تلخ اور عمر فانی ہے — اے کاش مجکو معلوم ہو جاتا کہ اس سے کب ملاقات ہوگی

لفظ حتیٰ م اصل مین حتیٰ ما تہا لیکن تخفیف کی غرض سے الف کو حذف کر دیا گیا جس سے صرف م رہ گیا یعنی صبر کرنا مشکل ہے اور عمر فانی کیا اچھا ہوتا اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ محبوب کی ملاقات کب میسر ہوگی سے تیرے وعدہ پر منتظر رہتے اور صبر کرتے۔ اگر اپنی زندگی کا ہمین اعتبار ہوتا۔ خلاصہ یہ کہ زندگی فانی نہوتی تو صبر کی تلخی بھی برداشت کر لیتے

عاشق مخور غم گر وصل خواہی — خون بایدت خورد در گاہ بیگاہ

اے عاشق اگر وصل چاہتا ہے تو غم نکہا — بلکہ تجکو وقت بیوقت اپنے دل کا خون پینا چاہئے

حافظ نبودی اینگونہ بیدل — گر می شنیدی پند نکوخواہ

اے حافظ تو ایسا بیدل نہوتا — اگر اپنے خیرخواہ کی نصیحت سن لیتا

یعنی اے حافظ اگر تو اپنے خیرخواہ کی نصیحت مان جاتا اور عشق نکرتا تو ایسا بیدل نہوتا جیسا کہ ہجر جانان مین ہو رہا ہے۔

ماہ من پردہ بر انداختہ یعنی چہ — مست از خانہ برون تاختہ یعنی چہ

اے میرے چاند تونے رخ سے پردہ کیسلئے ہٹا دیا — حالت مستی مین گہر سے باہر دوڑ آیا یہ کیا کیا

شاہ خوبانی و منظور گدایان شدہ — قدر این مرتبہ نشناختہ یعنی چہ

خوبون کا شاہ ہوکر فقیرون کا منظور نظر ہوا — اس مرتبہ کی قدر تونے کیسلئے نہ پہچانی

زلف در دست صبا گوش بہ پیغام رقیب — اینچنین با ہمہ درساختہ یعنی چہ

زلف صبا کے ہاتہہ مین اور کان رقیب کی بات پر — یہ تونے کیا کیا کہ اسطرح اوس سے موافقت کی

یعنی اے دوست تونے اپنی زلف کو صبا کی ہاتہہ مین دیکر اور رقیب کے پیغام پر کان لگایا۔ ایسی موافقت غیروں سے کرنا کیا معنی۔

نہ سر زلف تو اول بدستم دادی — بازم از پای در انداختہ یعنی چہ
کیا تو نے اول خود اپنی زلف میرے ہاتھ مین نہین دی — پہر مجہے پاؤن کے نیچے ڈالا یہ کیا کیا

مطلب یہ کہ ای معشوق اول تو نے اپنے لطف کا امیدوار کر کے پہر نا امید کر دیا یہ کیا کیا اور اس تلون مزاجی کے کیا معنی ہین

سخن رمز دہان گفت و کمر سر میان — وز میان تیغ بما آختہ یعنی چہ
تیرے سخن نے دہن کا بہید بتایا اور پٹکہ نے کمر کا — اسکے سبب تو نے تلوار ہم پر کہینچی یہ کیا کیا

یعنی تیرا سخن اور تیرا پٹکہ جو تیرے دہن اور کمر کا ثبوت دینے والے یار ہے یہ ہوا اگر قصور تہا تو اونکا تہا اونہون نے دہن اور کمر کا بہید آشکارا کر دیا تو نے مجہپر کیون تلوار کہینچی اسمین میرا کیا قصور۔

ہر کس از مہرۂ مہر تو بنقشی مشغول — عاقبت با ہمہ در باختہ یعنی چہ
ہر شخص تیری محبت کے مہرہ سے کسی نہ کسی طرح کہیل رہا ہے — مگر انجام تو نے سب کو ہرا دیا یہ کیا کیا

خلاصہ یہ کہ جو جو تیری محبت کا کہیل کہیل رہے تہے تو نے اون سب کو ہرا دیا یعنی کسی کے ساتہ وفا نکی۔

حافظا در دل تنگت چو فرود آمد یار — خانہ از غیر نپرداختہ یعنی چہ
اے حافظ جب تیرے دل تنگ مین یار نزول کرے — تو تو نے گہر کو غیر سے کیون خالی نکیا یہ کیا کیا

یعنی اے حافظ جب معشوق حقیقی نے تیرے دل مین جو نہایت تنگ جگہ تہی جلوہ گری فرمائی تو تو نے اوسکو اسوا سے کیون خالی نکر دیا کیونکہ اوسمین دو کی جگہ نہ تہی۔

نصیب منست چو خرابات کردہ است الہ — درین میانہ بگو زاہدا مرا چہ گناہ
جب میری قسمت مین خدا نے خرابات کر دی ہے — اے زاہد تو ہی بتا کہ اسمین میرا کیا قصور

کسی کہ از ازلش جام می نصیب افتاد — چرا بحشر کنند این گناہ را درخواہ
جسکے نصیب مین کہ ازل ہی سے جام شراب آیا ہو — تو اوس سے حشر مین اس گناہ کی بازپرس کیون ہو

بگو بزاہد سالوس خرقہ پوش دورو — کہ دست زرق دراز است و آستین کوتاہ
مکار زاہد ریا کے خرقہ پوش سے کہدو — کہ مکر کا ہاتہ دراز ہے اور آستین چہوٹی

چونکہ جبہ کی آستینین چہوٹی ہوتی ہین اور ہاتہ کہلے رہتے ہین اسلئے کہتے ہین کہ زاہد ریائی سے کہدو کہ مکر کا ہاتہ تو لمبا ہے اور آستین چہوٹی یہ کیا طرفہ تماشہ کر رکہا ہے۔ مکر کا ہاتہ لمبا ہونیسے مکر مین زیادتی کی طرف اشارہ ہے یعنی زاہد ریاکار کے خرقہ کی آستینین گو چہوٹی ہین مگر مکر تو اوسکا دور تک پہیلا ہوا ہے۔

تو خرقہ را ازبرای ہوا ہمی پوشی　　کہ تا بزرق بری بندگان حق از راہ

تو خرقہ کو حرص کے سبب پہنتا ہے　　تاکہ مکر سے بندگان خدا کو راہ سے علیحدہ کرے

غلام ہمت رندان بی سر و پا ہم　　کہ ہر دو کون نیرزد بہ پیش شان یک کاہ

میں بے سروسامان رندوں کی ہمت کا غلام ہوں　　کہ دونوں جہان اونکے سامنے ایک تنکے کی برابر نہیں

مراد من بخرابات چونکہ حاصل شد　　دلم ز مدرسہ و خانقاہ گشت سیاہ

چونکہ میری مراد خرابات سے حاصل ہوئی　　اسلئے میرا دل خانقاہ اور مدرسہ سے سیاہ ہو گیا اوڑ گیا

یعنی چونکہ میری مراد مقام عشق و محبت سے بر آئی اسلئے میرا دل مدرسہ کے زق زق بق بق سے اور خانقاہ کی ہوحق سے ٹوٹ گیا کیونکہ ہر دو جگہ سوای مکر و تزویر کے میں نے کچھ نہیں پایا۔

برو گدای در ہر گدای شو حافظ　　تو این مراد نیابی مگر بشی ء للہ

او حافظ جا اور ہر فقیر کے در کا فقیر بن　　تو یہ مراد نہ پائیگا مگر لفظ "شیء للہ" سے

گدا سے عارف کامل مراد ہے یعنی ای حافظ تو عارف کامل کے در کی گدائی کر۔ اگر تو خدا کے فقیروں سے طلب نکریگا یعنی یہ نہ کہیگا کہ خدا کیواسطے کچھ دو اس وقت تک اپنی مراد کو نہ پہونچیگا۔

وصال او ز عمر جاودان بہ　　خداوندا مرا آن دہ کہ آن بہ

اوسکا وصال عمر جاودان سے اچھا ہے　　ای خدا مجکو وہ عنایت کر جو سب سے بہتر ہو

اس شعر میں وصال محبوب طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وصل معشوق عمر جاودان سے اچھا پھر یہ آرزو کرتے ہیں کہ یا اللہ مجکو وہ چیز دے جو سب سے اچھی ہو وہ کیا وصال معشوق۔

بہ شمشیرم زد و با کس نگفتم　　کہ راز دوست از دشمن نہان بہ

مجھے تلوار سے قتل کیا اور میں نے کسی سے نہ کہا　　کہ دوست کا راز دشمن سے چھپانا بہتر ہوتا ہے

شبی میگفت چشم کس ندیدست　　ز مروارید گوشم در جہان بہ

ایک رات (معشوق) کہتا تھا کہ کسی آنکھ نے　　میرے کان کے موتیوں سے اچھے موتی جہان میں نہ دیکھے ہونگے

دلا دائم گدای کوی او باش　　بحکم آنکہ دولت جاودان بہ

اے دل ہمیشہ اوسکے کوچہ کا فقیر بنا رہ　　اس حکم کی بموجب کہ دولت جاودانی اچھی ہوتی ہے

چونکہ خدا کا عشق دولت جاودانی ہے اسلئے فرماتے ہیں کہ ای دل عشق محبوب حقیقی کیے جا کیونکہ دولت وہ ہی اچھی جو ہمیشہ رہے۔

بخلدم زاہد دعوت مفرمائی | که این سیب زنخ با بوستان به
اے زاہد مجھکو جنت کی طرف نہ بلا | کہ یہ سیب زنخدان باغ جنت سے اچھا ہے

اس سیب زنخدان سے معشوق کا سیب زنخدان مراد ہے یعنی نقد کو ادھار پر ہمیشہ ترجیح ہوا کرتی ہے بمصداق عصفور فی یدک خیر من الکرکی فی الھواء یعنی ہاتھ آئی ہوئی چڑیا اوس کلنگ سے بہتر ہے جو ہوا میں اڑتی ہو

بداغ بندگی مردن بدین در | بجان او که از ملک جہان به
بندگی کے داغ میں اس در پر مرنا | قسم اوس جان کی کہ جو ملک جہان سے اچھی جانتا ہے

گلی کان پایمال سرو ما گشت | بود خاکش ز خون ارغوان به
وہ گل کہ جو ہمارے سرو قد کا پایمال ہو گیا ہو | اوسکی خاک ارغوان کے خون سے اچھی ہے

خدا را از طبیب من بپرسید | که آخر کی شود این ناتوان به
خدا کے لئے میرے طبیب سے پوچھو | کہ آخر کب تک یہ مریض چنگا ہو جائے گا

جوانا سر متاب از پند پیران | که رای پیر از بخت جوان به
اے جوان بڈھوں کی نصیحت سے سرتابی نکر | کہ بزرگ کی راے جوانوں کے نصیب سے اچھی ہوتی ہے

اگرچه زنده رود آب حیات ست | ولی شیراز ما از اصفهان به
گو زندہ رود آب حیات ہی سہی | تاہم ہمارا شیراز اصفہان سے اچھا ہے

زندہ رود اصفہان میں ایک ندی کا نام ہے یعنی اگرچہ وہاں کی زندہ رود آب حیات کا حکم رکھتی تو بھی ہمارا شیراز اصفہان سے اچھا ہے۔

سخن اندر دہان دوست گوہر | ولیکن گفتۂ حافظ از ان به
اگرچہ دوست کے مونہ کی بات موتی سمجھی جاتی ہے | لیکن پھر بھی حافظ ہی کا کلام اچھا ہے

یعنی اگرچہ معشوق کے مونہ کی نکلی ہوئی باتیں موتی ہیں تولنے کی قابل ہوں تاہم حافظ کا کلام جس سے شاعری مراد ہے اوس سے اچھا ہے

آن غالیه خط گر سوی ما نامه نوشتی | گردون ورق ہستی ما در ننوشتی
وہ غالیہ خط اگر ہمیں خط لکھتا | تو آسمان ہماری ہستی کے ورق کو نہ اولٹ دیتا

غالیہ خط معشوق کی صفت ہے یعنی اگر معشوق ہمارے نام خط بھیجتا تو ہم اوسکی خبر نہ ملنے اور درد ہجر کے باعث مر جاتے۔ خلاصہ یہ کہ ہمارے مرنیکا سبب اوسکا خط ہی نہ لکھنا ہے۔

هر چند که هجران ثمر وصل بر آرد　دهقان ازل کاشکی این تخم نکشتی
ہر چند کہ ہجر کا درخت وصل کا ثمر لاتا ہے　کیا اچھا ہوتا اگر کاشتکار ازل اسکے تخم ہی کو نہ بوتا
کاشتکار ازل سے خدائے تعالیٰ مراد ہے - مطلب یہ کہ گو درخت ہجر پر وصل کا ثمر آتا ہے یعنی ہجر سے وصل ہوجاتا ہے تاہم کیا اچھا ہوتا کہ ہجر پیدا ہی نہ ہوتا۔

آمرزش نقد است کسی را که ازینجا　یار است چو حوری و سرای چو بهشتی
یہ کسی کے لئے نقد انعام ہے کہ اس جگہہ　یار مانند حور کی ہے اور مکان مانند بہشت کی
یعنی جس کسی کو مرنیکے بعد عقبیٰ میں حور و بہشت ملینگی تو گویا یہ انعام ادھار ہے نقد انعام وہ ہی ہے کہ جس شخص کو دنیا میں ہی حور لقا یار اور بہشت کا سا مکان نصیب ہے۔

مفروش بباغ ارم و نخوت شداد　یک شیشهٔ می صاف بنی لب کشتی
باغ ارم اور شداد کی نخوت نہ دکہلا　ایک شیشہ شراب صاف کا کشتی سے پی
تنها نه منم کعبهٔ دل بتکده کرده　در هر قدمی صومعه هست کنشتی
ایک میں ہی نہیں ہوں کہ جسنے کعبۂ دل کو بتخانہ بنایا ہے　دیر و عبادت خانہ ہر ہر قدم پر موجود ہیں
یعنی صرف میرا ہی دل ایسا نہیں ہے کہ جو صورت معشوق کے تصور سے بتخانہ بنا ہے بلکہ صومعہ اور دیر ہر ہر جگہ موجود ہیں تو پھر میں ہی قابل ملامت کیوں ہوگیا۔

در مصطبهٔ عشق تنعم نتوان کرد　چون بالش زر نیست بسازیم بخشتی
کیا شرابخانۂ عشق میں آرام نہیں کیا جا سکتا　اگر ہمارے پاس زرین تکیہ نہیں ہے تو اینٹ کا تکیہ لیلینگے
کلک تو که مریزاد زبان شکریش　مهر از تو ندیدار نه جوابی ننوشتی
تیرا قلم کہ اوسکی شکرین زبان شکستہ نہو　تجھے محبت نہ دیکھی اسلئے جواب نہ لکھا
مریزاد زبان شکریش جملہ معترضہ دعائیہ ہے گویا عاشق معشوق کے قلم کو دعا دیتا ہے کہ خدا کرے تیرے قلم کی زبان شکستہ نہو اوسنے میرے نامہ کا جواب اسلئے نہ لکہا کہ تجھیں بوئے محبت نہ آئی اگر محبت پاتا تو ضرور جواب لکھتا۔ لہذا میں قلم کو دعا ہی سے یاد کرونگا۔

معمار وجود ار نه زدی رنگ تو از عشق　در آب محبت گل آدم نه سرشتی
اگر وجود کا معمار تیرے رنگ کو عشق سے نہ رنگتا　تو آدم کی مٹی کو محبت کے پانی سے ہی نہ سانتا

تا کی غم دنیای دنی ای دل نادان
حیف است ز خوبی که شود عاشق زشتی

ای نادان دل دنیای دنی کا غم کب تک
افسوس ہی کہ خوبی کو چھوڑکر برائی کا عاشق ہو

آلودگی خرقه خرابی جهان ست
کو راهروی پاک دلی خوب سرشتی

خرقہ کی آلودگی جہان کی خرابی سے
پاک دل اور نیک خصلت راہرو کہان ہی

از دست چرا هشت سر زلف تو حافظ
تقدیر چنین بود چه کردی که نهشتی

حافظ نے تیری زلف کو کیون چھوڑ دیا
تقدیر یون ہی تھی اگر نہ چھوڑتا تو کیا کرتا

حافظ صاحب افسوس کرتے ہین کہ ای محبوب حقیقی حافظ نے تیری زلف کو کیون چھوڑ دیا یعنی وہ تجھسے جدا ہوکر دنیا مین کیون آیا پھر خود ہی جواب دیتے ہین کہ تیری مرضی یون ہی تھی اگر نہ آتا تو کیا کرتا۔

اتت روائح رند الحمی و زاد غرامی
من المبلغ عنی الی سعاد سلامی

جنگل کے درختون سی خوشبو آئی اور میری شیفتگی کو بڑھایا
کون ہی کہ جو میرا سلام معشوق تک پہونچا دے

رندیا رند بالفتح ایک خوشبودار درخت کو کہتے ہین۔ سعاد نام معشوقہ جس سے یہان صرف معشوق ذہنی مراد ہی اور مطلب یہ کہ جنگل کے خوشبودار درخت سی میری دماغ مین مہک پہونچی جس سے میرا شوق بھڑک اوٹھا یعنی محبوب آرہا ہے اور میری فریفتگی زیادہ ہوگئی ہی بس کوئی ایسا ہی کہ جو اوسکی خدمت مین میرا سلام پہونچادے۔

پیام دوست شنیدن سعادتست و سلامت
فدای خاک در دوست باد جان گرامی

دوست کا پیام سننا نیکبختی اور سلامتی ہے
جان گرامی یار کے در کی خاک ہوجائے تو اچھا

بیا بشام غریبان و آب دیده من بین
بسان باده صافی در آبگینه شامی

آ غریبونکی شام کو اور میری آنسوون کو دیکھ
کہ جیسے صاف شراب شامی آبگینہ مین ہوتی ہی

اذا تغرد عن ذی الاراک طائر خیر
فلا تفرد عن روضها انین حمامی

جس وقت کہ ذی الاراک سے طائر خیر قریب آوے
تو اوسکے روضون سے میرے کبوترونکا نالہ دور ہوجیو

اراک پیلو کے درخت کو کہتے ہین اور ذی الاراک یعنی صاحب اراک چونکہ لیلی ایک صحرا نشین قوم سے تھی اسلئے مجنون لیلی کیواسطے اراک لاجاتا تھا مگر اس موقع پر ذی الاراک سے مطلق معشوق مراد ہی اور مطلب یہ ہی کہ اگر طائر خیر یعنی مرشد کامل اب تو اوس ذی الاراک مقام محبوب کے قریب ہوجاے تو ہمارے کبوترونکی باتون یعنی دونون آنکھونکی زاری کو جو وہ ہجر مین کرتی ہین اوسکے روضون کے مقام سے دور نہونے دیجیو۔ خلاصہ یہ کہ ہماری شوق و نیاز کو اوسکے حضور تک ضرور پہونچا دیجیو۔

خوشا ہمی کہ در آئی و گوئیت بسلامے
قدمت خیر قدوم و نزلت خیر مقامی

وہ کیا اچھا وقت ہے کہ تو آئے اور مین تجھکو سلام کہون
تیرا آنیکا خیر مقدم اور بہترین جگہ نزول فرمانیکی مبارکباد

بسی نماند کہ روز فراق ما بسر آید
رایت من ہضبات الحمی قباب خیام

فراق کے دن ختم ہونیکو عرصہ نہین رہا ہے
کیونکہ مین نے ہضبات الحمی مین خیمے استادہ دیکھے

ہضبات الحمی چٹیل میدان یا کنارہین کو کہتے ہین جو خیمہ نصب کرنیکے واسطے مناسب تجویز کیجائے۔ بعض نے ہضبات الحمی سے مقام محبوب مراد لیا ہے بہرحال خواجہ اپنے دلکو تسکین دیکر کہتے ہین کہ ایام فراق کے دن ختم ہو چلے اور ایام وصال قریب ہین دوست آگیا اور مین نے چٹیل میدان مین اوسکے خیمون کو استادہ دیکھ لیا۔

اگرچہ ہیچ نیم در خور ہوای تو شاہا
زہے کار صوابم قبول کن بغلامی

اگرچہ مین شاہو ن کی خدمت کے بالکل لائق نہین ہون
تو مجھے اپنی غلامی مین از راہ صواب ہی قبول کر

امید ہست کہ زودت بکام خویش ببینم
تو شاد گشتہ بفرماندہی و من بغلامی

امید ہے کہ جلد تجھے اپنے کام مین دیکھون
تو بادشاہی مین شاد ہو اور مین تیری غلامی مین

بعدت منک و قد صرت ذائبا کہلال
اگرچہ روی چو ماہت ندیدہ ام بتمامی

مین تجھسے دور ہو کر بیشک ہلال کیطرح لاغر و ناتوان ہو گیا
اگرچہ مین نے تیرا چاند سا مکھڑا پوری طرح نہین دیکھا

وان دعیت بخلد و صرت ناقض عہد
فما تطیب نفسی وما استطاب منامی

اور اگر مین عہد توڑنیوالا ہون تو مجھکو خیر مین کیہدین
نہ میرا نفس پاک ہوا اور نہ نیند خوش آئے

چو سلک در خوش آمد شعر نظم تو حافظ
کہ گاہ لطف سبق می برد ز نظم نظامی

حافظا تیری شعر کی نظم دُر آبدار کی لڑی کی مانند ہے
کہ کبھی کبھی نظامی کی نظم پر سبقت کا لطف لیجاتی ہے

یعنی اے حافظ تیری شعر کی نظم در آبدار کی لڑی کی طرح ہے اور کبھی کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیری یہ نظم نظامی کی نظم پر بھی سبقت لیگئی

اکنون کہ در گل یار چمن شد چو بہشتی
ساقی چہ ی گلگون بطلب بر لب کشتی

اب کہ پھر چمن مین گل بہشت کے گل کی کھلا ہے
اے ساقی مے گلگون لب کشتی پر طلب کر

زنگ غم ست از دل می گلرنگ زداید
بشنو کہ چنین گفت مرا پاک سرشتی

تیری غم کی زنگ کو گلرنگ شراب دور کرتی ہے
سن کہ مجھسے یہ بات پاک سرشتی نے کہی ہے

یعنی یہ امید مجھکو پاک سرشتی نے جتلایا ہے کہ گلرنگ دا اسکے غم کی زنگ کو صاف کر دیتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ دلپر جو غم کا

رنگ لگجائے وہ شراب سے صاف ہوجاتا ہے۔

گر محتسبت بر کدو بادہ زند سنگ — بشکن تو کدوی سر او نیز بخشتی

اگر محتسب تیری شراب کے توبنے پر پتھر مارے — تو تو بھی اوسکے سر کا کدو اینٹ سے توڑ دے

جہل من و علم تو فلک را چہ تفاوت — آنرا کہ بصر نیست چہ خوبی و چہ زشتی

میرا جہل اور تیرا علم آسمانکے لئے فرق نہیں رکھتا — جسکو کہ بینائی نہیں اوسکے لئے کیا خوبصورتی اور کیا بدصورتی

یعنی اے زاہد خشک میرا جہل اور تیرا علم آسمان کے نزدیک دونوں یکساں ہیں کیونکہ وہ بینائی نہیں رکھتا پس جو اندھا بے بصر ہو اوسکے لئے خوبصورتی اور بدصورتی دونوں برابر ہیں اسیطرح آسمانکے لئے میرا جہل اور تیرا علم بھی یکساں ہیں

زاہد نکنم نسیہ حکایت کہ بنقدم — ترکیست چو با حوری و سرای چو بہشتی

اے زاہد میں ادھار کی بات نہیں کرتا کہ میرے لئے نقد — معشوق مثل حور کی اور گھر مثل بہشت کے

بر خاک رہ خواجہ کہ ایوان کمالست — گر بالش زر نیست بسازیم بخشتی

صاحب کی راہ کی خاک کہ ایوان کمال ہے — اگر زر کا تکیہ نہیں ہے تو ہم اینٹ کا بنالیں گے

ترسا بچہ دوش ہمیگفت کہ حافظ — حیفست کہ ہر دم کند آہنگ کنشتی

کل ترسا بچہ کہہ رہا تھا کہ افسوس حافظ — ہر وقت ارادہ کنشت کا کرتا رہتا ہے

یعنی کل ترسا بچہ کہتا تھا کہ حافظ ہر وقت کنشت میں آنیکا ارادہ کیا کرتا ہے مسلمان ہوکر اوسکو یہ لازم نہیں

اے باد نسیم یار داری — زان نفحہ مشکبار داری

اے باد نسیم تو یار کی — اوس زلف مشکبار کی خوشبو رکھتی ہے

زنہار مکن دراز دستی — با طرۂ او چہ کار داری

ہرگز دراز دستی نکر — اوسکے طرۂ زلف سے تیرا کیا کام

اے گل تو کجا و روی زیباش — او مشک تر و تو خار داری

اے گل کہاں تو اور کہاں اوسکا روی زیبا — وہ مشک تر ہے اور تو خاردار

ریحان تو کجا و خط سبزش — او تازہ و تو غبار داری

اے ریحان تو کہاں اور کہاں اوسکا خط سبز — وہ تازہ ہے اور تجھ میں غبار ہے

خط کے واسطے غبار کا لفظ لائے ہیں جو خالی از لطف نہیں۔

نرگس تو کجا و چشم مستش | او سر خوش و تو خمار داری
نرگس کہاں تو اور کہاں اوسکی چشم مست | وہ سر خوش ہے اور تجہین خمار بہرا ہوا ہے

ای سرو تو با قد بلندش | در باغ چہ اعتبار داری
اے سرو تو بمقابلہ اوسکے بلند قد کے | باغ مین کیا اعتبار رکہتا ہے

ای عقل تو با وجود عشقش | در دست چہ اختیار داری
اے عقل تو اوسکے عشق کے باوجود | اپنا کیا اختیار رکہتی ہے

روزی برسی بوصل حافظ | گر طاقت انتظار داری
اے حافظ کبھی نہ کبھی روز وصل کو پہونچ جائیگا | اگر تو انتظار کی طاقت رکہتا ہے

یعنی ای حافظ اگر تجہین انتظار کی طاقت ہی تو صبر سے انتظار کئے جا کسی نرکسی روز وصل محبوب تجہکو حاصل ہو جائیگا۔

ای بیخبر بکوش کہ صاحب خبر شوی | تا راہ بین نباشی کی راہبر شوی
اے بیخبر کوشش کر کہ صاحب خبر ہو جاوے | جب تک راہ پوچہنے والا نہ بنیگا راہ بتانیوالا نہو گا

در مکتب حقائق پیش ادیب عشق | ہان ای پسر بکوش کہ روزی پدر شوی
حقیقت کی مکتب مین ادیب عشق کے سامنے | ہان اے بیٹے کوشش کئے جا تاکہ تو باپ ہو جاے

یعنی ای مسترشد حقائق و معرفت کی مکتب مین ادیب عشق کے سامنے جو کہ عشق کا سکہانیوالا ہے اور جس سے مرشد کامل مراد ہے معرفت کا سبق پڑہا کر اگر اسمین کوشش کئے جائیگا تو کسی روز مسترشد سے خود مرشد کامل بنجائیگا۔ ع ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

دست از مس وجود چو مردان رہ بشوی | تا کیمیای عشق بیابی و زر شوی
مس وجود سے مردان راہ کی طرح ہاتھ دہو ڈال | تاکہ عشق کی کیمیا پاے اور سونا بنجائے

مطلب یہ کہ ای مس وجود کو ترک کردی یعنی خدا رسیدہ لوگونکی طرح فنا فی اللہ ہو جا تاکہ تجہکو عشق کی کیمیا ملجای اور تو سرا سر اکسیر بنجائے

خواب و خورت ز مرتبہ عشق دور کرد | آن دم رسی بدوست کہ بیخواب و خور شوی
تیرے کہانے اور سونے نے تجہکو مرتبہ عشق سے دور کر دیا ہے | تو دوست کے پاس اوسوقت پہونچیگا کہ جب اونکو تو ترک کر دیگا

یعنی دنیاوی لذتین اور آسائشین تجہکو مقام محبوب تک پہونچنے کے لئے حائل ہین اسلئے اگر انکو ترک کر دیگا تو یار کے پاس پہونچ سکتا ہے۔

گر نور عشق حق بدل و جانت اوفتد | باللہ کز آفتاب فلک خوبتر شوی
اگر حق کے عشق کا نور تیری دل و جان میں پہونچ جاے | تو خدا کی قسم کہ تو آفتاب فلک سے بہتر ہو جاے

یعنی اگر تو اللہ تعالیٰ کا عشق اختیار کرے تو تیرا مرتبہ آفتاب فلک سے بھی بالاتر ہو جائے۔

از پای تا سرت ہمہ نور خدا شود   در راہ ذوالجلال چو بی پا و سر شوی

تیرے سر سے پاؤں تک تمام مین نور خدا ہو وے   اگر تو خدا کی راہ مین بے سر و سامان بنجائے

یعنی اگر تو اسباب دنیوی ترک کرے اور آرام و راحت کو چھوڑ دے تو از سر تا پا نور ہی نور بنجائے گا

بنیاد ہستی تو چو زیر و زبر شود   در دل مدار ہیچ کہ زیر و زبر شوی

اگر تیری ہستی کی بنیاد ملیامیٹ ہو جائے   تو بھی دل مین خیال نکر کہ تیرا کچھ بگڑ جائیگا

گر در سرت ہوای وصال است حافظا   باید کہ خاک درگہ اہل بصر شوی

اے حافظ اگر تیرے دماغ مین وصل کی ہوا بھری ہوئی ہے   تو تجکو چاہئے کہ اہل بصیرت کے در کی خاک ہو جائے

یعنی اے حافظ اگر تو وصال محبوب کا تمنی ہے تو عارفان کامل کے در کی خاک ہو جا انہین کی بدولت تجکو وصال میسر ہو سکتا ہے

ای پادشہ خوبان داد از غم تنہایی   دل بی تو بجان آمد وقت است کہ باز آیی

اے معشوقون کے سردار غم تنہائی سے فریاد ہے   دل بغیر تیری جان سے تنگ آیا ہے اب وقت تیرے آنیکا ہے

ای درد توام درمان در بستر ناکامی   وی یاد توام مونس در گوشہ تنہایی

بستر ناکامی پر تیرا درد میرا علاج ہے   اور تیری یاد میری تنہائی کی مونس

مشتاقی و مہجوری دور از تو چنانم کرد   کز دست بخواہد شد پایان شکیبایی

اشتیاق اور جدائی نے تجھسے دور کرکے مجھے ایسا کر دیا   کہ میرے ہاتھ سے انتہا صبر کی ہوئی جاتی ہے

دائم گل این بستان شاداب نمی ماند   دریاب ضعیفان را در وقت توانایی

ہمیشہ اس باغ کا پھول شاداب نہین رہتا   توانائی کے وقت ضعیفون کا بھی حال پوچھ

یعنی باغ جوانی کا پھول حسن ہمیشہ تر و تازہ نہین رہا کرتا خلاصہ یہ کہ حسن زوال پذیر ہے اسلئے اے محبوب توانائی یعنی بہار کے وقت ضعیفون کا بھی حال پوچھ لے۔

صد باد صبا اینجا با سلسلہ می رقصند   اینست حریف ای دل تا باد نپیمایی

اس جگہ سو باد صبا زنجیر سلسلے کے رقص کرتی ہین   اے دل یہ حریف ہے تاکہ باد پیمائی کرے تو

در دائرہ قسمت ما نقطہ پرگاریم   لطف آنچہ تو اندیشی حکم آنچہ تو فرمایی

ہم قسمت کے دائرہ مین پرکار کے نقطہ ہین   تو جو کچھ خیال کرے مہربانی اور جو کہدے حکم ہے

فکر خود و رای خود در عالم رندی نیست — کفرست درین مذهب خودبینی و خودرایی

حالت رندی میں اپنی فکر و رای کوئی چیز نہیں — کیونکہ اس مذہب میں خودبینی اور خودرائی کفر ہے

یعنی عالم عشق میں اپنی فکر اور اپنی رای سے کام لینا ٹھیک نہیں کیونکہ مذہب عشق میں خودبینی اور خودرائی کفر ہے

یا رب بکه بتوان گفت این نکته که در عالم — رخساره بکس ننمود آن شاهد هرجایی

یارب یہ بھید کس سے کہا جائے کہ اس عالم میں — کہ اوس شاہد ہرجائی نے کسی کو اپنا عارض نہیں دکھایا

دی شب گله زلفت با باد صبا گفتم — گفتا غلطی بگذر زین فکرت سودایی

کل رات میں نے تیری زلف کا گلہ باد صبا سے کیا — اوسنے کہا کہ یہ غلطی ہے اس فکر سودائی سے درگذر

ساقی چمن گل را بی روی تو رنگی نیست — شمشاد خرامان کن تا باغ بیارایی

ساقی چمن کے پھول میں بلا تیرے رنگ نہیں ہے — اپنے شمشاد کو خرامان کر تاکہ باغ آراستہ ہو جائے

زین دایره مینا خونین جگرم می ده — تا حل کنم این مشکل در ساغر مینایی

اس دائرہ مینا میں مجھے خونین جگر شراب دے — تاکہ اس ساغر مینا سے اپنی مشکل کو حل کرلوں

دائرہ مینا سے آسمان اور خونین جگر می سے سرخ شربت مراد ہے دوسرے مصرع میں ساغر مینا شراب کے پیالے کے معنے آیا ہے۔ یعنی ای ساقی مجکو دنیا میں خونین جگر شراب جس سے شراب عشق مراد ہے پلا تاکہ اس ساغر شراب سے [illegible] اپنی مشکلات کو حل کرون۔

حافظ شب هجران شد بوی خوش صبح آمد — شادیت مبارک باد ای عاشق شیدایی

حافظ شب ہجران گئی اور صبح کی سہاونی ہوا آئی — ای عاشق شیدائی تجکو یہ خوشی مبارک ہو

یعنی ای حافظ شب ہجران ختم ہوئی اور صبح ہوگئی پس ای عاشق شیدائی تجکو صبح صادق ہوجانیکی خوشی مبارک ہو

ای در رخ تو پیدا انوار پادشاهی — در فکرت تو پنهان صد حکمت الهی

اے کہ تیرے رخ سے انوار شاہانہ ظاہر — اور تیری فکر میں خدا کی سو حکمتیں پوشیدہ ہیں

کلک تو بارک الله در ملک و دین گشاده — صد چشمه آب حیوان از قطره سیاهی

تیری قلم کو خدا برکت دے کہ اوسنے ملک و دین کا دروازہ کھولا — اور ایک قطرہ سیاہی سے سو چشمے آبحیات کے نکالے

بر اهرمن نتابد انوار اسم اعظم — ملک آن تست و خاتم فرما هر آنچه خواهی

شیطان پر اسم اعظم کی تجلیاں نہیں پڑتیں — ملک اور مہر تیری قبضہ میں ہے جو کچھ تو چاہتا ہے اسکا حکم کر

در حشمت سلیمان ہر کس کہ شک نماید
بر عقل و دانش او خندند مرغ و ماہی

سلیمان کے مرتبہ مین جو کوئی شک کریگا
اوسکی عقل پر پرند اور مچھلیان قہقہہ لگاینگے

اس غزل کے تمام شعرونکے ممدوح یا تو حضور سرور کائنات محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہین یا مرشد کامل ان دونوںمین سے جسے چاہین مراد لیلین

تیغی کہ آسمانش از فیض خود دہد آب
تنہا جہان بگیرد بی منت سپاہی

وہ تلوار کہ جسکو آسمان نے اپنے فیض سے تیز کیا ہے
بغیر سپاہی کے تنہا جہان کو فتح کر سکتی ہے

یعنی میرے ممدوح کی وہ تلوار کہ جسکو آسمان نے اپنے فیض سے تیز کر دیا ہے یا آسمان اوسکا مددگار ہے بلا معاونت سپاہی کے اکیلی جہان کو فتح کر سکتی ہے۔

گر پرتوی ز تیغت بر کان معدن افتد
یاقوت سرخ او را بخشید رنگ کاہی

گر تیری تیغ کا سایہ کان و معدن پر پڑے
تو سرخ رنگ یاقوت کو سبز بنا دے

یعنی ای ممدوح تیری تلوار کی ہیبت اتنی بڑی ہے کہ اگر اوسکا سایہ یاقوت کی کان پر پڑجاے تو خوف کے سبب یاقوت سرخ کا رنگ مبدل بہ سبزی

دانم دلت ببخشد بر اشک شب نشینان
گر حال ما بپرسی از باد صبحگاہی

مین جانتا ہون کہ تیرا دل شب بیدارونکی زاری معاف کر دیگا
اگر ہمارا حال تو صبح کی نسیم سے پوچھے

ساقی بیار آبی از چشمۂ خرابات
تا خرقہ ہا بشوییم از عجب خانقاہی

اے ساقی چشمۂ خرابات سے پانی لا
تاکہ خانقاہی عجب سے ہم خرقہ کو پاک کرین

یعنی ای مرشد کامل مقام عشق سے آب معرفت لا تاکہ ہم اوس خانقاہ کی عجب کو جو عبادت کرنیسے پیدا ہوگیا ہے اپنے کو دھو ڈالین۔
خلاصہ یہ کہ زہد ریائی چھوڑکر عاشق الہی بنجائین۔

باز ارچہ گاہ گاہی بر سر نہد کلاہی
مرغان قاف دانند آئین پادشاہی

اگرچہ باز کبھی کبھی کلاہ سر پر رکھہ لیتا ہے
لیکن بادشاہی کا طریقہ صرف قاف کی مرغ ہی جانتے ہین

باز سے زاہد اور مرغان قاف سے عاشقان الہی مراد ہین یعنی گو کبھی کبھی زاہد بھی اپنی ریاضت سے رمز معرفت کو پا جاتا ہے
لیکن عشق کا یہ طریقہ عشاق ہی جانتے ہین اور وہ ملک معرفت کے بادشاہ ہین۔ زاہد اوس مقام مین چلا تو جاتا ہے مگر
ٹہرتا نہین اور عارف گویا مقام معرفت کے ساکن یا وہان کے مالک ہوتے ہین۔

در دودمان آدم تا وضع سلطنت ہست
مثل تو کس ندیدست این علم را کماہی

آدم کے خاندان مین جبتک سلطنت قایم رہیگی
تیری طرح اس علم کو کما حقہ کسی نے نہین جانا

سلطنت سے سلطنت معرفت مراد ہے اور نیز مصرع ثانیہ مین بھی علم کا اشارہ علم معرفت ہی کی جانب سمجھنا چاہیے یعنی اسے ممدوح گو اولاد آدم مین سلطان العارفین ہوی اور ہون گے لیکن تیری طرح اس علم لدنی سے کوئی واقف نہو سکیگا

کلک تو خوش نویسد در شان یار و اغیار
تعویذ جانفزایی و افسون عمر کاہی

تیرا قلم یار و اغیار کی شان مین خوب لکھنا جانتا ہے
تعویذ جان کا بڑہانیوالا اور افسون عمر کا گھٹانیوالا

اس شعر مین لف و نشر مرتب ہے [illegible] تعویذ جانفزا اور دشمنو نکی لئی افسون عمر افزا خوب لکھنا جانتا ہے

عمریست پادشاہا کز می تہی ست جامم
اینک ز بندہ دعوی و محتسب گواہی

اے شاہ مدت ہوئی کہ میرا جام شراب سے خالی ہے
اور بندہ کے اس دعوی کا محتسب گواہ ہے

یعنی ای بادشاہ مدتین ہوئین کہ مین نے شراب نہین پی اگر تجہے میری کہنے کا یقین نہین تو محتسب سے دریافت کرلے وہ میرا گواہ ہے اور بتلادیگا کہ جو کچھ مین کہتا ہون یہ ٹھیک ہے۔

ای عنصر تو مخلوق از کیمیای عزت
وی دولت تو ایمن از صدمت تباہی

ایکہ تیرا عنصر کیمیاے عزت سے مخلوق ہوا ہے
اور تیری دولت تباہی کے صدمہ سے محفوظ ہے

جاییکہ برق عصیان بر آدم صفی زد
ما را چگونہ زیبد دعوای بیگناہی

جبکہ برق عصیان آدم صفی اللہ پر گری تہی
تو بہلا ہمکو بیگناہی کا دعوی کیسے زیبا ہو سکتا ہے

یا ملجا البرایا یا واہب العطایا
عطفی علی مقل حلت بہ الدواہی

ای مخلوق کی جاے پناہ اور ای عطاؤں کے بخشنے والے
زمانہ کی سختیونکے مارے ہوی مفلس پر رحم فرما

جور از فلک نیاید تا تو فلک صفاتی
ظلم از جہان برون شد تا تو جہان پناہی

فلک سے جور صادر نہوگا جبتک تو فرشتہ صفت ہے
ظلم جہان سے اوٹھہ جائیگا جبتک تو جہان کی پناہ ہوگا

حافظ چو دوست از تو گہ گاہ میبرد نام
رنجش ز بخت منما باز آ بعذر خواہی

حافظ کبھی کبھی دوست کی مانند جو تیرا نام لیتا ہے
تو اوسکی نصیب سے اوسکو رنج نہ پہنچا اور عذر خواہی کو آ

ای عنصر سے آخر تک غزل ہذا کی تمام اشعار بطور التجا ہین اور یہ التجا خواجہ صاحب اپنے ممدوح یعنی [illegible] سے کر رہے ہین۔

ایدل آن بہ کہ خراب از می گلگون باشی
بی زر و گنج بصد حشمت قارون باشی

ای دل یہ بہتر ہے کہ تو مئی گلگون سے خراب ہو
بغیر زر و گنج اور خزانہ کے قارون سا حشمت بجا کر

یعنی ایدل تیرے واسطے بہتر ہے کہ تو شراب سے مست ہو اور بغیر زر و مال کے قارون کی سی شوکت حاصل کرے۔

در قفای که صدارت بفقیران بخشند　چشم دارم که بجاه از همه افزون باشی

اوس جگہ کہ جہان صدارت فقیرون کو دیتے ہین　مین امید کرتا ہون کہ تو مرتبہ مین سب سے بڑہا رہیگا

ان دونون شعرون مین اپنے دل سے خطاب ہے کہ ایدل تو شراب محبت پیکر بغیر زر و مال کے قارون مرتبت ہوجا اگر اپنے آپ کو ایسا بنا لیگا تو مقام عشق کی صدارت تجکو ملجائیگی اور تیرا مرتبہ سب سے بڑہکر رہیگا کیونکہ مقام عشق کی صدارت عاشق صادق ہی کو مل سکتی ہے۔

تاج شاهی طلبی گوهر ذاتی بنما　ور خود از گوهر جمشید و فریدون باشی

اگر تاج شاہی چاہتا ہے تو ذاتی جوہر دکھلا　ورنہ بلا اسکے اگر جمشید فریدون کی نسل سے بہی ہے تو ہیچ ہے

در ره منزل لیلی که خطرهاست بجان　شرط اول قدم آنست که مجنون باشی

منزل لیلی کی راہ مین کہ جان کے بہت سے خطرے ہین　شرط پہلے قدم کی یہ ہے کہ تو مجنون ہوجائے

یعنی اگر معشوق حقیقی کا عشق اختیار کرنا چاہتا ہے کہ تو بلا اسکے تیری جان کے لئے اسمین بہت سے خطرے ہین کہ تو عاشق صادق بنکر اس

کاروان رفت و تو در خواب و بیابان در پیش　کی روی ره ز کہ پرسی چہ کنی چون باشی

کاروان چلا گیا تو سو رہا ہے اور جنگل سامنے ہے　کیسے رستہ چلیگا کس سے دریافت کریگا اور کیونکر ہوجائیگا

نقطهٔ عشق نمودم بتو هان سهو مکن　ورنہ چون بنگری از دائره بیرون باشی

مین نے تجکو عشق کا نقطہ دکہلا دیا اسکو بہول نجانا　اور جو نہین دیکہیگا تو دائرہ سے باہر ہوجائیگا

یعنی ایدل مین نے تجکو عشق کا نقطہ دکہلا دیا ہے اگر تو اسے نہین دیکہیگا تو یاد رکہنا کہ دائرہ عشق سے باہر ہوجائیگا نقطہ او دائرہ کی عاشقین ظاہر ہین

ساغری نوش کن و جرعه بر افلاک فشان　تا بچند از غم ایام جگر خون باشی

پیالہ پی اور جرعہ آسمان پر چہڑک　کب تک زمانہ کے غم سے جگر کو خون کرتا رہیگا

حافظا از فقر مکن ناله که گر شعر اینست　هیچ خوشدل نپسندد که تو محزون باشی

ای حافظ فقر سے نالہ نکر کہ باوجود اس شعر گوئی کے　کوئی خوشدل پسند نکریگا کہ تو رنجیدہ رہے

یعنی اسے حافظ فقر سے دلگیر نہو اگر تیری یہی شعرگوئی ہے تو کوئی بہلا آدمی اس بات کو پسند نکرےگا کہ باوجود آزاد طبع ہونے کے فقر سے رنجیدہ رہے۔

ای دل بکوی عشق گذاری نمیکنی　اسباب جمع داری و کاری نمیکنی

ایدل تو کوچہ عشق مین کیون نہین گذرتا　اسباب تو جمع کر لئے اور اپنا کام نہین کرتا

چوگان کام در کف کوی نمی زنی — بازی چنین بدست تشکاری نمیکنی

مقصد کا بلا ہاتہ مین ہی تو کارروائی کی گیند کیون نہین مارتا — جب ایسا باز تیرے ہاتہ مین ہے تو شکار کیون نہین کھیلتا

این خون که موج میزند اندر جگر چرا — در کار رنگ و بوی نگاری نمیکنی

یہ خون کہ جو جگر کے اندر لہر مارتا ہی اسکو کیلئے — تو کسی معشوق کو رنگ و بو کے کام مین نہین لاتا

مشکین ازان نشد دم خلقت که چون صبا — بر خاک کوی دوست گذاری نمیکنی

تو خلقت کی وقت اس وجہ سی مشکین نہوا کہ مانند صبا کی — کوچہ دوست کی خاک پر گذار نہین کرتا

گر دیگران بجان غم جانان خریده اند — ایدل تو این معامله باری نمیکنی

جبکہ اورون نے غم جانان کو جان دیکر خریدا ہے — ایدل ایکبار تو یہ سودا کیون نہین چکاتا

ترسم کزین چمن نبری آستین گل — کز گلبنش تحمل خاری نمیکنی

مجھے خوف ہے کہ شاید تو اس چمن سی گل حاصل نکرے — کیونکہ اوسکی شاخ سے خار کا تحمل نہین ہوتا

اس تمام غزل مین خواجہ نے اپنے دل سے خطاب کیا ہی چنانچہ اس شعر مین فرماتے ہین کہ ایدل مجھے اندیشہ ہی کہ شاید تو اس چمن دنیا سے گل معرفت جس سے عشق الہی مراد ہے نہ حاصل کر سکے گا اسلئے کہ تو اوسکی شاخ کے خار کا جس سے مصائب مراد ہین تحمل نہین کرتا اور آرام و آسایش کا پابند ہے۔

در آستین کام تو صد نامه مندرج — آن را فدای طره یاری نمیکنی

تیری آستین مقصد مین سو نامے درج ہین — تو اونکو طرہ یار کے قربان کیون نہین کرتا

ساغر لطیف و دلکش و می افگنی بخاک — واندیشه از بلای خماری نمیکنی

لطیف ساغر اور دلکش شراب کو خاک مین ملاتا ہی — اور خمار کی بلا کا کچھ اندیشہ نہین کرتا

حافظ برو که بندگی بارگاه دوست — گر جمله می کنند تو بارے نمیکنی

حافظ جاکر بارگاہ دوست کی بندگی — جبکہ تمام مخلوق کرتی ہے تو تو ایکبار بھی نہین کرتا

یعنی ای حافظ جبکہ بارگاہ خدا تعالی مین سب لوگ عجز و نیاز کرتی ہین تو تو ایکبار بھی اسکے سامنے سر نہین جھکاتا۔

ایدل اگر از چاه زنخدان بدر آیی — هر جا که روی زود پشیمان بدر آیی

اے دل اگر تو چاہ زنخدان سی نکل آئے گا — تو جس جگہ جائیگا وہان پشیمانی کے ساتہ باہر نکل آئیگا

یعنی ایدل اگر تو محبوب حقیقی کا عشق چھوڑ دیگا تو جس در پر جائیگا یا جس سے محبت کریگا وہان سوای پشیمانی کے اور کچھ حاصل نہوگا۔

هشدار کہ گر وسوسۂ عقل کنی گوش　　آدم صفت از روضۂ رضوان بدر آئی

خبردار کہ اگر تو وسوسۂ عقلی پر کان دھریگا　　تو آدم کی مانند باغ بہشت سے نکالا جائے گا

یعنی جسطرح حضرت آدمؑ گندم کہانیکی ممانعت کے لئے نفی تحریمی یا نفی تنزیہی کی عقلی وساوس مین پڑگئے تہے اور نتیجہ مین گیہون کہا لینے کی لغزش کی بدولت بہشت سے نکالے گئے اسیطرح اگر تو محبت محبوب مین عقلی وسوسون سے کام لیگا یعنی اوسکی مرضی کے خلاف عقل کو دخل دیگا تو مقام عشق مین داخل نہوگا یا وہان سے نکالا جائیگا کیونکہ عاشق صادق اوسی کو کہتے ہین جو ہر حالت مین مرضی محبوب کا جویان ہے اور اپنے آپکو اور اپنی عقل کو اوسکی رضا کے مقابلہ مین ہیچ سمجھے۔ اپنی عقل سے کام لینا عاشق کا کام نہین یہان روضۂ رضوان سے آستانۂ محبوب مراد ہے۔

تا کی چو صبا بر تو گمارم دم ہمت　　کز غنچہ چو گل خرم و خندان بدر آئی

صبا کی طرح ہمت کا دم تجھپر کب تک تعینات کرون　　کہ تو خرم و خندان ہوکر غنچہ سے گل بنجائے

چونکہ باد صبا کے ذریعہ غنچہ کہل کر گل ہوجاتا ہے پس خواجہ اپنے دل سے خطاب کرتے ہین کہ اے دل مین باد صبا کی بجای تجھپر دم ہمت کو کب تک تعینات رکہون یعنی راہ عشق مین تیری ہمت بڑہاتا رہون تاکہ تو اسرار معرفت سے شگفتہ ہوکر کلی سے پہول ہوجائے

در تیرہ شب ہجر تو جانم بلب آمد　　وقتست کہ ہمچون مہ تابان بدر آئی

تیری ہجر کی اندہیری رات مین میری جان لب پر آئی ہے　　اب وقت ہے کہ مثل چاند کی تجکو باہر آنا چاہئے

جان میدہم از حسرت آن لعل روان بخش　　باشد کہ چو خورشید درخشان بدر آئی

مین اوس روان بخش لعل کی حسرت مین جان دیتا ہون　　جس وقت کہ تو خورشید درخشان کی طرح باہر آتا ہے

شاید کہ بآبی فلکت دست بگیرد　　گر تشنہ لب از چشمۂ حیوان بدر آئی

شاید کہ تہوڑے پانی سے آسمان تیری دستگیری کرے　　اگر تو آبحیات کے چشمہ سے پیاسا چلا آئے

در خانۂ غم چند نشینی بملامت　　وقتست کہ از دولت سلطان بدر آئی

تو کب تک خانۂ غم مین ملامت زدہ بیٹہے گا　　اب وقت ہے کہ دولت سلطان کے سبب باہر نکل آئی

بر خاک رہت بستہ ام از دیدہ دو صد جوی　　باشد کہ تو چون سرو خرامان بدر آئی

تیری راہ کی خاک پر مین نے آنکہون سے دو سو ندیان بہا رکہی ہین　　تجکو لازم ہے کہ تو سرو خرامان کی طرح باہر آئے

حافظ مکن اندیشہ کہ آن یوسف مصری　　باز آید و از کلبۂ احزان بدر آئی

حافظ فکر نکر کہ وہ یوسف مصری　　پہر آئیگا اور تجکو کلبۂ احزان سے باہر نکلنا ملیگا

یعنی ای حافظ تو اس رنج و غم سے نہ ڈر کیونکہ وہ یوسف مصری پھر آجائیگا اور تجکو اس رنج و غم سے رہائی ملجائیگی۔

ای قصۂ بہشت ز کویت حکایتی — وآب خضر ز نوش لبانت کنایتی

اے کہ بہشت کا ذکر تیرے کوچہ کی حکایت ہے — اور آب حیات تیرے لبوں کے شہد کا کنایہ

انفاس عیسی از لب لعلت لطیفۂ — شرح جمال حور ز رویت روایتی

عیسے دم تیرے لب لعل کا ایک لطیفہ — اور حور کے حسن کی شرح تیرے چہرہ کی ایک روایت ہے

کی عطر سای مجلس روحانیان شدی — گل را اگر نہ بوی تو کردی رعایتی

مجلس روحانیوں کے لئے عطر سا کب ہوتا — اگر گل کو تیری خوشبو سے فائدہ نہ پہونچایا جاتا

یعنی ای محبوب گل کہ جو حشاقوں کی مجلس کو معطر کرتا ہے وہ صرف اس وجہ سے کہ اوسکو تیری خوشبو کا فیض حاصل ہے اگر تیری خوشبو کی رعایت اوسے نہ دیجاتی تو وہ کسی کام کا نہ تھا اور یہ اشارہ اس طرف ہے کہ گل گلاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پسینہ مبارک سے پیدا کیا گیا ہے۔

در آرزوی خاک در دوست سوختیم — یاد آور ای صبا کہ نکردی حمایتی

ہم در دوست کی خاک کی آرزو میں جل گئے — اے صبا یاد کر کہ تو نے کوئی حمایت نہ کی

در آتش از خیال رخش دست میدہد — ساقی بیا کہ نیست ز دوزخ شکایتی

جبکہ آگ میں اوسکے رخ کا خیال آجاتا ہے — تو اے ساقی آکہ مجھے دوزخ سے کوئی شکایت نہیں

یعنی جبکہ مجھے آگ کے شعلہ میں اوسکے رخ روشن کا خیال آجاتا ہے تو اے ساقی تو شوق سے شراب پلا مجھے آتش دوزخ کی کچھ شکایت نہ ہوگی کیونکہ اوس آگ سے بھی میں اپنے معشوق کے رخ روشن کو خیال کرتا رہونگا۔

بوی دل کباب من آفاق را گرفت — وین آتش اندرو بکند ہم سرایتی

میرے دل کے کباب کی بو جہانمیں پھیل گئی ہے — شاید یہی اندرونی آگ اوسمیں بھی اثر کر جائے

ایدل بہرزہ دانش و دینت زدست رفت — صد مایہ داشتی و نکردی کفایتی

ایدل بیہودگی میں تیری عقل و دین دونوں ہاتھ سے گئے — تو سو پونجیاں رکھتا تھا اور کسی نے بھی کفایت نہ کی

ہر پارہ از دل من و از غصہ قصۂ — ہر سطری از خیال تو از رحمت آیتی

میرے دل کا ہر ٹکڑا غم و رنج کا قصہ بنا ہوا ہے — اور تیرے خیال کی ہر سطر رحمت کی نشانی ہے

یعنی میرے دل کا ہر پارہ رنج و الم کا ایک قصہ ہے اور اوسکی ہر سطر تیرے خیال سے رحمت کی ایک نشانی۔

دانی مراد حافظ ازین آه و ناله چیست
از تو کرشمه و ز خسرو عنایتی

تو جانتا ہے کہ حافظ کی مراد اس آہ و نالہ سے کیا ہے
تیرا کرشمہ کرنا اور خسرو کا عنایت فرمانا

یعنی ای محبوب تجھے معلوم ہے کہ حافظ یہ آہ و زاری کسلیے کرتا ہے اسلیے کہ تو کرشمہ کرے اور بادشاہ اوسکی حال پر عنایت فرمائے

ای ز شرم عارضت گل کرده خوی
در عرق پیش عقیقت جام می

ای کہ تیری عارض کی شرم سے گل کو پسینہ آگیا
اور تیرے سرخ لبوں کے سامنے پیالہ شراب عرق عرق ہوا

ژاله بر لاله است یا بر گل گلاب
یا بر آتش آب یا بر روت خوی

لالہ پر شبنم یا گل پر گلاب
یا آگ پر پانی یا تیرے رخ پر پسینہ ہے

یعنی تیرے رخ پر پسینہ ایسا ہے کہ جیسے لالہ پر اوس یا گل پر گلاب یا آگ پر پانی یہ تینوں تشبیہیں رخ محبوب کے عرق کیواسطے دی گئی ہیں

پیشتر از چشم آن کمان ابروی دل
از پیش رفت و گم بیکرد پی

آنکھ کے سامنے سے وہ کمان ابرو چلا گیا اور دل
اوسکے پیچھے گیا اور راستہ بھول گیا

امشب آن الفس نخواهم داد دست
رو موذن بانگ بر میزن که حی

آج رات اوس زلف کو ہاتھ سے نہ چھوڑونگا
اے موذن جا اور حی علی الصلوۃ کی آواز لگا

چونکہ صبح ہوجانے پر وصل محبوب سے محروم ہونا پڑتا ہے اسلیے حافظ منع فرماتے ہیں کہ اے موذن جا تو شوق سے اذان کہدے میں اپنے

چون بنی عامر بسی مجنون شوند
گر برون آید یکی لیلی ز حی

بنی عامر کی طرح بہت سے مجنون ہوجائیں
اگر کوئی لیلی حی سے باہر آوے

بنی عامر اوس قبیلہ کو کہتے ہیں کہ جس سے مجنون تھا۔ چنانچہ مجنون کا اصل نام قیس بن عامر یا قیس عامری ہے اور حی لیلی کی جائے پیدائش کا نام ہے۔ مگر یہاں لیلی سے معشوق اور مجنون سے عاشق مراد ہے باقی مطلب ظاہر

نی می لب بر لب مطرب نهاد
چنگ را و زیر ناخن کرد نی

جسم کہ نے نے مطرب کے لب پر لب رکھا
تو چنگ کی آواز کو مغلوب کردیا

آنکه بر هر جرعه جان میدهد
جان از و بستان و جامی ده بوی

جو کہ ہر گھونٹ پر جان دینے کو طیار ہے
جان اوس سے لے اور شراب کا پیالہ اسکو دیدے

عود بر آتش نه و منقل بسوز
غم مدار از کثرت سرما و دی

عود کو آگ پر رکھ اور انگیٹھی جلا
خزان کی کثرت اور سردی کا غم نکر

دی سنہ الہی کے ایک مہینہ کا نام ہی جو فارس مین استعمال کیا جاتا ہی چونکہ سن الہی شمسی سن ہی اسلئے ماہ دی ہمیشہ ماہ نومبر و دسمبر کی مطابق واقع ہوتا ہی اسلئے مطلب یہ ہی کہ تو دل کو یاد معشوق مین جلائے جا اگر ماہ دی کا ہی جاڑہ ہو تو سردی کی پروا نکر۔ دی سے موسم خزان کی طرف بہی اشارہ ہے۔

بانوزین پس گر فلک خواری کند | باز گو در حضرت دارای ری
اسکے بعد اگر تیرے ساتھ فلک دشمنی کرے | تو دارائے رے کے حضور مین شکایت کر

فارس کے ایک شہر کا نام ری تہا۔ دارائے رے سے خداتعالی یا مرشد کامل مراد ہی یعنی اگر عشق کے بعد بہی آسمان تیرے ساتھ ذلت سے پیش آئے تو خداتعالی یا مرشد کامل کے حضور مین اوسکی شکایت کر۔

خسرو آفاق بخشش کز سخا | نامۂ حاتم ز نامش گشت طی
شاہ آفاق بخش کہ جسکی سخاوت سے | حاتم کا حال ہی لپیٹ دیا گیا

چنگ را بر دست مطرب نہ دمی | گو بگیتی بخراشش بخروشم زوی
تہوڑی دیر کے لئے چنگ مطرب کے ہاتہ مین دیدے | اور کہہ کہ اوسکی تار کو چہیڑ تاکہ مین خروش کرون

جام می پیش آر و چون حافظ مخور | غم کہ جم کی بود یا کاؤس کی
جام شراب پی اور حافظ کی طرح | یہ غم نکہا کہ جمشید کون تہا یا کاؤس کہان گیا

یعنی شراب سے پیالہ بہر کر پی اور حافظ کی طرح اس بات کا غم نہ کہا کہ جمشید کہان گیا یا کیکاؤس کون تہا اور کہان گیا۔ جمشید اور کیکاؤس فارس کے نامی شاہنشاہ گذرے ہین۔

ای کہ بر ماہ از خط مشکین نقاب انداختی | لطف کردی سایہ بر آفتاب انداختی
ایکہ تونے چاند پر خط مشکین سے پردہ ڈالدیا | عجیب لطف کیا کہ آفتاب پر سایہ ڈالا

پہلے مصرع مین رخ محبوب کو چاند سے اور دوسری مین سورج سے تشبیہ دی گئی۔ یعنی ای دوست تونے چاند پر خط سیاہ کی نقاب ڈالی اور یہ لطف کیا کہ سورج پر سایہ کردیا۔

تا چہ خواہد کرد با ما آب و رنگ عارضت | حالیا نیرنگ نقش خویش بر آب انداختی
نہین معلوم کہ تیرے عارض کی زلف ہمارے ساتہ کیا کریگی | اب کہ تونے سحر سے پانی پر نقش ڈالا ہی

نیرنگ یعنی سحر و طلسم۔ نقش خوش عمدہ نقش بر آب انداختن۔ پانی پر نقش بنانا یعنی ای محبوب اب تو نے پانی پر نقش بنایا ہی نہین معلوم کہ آیندہ تیری زلف ہماری ساتہ کیا کرشمہ کریگی۔

گوئی خوبی بردی از خوبان عالم شاہ باش — **جام کیخسرو طلب کافراسیاب انداختی**

تو خوش رہ کہ خوبان جہان سے سبقت لے گیا — کیخسرو کا جام طلب کر کہ افراسیاب کو پچھاڑ ڈالا

چونکہ کیخسرو نے افراسیاب کو شکست دی تھی اسلئے خواجہ نے اس موقع پر کیخسرو سے مرشد کامل اور افراسیاب سے دنیا مراد لی ہے یعنی اے شخص اگر تو نے عشق خدا کیا تو گویا تو ساری جہان کے معشوقون سے سبقت لیگیا سب سے اچھا ہوگیا اب مرشد کامل کے جام کی طلب کر تاکہ عارف کامل بنجائے۔

گرچہ از مستی خرابم طاعتم مردو مکن — **کاندرین شغلم بامید ثواب انداختی**

گرچہ مین مستی سے خراب ہون میری طاعت کو رد نکر — کہ مجکو ثواب کی امید نے اس شغل مین ڈالا ہے

گنج عشق خود نہادی در دل ویران من — **سایۂ دولت برین کنج خراب انداختی**

تو نے میرے دل کے ویرانہ مین عشق کا خزانہ رکھا ہے — گویا اس کنج خراب پر دولت کا سایہ ڈالدیا

خواب بیداری مستی آنکہ از نقش خیال — **تہمتی بر شبروان خیل و خواب انداختی**

مستی کے بیداران خواب نے نقش خیال کے سبب — رات کے پہرہ والون کے گروہ پر نیند کی تہمت لگائی

پردہ از رخ برفگندی یک نظر در جلوہ گاہ — **وز حیا حور و پری را در حجاب انداختی**

جلوہ گاہ مین یک نظر کے لئے تو نے رخ سے پردہ اوٹھایا — اور حیا سے حور و پری کو حجاب مین ڈالدیا

از برای صید دل در گردنم زنجیر زلف — **چون کمند خسرو مالک رقاب انداختی**

دل کو شکار کرنیکے لئے میری گردن مین زلف کی زنجیر — مثل خسرو مالک رقاب کی کمند کے ڈالی تو نے

مالک الرقاب گردنون کا مالک۔ خسرو مالک رقاب ایسا بادشاہ جو گردنون کا حاکم ہو۔ یعنی اے محبوب تو نے دل پھانسنے کے لئے اپنی زلف کی زنجیر میری گردن مین اسطرح ڈالی کہ گویا تو گردنون کا حاکم اور بادشاہ تہا اور تجھے کسیکی گردن دبانیکا کوئی خوف نہین ہے۔

نصرۃ الدین شاہ یحیی آنکہ تاج آفتاب — **از سر تعظیم قدرت در تراب انداختی**

اے نصرت الدین شاہ یحیی تو نے تاج آفتاب کو — تعظیم کے لئے مقدور کے سبب خاک مین ڈالدیا

زینہار از آب تیغت کہ شیر افرازان — **تشنہ میکردی و گردانرا در آب انداختی**

تیری تلوار کی آب سے پناہ کہ تو نے شیرون کو — پیاسہ کیا اور پہلوانون کو پانی مین ڈبو دیا

چونکہ زخم کہانیکے بعد پیاس لگا کرتی ہے اسلئے اپنے ممدوح کی تعریف مین فرماتے ہین کہ اے ممدوح تیری تلوار کی وجہ سے

خدا کی پناہ جو شیرون کو قتل کر کے پیاسہ بناتی اور پہلوانون کو غرق آب کر دیتی ہے- تلوار و آب کی مناسبتین ظاہر ہین

بادہ نوش از جام عالم بین کہ بر اورنگ جم	شاہد مقصود را از رخ نقاب انداختی
جام عالم بین سے شراب پی کہ جمشید کے تخت پر	گویا شاہد مقصود کے چہرہ سے تو نے نقاب اوٹھادی
ہر کسی با شمع رخسارت بوجی عشق داشت	زین میان پروانہ را در اضطراب انداختی
ہر شخص تیرے شمع رخسار کے ساتھ ایک قسم کا عشق رکھتا تہا	اس درمیان سے تو نے پروانہ کو بیقرار بنایا
از فریب نرگس مخمور چشم می پرست	حافظ خلوت نشین را در شراب انداختی
نرگس مخمور اور چشم می پرست کے فریب سے	خلوت نشین حافظ کو بھی تو نے شراب مین ڈالدیا

یعنی اے محبوب تیری نرگس مخمور یا چشم می پرست نے حافظ کو بھی شراب خوار بنادیا جو ایک خلوت نشین پارسا اور نیکمرد تہا-

ای کہ دائم بخویش مغروری	گر ترا عشق نیست معذوری
اے کہ تو ہمیشہ اپنے مین مغرور ہے	اگر تجکو عشق نہین تو معذوری ہے

زاہد کی طرف اشارہ ہے کہ اے زاہد تو اپنی عبادتون پر ہمیشہ مغرور رہتا ہے چونکہ تجکو عشق نہین اسلئے یہ تیری مغروری معذوری کے سبب سے ہے

گرد دیوانگان عشق مگرد	کہ بعقل و عقیلہ مشہوری
عشق کے دیوانون کے آس پاس مت پہر	کہ عقل اور سرداری مین مشہور ہے تو
مستی عشق نیست در سر تو	رو کہ تو مست آب انگوری
تیرے سر مین عشق کی مستی نہین	جا کہ تو شراب انگوری کا مست ہے
روی زرد است و آہ درد آلود	عاشقان را گواہ رنجوری
چہرہ زرد اور آہ درد آلود	بیچارے عاشقون کے حال کی گواہ ہے
بگذر از ننگ و نام خود حافظ	ساغر می طلب کہ مخموری
اے حافظ ننگ و نام کو چھوڑدے	ساغر شراب لے کہ تو مست ہے

یعنی اے حافظ تو مست است یا شراب محبت کا مست ہے تجکو ننگ و نام سے کیا غرض ننگ و نام کو چھوڑ اور شراب عشق الٰہی پی-

ای کہ در کشتن ما ہیچ مدارا نکنی	سود و سرمایہ بسوزی و محابا نکنی
اے کہ ہماری قتل کرنےمین کوئی رعایت نہین کرتا	سود اور سرمایہ کو جلاتا ہے اور خوف نہین کہاتا

دردمندان غمت زہر ہلاہل نوشند — قصد این قوم خطا باشد ہین تا نکنی

ترے غم کے دردمند زہر قاتل پیتے ہین — اس قوم کے قتل کا قصد خطا ہی خبردار تو ایسا نکیجو

یعنی ای معشوق تیرے عشاق تو تیرے ہجر کے درد و رنج سے خود ہی مرے جاتے ہین اونکے قتل کا ارادہ کرنا سراسر خطا ہی کیونکہ مرتے ہوئے کو مارنا عین خطا کی بات ہے۔

رنج ما را کہ توان برد بیک گوشۂ چشم — شرط انصاف نباشد کہ دوا نکنی

ہمارے رنج کو گوشۂ چشم کے ایک اشارہ سے کھویا جا سکتا ہی — یہ شرط انصاف نہین ہی کہ تو علاج نہین کرتا

دیدۂ ما کہ بامید تو دریاست چرا — بتفرج گذری برلب دریا نکنی

ہماری آنکھ کہ تیری آرزو مین دریا بنگئی ہے — تو بطور تفریح کے لب دریا پر گذر کیون نہین کرتا

نقل ہر جور کہ از خلق کریمت گویند — قول صاحب غرضانست تو انہا نکنی

ہر جور کی نقل کہ جو تیرے خلق کریم کے سبب کرتے ہین — یہ اہالیان غرض کا قول ہی تو اسپر اعتبار نکر

مطلب یہ ہی کہ ای محبوب عاشقان خام کہ جو ہر جور کو تجھسے متعلق کرتے ہین یا تجکو جور و جفا سے متہم بناتے ہین تو اونکے کہنے کا اعتبار نکر وہ اہل غرض ہین اور اہل غرض کی بات قابل اعتبار نہین ہوتی۔ خلاصہ یہ کہ تیرا خلق کرم کرنیوالا اور معاف کرنیوالا ہے تجکو جور سے متہم کرنا عاشقان صادق کا کام نہین۔

بر تو گر جلوہ کند شاہد ما ای زاہد — از خدا جز می و معشوق تمنا نکنی

ای زاہد اگر ہمارا معشوق تجکو نظر آجاے — تو تو خدا سے سواے شراب و معشوق کے کوئی اور چیز نہ مانگے

حافظا سجدہ بمحراب دو ابرویش کن — کہ دعای ز سر صدق جز آنجا نکنی

ای حافظ اوسکے ہر دو ابرو کی محراب مین سجدہ کر — تاکہ تو صدق دل سے دعا سوائے اُس جگہ کے اور کہین نکرے

یعنی ای حافظ تیرے سجدہ کیواسطے معشوق کے دونون ابروون کی محراب کافی ہے تجکو چاہئے کہ سوائے اُس جگہ کے نہ کہین اور سجدہ کو جھکے اور نہ دعا مانگے۔

ای کہ در کوی خرابات مقامی داری — جم وقت خودی ار دست بجامی داری

ای شخص کہ تو کوی خرابات مین مقام رکھتا ہی — اپنے وقت کا جمشید ہی اگر ہاتھ مین پیالہ لے

ای کہ با زلف و رخ یار گذاری شب و روز — فرصتت باد کہ خوش صبحی و شامی داری

اسے کہ تو زلف و رخ یار کے ساتھ رات دن کو گذارتا ہے — تجھے فرصت ہو کہ تیری صبح و شام کیا اچھی ہین

ای صبا سوختگان بر سر رہ منتظر اند
اے صبا دلسوختہ لوگ راہ مین منتظر ہین

اگر از یار سفر کردہ پیامی داری
اگر سفر کئے ہوے یار سے کوئی پیام لائی ہو تو سنا دے

بوی جان از لب خندان قدح می شنوم
مین جان کی بو خندان قدح کے لب سے سونگھتا ہون

بشنو ای خواجہ تو گر زانکہ مشامی داری
اے خواجہ تو بھی سونگھ لے اگر ایسا دماغ رکھتا ہے

کامی ار می طلبد از تو غریبی چہ شود
اگر کوئی غریب تجھسے اپنا مقصد طلب کرتا ہے تو کیا ہے

تو ہمی امروز درین شہر کہ نامی داری
کیونکہ آجکے روز تو ہی تو ہے کہ جسکا اس شہر مین نام ہو رہا ہے

خال سرسبز تو خوش دانۂ عیش ست ولے
تیرا سرسبز خال عیش کے لئے اچھا دانہ ہے لیکن

بر کنار چمنش وہ کہ چہ دامی داری
اوسکو چمن کے کنارے ڈال کہ کیا اچھا دام رکھتا ہے

تو ہنگام وفا گرچہ ثباتت نبود
اگرچہ تجکو وفا کے وقت استحکام نہین

میکنم شکر کہ بر جور دوامی داری
مین شکر کرتا ہون کہ ظلم پر تو ہمیشہ ثابت قدم رہتا ہے

مہربان شد فلک و ترک جفاکاری کرد
آسمان مہربان ہوا اور اوسنے جفاکاری چھوڑ دی

تو ہمی ایجان کہ درین شیوہ خرامی داری
ایجان وہ تو ہی ہے کہ اس شیوہ مین پختگی رکھتا ہے

بس دعای سحرت حافظ جان خواہد بود
صرف دعای سحری تیری جان کی نگہبان ہوگی

تو کہ چون حافظ شب خیز غلامی داری
تو کہ حافظ سا شب بیدار غلام رکھتا ہے

یعنی ای محبوب جب حافظ سا شب بیدار تیرا غلام ہے اور راتو نکو تیری جان کے لئے دعائین مانگتا ہے تو صرف اوسکی دعا ہی تیری جان کی محافظ

ای کہ مہجوری عشاق روا میداری
اے کہ تو عاشقونکی دوری کو روا رکھتا ہے

بندگان را ز بر خویش جدا میداری
اور اپنے غلامونکو اپنے پاس سے علحدہ کئے دیتا ہے

تشنۂ بادیہ را ہم بزلالی دریاب
جنگل کے پیاسے کو بھی آب خنک سے یاد کر

بامیدی کہ درین رہ بخدا میداری
اوس امید پر کہ جو تو اس راہ مین خدا کی طرف سے رکھتا ہے

یعنی اے مرشد کامل تیرے پاس جو خدا کا دیا ہوا معرفت کا آب سرد موجود ہے اوس سے تشنۂ بادیۂ عشق کی
مدد کر اور اوسکو آب معرفت سے سیراب فرما۔

دل ربودی و بحل کردمت ایجان لیکن
تو نے دل لیا اور ایجان مین نے تجھے سپرد کر دیا لیکن

بہ ازین دار نگاہش کہ مرا میداری
اوس پر اس سے اچھی نگاہ رکھ کہ جو تو میرے اوپر رکھتا ہے

ساغر ما کہ حریفان دگر مینوشند | تا تحمل نکنیم ار تو روا میداری
ہمارا ساغر کہ دوسری حریف پئے لیتے ہین | ہم برد باری نکرین اگر تجھے منظور ہو

یعنی اے محبوب مرشد میرے حصہ کی شراب اور اور حریف پیئے جاتے ہین اگر تو لپسند کرے او غصہ نہو تو مین اوس سے چھین کر خود پی لون۔ کیونکہ مین تیرے خوف سے کچھ نہین کہتا۔

ای مگس عرصہ سیمرغ نہ جولانگہ تست | عرض خود میبری و زحمت ما میداری
ای مکھی سیمرغ کا میدان تری جولانگاہ نہین ہو سکتا | تو اپنی آبرو کھوتی ہو اور ہمین رنج دیتی ہے

مگس سے عاشق ناقص اور سیمرغ سے عاشق کامل مراد ہو یعنی ای ناقص کاملون کا میدان تیرا جولانگاہ نہین بن سکتا تو بیفائدہ اپنی آبرو کھوتا اور ہمین رنج دیتا ہے عشقبازی تیرا کام نہین۔

تو بتقصیر خود افتادی ازین در محروم | از کہ مینالی و فریاد چرا میداری
تو اپنے قصور سے اس در سے محروم ہو گیا | کسواسطے روتا ہے اور کیون فریاد کرتا ہے

یعنی اے خام تجکو در محبوب حاصل ہوا اور تو اوس سے محروم رہا یہ تیرے ہی قصور کا توسبب ہی اب تو کسواسطے روتا اور کیون فریاد کرتا ہے خود کردہ کا کیا علاج

ای دل خام طمع شرمی ازین قصہ بدار | کار ناکردہ چہ امید عطا میداری
ای دل خام طمع اس قصہ سے شرم اوٹھا | جب تونے کام نہین کیا تو کیا امید انعام کی رکھتا ہے

حافظا عادت خوبان ہمہ جور است و جفا | تو کہ زین طائفہ امید وفا میداری
ای حافظ تمام معشوقونکی عادت مین جور و جفا ہوتی ہے | تو اس گروہ سے وفا کی امید رکھتا ہے

یعنی ای حافظ تمام معشوق جور و جفا کیا کرتے ہین کیا تجکو اس گروہ سے وفا کی امید ہی ہرگز نہین ہے تجکو ایسی وفا کی جو امید ہی نہین جانے دینا

زین خرقہ کہ من دارم در رہن شراب اولی | وین دفتر بیمعنی غرق می ناب اولی
یہ خرقہ جو میرے پاس ہی شراب مین گرو دین بہتر | اور اس بیمعنی دفتر کا می ناب مین غرق کرنا اچھا

ظاہری اعتبار پر خرقہ سے خرقہ معروف اور دفتر بیمعنی سے مدرسہ کی درس و تدریس کی کتابین مراد ہین۔ لیکن باطنی طور پر خرقہ سے قالب عنصری اور دفتر بیمعنی سے ہی کالبد انسانی کی طرف اشارہ ہے۔ شراب سے وہ ہی عشق حقیقی عبارت ہی اور مطلب صرف یہ ہی کہ اس جسم خاکی کا عشق الہی مین گرو ہو جانا بہت اچھا اور وہ سینہ جسمین معرفت کا مضمون نہو متحمل اگر اسم الہی نہین یعنی ایسے بیمعنی دفتر کا محبت مین فنا ہو جانا نہایت مناسب تاکہ مرتبہ بقا بعد الفنا حاصل ہو جائے۔

چون عمر تبہ کردم چندانکہ نگہ کردم — در کنج خراباتی افتادہ خراب اولی

جب عمر تباہ کردی اور جہانتک مین نے غور کیا — خرابات کے گوشہ مین پڑکر خراب ہوجانا اچھا

یعنی عمر خراب کرنیکے بعد جہانتک مینے سوچا تو مجکو یہی معلوم ہوا کہ حقائق و معارف کی منزل مین جاکر عاشق الٰہی ہونا سب سے اچھا ہوتا ہے

من حال دل زاہد با خلق نخواہم گفت — کاین قصہ اگر گویم با چنگ و رباب اولی

مین زاہد کے دل کا حال خلق کو سنانا نہین کہنا چاہتا — یہ قصہ اگر چنگ و رباب سے کہون تو مناسب

تا بی سر و پا باشد اوضاع فلک زینسان — در سر ہوس ساقی در دست شراب اولی

جب تک فلک کے ڈہنگ اسیطور پر بی سر و پا ہین — سر مین ساقی کی ہوس اور ہاتھ مین جام شراب بہتر

خلاصہ یہ کہ جب تک یعنی قیامت تک فلک کی ایسے بے سر و پائی کے ڈہنگ ہین اوسوقت سر مین محبوب کا عشق اور ہاتھ مین جام شراب ہونا بہتر ہے۔

از ہمچو تو دلداری دل بر نکنم آری — گر تاب کشم باری زان زلف بتاب اولی

ہان تجھسے دلدار سے دل نہین اوٹھاؤن گا — اگر بار بار رنج سہون تب بہی زلف کی تاب مین ہی بہتر رہنا ہے

چون پیر شدی حافظ از میکدہ بیرون رو — رندی و ہوسناکی در عہد شباب اولی

حافظ جب تو بوڑہا ہوگیا تو میکدہ سے باہر نکل — رندی اور ہوسناکی عالم جوانی مین بہتر ہوتی ہے

یعنی اے حافظ اب تو بوڑہا ہوگیا میخانہ سے باہر چلا جا کیونکہ رندی اور نفسانی اشغال جوانی کے زمانہ مین مناسب ہوتی ہے نہ کہ پیری مین۔

با مدعی مگوئید اسرار عشق و مستی — تا بیخبر بمیرد در رنج خود پرستی

مدعی سے عشق و مستی کے اسرار نہ کہو — تاکہ وہ خود پرستی کے رنج مین بیخبر مر جاوے

با ضعف و ناتوانی ہمچون نسیم خوش باش — بیماری اندرین غم خوشتر ز تندرستی

نسیم کی طرح ضعف و ناتوانی مین خوش رہ — اس غم (عشق) کی بیماری ہی تندرستی سے اچھی

تا فضل و علم بینی بی معرفت نشینی — یک نکتہ ات بگویم خود را مبین کہ رستی

جب تک کہ تو بزرگی و علم پر نظر رکہیگا بے معرفت رہیگا — تجکو ایک نکتہ بتاتا ہون کہ اپنے آپکو نہ دیکہ تاکہ نجات پاجا

یعنی اے مخاطب جب تک تو اپنے علم و فضل پر گہمنڈ کرتا رہیگا معرفت تیرے پاس بہی نہین پہٹکیگی اسلئے تجکو ایک نکتہ بتلاتا ہون جس سے تجکو نجات ملیگی وہ یہ کہ خود بینی کو چہوڑ دے۔

در آستان جانان از آسمان میندیش — کز اوج سربلندی افتی بخاک پستی

آستان جانان پر آسمان سے خوف نکر — کہ تو اوج سربلندی سے پستی خاک پر گرجائے گا

مطلب یہ کہ بارگاہ محبوب حقیقی مین بلندی رتبہ کا اندیشہ نکر کیونکہ یہان عجز و انکساری آبرو اور مرتبہ ہی اگر تو بلندی رتبہ کا خیال کریگا تو بلندی سے پستی خاک پر گرجائے گا۔

عاشق شو ورنہ روزی کار جہان سر آید — ناخواندہ نقش مقصود از کارگاہ ہستی

عاشق بن ورنہ ایک روز تیرا کام جہان مین ختم ہوجائیگا — اس کارگاہ ہستی سے بلا نقش مقصود حاصل کئی ہوے

یعنی اسے مخاطب عاشق الہی ہوجا ورنہ کسی روز اس دنیاے فانی سے بلا نقش مراد حاصل کئے ہوئے چلتا بنے گا اور تیرا کام اس جہان کے متعلق آخر ہوجائیگا۔

آن روز دیدہ بودم این فتنہ کہ برخاست — کز سرکشی زمانی با ما نمی نشستی

مین نے وہ روز دیکھا تھا کہ جب یہ فتنے اوٹھے تھے — کہ تو سرکشی سے تھوڑی دیر بھی ہمارے پاس نہین بیٹھتا تھا

خار ارچہ جان بکاہد گل عذر آن بخواہد — سہل است تلخی می در جنب ذوق مستی

خار اگرچہ جان گھٹاتا ہی تو گل اُسکا عذر کرلیتا ہے — ذوق اور مستی کی ترنگ مین شراب کی مستی کچھ نہین معلوم ہوتی

یعنی باوجود اسکے کہ پھول توڑنے مین کانٹا چبھ کر خلش پیدا کرتا ہے مگر جب پھول ہاتھ آجائے تو اُسکی خلش بُری نہین معلوم ہوتی گویا وہ پھول اُس تکلیف کی عذر خواہی کرلیتا ہی جو اُسکے توڑنے مین خار سے پہونچی ہو۔ اسیطرح گو شراب کڑوی شے ہے مگر حالت ذوق و مستی مین اوسکی تلخی گوارا ہوجاتی ہے۔

صوفی پیالہ پیما ساقی قرابہ پُر کن — ای کوتہ آستینان تا کی دراز دستی

صوفی پیالے اور ساقی قرابہ بھرے — ای کوتہ آستینو تمھاری درازدستی کب تک ہوگی

کوتہ آستینون سے زاہد لوگ مراد ہین جو چھوٹی چھوٹی آستینون کے جبے پہنتے ہین۔ درازدستی شراب پینے کو منع کرنا جو کوتہ آستینی کے مقابلہ مین آتا ہے۔

در حلقہ مغانم دوش آن پسر چہ خوش گفت — با کافران چہ کارت گر بت نمی پرستی

پیر مغان کی حلقہ مین کل اس لڑکے نے کیا اچھی بات کہی — کہ تجکو کافرون سے کیا کام اگر تو بت نہین پوجتا

کافرون کا اشارہ زلفون کی طرف ہے۔ پیر مغان سے مرشد کامل اور پسر سے محبوب مراد ہی یعنی کل مرشد کامل کے حلقہ مین محبوب حقیقی نے کیا اچھا لطیفہ فرمایا کہ ای عاشق اگر تو بت پرست نہین ہی تو تجکو زلفون سے کیا مطلب۔ زلف کے لئے

حلقہ اور بت معشوق کے لئے پوچھنے کے الفاظ نہایت مناسبت سے آئے ہین ۔

در مذہب طریقت خامی نشان کفر است
آری طریق رندان چالاکی ست و چستی

مذہب طریقت مین خامی (سستی) کفر کی علامت ہے
البتہ رندون کا طریق چالاکی و چستی ہے

سلطان ما خدارا زلفت شکست ما را
تا کی کند سیاہی چندین دراز دستی

اے ہماری بادشاہ خدا کے لئے تیری زلف نے مار ڈالا
تو کب تک یہ حبشی (زلف) ہمپر ظلم کئے جائیگا

گر خرقہ بہ بینی مشغول کار خود باش
ہر قبلہ کہ باشد مشغول خود پرستی

اگر تو خرقہ کو دیکھے تو اپنے کام مین مشغول ہو جا
ہر وہ قبلہ ہے کہ جو خود پرستی مین مصروف ہو

یعنی اگر تو خرقہ پوش زاہد کو دیکھے تو کچھ پروا نکر بلکہ شراب نوشی مین مشغول ہو جا۔ کیونکہ قبلہ وہی ہے کہ جو خود پرست ہو۔

در گوشۂ سلامت مستور چون توان بود
تا نرگس تو گوید با ما رموز مستی

گوشۂ سلامتی مین چھپ کر نہین بیٹھا جا سکتا
جب تک تیری نرگس چشم ہم سے مستی کا راز کہتی ہے

مطلب یہ ہے کہ جب تک تیری چشم مست ہم سے مستی کا راز کہتی ہے یعنی مست بناتی ہے اوسوقت تک ہم سے گوشۂ تنہائی مین چھپ کر چین سے نہین بیٹھا جا سکتا۔

عشقت بدست طوفان خواہد سپرد ای جان
چون برق ازین کشاکش پنداشتی کہ رستی

ایجان عشق تجکو طوفان کی سپرد کرے گا
تو نے سمجھ لیا ہے کہ تو اس کشاکش سے برق کی طرح چھ[illegible]

از راہ دیدہ حافظ تا دیدہ زلف پستیت
ای جملہ سربلندی شد پایمال پستی

حافظ نے آنکھونکی راہ سے جب سے تیری زلف کی پستی کو دیکھا ہے
ای دوست باوجود تمام سربلندی کے وہ پستی کا پامال ہو گیا

یعنی جب سے حافظ نے آنکھون کے راستہ تیری زلف کی پستی دیکھی ہے تب سے جسقدر بھی اوسمین سربلندی تھی وہ سب

بجان او کہ گرم دسترس بجان بودے
کمینہ پیشکش بندگانش آن بودی

اوسکی جان کی قسم کہ اگر میرا دسترس جان پر ہوتا
تو جان کو آسکے غلامونکا ادنی پیشکش کر دیتا

اگر دلم نشدی پای بند طرۂ او
کیم قرار درین تیرہ خاکدان بودی

اگر میرا دل اُسکے طرہ کا قیدی نہوتا
تو مجکو اس تیرہ خاکدان مین کب قرار ہو سکتا تھا

یعنی اگر مین محبوب حقیقی کا عاشق نہوتا تو اس دنیا مین کبھی نہین ٹھہر سکتا بلکہ عالم لاہوت کو چلا جاتا۔ خلاصہ یہ کہ میرے یہان آنیکا مقصد اصلی عشق ہی تھا۔

ہمانمی کہ بہا چیست خاکپای ترا — اگر حیات گرانمایہ جاودان بودی

تیرے پاؤں کی خاک کی قیمت پوچھتا — اگر یہ گرانمایہ زندگی ہمیشہ کے لیے ہوتی

بخواب نیز نمی بینمش چہ جای وصال — چو این نبود ندیدیم باری آن بودی

وصال ایک طرف رہا میں اسکا خواب بھی نہیں دیکھتا — جو یہ نہ تہا نہ ہو مگر وہ ہی ہوتا

یعنی اگر وصال نہیں ہوتا تھا تو اسکا خواب تو نظر آجاتا یہ خوبی تقدیر کہ وصال تو کہاں اوسکا خواب بھی نظر نہیں آتا۔

بہ بندگی قدش سرو معترف گشتی — اگرچہ سوسن آزادہ زبان بودی

اوسکے قد کی بندگی کا سرو بھی اعتراف کرتا — اگرچہ سوسن آزاد دس زبانیں رکھتی ہے

ز پردہ نالۂ حافظ برون کی افتادی — اگر نہ ہمدم مرغان صبح خوان بودی

حافظ کا نالہ پردہ سے باہر کب جاتا — اگر وہ صبح کے بولنے والے جانوروں کا ہمدم ہوتا

مرغان صبح خوان سے عارفان کامل مراد ہیں جو صبح کو ذکر حق کیا کرتے ہیں پردہ سے پردۂ دل کی طرف اشارہ ہے

یعنی اگر حافظ صبح خیز عارفوں کے ساتھ ملکر نالہ نکیا کرتا تو اوسکی آواز محبوب حقیقی تک کیسے پہونچ سکتی۔

بچشم کردہ ام ابروی ماہ سیمای — خیال سرو قدی نقش بستہ ام جای

ایک ماہ سیما کی ابرو میری آنکھوں میں سمائی ہے — کسی سرو قد کے خیال کا نقش جای دل میں بندھا ہوا ہے

زمام دل بکسی دادہ ام من مسکین — کہ نیستش بکس از تاج و تخت پروای

دل کی باگ مجھ مسکین نے کسی ایسے شخص کے حوالہ کی ہے — کہ جسکو کسی سے تاج و تخت ملنے کی پروا نہیں

سرم ز دست شد و چشم از انتظار بسوخت — در آرزوی سر و چشم مجلس آرای

میرا سر قابو سے گیا اور آنکھ انتظار میں سوختہ ہو گئی — ایک مجلس آرا محبوب کے سر اور چشم کی امید میں

زہی کمال کہ منشور عشقبازی من — ازان کمانچہ ابرو رسد بطغرای

زہے کمال کہ میری عشقبازی کا منشور — اوس محراب ابرو سے طغرا تک پہونچے

منشور اور طغرا خطوں کی اقسام ہیں منشور بمعنی صاف ظاہر اور طغرا پیچدار خط منشور ابتدائی خط اور طغرا انتہائی ہوتا ہے پس مطلب شعر کا یہ ہے کہ زہے میرا کمال کہ میری عشقبازی کا خط منشور طغرا ہو جاے یعنی عشق کی ابتدا انتہا کو پہونچ جاے

مرا کہ از رخ تو ماہ در شبستان است — کجا بود بفروغ ستارہ پروای

مجھکو کہ تیرے رخ منور کا چاند روشنی دیتا ہے — ستارہ کے فروغ کی پرواہ کیوں ہو

یعنی جب میرے گھر رات کو تیرے رخ منور کا چاند روشن رہتا ہے تو مجھے ستارہ کی روشنی کی کیا ضرورت یا جب محبوب حقیقی میرا معشوق ہے تو مجھے ظاہری معشوق کی کیا پروا

مکدرست دل آتش بخرقه خواهم زد | بیا ببین تو اگر میکنی تماشائی
میرا دل مکدر ہے میں خرقہ میں آگ لگاؤں گا | تو اگر تماشا دیکھنا چاہتا ہے تو آ اور دیکھ لے

یعنی اے محبوب ہجر کے سبب میرا دل مکدر ہے میں اپنے خرقۂ جسم کو پھونک دینا چاہتا ہوں اگر آپ کو اسکے جلنے کا تماشا دیکھنا ہو

بروز واقعه تابوت ما ز سرو کنند | که میرویم بداغ بلند بالائی
موت کے دن ہمارا تابوت سرو سے بنایا جائے | کہ ہم ایک بلند بالا کے داغ میں مرتے ہیں

در آن مقام که خوبان بغمزه تیغ زنند | عجب مکن سری گر فتاده در پائی
اُس مقام پر کہ جہاں معشوق غمزہ کی تلوار مارتے ہیں | تعجب نکر اگر کوئی سر تو پیروں میں پڑا ہوا پائے

فراق و وصل چه باشد رضای دوست طلب | که حیف باشد ازو غیر او تمنائی
فراق اور وصل کیا شے ہیں دوست کی رضا ڈھونڈ | کہ اُس سے اُسکی مرضی کے خلاف تمنا کرنا بڑی افسوس کی بات ہے

ز شوق سر بدر آرند ماهیان از آب | اگر سفینهٔ حافظ رسد بدریائی
پانی کی مچھلیاں شوق سے سر باہر نکالدیں | اگر حافظ کا سفینہ دریا میں پہونچ جائے

سفینۂ حافظ سے حافظ کا کلام مراد ہے یعنی حافظ کا کلام ایسا موثر ہے کہ اگر وہ دریا میں پہونچ جاے تو پانی کی مچھلیاں اسکے سننے کے شوق میں باہر نکل آئیں۔ کلام کا دریا میں یعنی اوسکی آواز دریا میں پہونچ جانا۔

پدید آمد رسوم بیوفائی | نماند از کس نشان آشنائی
بیوفائی کی رسمیں ظاہر ہوگئیں | کسی میں دوستی کا نشان باقی نہیں رہا

برند از فاقه پیش هر خسیسی | کنون اهل هنر دست گدائی
(کیونکہ) فاقہ کے سبب ہر خسیس کے سامنے | اس زمانہ میں اہل ہنر گدائی کا ہاتھ پھیلاتے ہیں

کسی کو فاضل ست امروز در دهر | نمی بیند ز غم یکدم رہائی
جو کوئی کہ آج دنیا میں فاضل ہے | کسی وقت غم سے رہائی نہیں پاتا

کسی کو جاهل ست اندر تنعم | متاع او بود هر دم بهائی
اور جو نعم کے اندر جاہل ہے | اوسکی پونجی ہر وقت قیمتی ہے

اس غزل مین زمانہ کی دون پروری کی شکایت ہے کہ فاضلون کو دنیا کی مکروہات سے کسی وقت چین نہین اور جاہل نعمتین اڑاتے ہین دنیا کی بیوفائی کا یہ حال ہے کہ فاقہ کے سبب اہل ہنر بخیل کے سامنے گدائی کا ہاتھ پھیلاتے ہوے ہین

اگر شاعر بخواند شعر چون آب — کہ دل را زو فزاید روشنائی

اگر شاعر مثل پانی کے صاف شعر پڑہے — کہ جس سے دل کی روشنائی زیادہ ہوتی ہو

نہ بخشندش جوی از بخل و امساک — اگر خود فی المثل باشد سنائی

اوسکو ایک جو بہی بخل اور خست سے ندین — اگر وہ حکیم سنائی کے ہم پلہ بھی ہو

حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ بڑے ذی رتبہ شاعر گذرے ہین - یہ دونون شعر قطعہ بند ہین - یعنی اگر کوئی ایسا شاعر ہو جیسے حکیم سنائی تہے یا وہی ہون تب بہی بخل و خست کے سبب اونکی شاعری کے صلہ مین ایک جو بہی ندین -

خرد در گوش ہوشم دوش میگفت — برو صبری بکن در بینوائی

کل میرے کان مین عقل کہتی تہی — کہ جا اور بے سامانی مین صبر اختیار کر

بیا حافظ بجان این پند بنیوش — کہ گر از پا بیفتی بر سر آئی

اے حافظ آ اور جان سے یہ نصیحت سن — کہ اگر پاؤن سے گرے تو تو سر پر آئے

یعنی کل میری کان مین عقل نے یہ بات کہی کہ بیسامانی کے وقت صبر کرنا چاہیے پس اے حافظ آ اور تو بہی یہ نصیحت سن کہ بیسامانی کی حالت مین صبر کرنا اچہا ہوتا ہے اگر ایسا کریگا تو پاؤن سے گر کر بہی سر کے بل سنبہل سکتا ہے - خلاصہ یہ کہ انجام مین اپنی مراد کو پہونچ سکتا ہے -

برو زاہد بامیدی کہ داری — کہ دارم ہمچنان امیدواری

اے زاہد جو امید تو رکہتا ہے اُس سے درگذر — کہ مین بہی ایسی ہی امید کر رہا ہون

یعنی اے زاہد تو امید زہد سے رکہتا ہے اُسکو بہول جا کیونکہ وہ تجہے کبہی حاصل نہوگی اور مین بہی یہی امید کر رہا ہون کہ تیری امید شاید بر نہ آئیگی -

بجز ساغر کہ دارد لالہ در دست — بیا ساقی بیاور انچہ داری

سوا اے ساغر کے کہ لالہ ہاتہہ مین رکہتا ہے — اے ساقی آ اور جو کچہہ تیرے پاس ہووے

مرا در رشتۂ دیوانگان کش — کہ مستی خوشترست از ہوشیاری

مجکو دیوانون کے سلسلہ مین رکہہ لے — کہ مستی ہوشیاری سے بہتر ہے

بپرہیز از من ای صوفی بپرہیز | کہ کردم توبہ از پرہیزگاری
پرہیز کر اے صوفی مجھسے پرہیز کر | کہ مین نے پرہیزگاری سے توبہ کرلی ہے

بیا دل در خم گیسوی او بند | اگر خواہی خلاص و رستگاری
اے مخاطب تو اُسکے خم گیسو مین دلکو باندہ دے | اگر تو نجات اور خلاصی چاہتا ہے

بوقت گل خدارا توبہ بشکن | کہ عہد گل ندارد استواری
خدا کے لئے موسم بہار مین توبہ توڑدے | کہ گل کے زمانہ کو قیام نہین ہوتا

عزیزا نوبہار عمر بگذشت | چو بر طرف چمن باد بہاری
اے عزیز نوبہار عمر ایسی گذر گئی | کہ جیسے باغ کی طرف ہوکر باد بہاری گذر جاتی ہے

بیا حافظ بہ پند تلخ کن گوش | چرا عمری بغفلت میگذاری
اے حافظ آ اور کڑوی نصیحت سن | تو کسواسطے عمر غفلت مین گذاری دیتا ہے

یعنی ای حافظ عشق الٰہی کی شراب پینی کی کڑوی نصیحت پر کان لگا تو اپنی عمر کیون غفلت مین گذار رہا ہے۔

بشنو این نکتہ کہ خود را ز غم آزادہ کنی | خون خوری گر طلبت روزی ننہادہ کنی
یہ نکتہ سن اگر اپنے کو غم سے آزاد کرتا ہے | کہ تو خون پیئیگا اگر غیر مقرر شدہ روزی کو ڈھونڈیگا

روزی ننہادہ ایسی روزی کہ جو مقدر نہ کی گئی ہو یعنی ای مخاطب اگر اپنے کو غم دنیا سے آزاد کرنا چاہتا ہے تو یہ نکتہ سمجھ لے اور اسپر عمل کر کہ تجکو ایسی روزی کی طلب مین بہت سا غم اوٹھانا اور خون جگر پینا پڑیگا جو تیری قسمت مین ازل سے مقرر نہین کی گئی خلاصہ مطلب یہ کہ جو چیز قسام ازل نے جسقدر قسمت مین لکھدی ہے وہ ہی ملیگی اُس سے زیادہ کی آرزو کرنا خون جگر پینا ہے۔

آخر الامر گل کوزہ گران خواہی شد | حالیا فکر سبو کن کہ پر از بادہ کنی
نتیجہ مین تو کوزہ گرونکی مٹی ہو جائیگا | اب گھڑے کی فکر کر کہ جسمین تو شراب بھر سکے

یعنی یہ تیرا جسم جسکی تو اسقدر حفاظت کرتا ہے کوزہ گرونکی مٹی ہوگا اور وہ اوسکے گھڑے بدھنے بنائینگے اسلئے اب اپنی زندگی مین تجکو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ پیمانہ اسبو دل شراب معرفت سے بھر جای تا کہ تجکو بھی

جہد بنما کہ در ایام گل و عہد شباب | عیش با آدمی چند پریزادہ کنی
کوشش کر کہ موسم گل اور عہد شباب مین | تو چند پریزاد آدمیون کے ساتھ عیش کیا کرے

پر نیزادون سے عارفان کامل اور عشاقان واصل مراد ہین یعنی تجکو اپنی زندگی کے زمانہ مین عارفان کامل او عشاقان واصل کے ساتہ صحبت رکہنی چاہیے۔

تکیہ بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف **مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی**

بزرگون کی جگہ پر شیخی سے تکیہ نہ لگا تاآنکہ بزرگی کی اسباب مہیا کرلے (تو کچھ حرج نہین)

اجرہا باشدت ای خسرو شیرین حرکات **گر نگاہی سوی فرہاد دل افتادہ کنی**

ای خسرو شیرین حرکات تجکو اجر ملینگے اگر ایک نگاہ بہی دل افتادہ فرہاد کی طرف ڈالی تو

خاطرت کی رقم فیض پذیرد ہیہات **مگر از نقش پراگندہ ورق سادہ کنی**

افسوس تیرا دل رقم فیض کب قبول کرسکتا ہے مگر اسوقت کہ تو نقش پراگندہ سے ورق کو صاف کرلے

یعنی اے مخاطب تیرا دل جو خیالات فاسد اور آلایش دنیا سے پاک نہین ہے یہ اُس وقت تک فیض قبول نہین کرسکتا جب تک کہ تو اسکو تمام فاسد باتون سے پاک کرکے سادہ ورق کی طرح صاف نکرلیگا۔ فیض اُسیوقت حاصل ہوگا جب پراگندہ نقش دل سے دہو دیئے جائینگے۔

ای صبا بندگی خواجہ جلال الدین کن **کہ جہان پر سمن و سوسن آزادہ کنی**

اے صبا خواجہ جلال الدین کی بندگی کر کہ تو چمن کو سمن اور آزاد سوسن سے بہر سکے

صبا یعنی سالک خواجہ جلال الدین سے مرشد کامل یا سلطان العارفین حضرت رسول خدا کی طرف اشارہ ہے یعنی ای سالک تو آن سرور کائنات کی خدمت کر اور اونسے فیض پاتا کہ تو باغ معرفت کو عرفان کی چنبیلی اور سوسن سے رونق دیسکے۔

کار خود گر بخدا باز گذاری حافظ **ای بسا عیش کہ با بخت خداداد کنی**

ای حافظ اگر تو اپنے کام کو خدا کی سپرد کردے تو خداداد نصیب کی بدولت بہت سی عیش اٹہائیگا

مطلب صاف ہے شرح طلب نہین۔

بصوت بلبل و قمری اگر ننوشی می **علاج کی کنمت آخر الدواء الکی**

اگر تو بلبل و قمری کی آواز پر شراب نہین پیتا تو تیرا کیا علاج کرون تیری دوا آخر کو داغ دینا ہے

واء الکی یعنی داغ لگانا یعنی ای دل اگر تو مرشد کامل اور عاشق واصل کے اشارہ و ہدایت پر بہی معرفت نہ سیکہیگا تجکو عشق الہی کا داغ لگادونگا۔ قاعدہ ہے کہ جب کسی طور پر آرام نہین ہوتا تو آخر مین داغ لگایا کرتے ہین۔

ذخیرہ نا بنہ از رنگ و بوی فصل بہار — کہ میسر نہ زر و ریم زنان چمن دی

فصل بہار کے رنگ و بو کا ذخیرہ اکھٹا نکر — کہ راستہ سی بہمن و دی کے رہزن آرہے ہین

زمانہ ہیچ نہ بخشد کہ باز نستاند — مجو ز سفلہ مروت مجو ز نا کس شئی

زمانہ کوی ایسی چیز نہین دیتا کہ پہر نہ لیتا ہو — سفلہ سے مروت اور کمینہ سی کسی شی کی آرزو نکر

چو گل نقاب برافگند و مرغ زد ہو ہو — مدہ ز دست پیالہ چہ میکنی ہی ہی

جب گل نے نقاب اٹہای اور مرغ نے ہو ہو کی آواز دی — کیا کرتا ہی خبردار پیالہ ہاتہ سے نہ رکہہ

ہی ہی کلمہ تنبیہ یہ لفظ اردو مین ہین ہین سی بدل گیا ہی۔ یعنی موسم بہار آیا اور جانور چہچہانے لگا ای مخاطب خبردار تو کہین پیالہ ہاتہ سے نہ رکہہ دیجیو۔

خزینہ داری میراث خوارگان کفر است — بقول مطرب و ساقی بفتوی دف و نی

میراث پانیوالونکی خزینہ داری کفر ہے — مطرب و ساقی کے بقول اور دف و نی کے حکم کی موافق

میراث خوارگان وہ لوگ کہ جنکو ورثہ سے مال ملا ہو اور جنہون نے اپنے دست بازو سے نہ کمایا ہو خزینہ داری نگہداری مال یا بخیلی۔ مطلب یہ کہ مطرب و ساقی کے قول کی مطابق اور دف و نی کے فتوی کی موافق اُن لوگون کا بخل کرنا کفر ہے جنکو اپنے آبا و اجداد کے ترکہ سے مال ملا ہو۔

چو ہست آبحیات بدست تشنہ میر — فلا تمت و من الماء کل شئی حی

جو تیرے ہاتہ مین آبحیات ہی تو پیاسا نہ رہ — پیاس سے نہ مر کہ تمام چیزین پانی سے زندہ ہین

نوشتہ اند بر ایوان جنت الماوی — کہ ہر کہ عشوہ دنیا خرید وای بوی

جنت الماوی کے ایوان پر لکہدیا گیا ہے — کہ جو کوئی دنیا کا عشوہ خریدے اوسپر افسوس

شرح حدیث شریف مین آیا ہے الدنیا املاک الشیطان فمن دخلها فهو قرین الشیطان اللہ تعالی فرماتا ہے وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۵

سخا نماند سخن طی کنم بیا ساقی — بدہ بشادی روح روان حاتم طی

سخاوت نرہی بات کو ختم کرتا ہون اے ساقی — روح روان حاتم طای کی خوشی مین شراب دے

شکوہ سلطنت و حکم کی ثباتی داشت — ز تخت جم سخنی ماندہ است و افسر کی

سلطنت کا دبدبہ اور حکم کب استحکام رکہتا ہے — جمشید کی تخت اور کیخسرو کی تاج سی یہ بات باقی رہ گئی ہے

بخیل بوی خدا نشنود بیا حافظ — پیالہ گیر و کرم کن کہ الضمان علی

بخیل خدا کی بو نہیں پا سکتا اے حافظ آ — پیالہ لے اور ہمارے اوپر احسان کرکے کرم کر

حدیث شریف میں وارد ہے کہ البخیل بعید من اللہ وبعید من الجنۃ وبعید من الناس و قریب من النار۔ یعنی بخیل خدا سے دور بہشت سے دور آدمیوں سے دور اور دوزخ سے پاس ہوتا ہے اور مطلب شعر کا یہ ہے کہ اے حافظ بخیل خدا کی بو نہیں پا سکتا اسلئے تو شراب پی یا ہمیں پلا تیرے اس کرم کا احسان ہم پر ہوگا۔

بفراغ دل زمانی نظری بماہ روی — بہ ازانکہ چتر شاہی ہمہ روز ہای و ہو

اطمینان خاطر سے تھوڑی دیر کسی ماہرو کی طرف دیکھنا — چتر شاہی اور روز کی دند و فساد سے بہتر ہے

یعنی فارغ البالی اور اطمینان خاطری میں معشوق سے آنکھیں لڑانا بنسبت اُسکی اچھا ہے کہ سر پر تاج شاہی رکھا ہو مگر دنیا کی زرق برق بق بق سے تفکرات میں گذرے خلاصہ یہ کہ دنیا کی سلطنت سے معشوق کی صحبت اچھی۔ سلطنت میں اطمینان نصیب نہیں ہوتا اور آزادی میں انسان فارغ البال ہوتا ہے۔

بخدا کہ رشکم آید بدو چشم روشن خود — کہ نظر دریغ باشد بچنین لطیف روی

قسم خدا کی مجکو اپنی دونوں آنکھوں پر رشک ہوتا ہے — کہ ایسے لطیف چہرہ سے میری نظر علیحدہ رہے

یعنی مجکو اپنی نظر پر رشک ہوتا ہے کہ باوجود دونوں آنکھیں روشن ہونیکے میری نظر اُس محبوب کے لطیف چہرہ سے علیحدہ رہی

دل من شد و ندانم چہ شد آن غریب ما را — کہ گذشت عمر نامد خبری ز ہیچ سوی

میرا دل گیا اور نہیں معلوم کہ اُس غریب کا کیا حال ہوا — مدت گذر گئی اور کوئی خبر اوسکی کسی طرف سے نہیں آئی

نفسم باخر آمد نظرم ندید سیرت — بجز این نماند ما را ہوسی و آرزوی

میرا دم آخر ہوا اور نظر نے تیرے رخ کی سیر نہ کی — سوائے اس ہوس کے اور کوئی آرزو ہمیں نہیں رہی

مکن ای صبا مشوش سر زلف آن پری را — کہ ہزار جان حافظ بفدای تار موی

اے صبا اُس پری کی زلف کو پریشان نکر — کہ حافظ کی ہزار جانیں اُسکے ایک بال پر فدا ہو جائیں

یعنی اے باد صبا اُس محبوب کی زلف کو پریشان نکر۔ اگر حافظ کی سی ہزار جانیں اُسکی زلف کے ایک بال پر قربان ہو جائیں تب بھی اس پریشانی کا معاوضہ نہیں ہو سکتا۔

بگرفت کار حسنت چو عشق من کمالی — خوش باش از آنکہ نبود این ہر دو را زوالی

تیرے حسن کے کام نے میرے عشق کی طرح کمال حاصل کر لیا — کیا اچھی بات ہو کہ ان دونوں کو کوئی زوال نہو

یعنی جیسا کہ میرا عشق کامل تھا ایسا ہی تیرا حسن بھی کامل ہو گیا پس کیا اچھی بات ہو کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی زوال پذیر نہو۔

در وہم می نگنجد کاندر تصور عقل — آید بهیچ معنی زین خوب تر مثالی

یہ بات وہم میں بھی نہیں گذرتی کہ تصور عقل میں — کسی طرح بھی اس سے (صورت معشوق سے) اچھی مثال آجاتی ہو

یعنی یہ بات وہم میں بھی نہیں گذرتی کہ کسیطرح اور کسی حال میں میرے معشوق سے اچھی صورت یا اوسکی مثال کسیکی تصور عقل میں آجاتی ہوگی

شد حظ عمر حاصل گر زانکہ با تو مارا — یکدم بعمر روزی روزی شود وصالی

اس سے حظ عمر حاصل ہو جاتا اگر ہمکو — عمر کے دنوں میں سے ایکدم بھی تیرا وصال میسر ہو جاتا

آندم کہ با تو باشم یکسال ہست روزی — واندم کہ بی تو باشم یکروز ہست سالی

جبکہ میں تیرے ساتھ ہوتا ہوں تو ایک برس بھی ایک روز کی — اور بغیر تیرے ایک روز بھی ایک برس ہو جاتا ہے

خلاصہ یہ کہ وصال کا ایک سال اور ہجر کا ایک دن طول میں برابر ہوتا ہے۔

من چون خیال رویت جانا بخواب بینم — کز خواب می نہ بیند چشمم بجز خیالی

اے جان میں کسطرح خواب میں تیرے رخ کا خیال دیکھوں — کہ میری آنکھ سوائے تیرے خیال کے کبھی نیند کو نہیں دیکھتی

یعنی اے جان میں کسطرح تیری صورت کو خواب میں دیکھ سکوں کیونکہ میری آنکھ میں سوائے تیرے خیال کے کبھی نیند نہیں آتی۔

رحم آر بر دل من کز مہر روی خوبت — شد شخص ناتوانم باریک چون ہلالی

میرے دل پر رحم کر کہ تیرے رخ خوبصورت کی محبت میں — میرا ناتوان جسم مثل ہلال کی باریک ہو گیا ہے

حافظ مکن شکایت گر وصل یار خواہی — زین بیشتر بباید بر ہجر احتمالی

اے حافظ شکایت نکر اگر یار کا وصل چاہتا ہے — کیونکہ اس سے زیادہ ہجر کی مصیبت برداشت کرنا ہوگی

یعنی اے حافظ اگر وصل محبوب چاہتا ہے تو ہجر کی شکایت نکر کیونکہ اس سے زیادہ تکلیف ہجر میں نہیں ہو سکتی جتنی کہ تو نے برداشت کر لی

بلبل ز شاخ سرو بگلبانگ پہلوی — میخواند دوش درس مقامات معنوی

بلبل شاخ سرو سے زبان فارسی میں — کل مقامات معنوی کا سبق پڑھ رہا تھا

گلبانگ مطلق شور و غوغا مگر یہاں بلبل کی آواز کے لئے آیا ہے۔ بلبل یعنی عارف کامل یعنی کل عارف کامل زبان فارسی میں اسرار معارف

یعنی بیا کہ آتش موسیٰ نمود گل — تا از درخت نکتہ تحقیق بشنوی

یعنی آکر تجلی موسیٰ نے جلوہ کیا — تاکہ درخت سے نکتہ تحقیق کو سنے تو

یہ شعر بیان درس مقامات معنوی ہی یعنی عارف کامل یہ کہہ رہا تھا کہ اے طالب! او رتش ہوشی جس سے تجلی ذات مراد ہے اور جو کوہ طور پر ظاہر ہوئی تھی اوسکو دیکھنے تاکہ جنت سے جسکا اشارہ شجرۂ انسانیہ کی طرف ہے تو نکتہ تحقیق یا توحید کو پا جاے۔

مرغان باغ قافیہ سنجند و بذلہ گو　　تا خواجہ می خورد بغزلہای پہلوی

باغ کے جانور قافیہ سنج اور لطیفہ گو ہیں　　تاکہ خواجہ فارسی کی غزلوں پر شراب پیئے

مرغان باغ سے عشاق لوگ مراد ہیں یعنی عشاق قافیہ سنجی اور لطیفہ گوئی کر رہے ہیں تاکہ خواجہ فارسی کی غزلوں پر شراب نوشی کرے

جمشید جز حکایت جام از جہان نبرد　　زنہار دل مبند بر اسباب دنیوی

جمشید سوای پیالہ کی حکایت کے اور کچھ جہان سے نہیں لیگیا　　اسلئے تو اسباب دنیوی پر ہرگز دل نہ لگا

جمشید کا جام مشہور ہے جسکی حسرت وہ دنیا سے اپنی ساتھ لیگیا۔ لیکن خواجہ صاحب نے اس موقع پر جام سے پیالہ شراب مراد لیا ہے اور جیسا کہ اونکی عادت ہے وہ پیالہ سے عشق و محبت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اسلئے مطلب صرف ہوا کہ مال دنیوی کوئی چیز نہیں اے مخاطب اس سب کو چھوڑ کر عشق الہی سے دل لگا۔

خوش فرش بوریا و گدائی و خواب امن　　کاین عیش نیست درخور اورنگ خسروی

بورے کا فرش اور گدائی اور میرا سونا اچھا　　کہ یہ عیش تخت شاہی کے لائق ہی نہیں

درویشم و گدا و برابر نمی‌کنم　　پشمین کلاہ خویش بصد تاج خسروی

میں بھیک منگا درویش ہوں لیکن　　اپنی کمبل کی ٹوپی کو سو تاج شاہی کی برابر بھی نہیں سمجھتا ہوں

خواجہ صاحب اپنی ہمت کا اظہار فرماتے ہیں کہ گو میں بھکاری فقیر ہوں تاہم اپنی پشمین ٹوپی کو شاہوں کی سو تاجوں سے بھی اچھا سمجھتا ہوں

این قصۂ عجب شنو از بخت واژگون　　ما را بکشت یار بانفاس عیسوی

نصیب کی برگشتگی سے یہ عجیب بات سنلو　　کہ یار نے باوجود عیسی دمی کے ہمیں مار ڈالا

یعنی برگشتگی نصیب سے یہ الٹی بات تو دیکھو کہ اُس یار نے جسکی عیسی نفسی سے مردے زندہ ہو جاتے ہیں مجھ زندہ کو مار ڈالا۔

چشمت بغمزہ خانۂ مردم خراب کرد　　مخموریت مباد کہ خوش مست میروی

تیری آنکھ نے غمزہ سے آدمیوں کے گھر اجاڑ دئے　　تجکو مخموری نہو کہ تو مست ہو کر کیا اچھا جاتا ہے

دہقان سالخوردہ چہ خوش گفت با پسر　　کای نور چشم من بجز از کشتہ ندروی

بڈھے کسان نے اپنے بیٹے سے کیا ہی بات کہی　　کہ اے میری نورچشم جو تو بوئیگا بجز اسکے کچھہ نہ کاٹ سکیگا

می خور بشعر بندہ کہ زان نکہت سباد		بعد از تو خاک بر سر اسباب بیخودی

بندہ کے شعر پر شراب پی کہ تجھے دلتنگی نہو		تیرے بعد اسباب بیخودی پر خاک پڑ جا…

ساقی مگر وظیفۂ حافظ زیادہ داد		کآشفتہ گشت طرۂ دستار مولوی

شاید ساقی نے حافظ کا وظیفہ زیادہ دے دیا		کہ مولوی صاحب کی پگڑی کا طرہ کھل گیا

حافظ تخلص جس سے رند عشق ہی مراد ہو سکتا ہے۔ مولوی یعنی زاہد۔ یعنی ساقی وحدت نے مرحمت انہی کے … سالک کو محبت ہی بلائے جس سے زاہد پریشان ہوا۔

بتا با ما مگذار این کینہ داری		کہ حق صحبت دیرینہ داری

اے بت ہم سے اس کینہ وری کو چھوڑ دے		کہ تجھپر ہمارا پرانی صحبت کا حق ہے۔

نصیحت گوش کن کاین در بسی بہ		ازان گوہر کہ در گنجینہ داری

نصیحت مان کہ یہ موتی بہت اچھا ہے		اوس گوہر سے کہ جو تو خزانہ میں رکھتا ہے

بفریاد خمار مفلسان رس		خدا را گر می دوشینہ داری

مفلسوں کے خمار کی فریاد کو پہونچ		خدا کے لئے اگر تیرے پاس کل کی شراب میں کچھ باقی ہو

وہ نصیحت یہ ہے کہ اے مرشد کامل مفلس عاشقوں کی طلب کی فریاد کو پہونچ براے خدا اگر تیرے پاس شراب دوشینہ میں سے یعنی اس شراب محبت میں سے جو عالم اطلاق میں روحیں باہم رکھتی تھیں اگر کچھ ہو تو ان نادار عاشقوں کو مرحمت فرماکر انکی طلب بجا۔

ولیکن کی نمائی رخ برندان		تو کز خورشید و مہ آئینہ داری

لیکن تو رندوں کو صورت کیسے دکھلائے گا		جبکہ سورج اور چاند تیرے آئینہ دار (خادم) ہیں

بد رندان مگو ای شیخ ہشدار		کہ با حکم خدای کینہ داری

اے شیخ ہوش میں آ رندوں کی برائی نکر		کیا تو حکم خدا سے لڑائی رکھتا ہے

نمی ترسی ز آہ آتشینم		تو دانی خرقۂ پشمینہ داری

میری آتشیں آہ سے نہیں ڈرتا		تو خوب جانتا ہے کہ پشمینہ کا خرقہ کو جلا دیگی

ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ		بقرآنی کہ اندر سینہ داری

اے حافظ تیرے شعر سے اچھا جو تو سینہ میں رکھتا ہے		قرآن کی قسم کہ میں نے کچھ نہیں دیکھا

یعنی اے حافظ قرآن کی قسم تیرے ان شعروں سے اچھے شعر جو تیرے سینہ میں بھرے پڑے ہیں میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ حافظ اور قرآن کی رعایت ظاہر ہے۔

بیار بادہ و بازم رہان ز رنجوری | کہ ہم بہ بادہ توان کرد دفع مخموری
شراب لا اور پھر مجھے رنجوری سے رہائی دے | کہ شراب ہی سے خمار دفع کیا جا سکتا ہے

بہیچ وجہ نباشد فروغ مجلس انس | مگر بروی نگار و شراب انگوری
کسی طور پر مجلس انس کو فروغ نہیں ہوتا | البتہ معشوق کی صورت اور شراب انگوری سے موجودگی

ز سحر غمزۂ فتان خویش غرہ مباش | کہ آزمودم و سودی نداشت مغروری
اپنے غمزۂ چشم کے سحر سے متکبر نہ ہو | میں نے آزمایا ہے کہ مغروری فائدہ نہیں دیتی

بیک فریب بدادم صلاح خویش از دست | دریغ آن ہمہ زہد و صلاح مستوری
میں ایک فریب میں اپنی پارسائی کو ہاتھ سے کھو بیٹھا | اس تمام زہد و صلاح و گوشہ نشینی پر افسوس ہے

ادیب چند نصیحت کنی کہ عشق میار | اگرچہ نیست ادب این سخن چہ دستوری
ادیب تو کب تک نصیحت کرتا رہے گا کہ عشق نکر | اگرچہ ادب نہیں ہے تو اس بات کا بھی کیا دستور ہے

بعشق زندہ شود جان مرد صاحب دل | اگر تو عشق نداری برو کہ معذوری
صاحبدل کی جان عشق سے زندہ ہوتی ہے | اگر تجھے عشق نہیں تو جا کہ تو معذور ہے

رسید دولت وصل و گذشت محنت ہجر | نہاد کشور دل باز رہ بمعموری
وصل کی دولت ملی اور ہجر کی محنت گذر گئی | سوز دل نے پھر راہ معموری کی پائی

یعنی کشور دل جو ہجر کی بدولت ویران ہو چکی تھی اب وصل کی دولت ملنے سے وہ پھر آباد ہوا چاہتی ہے۔

بہر کسی نتوان گفت راز دل حافظ | مگر بدانکہ کشیدست محنت دوری
اے حافظ ہر کسی سے دل کا راز نہیں کہا جا سکتا | مگر اوس سے کہ جسنے فراق کی مصیبت اٹھائی ہو

یعنی اے حافظ ہر شخص عشق کے حال سے خبردار نہیں ہوتا اسلئے ہر کسی سے دل کا راز نہیں کہنا چاہئے الا اس سے کہ جسنے عشق کیا ہو اور ہجر کے مصائب جھیلے ہوں۔

ترا کہ ہست مراد ست در جہان ہر دری | چہ غم ز حال من زار ناتوان داری
پھر تیری مراد جو تو جہان میں رکھتا ہے تجکو حاصل ہے | پھر تجھے مجھ زار ناتوان کے حال کا کیا غم ہوگا

یعنی اے محبوب تو دنیا میں بامراد ہے اور جو کچھ مراد رکھتا ہے وہ تجکو حاصل ہے تو پہر تجھے میری مراد کی کیا پروا ہوگی خلاصہ یہ کہ جب تجھے نامرادی کی مصیبت کا حال ہی نہیں معلوم تو تجھسے میری مراد کیسے برآئے۔

بخواہ جان و دل از بندہ و روان بستان | کہ حکم بر سر آزادگان روا داری
غلام سے جان و دل مانگ اور چھین لے | کہ تو اپنے حکم عاشقوں پر جاری رکہتا ہے

بنوش می چو سکر وحی ای حریف مدام | علی الخصوص درین دم کہ سر گران داری
اے حریف جو تو سکروح ہے تو ہمیشہ شراب پی | خصوصاً ایسے وقت میں کہ جب تو سرگران ہو رہا ہے

بیاض روی ترا نیست نقش در خور از آنک | سوادی از خط مشکین بر ارغوان داری
تیرے بیاض رو کا نقش کہینچنے کی لائق نہیں | کیونکہ تو خط مشکین سے ارغوان پر سیاہی رکہتا ہے

یعنی تیرے چہرہ کا نقش کہینچنا مشکل ہے اسلئے کہ تو ارغوان پر خط مشکین کی سیاہی رکہتا ہے اور چونکہ سیاہی کا رنگ ہر رنگ پر غالب آجاتا ہے اسلئے تیرے چہرہ کا نقش نہیں بن سکتا۔

میان نداری و دارم عجب کہ ہر ساعت | میان مجمع خوبان کنی میان داری
تو کمر نہیں رکہتا اور مجکو تعجب ہے کہ ہر وقت | معشوقوں کے مجمع کی سرداری کرتا ہے

مکن عتاب ازین بیش و جور بر دل من | بکن ہر آنچہ توانی کہ جای آن داری
میرے دل پر اس سے زیادہ غصہ اور ظلم مت کر | لیکن جو کچھ تو انکے خلاف رکہتا ہے وہ شوق سے کر

ظلم اور غصہ کے خلاف رحم اور مہربانی ہوتی ہے چنانچہ حافظؒ کا یہ مطلب ہے کہ اے محبوب تو مجھپر غصہ اور ظلم نکر بلکہ انکے خلاف اور جو کچھ تجھے آتا ہے وہ شوق سے کر۔ ظاہر ہے کہ غضب و ظلم کے خلاف رحم اور عنایت ہوگی جسکے کرنیکی خواجہ صاحب صلاح دیتے ہیں۔

باختیار اگرت صد ہزار تیر جفاست | بقصد جان من خستہ در کمان داری
تیرے اختیار میں اگر سو تیر جفا کے ہوں | تو میری مار ڈالنے کے لئے تو اونہیں کمان میں رکہہ

بکش جفای رقیبان مدام و دل خوش دار | کہ سہل باشد اگر یار مہربان داری
رقیبوں کی جفائیں جہیل اور ہمیشہ دلکو خوش رکہہ | کہ اگر یار مہربان ہے تو یہ کچھ مشکل نہیں

وصال دوست گرت دست مید ہد روزی | برو کہ ہر چہ مراد است در جہان داری
اگر تجکو کسی روز وصال یار میسر ہو جائے | تو جا کہ جو کچھ تیری مراد جہان میں ہے وہ پائی

چو گل ز نسبت میکنم خود گوید — **حدیث یا شکرست اینکه در دهان داری**

[illegible] گل کا ذکر کرتا ہوں تو گل کہتی ہے — کہ یہ شکر ہے یا بات جو تو منہ میں رکھتا ہے

چو گل بدامن ازین باغ میبری حافظ — **چه غم ز ناله و فریاد باغبان داری**

ای حافظ جب تو اس باغ سے پھول دامن میں لیجاتا ہے — تو تجکو باغبان کی فریاد و نالہ کا کیا غم

یعنی ای حافظ جب تو اس باغ دنیا سے گل مراد چن کر اپنے دامن میں لئے جاتا ہے تو تجکو باغبان کی فریاد و زاری کا کچھ غم نہونا چاہئے

تو مگر بر لب جوی ز هوس بنشینی — **ورنه هر فتنه که بینی همه از خود بینی**

شاید تو ہوس سے نہر کے کنارے بیٹھا ہے — ورنہ جو فتنہ کہ تو دیکھے ہے اپنے ہی سے دیکھتا ہے

معشوق کی طرف اشارہ کرکے سرو سے تشبیہ دی گئی ہے جسکو نہر کے کنارے نصب کیا کرتے ہیں یعنی ای دوست تو سرو کی طرح نہر کے کنارے بیٹھ گیا ہے ورنہ جب تو دنیا میں چلتا پھرتا تو تیرے قامت کے سبب فتنے بپا ہونے لگتے اور لوگ تعجب کرتے کہ سرو بھی چلنے لگا۔

بخدای که توئی بندهٔ بگزیدهٔ او — **که بجای من بیدل گری نگزینی**

واللہ کہ تو اسکا برگزیدہ بندہ ہے — (تجکو چاہئے) کہ مجھ بیدل کی بجای کسی غیر کو قبول نہ فرمائے

صبر بر جور رقیبان چه کنم گر نکنم — **عاشقان را نبود چاره بجز مسکینی**

رقیبوں کے ظلم پر اگر صبر نکروں تو کیا کروں — (اسلئے) کہ عاشقوں کو سوای مسکینی کے چارہ نہیں

ادب و شرم ترا خسرو مه رویان کرد — **آفرین بر تو که شایستهٔ صد تحسینی**

شرم و ادب نے تجکو معشوقوں کا بادشاہ کر دیا ہے — تجکو شاباش کہ تو صد تحسین کی لائق ہے

عجب از لطف تو ای گل که نشستی با خار — **ظاهرا مصلحت وقت در آن می بینی**

ای گل تیری مہربانی پر تعجب ہے کہ تو خار کی ساتھ بیٹھا ہے — ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے مصلحت وقت اسی میں سوچی ہے

یعنی ای گل تیری لطف پر تعجب ہے کہ تو خار کی ہم صحبت رہتا ہے یا ای محبوب تیری مہربانی عجیب ہے کہ تو رقیبوں کے ساتھ حسن سے پیش آتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے مصلحت وقت اسی میں سوچی ہے کہ بروں کے ساتھ ظاہری برتاؤ اچھا کیا جاوے۔

خلاصہ یہ کہ دنیا میں بدوں کے ساتھ بھی نیکی ہی سے پیش آنا چاہئے۔

حیفم آید که خرامی بتماشای چمن — **که تو خوشتر ز گل و تازه تر از نسرینی**

مجھے تعجب ہے کہ تو سیر کے لئے باغ میں ٹہلتا ہے — کیونکہ تو خود گل سے اچھا اور نسرین سے زیادہ خوشنما ہے

یعنی اے محبوب مجھکو تعجب ہے کہ جس حالت میں تو خوب گلفام اور گل اندام ہے تو تجھکو سیر کے لئے باغ میں پھر نکلنے کیا ضرورت تیرا تو چہرہ پھول سے خوش رنگ اور نسرین سے بھی زیادہ تر و تازہ ہے۔

گر امانت بسلامت ببرم باکی نیست ‌ ‌ بیدلی سهل بود گر نبود بیدینی

اگر میں امانت کو سلامت لیجاؤں تو کچھ خوف نہیں ‌ ‌ بیدلی آسان ہے اگر بیدینی نہو

امانت سے عشق الٰہی مراد ہے یعنی مرنے دم تک عشق میں ثابت قدم رہوں تو کچھ پروا نہیں۔ کیونکہ بیدین ہونیسے بیدل ہونا یعنی عاشق ہونا اچھا۔ خلاصہ یہ کہ دل جاے تو جاے مگر دین عشق سلامت رہے۔

باد صبحی بهوایت ز گلستان برخاست ‌ ‌ که تو خوشبو چو گل سوری و چون نسرینی

نسیم صبح تیری ہوا میں گلستان سے اٹھی ‌ ‌ کیونکہ تو گل سوری اور گل نسرین کی مانند خوشبو دار ہے

یعنی نسیم سحری ہر صبح تجھسے خوشبو حاصل کرنیکے واسطے باغ سے نکلتی ہے کیونکہ تو گل سوری اور گل چنبیلی کی طرح ایک خوشبو دار پھول ہے۔

سخن بی غرض از بندهٔ مخلص بشنو ‌ ‌ ای که منظور بزرگان حقیقت بینی

مجھ بندۂ مخلص سے بے غرض بات سن ‌ ‌ اے کہ تو حقیقت میں بزرگوں کا منظور نظر ہے

نازنینی چو تو پاکیزه رخ و پاک نهاد ‌ ‌ بهتر آنست که با مردم بد ننشینی

تو پاک رخ اور پاک نہاد نازنین ہے ‌ ‌ تیرے لئے بہتر ہے کہ بد آدمیونکے پاس نہ بیٹھے

معشوق کی طرف خطاب ہے کہ اے حقیقت میں عارفوں کے منظور نظر تو مجھ مخلص بندہ کی بے غرضانہ غرض سن لے جو یہ ہے کہ تو پاکیزہ رخ اور پاک نہاد معشوق ہے تجھکو بروں کی صحبت سے بچنا بہتر ہے نہ کہ اُن سے صحبت گرما۔

شیشه بازی سرشکم نگری از چپ و راست ‌ ‌ گر بدین منظر بینش نفسی بنشینی

چپ و راست سے سرشک کی شیشہ بازی دیکھ سکتا ہے ‌ ‌ اگر تھوڑی دیر تو میری نظر کے سامنے بیٹھے

شیشہ بازی فن رقاصی میں سے ایک فن ہے کہ شیشہ کو گلاب سے یا پانی سے بھر کر سر پر رکھ کر ناچتے ہیں شاید اس قسم کا ناچ فارس میں ہوتا ہوگا۔ پس مطلب یہ ہے کہ اے محبوب اگر تھوڑی دیر کے لئے تو میری آنکھوں کے منظر کے سامنے آکر بیٹھ جائے تو تجھکو میرے آنسوؤں کی شیشہ بازی کا تماشہ نظر آئے کہ وہ کیسے ادھر اُدھر سے بہکر گرتے ہیں۔

بعد ازین ما و گدای بسر منزل عشق ‌ ‌ راهرو را نبود چاره بجز مسکینی

اسکے بعد ہم ہیں اور کوچہ عشق کی گدائی ‌ ‌ مسافر کو سوائے مسکینیت کے چارہ نہیں ہوتا

تو برین دل کشی و نازکی ای مایۂ حسن — لائق بزمگہ خواجہ جلال الدینی

ای مایۂ حسن تو اس دل کشی اور ناز کے ساتھ — خواجہ جلال الدین کی بزم گاہ کی لائق ہے

سیل این اشک روان صبر دل حافظ برد — بلغ الطاقۃ یا مقلۃ عینی بینی

اس اشک رواں کی رو حافظ کے دل کا صبر بہا لے گئی — ای میری آنکھ کی پتلی میری طاقت کا کمال تو دیکھ

یعنی یہ دمادم سیل اشک حافظ کے دل کا صبر بہا لے گئی ای میری آنکھ کی پتلی اگر تو میری طرف توجہ کرے اور میری بیطاقتی کو معلوم کرے تو کبھی مجھسے مونہہ نہ موڑے ۔

جان فدای تو کہ ہم جانی و ہم جانانی — ہر کہ شد خاک درت رست ز سرگردانی

تجھپر جان فدا ہو کہ تو جان بھی ہے اور جانان بھی — جو کہ تیرے در کی خاک ہوا وہ سرگردانی سے چھوٹا

سر بری از سر کوی تو نیارم برخاست — کار دشوار نگیرند بدین آسانی

بآسانی تیرے کوچہ سے سر نہ اوٹھاؤں گا — دشوار کام آسانی سے نہیں کیا جاسکتا

یعنی تیرے کوچہ سے بآسانی سر نہیں اوٹھاؤں گا۔ یہ ذرا دشوار کام ہے قاعدہ کلیہ ہے کہ کسی دشوار کام کو آسانی سے نہیں کر سکتے۔

خام را طاقت پروانۂ پر سوختہ نیست — نازکان را نرسد شیوۂ جان افشانی

خام کو پروانۂ پر سوختہ کی سی طاقت نہیں ہو سکتی — نازک لوگوں کا شیوہ جان افشانی نہیں ہوتا

یعنی پر جلا دینے والے پروانہ کی سی طاقت خام کاروں کو نہیں ہوتی بلکہ یہ خاص پختہ کار عاشقوں کا کام ہے اور عشق کی راہ میں جان دیدینا مردوں کو زیبا ہے نہ کہ نامردوں کو۔

بی تو آرام گرفتن بود از ناکامی — با تو گستاخ نشستن بود از حیرانی

بلا تیرے آرام لینا ناکامی کا سبب ہے — اور مع تیرے گستاخ ہونا حیرانی کا باعث

فاش کردند رقیبان تو سر دل من — چند پوشیدہ بماند خبر پنہانی

میرے دل کا بھید تجھسے رقیبوں نے ظاہر کر دیا — پوشیدہ بات کب تک چھپی رہ سکتی ہے

تا بماند تر و شاداب نہال قد تو — واجب آنست کہ بر دیدۂ ما بنشانی

تاکہ تیرا نہال قد تر و تازہ رہے — اسلئے تجھکو لازم ہے کہ آنکھ ہماری آنکھوں میں نصب کر

چونکہ درخت پانی سے تر و تازہ رہتا ہے اور آنکھوں میں پانی ہے لہذا مطلب یہ کہ ای محبوب تو اپنے نہال قد کو ہماری آنکھوں میں نصب کر تاکہ وہ ہمیشہ پانی ملنے سے تر و تازہ رہے ۔

در خم زلف تو دیدم دل خود را روزی	**گفتمش چونی و چون میبری ای زندانی**
اپنے دلکو مین نے تیری زلف کے خم مین ایک روز دیکھکر	اُس سے کہا کہ ای قیدی تو یہان کسطرح ہے اور کیسے رہائی پاویگا
گفت آری چه کنی گر نبری رشک بمن	**هر گدا را نبود مرتبهٔ سلطانی**
کہا ہان تو کیا کرے اگر مجھپر رشک نہ لیجائے	کیونکہ ہر فقیر کو بادشاہی کا مرتبہ نہین مل سکتا

یہ دونون شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہی کہ ایک روز مین نے اپنے دل کو زلف محبوب مین الجھا ہوا دیکھکر اس سے پوچھا کہ ای قیدی تیری زندگی اس قید مین کیسے گذرتی ہے اور تو یہان سے کب تک رہائی پائیگا اوسنے جواب دیا کہ بیشک درست ہی تو بیچارہ مجھپر رشک نہ کہائے تو کیا کرے فقیر بادشاہون سے رشک کہایا ہی کرتے ہین گو بادشاہ نہین ہو سکتے۔ اسیطرح گویا مین بادشاہ ہون اور تو فقیر ہے جو مجھپر رشک کہا رہا ہے اور مجکو زندانی بتاتا اور پوچھتا ہے کہ یہان سے کیسے رہائی ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ تو دوری کے سبب فقیر ہے اور مین نزدیکی کے سبب بادشاہ۔ ہر فقیر کو بادشاہی کا رتبہ حاصل نہین ہو سکتا یہ اپنی اپنی قسمت اور اپنی اپنی ہمت ہے۔

راستی حد تو حافظ نبود صحبت ما	**بس اگر بر سر این کوی کنی سگبانی**
اے حافظ سچ پوچھتا ہی تو ہماری صحبت تیری حد نہین	یہی کافی ہی اگر تو اس کوچہ کی نگہبانی کرے

یعنی اگر سچ پوچھتا ہے تو ای حافظ تو ہماری صحبت کی لائق نہین تیری حد کی زیادہ سے زیادہ یہ غایت ہی کہ تو ہماری کوچہ مین پہرا دیا کرے

جای حضور و گلشن امن است این سرای	**زین در بشادمانی عیش و طرب درآی**
یہ گہر حضوری کی جگہ اور امن و امان کا گلزار ہے	اسکے دروازہ مین شادمانی اور با عیش و طرب داخل ہو
ای کاخ دولتی تو چه کاخی که قدرت چیست	**در شاخسار گلشن تو سایهٔ همای**
ای کاخ دولت تو کیسا کاخ ہی کہ تیرا مرتبہ بلند ہے	تیری گلشن کی شاخ کا سایہ سایہ کی مانند

یہ مقام محبوب کی تعریف ہی کہ ای کاخ دولت تو بہی کیسا عالیشان محل ہے تیرے مرتبہ اور بلندی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جو باغ تیری دامن مین ہے۔ اوسکی شاخ گلشن کی ہر شاخ کا سایہ گویا سایۂ ہما ہے۔

هر صبح در هوای درت میکند صبوح	**جمشید تخت چرخ بجام جهان نمای**
ہر صبح تیرے در کی آرزو مین	آسمان کی تخت کا جمشید جام جہان نما کی ساتھ صبوح کیا کرتا ہی
باد تو همچو آتش موسی خجسته پی	**خاک تو همچو آب خضر زندگی فزای**
تیری ہوا مثل تجلی موسیٰ کے خجستہ پے ہے	تیری خاک مثل آب خضر کے زندگی بڑہانیوالی

فرخنده نو گل تو چمن را حیات ده
جعد بنفشه تو صبا را گره کشای

تیرا مبارک گل نو چمن کو زندگی بخشنے والا
تیری بنفشہ مان چوٹی صبا کی گرہ کشا ہے

مرغول سنبل از دم کوی تو خوش نسیم
زلف صبا ز خاک جناب تو مشکسای

سنبل کے پیچیدہ بال تیرے کوچہ کی خوشبو سے معطر ہین
اور صبا کی زلف تیری بارگاہ کی خاک سے مشکبیز بنی ہے

خورشید در هوای تو چون ذره پای کوب
جمشید در حریم تو در بندگان بپای

خورشید تیری آرزو مین مثل ذرہ کی پای کوب
جمشید تیری حریم مین غلامونکی طرح کھڑا ہوا

پای کوب بمعنی رقصان یا کار خدمت کیواسطے ادہر ادہر دوڑنیوالا - یعنی خورشید فلک تیری امید مین ذرہ کی مانند ساکت اور جمشید تیری حریم مین غلامونکی طرح خدمت کے واسطے دست بستہ ہے - یہ سب اشعار محبوب حقیقی یا مرشد کامل کی تعریف مین ہین -

حافظ مقیم درگه او باش و عیش کن
کاندر بهشت بهتر ازین گوشه نیست جای

اے حافظ اُسکی درگاہ کا مقیم ہو اور عیش کر
کیونکہ اس گوشہ سے بہتر بہشت مین بہی کوئی جگہ نہین

یعنی ای حافظ جسکی بارگاہ مذکورہ بالا اوصاف سے مملو ہے اور جسکی درگاہ ایسی عظیم الشان ہی تو اوسکے در پر بیٹھ جا کیونکہ اس سے بہتر بہشت مین بہی کوئی جگہ نہین ہوگی -

چو سرو گر بخرامی دمی بگلزاری
خورد ز غیرت روی تو هر گلی خاری

جو تو سرو کی طرح تھوڑی دیر بھی باغ مین پھرے
تو تیرے رخ زیبا کی غیرت سے ہر پھول خار کہائے

ز کفر زلف تو هر حلقه در آشوبی
ز سحر چشم تو هر گوشه و بیماری

تیری زلف کے کفر سے ہر گروہ مین فتنہ بپا ہے
اور تیری آنکھ کے سحر سے ہر گوشہ دنیا مین بیماری پھیلی ہے

نثار خاک رهت نقد جان ما هر چند
که نیست نقد روان را بر تو مقداری

ہر چند کہ ہمارا نقد جان تیری خاک راہ پر نثار ہوتا ہے
لیکن اُس نقد جان کی بہی تیرے سامنے کچھ قدر نہین

مرو چو بخت من ای چشم مست یار بخواب
که در پی است ز هر سوت آه و بیداری

اے یار کی چشم مست میرے نصیب کی طرح خواب مین نجا
کہ ہر طرف سے تیرے پیچھے آہ اور بیداری لگی ہوئی ہے

دلا همیشه مزن لاف زلف دلبندان
چو تیره رای شدی کی گشاید کاری

اے دل ہمیشہ معشوقون کی زلف کی ہوس نکر
جب تو تیرہ رای ہوگیا تو تیری کشاد کار کیسے ہو سکتی ہے

سرم برفت و زمانی بسر نرفت این کار — دلم گرفت و نبودت سر گرفتاری

میرا سر گیا اور کبھی یہ کام انجام نہوا — دل میرا چھین لیا اور تجھے گرفتاری کا خیال نہ آیا

چو نقطہ گفتمش اندر میان دائرہ آی — بخندہ گفت کہ حافظ برو چو پرکاری

میں نے اُس سے کہا کہ نقطہ کی طرح دائرہ کے درمیان آ — ہنسکر کہا کہ ای حافظ پرکار کی طرح الگ گھوم

اس شعر میں نقطہ دائرہ اور پرکار کی رعایتین رکھی گئی ہیں۔ اور مطلب یہ کہ میں نے معشوق سے کہا کہ تو عاشقون کے دائرہ میں نقطہ کی طرح آجا تو اوسنے ہنسکر جواب دیا کہ اچھا میں ایسا کرسکتا ہون مگر تو پرکار کی طرح علیحدہ علیحدہ گھوما کر

چون در جہان خوبی امروز کامگاری — شاید کہ عاشقان را کامی ز لب برآری

چونکہ خوبی سے جہان میں تو آج کامگار ہے — شاید کہ عاشقون کا کام بھی اپنے لب سے نکالدے

با عاشقان بیدل تا چند ناز و عشوہ — بر بیدلان مسکین تا کی جفا و خواری

بیدل عاشقون کے ساتھ ناز و عشوہ کب تک — بیدل مسکینون پر جفا و خواری تا کے

تا چند ہمچو چشمت در عین ناتوانی — تا چند ہمچو زلفت در تاب بیقراری

کب تک تیری چشم کی طرح عین ناتوانی میں گذارون — کب تک تیری زلف کی طرح بیقراری میں رہون

جوری کہ از تو دیدم دردی کہ از تو بردم — گر شمہ بدانی شاید کہ رحمت آری

جو ظلم میں نے تجھسے دیکھا اور جو تکلیف تجھسے اُٹھائی — اگر تو انکا شمہ بھی جان جاے تو شاید رحم کرے

از بادۂ وصالت گر جرعہ بنوشم — تا زندہ ام نورزم آئین ہوشیاری

تیری شراب وصال سے اگر ایک گھونٹ پی لون — تو جب تک زندہ ہون ہوشیاری کا قاعدہ اختیار نکرون

در ہجر ماندہ بودم باد صبا رسانید — از بوستان وصلت بوی امیدواری

میں ہجر میں پڑا تھا کہ باد صبا نے — تیری بوستان وصل سے امیدواری کی خوشبو پہنچائی

ما بندہ ایم عاجز تو خواجہ و قادر — گر میکشی بزورم ور میکشی بزاری

ہم بندہ ہین اور عاجز تو مالک ہی اور قادر — اگر تو کھینچے میرا زور اور جو مارے تو میرا بس

دوکان عاشقی را بسیار مایہ باید — دلہای ہمچو آتش چشمان رودباری

عاشقی کی دوکان کو بہت سی پونجی چاہیے — دل مثل آگ ہون اور آنکھیں مانند ندی کی

یعنی عشق کرنیکے لئے دل آگ کی مانند جلنے والا بیقرار اور آنکھیں ندی کی طرح ہونی چاہئیں۔

گرچہ بوی وصلت در حشر زندہ باشم | سر بر نیارم از خاک از روی شرمساری
اگرچہ تیری وصل کی بو سے حشر مین زندہ ہو جاؤن | تاہم ندامت کے سبب خاک سے سر نہین اُٹھاؤنگا
آخر ترحمی کن بر حال زار حافظ | تا چند نا امیدی تا چند خاکساری
آخر کبھی تو حافظ کے حال زار پر رحم کر | وہ نا امیدی کب تک اور عاجزی کہانتک کئے جائے

یعنی ای محبوب حافظ کے حال زار پر رحم فرما اور اُسکو شراب وصال سے سیراب کر۔ وہ بیچارہ حالت یاس اور عاجزی مین کب تک رہیگا

چہ بودی از دل آن ماہ مہربان بودی | کہ کار ما نہ چنین بودی ار چنان بودی
کیا اچھا ہوتا جو اُس ماہ کا دل ہم پر مہربان ہوتا | ہمارا کام ایسا (ابتر) نہوتا اگر یہ بات ہوتی
بگفتمی کہ چہ ارزد نسیم طرہ دوست | گرم بہر سر موی ہزار جان بودی
مین اُس وقت کہتا کہ نسیم نے طرہ دوست کو کیون پریشان کیا | اگر میری پاس ہر سر مو کے بدلے مین ہزار جانین قربان کرنیکو ہوتین
برات خوشدلی ما چہ کم شدی یارب | گرش نشان امان از بد زمان بودی
یا اللہ ہماری خوشدلی کی بہار کیون کم ہوتی | اگر اُسکے پاس امن ی زمانہ مین امان کا نشان ہوتا
گرم زمانہ سرافراز داشتی و عزیز | سریر عزتم آن خاک آستان بودی
اگر مجھے زمانہ سربلند اور عزیز رکھتا | تو میری عزت کا سریر اُسی آستان کی خاک بنایا ہوتا

یعنی اگر زمانہ مجھے سربلند اور عزیز سمجھتا تو اُسکو چاہیے تہا کہ محبوب کے آستان کی خاک کو میری عزت کا تخت بنا دیتا

خلاصہ یہ کہ میری واسطے یہی عزت اور سربلندی کافی تہی کہ مجھے آستان محبوب پر سر جھکنے کو جگہ ملتی۔

خیال اگر نشدی سد آب دیدہ من | ہزار چشمہ بہر گوشہ روان بودی
تیرا خیال اگر میرے آنسوون کا سد راہ نہوتا | تو ہزار چشمے اُس سے ہر طرف کو جاری ہو جاتے

یعنی اے محبوب صرف تیرا خیال میرے آنسوون کا سد راہ ہو جاتا ہے ورنہ اتنا روؤن کہ آنکھون سے ہزار چشمے آنسوون کے ہر طرف کو جاری ہو جائین۔

کسی بکوی ویم کاشکی نشان دادی | کہ تا فراغتی از باغ و بوستان بودی
کیا اچھا ہوتا کہ کوئی مجھے اوسکے کوچہ کا پتہ بتلا دیتا | تاکہ مجھکو باغ و بوستان کی سیر سے فراغت ہو جاتی
برخ چو مہر فلک بی نظیر آفاق ست | بدل دریغ کہ یک ذرہ مہربان بودی
رخ جو خورشید فلک کی طرح آفاق مین بے نظیر ہے | افسوس کہ دل ذرہ برابر مہربان ہوتا

نہ پردہ کاش برون آمدی چو قطرۂ اشک | کہ بر دو دیدۂ ما حکم او روان بودی
ای کاش کہ وہ قطرۂ اشک کی طرح پردہ سی باہر آتا | کہ دونون آنکھون پر اوسکا حکم جاری ہوتا

یعنی کیا اچھا ہوتا کہ وہ معشوق اشک کے قطرہ کی طرح پردہ سے باہر آتا کہ میری دونون آنکھون پر اوسکا حکم جاری ہو جاتا۔

اگر نہ دایرۂ عشق راہ بر بستی | چو نقطہ حافظ بیدل نہ در میان بودی
اگر دائرہ عشق راہ بند نکرلیتا | تو حافظ بیدل نقطہ کی طرح اسکے درمیان نہین ہوتا

یعنی اگر عشق کا دائرہ حافظ کی راہ بند نکرلیتا تو وہ نقطہ کی طرح اوسکے بیچون بیچ مین ہوتا۔

چہ قامتی کہ ز سر تا قدم ہمہ جانی | چہ صورتی کہ بہیچ آدمی نمی مانی
تیرا قد کیا ہے سر سے پاؤن تک سراسر جان ہے | تیری صورت کیا ہی کہ جو کسی آدمی سی مشابہ نہین

لفظ مانی مانستن سے مشتق ہی جسکے معنی مانند ہونے یا مشابہ ہونیکے ہین۔ یعنی ای محبوب تیرا قد از سر تا پا سراسر جان ہی جان ہی اور تیری صورت ایسی اچھی ہے کہ کوئی آدمی اوس سے مشابہ نہین۔ خلاصہ یہ کہ تو آدمی سے بڑھکر حور یا پری ہے جسکی آدمی برابری نہین کرسکتا۔

نہ صورتی کہ گل گلستان فردوسی | نہ قامتی کہ سہی سرو باغ بستانی
صورت نہین بلکہ گلستان جنت کا پہول ہے | قامت نہین بلکہ باغ و بوستان کا سرو سہی ہے

بسی حکایت حسنت شنیدہ ام جانا | کنون کہ دیدمت الحق ہزار چندانی
ای جان تیری حسن کی مین نے بہت سی حکایتین سنی ہین | اب کہ مین نے تجکو دیکہا تو معلوم ہوا کہ تو اوس سے ہزار چند بہتر ہے

مطلب یہ کہ گو مین نے تیری خوبصورتی کی بہت سی حکایتین سنی تہین مگر اب دیکہنے پر معلوم ہوا کہ ای معشوق جیسا مین نے تجہے سنا تہا تو اوس سے ہزار درجہ اچہا ہے۔

تنم چو چشم تو دارد نشان بیماران | دلم چو زلف تو دارد سر پریشانی
میرا تن تیری آنکہ کی طرح بیمارونکی علامت رکہتا ہے | اور میرا دل تیری زلف کی مانند پریشانی کا سودا

ز جستجوی تو ننشینم ارچہ ہر نفسم | میان خون دل و آب دیدہ بنشانی
تیری جستجو مین نہین بیٹہونگا اگرچہ تو مجہے ہر دم | خون دل اور آب دیدہ کے درمیان ڈبوئی رکہتا ہے

ز خاک پای عزیز تو سر نگردانم | گرم ز دست فراقت سر بگردانی
مین تیری عزیز خاک پا سی سر نہ اوٹہاؤنگا | اگر تو مجہے اپنی فراق سے سرگردان رکہتا ہے

تو چون سپهر جفا پیشه‌ای و ما و الم **چو روزگار نهاده‌ست رو بویرانی**

تو مثل آسمان کی جفا شعار ہے اور میرے احوال نے زمانہ کی طرح ویرانی پر کمر باندھی ہے

ز روی لطف و ترحم چرا نبخشائی **چو درد و محنت حافظ یقین همیدانی**

مہربانی اور رحم سے مجھپر کیون ترس نہین کہاتا جب کہ تو حافظ کے درد و مصیبت پر یقین رکہتا ہے

یعنی ای محبوب جب تجکو اس بات کا یقین ہے کہ مین مصیبت زدہ اور تیرے فراق کا درد رسیدہ ہون تو تو میرے حال پر لطف و رحم کیون نہین کرتا اور کیلئے اپنی وصل سے شاد نہین فرماتا۔

خوشتر از کوی خرابات نباشد جائی **گر به پیرانه سرم دست دهد ماوائی**

کوئی خرابات سے اچھی جگہ نہین ہے اگر پیرانہ سالی مین میرے ہاتھ کوئی ٹھکانہ آجاے

آرزو میکنم و از تو چه پنهان دارم **شیشهٔ باده و کنجی و رخ زیبائی**

آرزو کرتا ہون اور تجھسے کیا پوشیدہ رکہون شیشۂ شراب اور خلوت اور زیبا صورت کی

یعنی ای مرشد کامل جو کچھ مجھے آرزو ہے اوسکو تجھسے چھپانے کی ضرورت نہین کیونکہ تو عاشقون کا محرم راز ہی او وہ آرزو یہ ہے کہ شیشۂ شراب ہو اور گوشۂ تنہائی او معشوق دلربا ہو اور مین ہون۔

جای من دیر مغان است و مروج وطنی **رای من روی بتان است مد...**

میرا مکان دیر مغان ہی اور مروج وطن میری رای روی بتان ہی اور مد... ے

چه کنی گوش که در دهر چو من شیدا نیست **نیست این خبر سخ... ...هوش شنائی**

تو کیا سنتا ہی کہ دنیا مین مثل میری کوئی عاشق نہین سوائے اسکی کوئی ... ...وش کا نہین ہے کہ ...

صنما غیر تو در خاطر ما کے گنجد **که مرا نیست... ...از تو کسی پروائی**

اے صنم ہماری خاطر مین سوای تیری کوئی اور نہین سماتا کیونکہ مجھکو ... ے کسی کی پروا نہین

با ادب باش که هرگز نتواند گفتن **سخن... ...مگر برهمنی دانائی**

ادب سے رہ کہ ہرگز نہین کہی جا سکتی بات ...مگر کسی دانا برہمن سے

دیر سے مقام عشق مراد ہی اور برہمن سے عارف کامل اور مطلب یہ ہی کہ اے ... ہوشیار ہو و با ادب باش کہ مقام عشق کی کیفیت سوائے واقفکار کے کسی اور شخص سے نہین کہی جا سک... مرشد کو باعتبار واقف اسرار ہونیکے واقف کار اور دانا کہا گیا۔

رحم کن بر دل مجروح خراب حافظ
زانکہ ہست از پی امروز یقین فردائی

حافظ کے دل مجروح و خراب پر رحم فرما
اسلئے کہ آجکے روز پر فردا کا یقین ہی ہوسکتا ہے

یعنی اے محبوب حافظ کے دل مجروح و خراب خستہ پر رحم فرما اگر تو آج دنیا مین اسپر رحم کریگا تو یقین ہے کہ کل قیامت کو بھی رحم سے محروم نہ رکھے گا۔

خوش کرد یاوری فلکت روز داوری
تا شکر چون کنی و چہ شکرانہ آوری

انصاف کے دن فلک نے تیری خوب یاوری کی
تو کسطرح شکر کرسکتا ہے اور کیا شکرانہ بہیج سکتا ہے

در کوی عشق شوکت شاہی نمی خرند
اقرار بندگی کن و دعوای چاکری

کوچۂ عشق مین شوکت اور بادشاہی پسند نہین کرتے
اوسمین تو بندگی کا اقرار اور چاکری کا دعوی کر

آنکس کہ او فتاد خدایش گرفت دست
پس بر تو باد تا غم افتادگان خوری

جو شخص کہ گرا خدا نے اوسکا ہاتہہ پکڑا
پس ہی کیفیت تیری بہی ہو تاکہ تو گرے ہوونکی دستگیری کرے

ساقی بمژدگانی عیش از درم در آی
تا یکدم از دلم غم دنیا بدر بری

اے ساقی عیش کی انعام یابی لیکر میرے در سے آ
تاکہ تو تہوڑی دیر کے لئے دنیا کا غم میرے دل سے بہلادے

مژدگانی اوسکو کہتے ہین کہ کوئی چیز یا نقد مژدہ رسان کو انعام مین دیا جاے۔ یہان مژدگانی سے شراب مراد ہے یعنی ای ساقی شراب لیکر میرے پاس آ تاکہ تہوڑی دیر تو میرے دل سے دنیا کا غم دور ہو جاے۔ خلاصہ یہ کہ ای مرشد کامل شراب معرفت پلا تاکہ تہوڑی دیر کے لئے میرا دل ماسوای اللہ کو بہول جاے۔

در شاہراہ جاہ و بزرگی خطر بسی ست
آن بہ کزین گریوہ سبکسار بگذری

جاہ و مرتبہ کی شاہراہ مین بہت سی خطرے ہین
وہ بہتر ہے کہ تو اس ٹیلے سے سبکسار گزر جای

سلطان و فکر لشکر و سودای تاج و گنج
درویش و امن خاطر و کنج قلندری

بادشاہ کو فکر فوج اور تاج و خزانہ کا سودا ہوتا ہے
درویش کو امن خاطر اور گوشۂ فقیری کا مزہ آتا ہے

شعر کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بادشاہ کو بہت سی فکرین اور زیادہ مصیبتون کا سامنا ہے بخلاف اسکے فقیر نہایت بیفکر اور تنہائی کے مزے اوڑاتا ہے ہر حال بادشاہی سے گدائی بہتر ہے۔

نیل مراد بر حسب فکر و ہمت ست
از شاہ نذر خیر ز توفیق یاوری

حاصل ہونا مراد کا فکر و ہمت کی موافق ہے
شاہ سے نذر خیر اور توفیق یاوری کی بدولت

یعنی مراد کا حاصل ہونا ہر شخص کی ہمت و فکر پر موقوف ہی۔ بادشاہ سی اگر کوئی مراد مانگی جاوی تو اوسکے لئے نذر نیاز اور یاوری قسمت کی ضرورت ہے۔

یک حرف صوفیانہ بگویم اجازت ست
اجازت ہو تو ایک حرف صوفیانہ کہون

ای نور دیدہ صلح بہ از جنگ داوری
اے نور چشم جنگ اور حکومت سے صلح بہتر ہوتی ہے

حافظ غبار فقر و قناعت ز رخ مشوی
اے حافظ فقر و قناعت کا غبار مونہہ سے نہ پونچھ

کین خاک بہتر از عمل کیمیاگری
کہ یہ خاک کیمیاگری کے عمل سے بہتر ہے

یعنی اے حافظ اپنے چہرہ کو رضا و تسلیم کے غبار سے پاک مت کر۔ کیونکہ یہ خاک اُس سے بہتر ہے کہ تو کیمیاگری کرکے دنیا کمائے۔

در ہمہ دیر مغان نیست چو من شیدائی
تمام دیر مین میری طرح کوئی عاشق نہین ہے

خرقہ جائی گرو بادہ و دفتر جائی
کہ شراب کی عوض خرقہ کسی جگہ گرو ہے اور کتابین کسی جگہ

دل کہ آئینۂ شاہی ست غباری دارد
دل کہ شاہی آئینہ ہے وہ مکدر ہو گیا ہے

از خدا می طلبم صحبت روشن رائی
مین خدا سے کسی روشن رای کی صحبت کا طالب ہون

یعنی میرا آئینہ دل جو مورد فیوضات رحمانی ہے وہ دنیوی افکار کے غبار سے مکدر ہوا چاہتا ہے پس مین اُسکے صاف رکہنے کے واسطے خدا سے دعا مانگتا ہون کہ کسی روشن رای مرشد کامل کی صحبت مجھے میسر ہو۔

کردہ ام توبہ بدست صنمی بادہ فروش
مین نے ایک بادہ فروش صنم کے ہاتھ پر عہد کر لیا ہے

کہ دگر می نخورم بی رخ بزم آرائی
کہ بغیر بزم آرا معشوق کا رخ دیکھے ہوئے شراب نہ پیونگا

جوی ہا بستہ ام از دیدہ بدامان کہ مگر
مین نے آنکھون سے نکلی ہوئی ندیان اپنے دامن مین روک لی ہین

در کنارم بنشانند سہی بالائی
کہ شاید میرے پہلو مین کبھی سرو سہی قد کو نصب کرین

سر این نکتہ مگر شمع برآرد بزبان
اس نکتہ کا بہید شاید شمع زبان پر لاتی ہے

ورنہ پروانہ ندارد بسخن پروائی
ورنہ پروانہ کو اس بات کی کوئی پروا نہین

کشتی بادہ بیاور کہ مرا بی رخ دوست
شراب کی کشتی لا کہ بغیر رخ دوست

گشتہ ہر گوشۂ چشم از غم دل دریائی
میرا ہر گوشۂ چشم غمون سے دریا بنا ہوا ہے

سخن غیر مگو با من معشوقہ پرست
اے مجھہ معشوقہ پرست سے دوسرے کی بات مت کر

کز وی و جام میم نیست بکس پروائی
کیونکہ مجکو اُسکے اور جام کے سوا اور کسی کی پروا نہین

نرگس ار لاف زد از شیوۂ چشم تو مرنج
اگر نرگس نے تیرے غمزۂ چشم کی برابری کی تو رنجیدہ نہو

نروند اہل نظر از پے نابینائی
اسلئے کہ اہل نظر اندہے کے پیچھے نہین چلا کرتے

یعنی اے محبوب نرگس نے جو تیرے غمزۂ چشم کی برابری کی تو صرف اس وجہ سے کی کہ وہ اندہی ہے پس تو اس ہمسری سے بالکل رنجیدہ نہو کیونکہ اہل نظر اُسکو اور تیری آنکہہ کو خوب جانتے ہین وہ ہرگز ہی اُسکے خیال کی پروی نکرینگے۔ اسلئے کہ دنیا مین کوئی بیانکہا اندہے کے پیچھے نہین چلا کرتا۔

این حدیثم چہ خوش آمد کہ سحرگہ میگفت
یہ بات مجھے کیا اچھی معلوم ہوئی کہ صبح کے وقت

بر در میکدہ با دف و نی ترسائی
ایک ترسا میخانہ کے در پر دف و نے کے ساتھ کہتا تھا

گر مسلمانی ازین ست کہ حافظ دارد
گر یہی مسلمانی ہے جو حافظ رکھتا ہے

آہ اگر از پی امروز بود فردائی.
تو افسوس اگر آجکے واسطے ہے تو کل کو کیا

یہ دونون شعر قطعہ بند ہین جنکے قطعہ بند ہونیکا کتب تواریخ مین اسطرح ذکر کیا گیا ہے کہ حافظ نے پہلے مقطع کا شعر تصنیف فرمایا تہا جب شاہ شجاع کے سامنے یہ غزل پہونچی تو اوسنے کہا کہ اسکے مقطع سے قیامت کا صاف انکار نکلتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حافظ قیامت کا قائل نہین ہے ورنہ وہ یہ مقطع کبھی نہ کہتا۔ چنانچہ بعض فقیہ و مفتی اس قسم کا فتویٰ لکہنے پر آمادہ ہوگئے کہ قیامت کا انکار کفر ہے اور چونکہ حافظ کے مقطع سے یہ انکار صریح ظاہر ہو رہا ہے اسلئے اُسکو کافر سمجہنا چاہئے۔ جب حافظ صاحب کو معلوم ہوا کہ میرے مقطع پر اس قسم کے اعتراض ہو رہے ہین تو وہ پریشان ہوئے۔ شیخ زین الدین ابوبکر کے پاس پہونچے جو اتفاق سے اُسوقت بعزم حج بیت اللہ شریف شیراز مین مقیم تہے حافظ نے اپنی جان سوزی کا قصہ شیخ سے بیان کیا اونہون نے یہ مشورہ دیا کہ اس مقطع سے اوپر ایک شعر اور لکھدو جسکا مطلب یہ ہو کہ مین نہین کہتا ہون بلکہ فلان ایسا کہتا ہے چونکہ کفر کی نقل کرنا کفر نہین ہوا کرتا اسلئے تمکو اس الزام سے نجات ملجائیگی۔ چنانچہ مقطع سے پہلا شعر این حدیثم چہ خوش الخ حافظ صاحب نے شیخ زین الدین کی صلاح سے بعد کو لکہا اور اسلئے اسکو قطعہ بند بنا دیا۔

ہمارے نزدیک قیامت سے انکار کی قباحت تو اُس وقت لازم آتی کہ جب اسکا ترجمہ یون کیا جاتا کہ حافظ کا طریقہ مسلمانی جو وہ رکہتا ہے آج ہی (دنیا ہی) کے واسطے ہے کل قیامت کو کیا ہوگا یعنی کچھ نہوگا اس طور پر البتہ قیامت کا انکار اور طریقۂ اسلام کی اہانت ہوتی ہے مگر ہماری رائے مین اس قطعہ بند کا مطلب یہ نہین ہے جو مذکور ہوا بلکہ یہ ہے کہتے ہین کہ مجکو یہ بات کیسی اچھی معلوم ہوئی جو ترسا یعنی ساقی می فروش یا مرشد کامل مراد ہے اسلئے کہ مرشد کو کہین مغبچہ

اور ترسا بچہ کا خطاب دیا گیا ہی) دف و نی کی آواز پر صبح کے وقت کہہ رہا تہا کہ حافظ کی مسلمانی جو وہ کہتا ہی صرف آج ہی کے لئے ہو یعنی وہ آج ہی شراب سی انکار کرتا ہی کل کے واسطے نہوگی یعنی کل کو ضرور پیئے گا چونکہ مسلمان اور خصوصًا حافظ کا کام شراب پینا نہین ہوتا اور یہان شراب سی وہ ہی شراب عشق الہی مراد ہے اسلئے مطلب یہ ہی ہی کہ ساقی خم معرفت نے کہا کہ اگر آج شراب سی انکار کرتا ہی تو کل پئیگا اور اسکا شراب سے انکار کرنا جو مسلمانون کا شیوہ ہی آج ہی کے لئے ہے کل کے لئے نہوگا خلاصہ یہ کہ اگر آج عشق اختیار نہین کرتا تو کل کریگا۔ پس اگر یہ مطلب صحیح ہے تو ہماری نزدیک یہ تواریخی قصہ ہی مشکوک ہی۔ اول تو حافظ صاحب خود ایک عالم فاضل درویش تہے وہ قیامت سی انکار کرکے اپنی جان آفت مین کیون ڈالتی اور اگر بالفرض ایسا ہو ہی گیا تہا تو یہ بہی تو ممکن تہا کہ وہ اسکو کاٹ کر کوئی دوسرا مقطع لکہدیتی ایک شعر کو نکال کر دوسرا لکہدینا حافظ صاحب کی قادر کلامی سے ذرا ہی بعید نہین تہا پہر انکو پریشانی کیون تہی اور ایک ذراسی بات مین شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ سی کیون صلاح لینی پڑی اور مقطع کے اوپر ایک اور شعر لکہنے پر مجبور ہوے۔

دو یار زیرک و از بادۂ کہن دو منی　فراغتی و کتابی و گوشۂ چمنی

دو یار زیرک ہون اور دو من پرانی شراب ہو　فراغت ہو اور کتاب اور چمن کا گوشہ ہو

دو یار زیرک سی ایک معشوق کے دو عاشق مراد ہین اور من دس رطل کا ایک پیمانہ ہوتا ہی۔ کتاب سی حکایت عشق کی طرف اشارہ ہی یعنی چمن پر فضا کے گوشہ مین دو عاشق باہم بیٹہے ہوی ہون اور پرانی شراب دو من ہو اور حالت ذوق مین افسانہای عشق بیان کئے جاتی ہون تو کیا اچہا ہو۔ بعض نے دو من سی دو آتشہ شراب مراد لی ہے۔

ز تند باد حوادث نمی توان دیدن　درین چمن کہ گلی بودہ است یا سمنی

حوادث کی آندہیون سی نہین دیکہا جا سکتا　کہ اس چمن مین گل پیدا ہوا یا چنبیلی

من این مقام بدنیا و آخرت ندہم　اگرچہ در پیم افتند خلق انجمنی

مین اس مقام کو دنیا اور آخرت کے لئے نہ دونگا　اگرچہ میرے پیچہے تمام مخلوق کی لوگ پڑجائین

ہر آنکہ کنج قناعت بگنج دنیا داد　فروخت یوسف مصری بکمترین ثمنی

جس کسی نے گوشۂ قناعت دنیا کی خزانہ کے بدلے دیدیا　تو گویا اوسنے یوسف مصری کو تہوڑی قیمت مین بیچ ڈالا

بیا کہ رونق این کارخانہ کم نشود　ز زہد ہمچو توئی یا ز عشق ہمچو منی

آ کہ اس کارخانہ دنیا کی رونق کم نہو　تجہ جیسے سے زہد کی اور مجہ جیسے سی فسق و فجور کی

نگار خویش بدست خسان همی بینم
چنین شناخت فلک حق خدمت چو منی

اپنی معشوق کو غیروں کے قبضہ میں دیکھتا ہوں
ای فلک مجھ جیسے کا حق خدمت تونے اسطرح پورا کیا

ببین در آینہ نقشبند صورت غیب
گرت ز ملک قناعت ہوس کند وطنی

غیب کی صورت کے نقش باندھنے والی کو آئینہ میں دیکھ
اگر تو ملک قناعت سے وطن کی طرف ہوس کرے

ازین سموم کہ بر طرف بوستان بگذشت
عجب کہ رنگ گلی ماند و بوی یاسمنی

یہ ہوای سموم جو بوستان کی طرف ہو کر گذری
تعجب کہ اگر گل کا رنگ یا چنبیلی کی خوشبو رہ جاے

سموم سے عاشق کی باد نفس کی طرف اشارہ ہے یعنی اگر میری سانس کی ہوا جو آتش عشق کے سبب نہایت گرم ہے زمانہ کی طرف ہو کر نکل جاے تو گل کا رنگ یا چنبیلی کی بو باقی رہ جانا بڑے تعجب کی بات ہوگی۔

بصبر کوش تو ایدل کہ حق رہا نکند
چنین عزیز نگینی بدست اہرمنی

ایدل تو صبر میں کوشش کر کہ اللہ تعالی نہیں چھوڑا کرتا
ایسا اچھا نگ کسی شیطان کے ہاتھ میں

یعنی دولت صبر بمنزلہ اسم اعظم کے ہے ایدل تجکو اسکے حصول میں کوشش کرنی چاہیے جسطرح کہ اللہ تعالے انگشتری اسم اعظم کو شیطان کے ہاتھ میں نہیں جانے دیتا اسیطرح دولت صبر ہر کسی کو عطا نہیں فرمایا کرتا۔

بگوشہ بنشین سرخوش و تماشا کن
ز حادثات زمانی رخ شکر دہنی

حادثات زمانہ سے بیفکر ہو کر تھوڑی دیر کے لیے گوشہ میں بیٹھ جا
اور کسی شکر دہن محبوب کے رخ کا نظارہ کر

بروز واقعہ غم با شراب باید گفت
کہ اعتماد بکس نیست در چنین زمنی

واقعہ کے دن اپنا غم شراب سے کہنا چاہیے
کیونکہ اس نازک زمانہ میں کسی شخص کا اعتبار نہیں ہے

مزاج دہر تبہ شد درین بلا آری
کجاست فکر حکیمی و رای برہمنی

دنیا کا مزاج اس بلا سے خراب ہو گیا
حکیم کی فکر اور برہمن کا مشورہ کہاں ہے

شنیدہ ام کہ سگان را قلادہ میبندی
چرا بگردن حافظ نمی نہی رسنی

میں نے سنا ہے کہ تو کتوں کو پٹہ سے باندھتا ہے
حافظ کی گردن میں کسلئے رسی نہیں ڈالتا

یعنی ای محبوب میں تیرے در کے سگ کی برابر ہوں جب تو اپنے کتوں کے گلے میں پٹہ باندھتا ہے تو میرے گلے میں رسی کیوں نہیں باندہ دیتا تاکہ میں یہاں سے کہیں نہ جاؤں ہمیشہ پڑے رہے اُس حلقہ کو کہتے ہیں کہ جسکو کتوں کے گلے میں ڈالکر اوس میں زنجیر وغیرہ باندہ دیا کرتے ہیں۔

دیدم بخواب دوش کہ ماہی برآمدی | کز عکس روی او شب ہجران سرآمدی

کل مین نے خواب مین دیکہا کہ چاند نکلا | اوسکے چہرہ کے عکس سے شب ہجران ختم ہوگئی

تعبیر رفت یار سفر کردہ میرسد | ای کاش ہرچہ زودتر از در درآمدی

تعبیر نکلی کہ یار سفر کرتا چلا آتا ہے | اے کاش جو کچہہ ہوتا وہ جلد تر ہو جاتا

یہ دونون شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ کل رات مین نے خواب مین دیکہا کہ چاند نکلا اور اوسکے چہرہ کی روشنی سے شب ہجران کی تاریکی ختم ہوگئی - میری اس خواب کی یہ تعبیر دی گئی کہ تمہارا دوست تمہارے پاس سفر کرتا ہوا آرہا ہے اب میری یہ آرزو ہے کہ اگر خواب کی یہی تعبیر ہے اور یار آرہا ہے تو کیا اچہا ہو کہ وہ جلدتر میرے دروازہ سے آتا ہوا معلوم ہو کر میری محفل کو رونق بخشے۔

ذکرش بخیر ساقی فرخندہ فال من | کز در مدام با قدح و ساغر آمدی

اے میرے ساقی فرخندہ فال اسکا ذکر بخیر ہو جو | جو در سے ہمیشہ قدح و ساغر کے ساتہ آتا ہے

فیض ازل بزور و زر ار آمدی بدست | آب خضر نصیبہ اسکندر آمدی

جو ازل کا فیض زور و زر سے ہاتہ آجایا کرتا | تو آب حیات ضرور سکندر کے نصیب مین ہوتا

چونکہ سکندر آبحیات کے چشمہ پر پہونچکر وہان سے ناکامیاب لوٹ آیا تہا اسلئے خواجہ کا مطلب یہ ہے کہ فیض ازلی یا فیضان الہی بندہ کے اختیار مین نہین اگر یہ زور و زر سے حاصل ہو سکتا تو سکندر چشمۂ حیوان سے پیاسا لوٹ آتا آب حیات اسکے نصیب مین نہ تہا اسلئے پیاسا ہی لوٹ آیا۔

آن عہد یاد باد کہ از بام و در مرا | ہر دم پیام یار و خط دلبر آمدی

وہ زمانہ یاد ہے کہ بام و در سے میرے پاس | ہر دم یار کا پیام و سلام آتا جاتا تہا

خوش بودی ار بخواب بدیدی دیار خویش | تا یاد صحبتش سوی ما رہبر آمدی

کیا اچہا ہوتا اگر خواب مین تو اپنا دیس دیکہتا | تاکہ اوسکی صحبت کی یاد ہمارے لئے رہبر ہوتی

آن کو ترا بسنگدلی گشت رہنمون | ای کاشکی کہ پاش بسنگی برآمدی

وہ جو کہ سنگدلی سے تیرا رہنما ہوا | کیا اچہا ہوتا کہ اسکے پاؤن مین پتہر لگجاتا

کی یافتی رقیب تو چندان مجال ظلم | مظلومی ار شبی بدر داور آمدی

تیرے رقیب کو چندان ظلم کی مجال نہوتی | جو کسی رات مظلوم حاکم کے دروازہ پر پہونچ جاتا

خامان رہ نرفتہ چہ دانند ذوق عشق — دریا دلی بجوی دلیری سر آمدی

رستہ نہ چلے ہوے خام لوگ عشق کی لذت کیا جانین — دریا دل ایک جو کے ساتہ دلیری سے پیش لیجاتا ہے

جانہا نثار کردمی آن دلنواز را — گر ہمچو روح جلوہ کنان در بر آمدی

مین اُس دلنواز کے اوپر جانین قربان کر دیتا — اگر روح کی طرح جلوہ کنان میری پہلو مین آتا

گر دیگری بشیوۂ حافظ زدی رقم — مقبول طبع شاہ سخن پرور آمدی

اگر کوئی دوسرا حافظ کی طرح لکہہ سکتا — تو شاہ سخن پرور کے ضرور مقبول طبع ہو جاتا

یعنی جیسے شعر کہ حافظ لکہہ لیتا ہے اگر ایسے کوئی دوسرا لکہنا جانتا ہوتا تو وہ شاہ سخن پرور کے ضرور مقبول طبع ہو جاتا بڑی خیریت یہ ہی کہ کوئی ایسے اشعار لکہہ نہین سکتا۔

رفتم بباغ تا کہ بچینم سحر گلے — آمد بگوش ناگہم آواز بلبلے

مین باغ مین گیا تا کہ صبح کے وقت پہول چنون — ناگاہ میرے کان مین بلبل کی آواز آئی

مسکین چو من بعشق گلی گشتہ مبتلا — واندر چمن فگندہ بفریاد غلغلے

بیچاری میری طرح عشق گل مین مبتلا ہوکر — چمن کے اندر فریاد سے شور و غل کرتی ہتی

میگشتم اندران چمن و باغ دمبدم — میکردم اندران گل و بلبل تاملے

مین چمن و باغ مین پہرتا تہا اور دمبدم — گل و بلبل کی طرف دیکہتا جاتا تہا

چون کرد در دلم اثر آواز عندلیب — گشتم چنان کہ ہیچ نماندم تحملے

جب میرے دل مین بلبل کی آواز نے اثر کیا — تو مین ایسا بیقرار ہوا کہ مجہہ مین صبر باقی نرہا

ان کل شعرون کا یہ مطلب ہی کہ مین ایک روز صبح کو باغ مین پہول چننے کے لئے گیا یکایک میری کان مین بلبل کی آواز آئی کہ بیچاری غریب میری طرح اپنی معشوق گل کے عشق مین مبتلا ہی اور اپنی فریاد سے چمن مین شور و فریاد برپا کر رہی ہے مین اوسی چمن مین سیر کنان پہر رہا تہا اور اُن دونون یعنی گل و بلبل کو دیکہتا تہا چونکہ بلبل کی فریاد نے میرے دل پر اثر کیا اسلئے مجہہ مین صبر و تحمل باقی نرہا اور مین بیخود ہو گیا۔

بس گل شگفتہ میشود این باغ را ولی — کس بے جفای خار نچیدست ازو گلے

بہت سے گل اس باغ مین کہلے لیکن — کسی نے بلا خار کی جفا کے اس سے پہول نہ توڑا

یعنی بہت سی معشوق اس دنیا مین پیدا ہوئی لیکن کسی نے اونسے بلا جفا سہے ہوے وصل حاصل نہین کیا۔

گل یار خار گشتہ و بلبل قرین عشق　　آن را تغیری و نہ این را تبدلی

گل خار کا یار ہوا اور بلبل عشق مین پہنسی　　دوستی کو تغیر ہے اور نہ اسکو تبدل

یعنی اس باغ مین جس سے باغ دنیا مراد ہے بہت سے گل کہلے لیکن کوئی بغیر کانٹا کہائے ہوئی پہول نہ توڑا یا کوئی دنیا مین بلا تکلیف اٹہائے ہوئے وصال محبوب کو نہ پہونچا دوسرے شعر کا مطلب یہ ہی کہ پہول بلا کانٹے کے نہین ہوتا اور بلبل بلا عشق گل کے نہین رہتا اس باغ دنیا مین عشق و مصیبت کو کوئی تغیر و تبدل نہین ہے یعنی عشق کے ساتھ مصیبت لگی ہوئی ہے۔

حافظ مدار امید فرح از مدار چرخ　　دارد ہزار عیب و ندارد تفضلی

اے حافظ آسمان کے دور سے خوشی کی امید نہ کر　　کیونکہ اسمین ہزارون عیوب ہین مگر فضیلت ایک بہی نہین

یعنی ای حافظ تو گردش آسمان سے خوشی و فرحت کی کیا امید رکہتا ہی کہ جسمین ہزارون عیب تو ہین مگر کمال ایک بہی نہین

روزگاریست کہ ما را نگران میداری　　مخلصان را نہ بوضع دگران میداری

ایک زمانہ گذر گیا کہ تو ہمکو نگران رکہتا ہے　　مگر مخلص دوستون کو غیرون کی وضع پر نہین رکہتا

دگران سے رقیب مراد ہین یعنی ای محبوب ایک زمانہ ہوا کہ تو ہمکو دیکہتا ہی کہ ہم تیری مخلص عاشق ہین۔ مگر تو ہمے مخلصونکو اس ڈہنگ پہ نہین رکہتا کہ جسپر رقیبون کو رکہتا ہی خلاصہ یہ رقیبون کا دمساز بنا رہتا ہی اور ہمسے بات تک نہین کرتا۔

گوشہ چشم رضائی بمنت باز نشد　　این چنین عزت صاحب نظران میداری

میرے لئے تیری رضا کا گوشہ چشم کبہی نہ کہلا　　تو صاحب نظرونکی بس یہی عزت کرتا ہے

نہ گل از داغ غمت رست نہ بلبل در باغ　　ہمہ را نعرہ زنان جامہ دران میداری

باغ مین نہ گل تیرے غم سے چہوٹا نہ بلبل　　تو ان سب کو نعرہ زنان اور جامہ دران رکہتا ہی

گل کے کہلنے کو اوسکا جامہ پہاڑنا کہتے ہین۔ پس مطلب یہ ہی کہ تیری غم مین نہ بلبل کو چین ہی نہ گل کو۔ کیونکہ بلبل اگر تیری لئے باغ مین نعرہ مارتا ہی تو گل کپڑے پہاڑتا ہی خلاصہ یہ کہ تیری یاد و عشق سے کوئی غافل نہین ہی شعر مین لف و نشر غیر مرتب واقع ہوا ہے۔

پدر تجربہ آخر توئی ای دل ز چہ روی　　طمع مہر و وفا زین پسران میداری

اے دل جب تو تجربہ کا باپ ہے تو کسواسطے　　ان بیٹون سے مہر و وفا کی آرزو رکہتا ہے

بیٹون سے معشوق مراد ہین یعنی ای دل جب تو معشوقون سے بیوفائی کا تجربہ اٹہا چکا ہی تو انسے وفا کی امید کیون رکہتا ہی۔

گرچه رندی و خرابی گنه ماست ولی عاشقی گفت که مارا تو بران میداری

اگرچہ رندی و خرابی ہمارا قصور ہے لیکن ایک عاشق نے کہا کہ تو ہمکو ان پر رکہتا ہے

یعنی ای محبوب حقیقی گو رندی اور خرابی ہمارا سر ہمارے قصور ہین مگر تو اپنی رحمت سے عاشقون کو اس قصور پر نہ پکڑ خدا کے صدقہ معاف کر دے۔

جوهر جام جم از کان جهان دگرست تو تمنا ز گل کوزه گران میداری

جام جم کا جوہر دوسرے جہان کی کان سے ہے تو شاید کوزہ گرون کی مٹی سے امید رکہنا چاہتا ہے

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ معرفت حق کو پہونچ گئے ہین انکا خمیر اس جہان کی مٹی سے ہوا ہے اے مخاطب تو زاہدان ریائی سے اس بات کی ہرگز توقع نہ رکھ کیونکہ انکا خمیر اسی جہان کی مٹی سے ہے۔

کیسهٔ سیم و زرت نیک بباید پرداخت زین تمنا که تو از سیمبران میداری

تجکو اپنی سیم و زر کی تہیلی سے شغل نہ رکہنا چاہئے اس آرزو کے لئے کہ جو تو معشوقون سے رکہتا ہے

یعنی اے مخاطب تجکو اپنے زر کی تہیلی اس آرزو کے لئے بالکل خالی کر دینا چاہئے کہ جو تو معشوقون سے رکہتا ہے یعنی بلا زر خرچ کئے بلکہ بغیر نقد جان دئے ہوئے وصال نہین ہو سکتا۔

ای که در دلق ملمع طلبی ذوق حضور چشم سری عجب از بی بصران میداری

ای شخص تو کہ مکر کی گدڑی سے حضوری کا ذوق ڈہونڈہتا ہے تعجب ہے کہ بے بصر لوگون سے سیری کی امید رکہتا ہے

چون توئی نرگس باغ بصر ای چشم چراغ سر چرا بر من دلخسته گران میداری

ای آنکہونکی نور جبکہ تو ہی باغ نظر کا نرگس ہے تو مجہہ زخمی دل سے کسواسطے سرگران رکہتا ہے

دل و دین رفت ولی راست نیارم گفت که من سوخته دل را تو بران میداری

دل و دین گیا لیکن سچی بات یہ ہے کہ مین نہین کہنا چاہتا کہ مجہہ سوختہ دل کو تو اسیر رکہتا ہے

تا صبا بر گل و بلبل ورق حسن تو خواند همه را شیفته و دل نگران میداری

جب سے کہ صبا نے گل و بلبل کے سامنے تیرے حسن کا ورق پڑہا ہے اس وقت سے تو دونون کو شیفتہ دل اور منتظر رکہتا ہے

ساعد آن به که بپوشی چو تو از بهر نگار دست در خون دل پرهنران میداری

یہ بات اچھی ہے کہ تو اپنی کلائی کو نہ چہپائے جبکہ تو مشاطگی کرنیکے لئے اپنا ہاتہہ پرہنر لوگون کے خون مین سانتا ہے

یعنی ای محبوب تجکو اپنی کلائی کو چہپانا نہ چاہئے۔

بگذران روز سلامت بملامت حافظ | چہ توقع زجہان گذران میداری

ای حافظ اسلامتی کے روز کو ملامت مین نگذار | تو اس گذرنیوالے جہان سے کیا توقع رکھتا ہے

یعنی ای حافظ سلامتی کے دن کو ملامت مین ضایع مت کر۔ تو اس گذشتنی و گذاشتنی دنیا سے کیا توقع رکھتا ہے خلاصہ یہ کہ جہان سے توقع نہ رکھ

زان می صاف که از پخته شود هر خامی | گرچہ ماه رمضان ست بیار جامی

اُس صاف شراب کا جس سے ہر خام پختہ بنجاتا ہے | ایک جام لا اگرچہ ماہ رمضان ہی سہی

روزها رفت که دست من مسکین نگرفت | ساق شمشاد قدی ساعد سیم اندامی

بہت سے روز گذر گئے کہ مجھ غریب کے ہاتھ نے | کسی شمشاد قد کی پنڈلی یا کسی نازک اندام کی کلائی نہیں پکڑی

روزه هرچند که مهمان عزیز ست دلا | رفتنش موهبتی دان شدنش انعامی

ای دل روزہ اگرچہ عزیز مہمان کی برابر ہے | لیکن اُسکا جانا بخشش جان اور اُسکا رہنا انعام

مرغ زیرک بدر صومعه اکنون نپرد | که نهادست بهر مجلسی وعظی دامی

چالاک مرغ کو صومعہ کے دروازہ پر اب اُڑنا چاہئے | کیونکہ ہر مجلس مین ایک وعظ کا دام بچھا ہوا ہے

گله از زاهد بدخو چه کنم رسم اینست | که چو صبحی بدمد در پیش افتد شامی

مین بدخو زاہد کا کیا گلہ کرون کہ قاعدہ یہی ہے | کہ جب دن نکلتا ہے تو اُسکے بعد شام ہی ہوتی ہے

یعنی مین زاہد کی بدخوئی کا کیا گلہ کرون دنیا کا یہی قاعدہ ٹھہرا ہوا ہے کہ صبح کے بعد شام ضرور ہوتی ہے خلاصہ یہ کہ خوشی کے بعد رنج یا بھلائی کے پیچھے برائی ضرور لگی ہوئی ہے عشق کا مزا ہی تو اُسکے لئے ہی زاہد کی ملامت تکلیف دہ ہے۔

یار من چون بخرامد بتماشای چمن | برسانش زمن ای پیک صبا پیغامی

میرا یار جب چمن مین سیر کے واسطے آئے | تو ای صبا تو اوس سے میرا یہ پیغام کہدیجو

کو حریفی که شب و روز می صاف کشد | بود آیا که کند یاد ز دردآشامی

وہ حریف کہان ہی جو شب و روز پیتا ہے | کیا اچھا ہو کہ تلچھٹ پینے والیکو بھی یاد کرلیا کرے

حافظا گر ندهد داد دلت خسرو عهد | کام دشوار بدست آوری از خودکامی

ای حافظ اگر تجھکو تیری دل کی داد خسرو عہد نہ دے | تو تجھکو ایک خودغرض سے اپنا کام نکالنا مشکل ہوجائے

خودکام سے معشوق مراد ہے۔ یعنی ای حافظ اگر خسرو عہد جیسے مرشد کامل کی طرف اشارہ ہے تیری دلکی داد نہ دے تو تجھکو معشوق حقیقی سے

اپنے دل کی مراد پانا مشکل ہو جائے۔

ز دلبرم کہ رساند نوازش قلمی — کجاست پیک صبا گو بیا بکن کرمی

دلبر کے پاس سے میری پاس کون نامہ پہونچا دے — صبا کا قاصد کہاں ہے اس سے کہہ کہ آ اور کرم کر

دلم گرفت ز سالوس طبل زیر گلیم — خوشا دمی کہ بمیخانہ برکشم علمی

میرا دل فریب و دغا سے ملول ہوتا ہے — کیا اچھا وقت ہو کہ میخانہ میں جھنڈا بلند کروں

طبل زیر گلیم محاورہ ہے جو کسی کام کے خفیہ طور پر کرنیکے لئے بولا جاتا ہے یعنی میں چھپنے کے کام کو یعنی چھپکر شراب پینے کو ناپسند کرتا ہوں کیا اچھا ہو کہ میخانہ میں جھنڈا بلند کر کے اپنی حالت کو آشکار کروں۔

حدیث چون و چرا درد سر دہد ساقی — پیالہ گیر بیاسا ز عمر خویش دمی

ای ساقی چون و چرا کی بات سے درد سر پیدا ہوتا ہے — پیالہ لے اور کوئی دم تو اپنی عمر راحت سے گذار

طبیب راہ نشین سر عشق نشناسد — برو بدست کن ای مردہ دل مسیح دمی

راہ نشین طبیب عشق کے راز کو نہیں پہچانتا — ای مردہ دل جا اور کسی عیسیٰ دم کو قابو میں لا

قیاس کردم و تدبیر عقل در رہ عشق — چو شبنمی ست کہ در بحر میکشد رقمی

میں نے غور کیا تو عقل کی تدبیر کو راہ عشق میں ایسا پایا — کہ جسطرح شبنم کا قطرہ سمندر میں رقم بنا رہا ہو

یعنی جسطرح ایک اوس کا قطرہ سمندر میں اپنے آپکو کچھ سمجھکر ڈھینگیں مارتا ہو اسیطرح تدبیر عقل عشق میں ناچیز ہے گو وہ اپنے کو کچھ ہی سمجھے

بیا کہ وقت شناسان دو کون بفروشند — بیک پیالہ صافی و صحبت صنمی

آ کہ وقت شناس لوگ دونوں جہان کو — ایک پیالہ صاف اور معشوق کی صحبت کی عوض بیچ دیتے ہیں

دوام عیش و تنعم نہ شیوہ عشق است — اگر معاشر مائی بنوش جام غمی

ہمیشہ عیش و تنعم عشق کا شیوہ نہیں ہے — اگر تو ہمارا ہم مشرب ہے تو غم کا پیالہ بھی پی

نمیکنم گلہ لیکن ابر رحمت دوست — بکشت زار جگر خستگان ندا نمی

میں گلہ نہیں کرتا ہوں لیکن دوست کے ابر رحمت نے — خستہ جگروں کی کھیتی کو ذرا بھی تر نہ کیا

بیا کہ خرقہ من گرچہ وقف میکدہ ہاست — ز مال وقف نہ بینی بنام من درمی

آ کہ اگرچہ میری گدڑی میخانوں کے لئے وقف ہے — لیکن وقف کے مال سے تو ایک درم بھی میرے نام نہ دیکھیگا

یعنی جب میری گدڑی تک میخانہ کی وقف ہے تو میں اپنے پاس مال وقف سے کیا رکھ سکتا ہوں۔

چرا به یک نی قندش نمی خرند آنرا　　که کرد صد شکرافشانی از نی قلمی

کسواسطے ایک گنے کی عوض اسکو نہین خریدتے ہین　　کہ جس قلم نے اپنی نے سے سیکڑون شکرافشانیان کی ہین

حریم قدر تو شاہا بدست حافظ نیست　　بجز نیاز شبی یا دعای صبحدمی

اے شاہ تیری قدر کی لائق حافظ کی پاس کیا ہے　　سوای رات کی عجز و نیاز اور صبحدم کی دعا کے

یعنی اے محبوب تیری قدر کی لائق حافظ کے پاس سوای رات کی عجز و نیاز اور صبح کی وقت کی دعا کے اور کوئی چیز نہین ہے

زین خوش رقم کہ بر گل رخسار میکشی　　خط بر صحیفۂ گل و گلزار میکشی

اس خوش قلمی سے کہ جو تو گل رخسار پر کھینچتا ہے　　گویا گل و گلزار کے صحیفہ پر خط کھینچتا ہے

خط بر چیزے کشیدن فارسی محاورہ کسی چیز کو باطل کرنا یعنی اے محبوب اس خط سے کہ جو تو اپنے چہرہ پر نکالتا ہے گویا گل و گلزار کے صحیفہ کو باطل کئے دیتا ہے۔

اشک حرم نشین نہان خانۂ مرا　　زانسوی ہفت پردہ ببازار میکشی

میرے نہان خانہ کے پردہ نشین آنسوؤنکو　　تو سات پردونکی اوسطرف سے بازار مین کھینچتا ہے

ہر دم بیاد آن لب میگون و چشم مست　　از خلوتم بخانۂ خمار میکشی

تو مجھے ہر وقت اس لب میگون اور چشم مست کی یاد مین　　خلوت سے شراب فروش کے گھر کی طرف کو کھینچتا ہے

گفتی سر تو بستہ فتراک ما شود　　سہل ست اگر تو زحمت این بار میکشی

تو کہتا ہے کہ تیرا سر ہمارے فتراک کی لائق ہے　　یہ بات آسان ہے اگر تو اس بوجھ کی تکلیف کو گوارا کر لے

یعنی اے محبوب تو نے کہا کہ تیرا سر اس لائق ہے کہ ہمارے فتراک مین بندھا ہوا ہو۔ پس یہ بات میرے لئے بہت آسان ہے اگر تو اس بوجھ کی تکلیف کو گوارا کرلے کہ میرے سر کو فتراک مین باندھ کر لیجاوے۔

با چشم و ابروی تو چہ تدبیر دل کنم　　وہ زین کمان کہ بر سر بیمار میکشی

مین تیری چشم و ابرو کے مقابلہ مین دل کی کیا تدبیر کرون　　افسوس کہ تو اس کمان کو بیمار کے سر پر کھینچتا ہے

باز آ کہ چشم بد ز رخت دور میکنم　　ای تازہ گل کہ دامن ازین خار میکشی

باز آ کہ مین تیرے رخ سے بد نظر کو دور کرتا ہون　　اے تازہ گل کہ تو اس کانٹے سے دامن کھینچتا ہے

کاہل روی چو باد صبا را ببوی زلف　　ہر دم بقید سلسلہ در کار میکشی

[illegible] زلف کی بو سے　　ہر دم زنجیر کی قید مین باندھ لیتا ہے

حافظا دگر چه می طلبی از نعیم دہر — می می خوری و طرهٔ دلدار میکشی

ای حافظ زمانہ کی نعمتوں سے اور کس چیز کا طالب ہے — شراب پیتا ہے اور طرۂ دلدار کھینچتا ہے

یعنی ای حافظ تو دنیا کی نعمتوں سے اب اور کس شئے کا طلبگار ہے شراب بھی اڑاتا ہے اور طرۂ معشوق بھی کھینچتا ہے ان سے زیادہ اور کونسی نعمت باقی رہ گئی جسکی تجھے آرزو ہے

ساقیا سایهٔ ابر است و بهار و لب جوی — من نگویم چه کنی اہل دلی خود تو بگوی

ای ساقی ابر کا سایہ موسم بہار اور نہر کا کنارہ ہے — مین نہین کہتا کہ کیا کر تو خود اہل دل ہے تو ہی کہدے کہ

بوی یکرنگی ازین قوم نمی آید خیز — دلق آلوده صوفی بمی ناب بشوی

یکرنگی کی بو اس قوم سے نہین آتی اوٹھ — اور صوفی کا آلودہ خرقہ مے ناب سے دھو

سفله طبع ست جهان بر کرمش تکیه مکن — ای جهاندیده ثبات قدم از سفله مجوی

یہ جہان کمینہ طبیعت ہے اسکی کرم پر بھروسہ نکر — ای جہاندیدہ آزمایا ہوے کمینے سے ثابت قدمی نہ ڈھونڈ

گوش بگشای که بلبل بفغان میگوید — خواجه تقصیر مفرما گل توفیق ببوی

کان لگا کر سن کہ بلبل چلا کر کہہ رہی ہے — ای خواجہ کوتاہی نکر اور توفیق کا پھول سونگھ

یک نصیحت کنمت بشنو و صد گنج ببر — از ره عیش در آ و ره عیب مپوی

مین تجھے ایک نصیحت کرتا ہون اسکو سن اور سو خزانے حاصل کر — عیش کی راہ مین آ اور عیب کی راہ مین نہ دوڑ

شکر ازو که دگر بار رسیدی به بهار — بیخ نیکی بنشان و ره توفیق بجوی

اللہ کا شکر کہ تجھہ مین دوبارہ بہار آئی — نیکی کی جڑ قایم کر اور توفیق کی راہ ڈھونڈھ

روی جانان طلبی آینه را قابل ساز — ورنه هرگز گل و نسرین ندمد ز آهن و روی

اگر روی جانان کا مشتاق ہے تو آئینہ کو اس قابل بنا — ورنہ گل و نسرین لوہے اور کانسی سے نہین اگا کرتے

مطلب یہ کہ ای مخاطب اگر تو دیدار جانان کا مشتاق ہے تو اپنے آئینۂ دل کو اسکے جلوہ کی قابل بنالے اور جو ایسا نہین کر سکتا تو سمجھ لے کہ لوہے اور کانسی سے گل اور نسرین نہین اگین گے۔

پیشتر زانکه شوی خاک در میکدها — یکدو روزی بسر اندر ره میخانه بپوی

قبل اسکے کہ تو شرابخانون کے در کی خاک ہو جاے — ایک دو روز سر کے بل شرابخانہ کی راہ مین دوڑ

خلاصہ یہ کہ پہلے طلب معشوق مین سعی کرکے بعد ازان اسکے در پر بیٹھنا چاہیے۔

گفتی ز حافظ ما بوی ریا می آید — آفرین بر نفست باد که خوش بردی بوی

تو کہتا ہے کہ ہمارے حافظ سے ریا کی بو آتی ہے — تیرے سانس پر آفرین کہ تو نے خوب بو کو پہچانا

یعنی ای محبوب تو نے جو کہا کہ ہمارے حافظ سے ریا کی بو آتی ہے میں تیری نفس کو شاباش کہتا ہوں کہ تو نے بو کو خوب دریافت کر لیا

ساقی بیا که شد قدح لاله پر ز می — طامات تا بچند و خرافات تا بکی

اے ساقی آ کہ لالے کا قدح شراب سے پر ہوا — یہ بکواس تا کے اور یہ خرافات کب تک

یعنی بہار آئی اور لالہ کا پھول کھلا۔ ای ساقی یہ فضول بکواس اور بیہودہ باتیں کب تک رہیں گی جلد شراب دے۔

بگذر ز کبر و ناز که دیده ست روزگار — چین قبای قیصر و طرف کلاه کی

کبر و ناز کو چھوڑ کہ زمانہ نے دیکھا ہے — قبای قیصر کی شکن کو اور کیخسرو کی کلاہ کے گوشہ کو

هشیار شو که مرغ سحر گشت مست هان — بیدار شو که خواب عدم در پی ست هی

ہشیار ہو کہ مرغ سحر نے مست ہو کر آگاہ کیا — جاگ کہ عدم کا خواب پیچھے لگا ہوا ہے

خوش نازکانه می چمی ای شاخ نوبهار — کاشفتگی مبادت ز آشوب باد دی

اے شاخ نوبہار تو ناز کے ساتھ کیا اچھی لچک رہی ہے — خزاں کی آشوب سے خدا تجھے پریشان نہ کرے

بر مهر چرخ و عشوهٔ او اعتماد نیست — ای وای بر کسیکه شد ایمن ز مکر وی

آسمان کی محبت اور اسکی عشوہ پر بھروسا نہیں ہے — اوسکی حال پر افسوس ہے کہ جو اسکی مکر سے بے پروا ہوا

فردا شراب کوثر و حور از برای ماست — و امروز نیز دلبر مه روی و جام می

کل قیامت کو شراب کوثر اور حور ہمارے لئے ہے — لیکن آج بھی خوبصورت معشوق اور جام شراب اپنا ہے

باد صبا ز عهد صبی یاد می دهد — جان داروی که غم ببرد در ده ای صبی

باد صبا ہمکو لڑکپن کا زمانہ یاد دلاتی ہے — ای پسر وہ دوا ای جان بخش دے کہ جس سے غم دور ہو جاے

حشمت مبین و سلطنت گل که گسترند — فراش باد هر ورقی را بزیر پی

گل کی سلطنت و حشمت کو دیکھ کہ فراش باد صبا نے — ہر اسکے پتے کو اپنے قدم کے نیچے بچھایا ہے

در ده بیاد حاتم طی جام یک منی — تا نامهٔ سیاه بخیلان کنیم طی

حاتم طائی کی یاد میں ایک قدح بھر کر دے — تا کہ ہم بخیلوں کے سیاہ نامہ کو لپیٹ رکھیں

حاتم طائی سے مرشد کامل اور بخیلوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو بے فیض ہوں یعنی ای ساقی تو مرشد کامل کی یاد میں

جام شراب دے تاکہ مجھ بے فیض لوگوں کے ذکر کو بھول جائیں ۔

زان می که داد رنگ طبیعی بار غوان — بیرون فگند لطف مزاج از رخش بخوی

اُس شراب سے جسنے ارغوان کو طبعی رنگ دیا ہے — اور مزاج کے لطف نے اسکے رخ سے پسینہ بناکر ڈالا ہے

بشنو که مطربان چمن راست کرده اند — آهنگ چنگ و بربط و طنبور و نای نی

سُن کہ چمن کے مطربوں نے درست کیا ہے — چنگ و بربط اور طنبورہ اور بانسلی کی آواز کو

سنبل باغ بر که بخدمت چو بندگان — استاده است سرو کمر بسته است نی

سنبل باغ کو پیچل کہ خدمت کے لئے غلاموں کی طرح — سرو کہڑا ہوا ہی اور سے نے کمر بستہ ہے

اشیای روزگار همی ساز در گرو — کز مرد راه باز نماند است هیچ شی

زمانہ کی چیزیں شراب کے بدلہ میں گروی رکھدے — کیونکہ اب کوئی چیز مرد راہ باقی نہیں ہے

یعنی دنیا کی چیزوں میں سے بجز شراب کے کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جو راہ کی مرد ہو یا ٹھیک رہنمائی کرے اسلئے ان سب کو شراب کی عیوض گرو رکھدینا چاہئے۔

حافظ حدیث سحر فریب خوشت رسید — تا حد چین و شام و باقصای روم و ری

ای حافظ تیری سحر فریب کلام کا ذکر خوب پہونچا ہے — چین و شام کی حد اور روم و ری کی اطراف تک

یعنی ای حافظ تیرا کلام جو جادو فریب ہے اب اوسکا چرچا چین و شام اور روم و ایران کی حدود تک جا پہونچا خلاصہ یہ کہ تو دور دور تک مشہور ہوگیا۔

سحر با باد میگفتم حدیث آرزومندی — خطاب آمد که واثق شو بالطاف خداوندی

میں ایک صبح کو باد صبا سے آرزومندی کا ذکر کرتا تہا — یکایک خطاب آیا کہ الطاف خداوندی پر ثابت قدم

قلم را آن زبان نبود که سر عشق گوید باز — ورای حد تقریر است شرح آرزومندی

قلم کی زبان ایسی نہیں ہے کہ عشق کا بہید کہہ سکے — کیونکہ آرزومندی کی شرح احاطۂ تقریر سے باہر ہے

دل اندر زلف لیلی بند و کار عشق مجنون کن — که عاشق را زیان دارد مقالات خردمندی

لیلے کی زلف میں دلکو باندہ اور مجنون بنکر عشق اختیار کر — کیونکہ عقلمندی کی باتیں عاشق کے لئے نقصان کا باعث ہیں

الا ای یوسف مصری که کردت سلطنت مغرور — پدر را باز پرس آخر کجا شد مهر فرزندی

ای یوسف مصری آگاہ ہو کہ بادشاہت نے تجہے مغرور کردیا — باپ کا حال پوچہہ آخر محبت فرزندی کہاں گئی

یوسف مصری سے معشوق اور پدر سے عاشق مراد ہے اور سلطنت کا اشارہ زیادتی حسن کی جانب یعنی ای معشوق تو زیادتی حسن پر نازاں نہو بلکہ اپنے عاشق کا حال بھی پوچھ کہ اوسپر تیری جدائی مین کیا گذرتی ہے۔

بسحر غمزۂ فتانت دوا بخشی و درد انگیز
فتنہ پرداز آنکہ کے غمزہ سے تو دوا بھی بخشتا ہے اور درد بھی

بچین زلف مشک افشان دلاویزی و دلبندی
اور مشک افشان زلف کی شکن سے دلکو لٹکاتا بھی ہے

جہان پیر رعنا را مروت در جبلت نیست
اس پیر رعنا جہان کی خلقت مین مروت نہین ہے

ز مہر او چہ میجوئی و در او ہمت چہ میبندی
تو اس سے کیا محبت ڈہونڈہتا ہے اور کیا ہمت باندہی چاہیے

ہمائی چون تو عالی قدر حرص استخوان تا کی
تجھ جیسے عالی مرتبہ ہما سے ہڈیون کی محبت کب تک

دریغ این سایۂ دولت کہ بر نا اہل افگندی
افسوس کہ یہ سایۂ دولت تو نا اہلون پر ڈالتا ہے

مطلب یہ کہ ای مخاطب دل تو باوجود اپنا ہما کا سا بلند مرتبہ رکہنے کے اپنا سایہ نا اہلون پر جیسے طالبان دنیا اور خود دنیا مراد ہے ڈالتا ہے یعنی تیرا مرتبہ تقرب بہت بڑا ہے تجکو دنیا سے محبت زیبا نہین۔

درین بازار اگر سودیست با درویش خرسند است
اس بازار دنیا مین اگر فائدہ ہے تو درویش اور قانع کو ہے

خدایا منعمم گردان بدرویشی و خرسندی
ای خدا تو مجکو درویشی اور قناعت سے تونگر بنا

دعای صبح و شام تو کلید گنج مقصود است
تیری صبح و شام کی دعا خزانۂ مقصود کی کنجی ہے

بااین راہ و روش میرو کہ با دلدار پیوندی
اسی راہ و روش پر چل تا کہ دلدار سے جا ملے

ز شعر حافظ شیراز میگویند و میرقصند
حافظ کے اشعار پڑہتے ہین اور ناچتے ہین

سیہ چشمان کشمیری و ترکان سمرقندی
کشمیر کے معشوق اور سمرقند کے خوبصورت

یعنی حافظ کے اشعار ایسے اچہے ہین کہ جنکو کشمیر کے معشوق اور سمرقند کے دلبر پڑہ پڑہ کر ناچا کرتے ہین۔

سحرگہ رہروی در سرزمینی
صبح کے وقت مسافر ایک سرزمین مین

ہمی گفت این معما با قرینی
اپنے ہمراہی سے یہ معما کہتا تہا

کہ ای صوفی شراب آنگہ شود صاف
کہ ای صوفی شراب اسوقت صاف ہوتی ہے

کہ در شیشہ بماند اربعینی
کہ چالیس روز شیشہ مین بند رہے

خلاصہ مطلب ان دونون شعرون کا یہ ہے کہ جسطرح بغیر چالیس روز شیشہ مین رہے شراب صاف نہین ہوتی اسیطرح گویا معرفت الٰہی فوراً حاصل نہین ہوجاتی پختہ کاری کے لئے کچھ مدت کی ضرورت ہے۔

گر انگشت سلیمانی نباشد — چہ خاصیت دہد نقش نگینی

اگر انگشتری سلیمانی نہو — نگینے کا نقش کیا خاصیت دیسکتا ہی

خدا زان خرقہ بیزارست صد بار — کہ صد بت باشدش در آستینی

اللہ تعالے اُس خرقہ سے نہایت بیزار ہی — کہ جسکی آستین مین سو بت ہون

درونہا تیرہ شد باشد کہ از غیب — چراغی بر کند خلوت گزینی

دل تاریک ہوگئے شاید کہ غیب سے — کوئی خلوت گزین ایک چراغ روشن کرے

مروت گرچہ نامی بی نشانست — نیازی عرضہ کن بر نازنینی

مروت اگرچہ ایک بے نشان چیز کا نام ہے — لیکن نازنین کے روبرو نیاز پیش کرتا رہ

ثوابت باشد ای دارای خرمن — اگر رحمی کنی بر خوشہ چینی

اے خرمن کے مالک تجکو ثواب ہوگا — اگرچہ تو خوشہ چین کے حال پر رحم فرمائیگا

نمی بینم نشاط عیش در کس — نہ درمان دلی نہ درد دینی

مین کسی مین عیش و نشاط نہین دیکھتا — نہ دل کا علاج دیکھتا ہون اور نہ دین کا درد پاتا ہون

اگرچہ رسم خوبان تندخوئیست — چہ باشد گر بسازی با غمینی

اگرچہ معشوق کی عادت تندخوئی ہے — کیا ہرج ہی اگر تو ایک غمگین کے ساتھ موافقت کرے

در میخانہ بکشا تا بپرسم — مآل حال خود از پیش بینی

میخانہ کا دروازہ کھول تاکہ مین — ایک پیش بین سے اپنے حال کا نتیجہ پوچھون

پیش بین سے مرشد کامل اور در میخانہ سے آستانہ مرشد مراد ہے یعنی اے در مرشد کے دربان تو مجکو دروازہ کھولدے تاکہ مین مرشد سے جاکر اپنے حال کا انجام دریافت کرون۔

نہ ہمت را امید سربلندیست — نہ دعوت را کلید آہنینی

نہ ہمت کو سربلندی کی امید ہے — نہ دعا کے پاس لوہے کی کنجی موجود ہے

نہ حافظ را حضور درس قرآن — نہ دانشمند را علم الیقینی

نہ حافظ کو قرآن مجید پڑھنے کی حضوری — نہ دانشمند کو علم یقین حاصل ہے

یہ دونون شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہی کہ نہ تو ارادہ کو سربلندی کی امید ہے نہ دعا کے پاس لوہے کی

گئی ہے کہ جس سجدہ مقبولیت کا دروازہ کھول دے نہ حافظ کو قرآن خوانی کی حضوری حاصل ہے نہ دانشمند کو
علم یقینی ہے۔ خلاصہ یہ کہ سب باتیں خلاف تمنا اسعید ہیں۔

سحرم ہاتف میخانہ بدولت خواہی — گفت باز آی کہ دیرینۂ این درگاہی

صبح کو شراب خانہ کے ہاتف نے از راہ خیر خواہی — مجھے کہا کہ پھر آ کیونکہ تو اس درگاہ کا پرانا خادم ہے

ہمچو جم جرعۂ ما کش کہ ز سر ملکوت — پرتو جام جہان بین دہدت آگاہی

جم کی طرح شراب کا گھونٹ پی کہ عالم ملکوت کے راز — جام جہان بین کا پرتو تجکو آگاہی دے گا

ما گدایان در میکدہ ای سالک راہ — بادب باش گر از سر خدا آگاہی

اے سالک راہ حقیقت شرابخانہ کی در کے فقیروں کی سا[تھ] — ادب سے رہ اگر تو خدا کے راز سے آگاہ ہے

یعنی اے راہ الہی یا راہ حقیقت کی سالک تو سر خدا سے آگاہی رکھتا ہے پس میخانہ کے فقیروں کے ساتھ ادب و تعظیم سے
پیش آ کیونکہ وہ بھی اوسی درگاہ کے نیازمند ہیں۔

بر در میکدہ رندان و قلندر باشند — کہ ستانند و دہند افسر شاہنشاہی

شراب خانہ کے دروازہ پر وہ رند اور قلندر رہتے ہیں — کہ جو شاہی تاج کو لے اور دے سکتے ہیں

خشت زیر سر و بر تارک اختر پای — دست قدرت نگر و منصب صاحب جاہی

سر کے نیچے اینٹ اور ہیج سیارہ کے سر پر قدم — ذرا اس دست قدرت اور صاحب جاہی کے مرتبہ کو دیکھ

اگرت سلطنت فقر ببخشند ای دل — کمترین ملک تو از ماہ بود تا ماہی

اے دل اگر تجکو موکلان قضا و قدر فقر کی سلطنت بخشدیں — تو ماہ سے لیکر ماہی تک ادنے ملک ہو

قطع این مرحلہ بی ہمرہی خضر مکن — ظلماتست بترس از خطر گمراہی

اس منزل کو بلا ہمراہی خضر کے طے نکر — اندھیرا ہی (اس لئے) گمراہی کے خطرے سے ڈرتا رہ

مرحلہ سے منزل عشق اور خضر سے مرشد کامل مراد ہے جو عشق حقیقی کا رہنما ہوتا ہے یعنی اس عشق کی راہ کو بلا مرشد کامل کی
ہمراہی کے طے نکر کیونکہ اس راہ میں بہت تاریکی ہے شاید کہ تو بے راہ چلا جاوے اور گمراہ ہو جاوے۔

سر ما و در میخانہ کہ طرف بامش — بفلک بر شدہ دیوار بدین کوتاہی

ہمارا سر اور میخانہ کا دروازہ کہ جسکی چھت کی منڈیر — باوجود چھوٹی دیوار کے آسمان سے بھی بلند ہے

یہ میخانہ کی تعریف ہے یعنی ہمارا سر ایسے شرابخانہ کے دروازہ پر رکھا رہتا ہے کہ جسکی دیواریں چھوٹی ہونیکے باوجود بھی اوسکی چھت
کی منڈیر آسمان سے بھی اونچی ہے

تو در فقر ندانی زدن از دست بده
مسند خواجگی و مجلس توران شاہی

تو فقر کا دروازہ کھٹکھٹانا نہیں جانتا ہے
اسلیے مسند خواجگی اور مجلس توران شاہی کو چھوڑ

ای سکندر بنشین و غم بیہودہ مخور
کہ نبخشند ترا آبحیات از شاہی

ای سکندر چپکا بیٹھ اور بیہودہ غم نہ کہا
کہ تجکو آب حیات بادشاہ ہونیکے سبب نہیں ملیگا

یعنی آب حیات فقیرون کا حصہ ہے اور بادشاہی سے حاصل نہیں ہو سکتا اگر شاہی سے مل سکتا تو سکندر ہی لے لیتا مگر خضر علیہ السلام کو ملا اور سکندر اوس سے محروم رہا۔

حافظ خام طمع شرمی ازین قصہ بدار
عملت چیست کہ فردوس دو جہان میخواہی

ای خام طمع حافظ اس قصہ سے شرم رکہہ
تیرا عمل ہی کیا ہی کہ تو جسکی فردوس دونون جہان چاہتا ہے

یعنی ای حافظ خام طمع تجکو اس قصہ سے شرم آنی چاہیے تیرا عمل ہی ایسا کونسا اچہا ہی کہ تو جسکا عوض دونون جہان چاہتا ہے۔

سلام اللہ ما کر اللیالی
علی ملک المکارم والمعالی

خدا کا سلام نازل ہو اُس وقت کہ متواتر آئین راتین
صاحب کرم وصاحب مرتبہ بادشاہ کے اوپر

یعنی اُس بادشاہ صاحب کرم اوصاحب مرتبہ کے اوپر قیامت تک خدا کی سلامتی نازل ہوتی رہے۔

علی وادی الاراک ومن علیہا
وداری باللوی فوق الرمالی

صحرای اراک پر اور اُسپر جو اُس صحرا مین رہتا ہے
اور میرے گہر پر کہ جو لوے مین کنکرون پر ہے

لوی ایک مقام کا نام ہی جو کنکرون پر ہے۔ یعنی صحرای اراک پر اور اُس شخص پر جو اوس صحرا مین رہتا ہی جس سی محبوب مراد ہے اور میری (عاشق کے) گہر پر جو کنکرون پر ہے خدا کی سلامتی قیامت تک نازل ہوتی رہے۔

دعا گوی غریبان جہانم
وادعو بالتواتر والتوالی

مین جہان کے غریبون کا دعا گو ہون
اور انکے لئے متواتر دعا کرتا رہتا ہون

منال ایدل کہ در زنجیر زلفش
ہمہ جمعیت ست آشفتہ حالی

ایدل مت رو کہ اوسکی زلف کی زنجیر مین
آشفتہ حالی سے ہی تمام دلجمعی ہے

اموت صبابرا یا لیت شعری
متی نطق البشیر عن الوصالی

صبر کے مارے مرتا ہون کیا اچہا ہوتا کہ مجہے معلوم ہوجاتا
کہ وصال کی خوشخبری دینے والا کب بولے گا

یعنی مین صبر کرتے کرتے مرا جاتا ہون ای کاش مجہے یہ بات معلوم ہوجاتی کہ وصال محبوب کب میسر ہوگا۔

فحبک راحتی فی کل حین | وذکرک مونسی فی کل حال
پس تیری محبت میری لیے ہر دم راحت ہو | اور تیرا ذکر ہر حال مین میرا مونس
سویدای دل من تا قیامت | مباد از سوز سودای تو خالی
قیامت تک میرا سویدا اے دل | تیرے سوز او عشق سے خالی نہو
کجا یابم وصال چون تو شاہی | من بدنام رند لاابالی
تجھسے شاہ کا وصال کہان پاسکتا ہون | مین بدنام اور بے پروا رندا
زخطت صد جمال دیگر افروز | کہ عمرت باد صد سال ہلالی
اوس نقاش قدرت کو شاباش | کہ جسنے ماہ کے گرد ہلالی خط کھینچا ہے
بہر منزل کہ رو آرد خدایا | نگہدارش بحفظ لایزالی
اے خدا جس منزل کی طرف کہ وہ رخ کرے | اپنی لازوال حفاظت سے اوسکو محفوظ رکھہ
تو می باید کہ باشی ورنہ سہل ست | زیان مایۂ جانی و مالی
تو چاہتا ہے تو رہتا ہے ورنہ | جانی و مالی سرمایہ کا نقصان بہت آسان ہے

خدا کی لازوال حفاظت کی توجیہ اور پھر اس سے دعا ہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو بلا نقصان رکھہ سکتا ہے ورنہ جان اور مال کے سرمایہ کا نقصان بہت آسان بات ہے۔

خدا داند کہ حافظ را غرض چیست | و علم اللہ حسبی من سوالی
خدا جانتا ہے کہ حافظ کا مطلب کیا ہے | اور اوسکا علم میرے سوال کرنیکو کافی ہے

یعنی جو کچھہ میری غرض اس کہنے سے ہے وہ خدا ہی خوب جانتا ہے اور اوسکا علم میرے سوال و جواب کو کافی ہے۔ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ

سلامی چو بوی خوش آشنائی | بدان مردم دیدۂ روشنائی
ایک سلام بوے آشنائی کی مانند | اوس روشنائی کی آنکھہ کی پتلی یعنی محبوب کو پہونچے
درودی چو نور دل پارسایان | بدان شمع خلوتگہ پارسائی
ایک دعا پرہیزگارون کے دل کی نورانی | اوس پرہیزگاری کی خلوتگاہ کی شمع کو پہونچے

لہ وہ ہی معشوق مراد ہے ۱۲

نمی بینم از همدمان هیچ بر جا
دلم خون شد از غصه ساقی کجایی

مین ہمدمون مین سے جگہ پر کسی کو نہین دیکھتا
میرا دل غصہ سے خون ہوگیا اے ساقی تو کہان ہے

ز کوی مغان رو مگردان که آنجا
فروشند مفتاح مشکل گشایی

مغان کے کوچہ سے مونہہ نہ پہیر کہ اس جگہ
لوگ مشکل کشائی کی کنجی بیچتے پہرتے ہین

عروس جهان گرچه در حد حسن است
ز حد می برد شیوهٔ بیوفایی

اگرچہ عروس دنیا انتہا درجہ کی حسین ہے
لیکن بیوفائی کے شیوہ مین بہی حد سے گذر گئی ہے

یعنی یہ عروس دنیا جسقدر حسین ہے اوسیقدر بیوفا بہی ہے اسکے حسن پر فریفتہ ہونے وقت بیوفائی کا بہی لحاظ کرنا چاہیے۔

می صوفی افگن کجا می فروشند
که در تابم از دست زهد ریایی

صوفی افگن شراب کہان بکتی ہے
کیونکہ مین اس زہد ریائی سے تنگ آگیا ہون

رفیقان چنان عهد صحبت شکستند
که گوئی نبوده است خود آشنایی

رفیقون نے عہد صحبت کو ایسا توڑا
کہ گویا کبہی ان سے شناسائی ہی نہ تہی

دل خستهٔ من گرش همتی نیست
نخواهد ز سنگین دلان مومیایی

میرے زخمی دل مین اگر کچہہ ہمت ہے
تو وہ ان سنگدلون سے مومیائی کا طالب ہوگا

مرا گر تو بگذاری ای نفس طامع
بسی پادشاهی کنم در گدایی

اے طامع نفس اگر تو مجہے چہوڑ دیگا
تو مین گدائی مین بہی بادشاہی کرونگا

بیاموزمت کیمیای سعادت
ز همصحبت بد جدایی جدایی

مین تجکو سعادت کی کیمیا سکہاتا ہون
کہ بد کی ہمصحبتی سے جدائی اختیار کر جدائی

مکن حافظ از جور گردون شکایت
چه دانی تو ای بنده کار خدایی

حافظ آسمان کے جور سے شکایت نکر
اے بندے تو خدائی کے کام کیا جانے

یعنی آسمان بہی وہ ہی کرتا ہے جو اسکی مرضی ہوتی ہے پس اے حافظ تجکو اسکے ظلم کی شکایت نہین کرنا چاہیے بندہ کو خدائی کام سے

سلیمی منذ حلت بالعراق
الاقی فی هواها ما الاقی

جب سے کہ میرا معشوق عراق مین آکر اوترا ہے
دیکھتا ہون اوسکے عشق مین جو کچہہ دیکھتا ہون

الا ای ساربان محمل دوست | الی رکبانکم طال اشتیاقی
اے محمل دوست کے ساربان آگاہ ہو | کہ تمہارے سواروں کی طرف ہمارا اشتیاق بہت بڑھ گیا

بساز ای مطرب خوشخوان خوشگو | بشعر پارسی صوت عراقی
اے خوش خوان خوش گو مطرب | فارسی کے اشعار عراق کے لہجہ میں گا

بیا ساقی بده رطل گرانم | سقاک اللہ من کأس دهاقی
اے ساقی آ اور بڑا پیالہ مجھے دے | اللہ تعالیٰ تجھے شراب طہور کے بھرے ہوئے جام سے سیراب کرے

جوانی باز می آرد بیادم | صدای چنگ و نوشانوش ساقی
جوانی پھر مجھے یاد دلاتی ہے | چنگ کی آواز اور ساقی کی نوشانوش

دمی باقی بده تا بر فشانم | بیاران مست و خوشدل عمر باقی
ابھی کچھ شراب دے تا کہ میں | باقی عمر مست اور خوشدل یاروں پر چھڑکوں

درونم خون شد از نادیدن دوست | الا تعسا لایام الفراق
میرا دل دوست کے نہ دیکھنے کے سبب خون ہو گیا | (یا الٰہی) جدائی کے دنوں کو موت آجائے

دمی با نیک خواہان متفق باش | غنیمت دان امور اتفاقی
کوئی دم نیک خواہوں کے ساتھ مل بیٹھ | اور امور اتفاقی کو غنیمت جان

مسیحای مجرد را برازد | که با خورشید سازد ہم وثاقی
مسیحائی اوس آزاد کو زیب دیتی ہے | کہ جو خورشید کے ساتھ ہم خانہ ہو

عروسی بس خوشی ای دختر رز | ولی گہ گہ سزاوار طلاقی
ای انگور کی شراب تو ایک بہت خوبصورت دلہن ہے | لیکن کبھی کبھی طلاق کی لائق بھی ہوتی ہے

اگر شراب سے ظاہری شراب مراد لیں تو … کہتا ہے کہ اے دختر رز تو بہت اچھی خوبصورت دلہن کی مانند ہے مگر کبھی کبھی طلاق دینے کی قابل بھی ہو جاتی ہے یعنی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تجھکو چھوڑنا پڑتا ہے اور قاعدہ کلیہ ہے کہ جو چیز ظاہر میں خوبصورت ہو اور وہ باطنا کچھ عیوب بھی رکھتی ہو اس سے بھی کسی وقت جدائی گوارا کرنی پڑتی ہے۔ شراب کو چھوڑ دینے کے لئے مدتی ظاہری مراد ماہ صیام ہے کہ جسمیں دن کو کوئی چیز پینے کھانے نہیں ہیں۔ لیکن یہاں ایک یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مست اور رند کو رمضان سے کیا مطلب وہ

کون سے روزے رکھتا ہے جو شراب کو چھوڑ دے اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ ضروری نہین ہے کہ کوئی رند
جو شراب پیا کرتا ہو رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے ممکن ہے کہ شراب سے زیادہ اسکو روزے کا
خیال ہو اسکے علاوہ خواہ کوئی مسلمان رند ہی ہو لیکن اوسکے دل مین احکام شریعت کا ادب ضرور
ہوتا ہے چونکہ ماہ صیام مین روزہ رکھنا شریعت کا حکم ہے اسلئے اوسکا لحاظ ضروری ہوا۔ اور اگر دعوت سے
ذکر و فکر مراد لیا جاے تو سالک کے لئے بحیثیت بشر ہونیکے بہت سے موقع ایسے آجاتے ہین کہ جہان ذکر و فکر کو
چھوڑنا ضروری ہوتا ہے مثلاً بیت الخلا یا حالت غسل مین ذکر الہی کرنا درست نہین ایسی صورت مین خاموش
ہوجانا اچھا کیونکہ ایسے موقعون پر ذکر الہی کرنا سوء ادبی مین داخل ہوگا۔

سبح العمر فی مرعی حماکم — **حماک اللہ یا عہد التلاقی**
میری عمر کی تازگی اور بہار تمہاری محفوظ چراگاہ مین ہے — اے ملاقات کے دنون اللہ تمہاری مدد کرے

خرد در زندہ رود انداز و می نوش — **بگلبانگ جوانان عراقی**
عقل کو زندہ رود کی ندی مین ڈبو دے — اور عراقی جوانون کی خوش آواز پر شراب پی

نہانی الشیب من کل العذاری — **سوی تقبیل خدود واعتناقی**
بڑھاپے نے مجھکو تمام کنواری عورتون سے روکدیا — بجز بوسہ لینے اور گلے سے لگانے کے

وصال دوستان چون روزی ما است — **بگو واعظ سخنہای فراقی**
جب ہمکو دوستون کا وصال حاصل ہے — تو اے واعظ تو فراق کی کہانی کہتا پہر

مضت فرص الوصال وما شعرنا — **بگو حافظ غزلہای فراقی**
وصال کی مدت گذر گئی اور ہم خبردار نہوئے — اے حافظ فراق کی غزلین پڑھ

یعنی وصل محبوب کا زمانہ گذر گیا اور افسوس کہ تو خبردار نہوا اے حافظ اب سوا اسکے کیا چارہ
کہ تو فراق کے اشعار پڑھا کرے۔

سبت سلمی بصدغیہا فؤادی — **وروحی کل یوم لی ینادی**
سلمی نے اپنی دونون زلفون سے میرے دل کو قید کرلیا ہے — اور میری روح ہر روز مجھکو پکارتی ہے

خدا را بر من بیدل ببخشای — **واوصلنی علی رغم الاعادی**
خدا کے لئے مجھ بیدل پر رحم فرما — اور دشمنون کی مرضی کے بخلاف مجھسے ملاکر

امن انکرتنی عن حب سلمی غریق العشق فی بحر الوادی

ای شخص تو میری محبت کا سلمی سے انکار کرتا ہے اور میرا یہ حال ہے کہ مین اسکے عشق کے سمندر مین ڈوب رہا ہون

نگارا در غم سودای عشقت توکلنا علی رب العبادی

اسے محبوب تیری سودای عشق کے غم مین ہمنے رب العباد کے اوپر بہروسا کیا ہے

دل حافظ شد اندر چین زلفت بلیل مظلم واللہ ہادی

حافظ کا دل تیری زلف کے اندر چلا گیا اندہیری رات مین اللہ راہ دکہانیوالا ہے

یعنی اسے محبوب میرا دل تیری زلفون مین پہنس گیا اور چونکہ زلف کو اندہیری رات سے تشبیہ دیتے ہین اسلئے حافظ صاحب فرماتے ہین کہ اس اندہیری مین خدا ہی دل کو راہ دکہا سکتا ہے۔

سینہ مالامال درد است ای دریغا مرہمی دل ز تنہای بجان آمد خدا را ہمدمی

سینہ درد سے مالامال ہے ای افسوس ایک مرہم دل تنہائی سے تنگ آگیا خدا کیلئے کوئی ہمدم عنایت ہو

خیز تا خاطر بدان ترک سمرقندی دہیم کز نسیمش بوی زلف جویان آید ہمی

اوٹہہ تاکہ ہم دل اس سمرقندی ترک کو دین کہ جسکی نسیم سے جویان کی زلف کی بو آتی ہے

چشم آسایش کہ دارد این سپہر گرم رو ساقیا جامی بیاور تا بیاسایم دمی

آسایش کی امید تیز رو آسمان سے کون رکہ سکتا ہے ای ساقی ایک جام لا تاکہ تہوڑی دیر تو آرام کرلون

زیرکی را گفتم این احوال بین خندید و گفت صعب کاری بوالعجب دردی پریشان عالمی

ایک عقلمند کے روبرو مینے اپنا حال بیان کیا وہ ہنسا اور کہنے لگا ایک سخت کام عجب درد اور عالم کے پریشان کرنیوالی شخص

سوختم در چاہ صبر از بہر آن شمع چگل شاہ ترکان غافل است از حال ما کو رستمی

مین اس محبوب کے لئے صبر کے کنوئین مین جل گیا شاہ ترکان ہمارے حال سے غافل ہے رستم کہان ہے

چگل بکسر جیم و کاف فارسی ترکستان مین ایک شہر ہے جہان معشوق اچہے ہوتے ہین یہان شمع چگل سے محبوب حقیقی کی طرف اشارہ ہے اور رستم سے مراد مرشد کامل یعنی مین صبر کے کنوئین مین اپنے محبوب کے لئے جل رہا ہون مرشد کامل کہان ہے کہ جو میرا ہاتہ پکڑ کے اس کنوئین سے نکالے۔

در طریق عشقبازی امن و آسایش خطاست ریش باد آن دل کہ با درد تو جوید مرہمی

راہ عشق مین امن و آسایش کی تلاش ناخطا ہے وہ دل زخمی ہو جو کہ تیرے درد کے مقابلہ مین مرہم کا متلاشی

اہل کام و ناز را در کوی رندان راہ نیست — رہروی باید جہان سوزی نہ خامی بیغمی

اہل مقصد اور ناز کو رندوں کی کوچہ میں راہ نہیں ہے — ایک راہرو جہان سوز چاہیے نہ کوئی بیفکر خام

آدم خاکی ازین عالم نمی آید بدست — عالمی دیگر بباید ساخت از نو آدمی

خاکی آدم اس عالم میں دستیاب نہیں ہوتا — ایک نئے آدمی سے کوئی دوسرا جہان بنانا چاہیے

خلاصہ یہ ہے کہ اس عالم میں کوئی ایسا متواضع اور فروتن شخص کہ جس پر گمان ہو سکے کہ یہ خاک سے بنا ہے نظر نہیں آتا ہے پس اب ایک اور عالم بنا کر اوسکو کسی نئے آدمی سے معمور کرنا چاہیے تاکہ ہم اوسمیں کے خاکی آدمی سے جو متواضع اور منکسر ہو اور جسمیں خاکی اوصاف پائے جاتے ہوں میل جول کریں۔

گریۂ حافظ چہ سنجد پیش استغنای دوست — کاندرین طوفان نماید ہفت دریا شبنمی

حافظ کی زاری دوست کی بے پروائی کے سامنے کیا ہے — کیونکہ اس طوفان میں ساتوں سمندر بھی شبنم کی مانند ہیں

یعنی حافظ کی گریہ وزاری دوست کی بے پروائی کے سامنے کیا کر سکتی ہے کیونکہ اس بے پروائی کے طوفان کے مقابلہ میں ساتوں سمندر بھی اوس کے قطرہ کی برابر ہیں۔

لبش می بوسم و در میکشم می — بآب زندگانی بردہ ام پی

میں اوسکے لب کو چومتا ہوں اور شراب پیتا ہوں — آب حیات کی طرف سراغ لے گیا ہوں

نہ رازش میتوانم گفت با کس — نہ کس را میتوانم دید با وی

نہ میں اسکا راز کسی سے کہتا ہوں — نہ کسی کو اوسکے ساتھ دیکھنا پسند کرتا ہوں

یعنی مجھکو دوست سے اسقدر محبت و خلوص ہے کہ نہ اوسکا بھید کسی سے کہنا چاہتا ہوں اور نہ اوسکے ساتھ کسی کو دیکھنا پسند کرتا ہوں۔

گل از خلوت بباغ آورد مسند — بساط زہد را چون غنچہ کن طی

گل خلوت سے اپنی مسند باغ میں اوٹھا لایا — زہد کے بساط کو غنچہ کی طرح طے کر

یعنی موسم بہار آیا اور پھول شگفتہ ہوئے پس اے زاہد تو بھی اپنے زہد کے بساط کو غنچہ کی مانند طے کر رکھ اسمیں صرف طے کرنے کی تشبیہ دی گئی ہے۔

بدہ جام می و از جم مکن یاد — کہ میداند کہ جم کی بود و کی کی

شراب کا جام دے اور جم کو یاد نہ کر — کون جانتا ہے کہ جمشید کب تھا اور کیکاؤس کب

بزن بر چنگ چنگ ای ماه مطرب — رگش بخراش تا بخروشم از وی

ای چاند صورت مطرب چنگ پر چنگل مار — اوسکی رگ کو چھیڑ تاکہ اوس سے خروش کرون

چو چشمش مست را مخمور مگذار — بیاد لعلش ای ساقی بده می

اوسکی آنکھہ کی طرح مست کو مخمور نچھوڑ — ای ساقی اوسکی لب لعل کی یاد مین شراب دے

بجوید جان ازان قالب جدائی — که باشد خون جامش در رگ و پی

جان اوس قالب سے جدائی نہ ڈھونڈھیگی — کہ جسکے رگ و ریشہ مین جام کا خون ہو

لبش می بوسم و خون میخورد جام — رخش می بینم و گل میکند خوی

مین اوسکے لب کو بوسہ دیتا ہون او جام خون پیتا ہے — مین اوسکے رخ کو دیکھتا ہون اور گل پسینہ پسینہ ہوتا ہے

یعنی جس وقت کہ مین لب معشوق کا بوسہ لیتا ہون اوسوقت جام شراب رشک و حسد سے خون جگر پیتا اور گل شرم سے غرق عرق ہوجاتا ہے۔

چو مرغ باغ میگوید که هو هو — مده از دست جام باده هی هی

جبکہ باغ کا مرغ ہو ہو کہہ رہا ہے — خبردار شراب کا پیالہ ہاتھ سے نہ رکھہ

چو مجنون در پی دیدار لیلی — بباید گشتن ایدل گرد هر حی

مجنون کی طرح دیدار لیلی کے لئے — اے دل ہر قبیلہ کے گرد پھرنا چاہیے

حی اوس قبیلہ کو کہتے ہین جسمین لیلی اتہی لیکن یہان حافظ صاحب نے عام قبیلہ مراد لیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ دیدار کے لئے یا لیلی کی تلاش مین ہر قبیلہ اور خاندان کے گرد پھرنا چاہیے تاکہ اوسکا پتہ معلوم ہوجاے خلاصہ یہ کہ تلاش معشوق مین کوشش کرنا بہتر ہے۔

تو با سلطان گل خوش باش و می نوش — غنیمت دان خلاصی بهمن از وی

تو سلطان گل کے ساتھ خوش رہ اور شراب اوڑا — خزان سے موسم گل کی خلاصی کو غنیمت جان

زبانت درکش ای حافظ زمانی — حدیث بی زبان بشنو از نی

ای حافظ تھوڑی دیر زبان کو بند کرلے — اور بے زبان کی بات کو بانسلی سے سن

مطلب یہ کہ ای حافظ تھوڑی دیر کے لئے اپنی زبان بند کرلے یعنی خاموش ہوجا اور اوس شخص کی بات سن جو زبان سے کچھہ نہین کہتا مگر بذریعہ بانسلی اپنے درد عشق کا اظہار کررہا ہے۔

شہریست پر ظریفان وز ہر طرف نگاری | یاران صلای عشق است گر میکنید کاری

ظریفوں سے بھرا ہوا شہر ہے اور ہر طرف ایک معشوق موجود ہے | عشق کی یہ آواز ہے کہ اے یارو جو کوئی کام کرنا ہو تو کرلو

یعنی عشق کرنے کے سب سامان موجود ہیں اور نہ کسی قسم کی روک ٹوک ہے اور عشق خود آواز دے رہا ہے کہ اے عاشقو جو کچھ تمہیں کرنا ہے کرلو زمانہ ہمیشہ نہیں رہتا۔

چشم فلک نبیند زین خوبتر حریفی | در دام کس نیفتد زین خوبتر نگاری

آسمان کی آنکھ نے اس سے اچھا حریف نہیں دیکھا | اور کسی کے جال میں اس سے خوبتر نگار نہیں پھنسا

ای روی خوبت از گل صد بار نازکی | یارب که ره نیابد بر دامن تو خاری

اے محبوب تیری صورت گل سے سو جگہ زیادہ نازک ہے | خدا کرے کوئی کانٹا تیرے دامن میں نہ الجھے

چشمی که دیده باشد جسمی ز جان مرکب | بر دامنش مبادا زین خاکدان غباری

جس آنکھ نے کہ جان سے مرکب جسم کو دیکھا ہو | اوسکے دامن پر اس خاکدان سے غبار نہ پڑے

چون من شکسته را از پیش خود چه رانی | کم غایت تمنا بوس است یا کناری

مجھ سے شکستہ کو اپنے سامنے سے کس لئے نکالتا ہے | کہ میری بڑی آرزو ایک بوسہ یا معانقہ ہے

می بیغش است دریاب وقتی خوش است بشتاب | سال دگر که دارد امید نوبهاری

شراب صاف ہے دوڑ اور وقت اچھا ہے حاصل کر | دوسرے سال نوبہار کی کون امید رکھے

چون این گره گشایم وین راز چون نمایم | دردی و صعب دردی کاری و سخت کاری

میں کیونکر اس گرہ کو کھولوں اور کسطرح اس راز کو ظاہر کروں | ایک درد ہے اور سخت درد ہے ایک کار ہے اور سخت کار

هر تار موی حافظ در دست ترک شوخیست | مشکل توان نشستن در اینچنین دیاری

حافظ کے بال کا ہر تار ایک شوخ محبوب کے ہاتھ میں ہے | ایسے ملک میں مشکل سے بیٹھ سکتے ہیں

یعنی جبکہ حافظ کے بال کا ہر تار ایک شوخ معشوق کے قبضہ میں ہے تو ایسے شہر میں کوئی چین سے کسطرح بیٹھ سکتا ہے
خلاصہ یہ کہ کٹھ پتلی کی طرح جدھر کو وہ چاہیگا ادھر کو ہی پھیریگا۔

صبا تو نکهت آن زلف مشکبو داری | بیادگار بمانی که بوی او داری

اے صبا تو اوس مشکبو زلف کی نکہت رکھتی ہے | یادگار رہیگی کیونکہ تجھ میں اوسکی خوشبو ہے

یعنی اے صبا چونکہ تجھمیں زلف محبوب کی خوشبو آتی ہے اسلئے تو عاشقوں کے لئے یادگار رہیگی۔

دلم که گوهر اسرار حسن و عشق دروست — توان بدست تو دادن گرش نکو داری

میں اپنے دل کو کہ اوسمیں حسن و عشق کے اسرار کے گوہر ہیں — تیرے ہاتھ میں دیسکتا ہون اگر تو اوسکو اچھی طرح رکھے

یعنی ای محبوب میں اپنے دلکو جسمیں کہ معارف حسن و عشق کے گوہر اسرار بھرے ہوے ہیں تیرے قبضہ میں دیسکتا ہوں بشرطیکہ تو اوسکو برباد نکرے اور حفاظت سے رکھے۔

در آن شمائل مطبوع هیچ نتوان گفت — جز اینقدر که رقیبان تندخو داری

اوس پسندیدہ صورت و خو میں کچھ نہیں کہہ سکتے — سوا اسقدر کے کہ تو بدخو رقیب رکھتا ہے

نوای بلبلت ای گل کجا پسند افتد — که گوش هوش بمرغان هرزه گو داری

اے گل تجھے بلبل کی آواز کیسے پسند آوے — کیونکہ تیرے ہوش کے کان بیہودہ گو جانوروں کی طرف ہیں

یعنی ای معشوق تو یاوہ گو رقیبوں کی طرف متوجہ ہو رہا ہے اور اونکی باتوں کو سنتا ہے تجکو اپنے عاشق زار کی باتیں کسطرح پسند آسکتی ہیں

ز جرعه تو سرم مست گشت نوشت باد — خود از کدام خم است اینکه در سبو داری

تیری جرعہ سے میرا سر مست ہوا تجکو نوش ہو جیو — یہ کونسے مٹکے کی شراب ہے جو تیرے کوزہ میں ہے

قبای حسن فروشی ترا برازد بس — که همچو گل همه آئین رنگ و بو داری

حسن فروشی کی قبا تجھی کو زیب دیتی ہے — کیونکہ تو گل کی مانند سارے طریقے رنگ و بو کے رکھتا ہے

زمانه گر همه مشک ختن دهد بر باد — فدای تو که خط و خال مشکبو داری

زمانہ اگر ختن کا سارا مشک برباد کر دے — تجھپر قربان کہ تو خط و خال مشکبو رکھتا ہے

دم از ممالک خوبی چو آفتاب زدن — ترا رسد که غلامان ماهرو داری

تو خوبصورتی کے ملکوں سے آفتاب کی طرح دم مارنا — تجھے زیبا ہے کیونکہ تو ماہرو غلام رکھتا ہے

بسرکشی خود ای سرو جویبار مناز — که گر باو رسی از شرم سر فرو داری

ای نہر کے کنارہ کے سرو اپنی سرکشی پر نازان نہو — کیونکہ اگر تو اوس تک پہونچے گا تو شرم کی مارے سر نگون رکھیگا

دعا گفتم و خندان بزیر لب میگفت — که کیستی تو و با ما چه گفتگو داری

میں نے اوسکو دعا دی اور وہ زیر لب ہنسکر کہنے لگا — کہ تو کون ہے اور ہم سے کیا کہہ رہا ہے

ز کنج مدرسه حافظ مجوی گوهر عشق — قدم برون نه اگر میل جستجو داری

ای حافظ مدرسہ کے گوشہ میں عشق کا گوہر نہ ڈھونڈھ — اگر تجھے اسکی جستجو کی خواہش ہے تو قدم باہر نکال

یعنی اے حافظ اس ظاہری مدرسہ میں عشق کے گوہر کی تلاش نکر اگر تجھے اوسکی جستجو کی خواہش ہی تو اس سے باہر آ اور مرشد کامل کی تلاش سے عشق حقیقی حاصل کر

صبح است و ژاله میچکد از ابر بهمنی
برگ صبوح سازو بزن جام یکمنی

صبح کا وقت ہی اور ابر بہمنی سے بوندیں ٹپک رہی ہیں
صبح کی شراب کا سامان کر اور بڑا پیالہ چڑھا

ابر بہمنی یعنی ماہ بہمن کا بادل۔ ژالہ یعنی اولہ لیکن چھوٹے قطرے کیواسطے بہی یہ لفظ بولتے ہیں۔ من ایک وزن کا نام ہے جو دس رطل کا ہوتا ہے۔

در بحر مایی و منی افتاده ام بیار
می تا خلاص بخشدم از مایی و منی

میں خودی اور خودستائی کے سمندر میں گر پڑا ہوں شراب لا
تاکہ وہ مجکو اس خودی و خودستائی سے خلاصی بخشے

خون پیاله خور که حلال است خون او
در کار یار کوش که کاریست کردنی

پیالہ کا خون پی کیونکہ اوسکا خون حلال ہے
یار کے کام میں کوشش کر کہ یہ کام کرنیکے لائق ہے

گر صبحدم خمار ترا درد سر دهد
پیشانی خمار همان به که بشکنی

اگر صبح کے وقت خمار تجھے دردسر دے
تو وہ بہتر کہ تو میفروش کا سر توڑے

ساقی بهوش باش که غم در کمین ماست
مطرب نگاه دار همین ره که میزنی

اے ساقی ہوش میں آکہ غم ہماری گہات میں ہے
اے مطرب اسی کو گائے جا جو کچھ تو گا رہا ہے

یعنی اے ساقی جس طرح کہ تو شراب پلا رہا ہے اسی طور سے پلائے جا اور اے گوئیے جس پردہ کو تو گا رہا ہے اسی کو گائے جا کیونکہ غم ہمیں چھیٹنے کی گہات میں ہے۔

می ده که سر بگوش من آورد چنگ و گفت
خوش باش و پند بشنو از این پیر منحنی

شراب دے کیونکہ چنگ نے میرے کان میں کہا ہے
خوش رہ اور اس خمیدہ پیر یعنی چنگ کی نصیحت سن

ساقی به بی نیازی یزدان که می بیار
تا بشنوی ز صوت مغنی هو الغنی

اے ساقی تجکو خدا کی بے نیازی کی قسم شراب لا
تاکہ تو گانیوالے کی آواز سے ہو الغنی سنے

حافظ نهال قد تو در جوئبار چشم
خون خورده بر نشاند و تو خواهی که برکنی

حافظ نے تیرے قد کے درخت کو آنکھ کی نہر میں
نصب کر کے خون پلایا ہے اور تو چاہتا ہے کہ اوکھیڑ ڈالو

یہ اشارہ آنکھوں میں تصور یار بسنے کی طرف ہے یعنی اے محبوب حافظ نے تیرے قد کے درخت کو آنکھ کی نہر میں لگاکر خون سے سیراب

لیا ہے اور تو چاہتا ہے کہ اوسے اوکھیڑ ڈالے خلاصہ یہ کہ جدا ہو جائے۔

طفیل ہستی عشقند آدمی و پری ارادتی بنما تا سعادتی ببری

جن و انسان عشق کی بدولت پیدا ہوئے ہین ارادہ ظاہر کرتا کہ تو سعادت حاصل کر سکے

یعنی جن و انس کی پیدایش صرف عشق الہی کی بدولت ہوئی ہے اگر تو سچا ارادہ ظاہر کریگا تو سعادت دارین حاصل کرلے گا یعنی مرتبۂ عشق کو پہونچ جائیگا۔

چو مستعد نظر نیستی وصال مجوی که جام جم ندہد سود وقت بی بصری

جبکہ تجھہ مین نظر کی استعداد نہین ہی تو وصال نہ ڈھونڈ کیونکہ نابینائی کی حالت مین جام جم فائدہ نہ دیگا

می صبوح شکر خواب صبحدم تا چند بعذر نیم شبی کوش نالۂ سحری

کب تک صبح کی شیرین خواب اور شراب صبح مین مشغول رہیگا آدھی رات کو تقصیرات کی عذر مین کوشش کر اور صبح کو وقت نالہ

بسوی زلف و رخت میروند می آیند صبا بغالیہ سائی و گل بجلوہ گری

تیری زلف و رخ کی امید مین جا اور آرہی ہین صبا غالیہ سائی کے لئے اور گل جلوہ گری کیواسطے

یعنی صبا زلف سے بغرض حصول خوشبو اور گل تیری رخ سے بامید حصول جلوہ گری جا اور آرہی ہین خلاصہ یہ کہ صبا اور گل دونون تجھسے فائدہ اوٹھاتے ہین۔

بکوش خواجه و از عشق بی نصیب مباش که بنده را نخرد کس بعیب بی ہنری

اے خواجہ کوشش کر اور عشق سے بی نصیب نہ رہ کیونکہ بے ہنری کے عیب کیسبب سے غلام کو کوئی نہین مول لیتا

بیا و سلطنت از ما بخر بمایۂ حسن ازین معاملہ غافل مشو که حیف خوری

آ اور ہماری سلطنت کو سرمایۂ حسن کی عوض مین خرید لے اس سودے سے غافل مت ہو کیونکہ تجکو افسوس ہوگا

یعنی اے محبوب آ اور اپنے سرمایۂ حسن کی عوض ہماری سلطنت فقر خرید لے اگر تو اس معاملے سے غفلت کریگا تو پیچھے پچھتائیگا کیونکہ یہ سودا بہت اچھا ہے۔

دعای گوشه نشینان بلا بگرداند چرا بگوشۂ چشمی بما نمی نگری

گوشہ نشینون کی دعا بلا کو رد کرتی ہے تو گوشۂ چشم سے ذرا ہماری طرف کیون نہین دیکھتا

مرا ازین ظلمات آنکه رہنمائی کرد دعای نیم شبی بود و گریۂ سحری

ان ظلمات سے جسنے کہ میری رہنمائی کی وہ آدھی رات کی دعا اور صبح کی زاری ہے

ز هجر و وصل تو در حیرتم چه چاره کنم — نه در برابر چشمی نه غائب از نظری

تیری وصل اور ہجر سے مین حیرت مین ہون کہ کیا علاج کرون — نہ تو آنکھونکی سامنے ہی ہے اور نہ نظر سے غائب ہے

طریق عشق طریقی عجب خطرناک است — نعوذ بالله اگر ره بمامنی نبری

عشق کی راہ عجب خطرناک راہ ہے — پناہ بخدا شاید تو امن گاہ تک نہ پہونچے

هزار جان گرامی بسوخت زین غیرت — که هر صباح و مسا شمع مجلس دگری

ہزارون بزرگ جانین اس غیرت سے جل گئین — کیونکہ تو ہر صبح و شام دوسرے ہی کی مجلس کی شمع ہے

چو هر خبر که شنیدم رهی بحیرت داشت — ازین سپس من و ساقی و وضع بیخبری

جبکہ ہر خبر جو مین نے سنی ایک راہ حیرت کی رکھتی تھی — تو اسکے بعد مین اور ساقی اور وضع بیخبری کی ہی

جبکہ مین نے ہر راہ اور اصول کو آزما لیا کہ اوسمین کوئی نہ کوئی حیران کرنیوالی بات ہے تو آخر مین راہ عشق کو ہی اختیار کیا بس مین ہون اور ساقی اور بیخبری کی حالت ہے۔

بهمن همت حافظ امید هست که باز — اری اسامر لیلای لیلة القمری

حافظ کی توجہ دلی کی برکت سے امید ہے کہ پھر — مین دیکھون کہ اپنی لیلی سے چاندنی رات مین قصہ کہہ رہا ہون

یعنی حافظ کی دلی توجہ کی برکت سے امید ہے کہ مین پھر اپنے محبوب سے چاندنی رات مین عشق و محبت کا افسانہ بیان کر سکونگا

عمر بگذشت و به بیحاصلی و بوالهوسی — ای پسر جام میم ده که به پیری برسی

عمر بیحاصلی اور بوالہوسی مین گذر گئی — ای لڑکے مجھے شراب کا جام دے کہ تو بڑہاپے کو پہونچے

چه شکرهاست درین شهر که قانع شده اند — شاهبازان طریقت بشکار مگسی

اس شہر مین کیا شکر اور شیرینی ہے کہ قانع ہوے ہین — طریقت کے شاہباز مکھی کے شکار سے

بال بگشا و صفیر از شجر طوبی زن — حیف باشد چو تو مرغیکه اسیر قفسی

بازو کھول اور طوبی کے درخت سے آواز لگا — افسوس کی بات ہے کہ تجھسا مرغ پنجرے مین قید ہے

تجھسے مرغ سے روح کی طرف اشارہ ہے یعنی اے روح تجھکو اس قالب جسمانی مین قید رہنا زیبا نہین تو لاہوت کا طائر ہے تجھکو یہان سے رہائی پاکر طوبی پر صفیر زن ہونا چاہئے۔

کاروان رفت و تو در راه کمینگاه بخواب — وه که بس بیخبر از غلغل بانگ جرسی

قافلہ چلا گیا اور تو گھات کی جگہ راہ مین پڑا سو رہا ہے — افسوس کہ تو جرس کی آواز سے بہت بیخبر ہے

مطلب یہ کہ قافلہ والے جس سے دوست و آشنا مراد ہین سب رخصت ہو گئے اور تو ایسی راہ مین جہان چور و ڈاکو کا کھٹکا ہے خواب غفلت مین پڑا سو رہا ہے اوٹھ اور توشہ سفر کا سرانجام کر شاید بانگ جرس سے جس سے موت کی آواز مراد ہے تو بالکل بیخبر ہے پس تجکو جلد یہان سے اپنا سامان اوٹھانا چاہیے۔

دوش در خیل غلامان درش میرفتم — کل مین اوسکی درگاہ کے غلامونکے ساتھ چلتا تھا

گفت کی بیکس بیچارہ تو باری چہ کسی — تو اوسنے متوجہ ہو کر کہا کہ اے بیکس بیچارہ تو کسکا عاشق ہے

خلاصہ یہ کہ معشوق نے کہا کہ اے بیچارے تو یہان کس پر عاشق ہے جو ہمارے غلامونکے گروہ کے ساتھ ساتھ ہے گویا معشوق نے تجاہل عارفانہ کیا۔

تا چو مجمر نفسی دامن جانان گیرم — تاکہ چنگاری کی طرح کسی وقت معشوق کا دامن پکڑون

دل بر آتش بنہادم ز پی خوش نفسی — مین نے خوش نفس ہونیکے واسطے آگ پر دل رکھا ہے

لمع البرق من الطور و آنست بہ — کوہ طور سے برق چمکی اور مین نے اوسکو دیکھا

فلعلی لک آت بشہاب قبس — پس کبھی ایسا ہو تاکہ تیرے لیے جلتا شعلہ لاتا

با دل خون شدہ چون نافہ خوشش باید بود — اوسکو مثل نافہ کے خون شدہ دلکے ساتھ خوش رہنا چاہیے

ہر کہ مشہور جہان گشت بمشکین نفسی — جو شخص کہ جہان مین مشکین نفسی کی وجہ سے مشہور ہوا ہو

چند پوید بہوای تو ز ہر سو حافظ — کب تک حافظ تیری آرزو مین ہر طرف دوڑے

یسر اللہ طریقا بک یا ملتمسی — اے میری خواہش اور مراد اللہ تعالی تیری راہ آسان کرے

یعنی اے محبوب حافظ تیری آرزو مین کب تک ادہر اودہر دوڑے اے میری خواہش اور مراد خدا تعالے تیری راہ آسان کریگا تو ہی میری مراد کو پہونچے

کتبت قصۃ شوقی و مدمعی باکی — مین نے اپنے اشتیاق کا قصہ لکہا حالانکہ میری آنکھ رو رہی تھی

بیا کہ بی تو بجان آمدم ز غمناکی — آ کہ بغیر تیرے مین غمناکی کے سبب تنگ آگیا ہون

بسا کہ گفتہ ام از شوق با دو دیدہ خویش — مین نے اپنی دونو آنکھونسے شوق کے سبب بہت قصے کہے ہین

ایا منازل سلمی فاین سلماک — اے سلمی کی منازل تیرے سلمی کہان ہے

عجیب واقعہ و بس غریب حادثہ ایست — عجیب واقعہ اور نہایت غریب حادثہ ہے

انا اصطبرت قتیلا و قاتلی شاکی — کہ مین نے مقتول ہونے مین صبر کیا اور میرا قاتل شاکی ہے

کرا رسد که کند عیب دامن پاکت — که همچو قطره که بر برگ گل چکد پاکی

تیری پاک دامن کا عیب کون کر سکتا ہے — کیونکہ تو مثل اُس قطرہ کی پاک ہے جو پھول کی پتی پر ٹپکتا ہے

ز خاک پای تو داد آبروی لاله و گل — چو کلک صنع رقم زد بآبی و خاکی

لالہ و گل کو آبرو تیری قدمونکی خاک سے دی — جبکہ قدرت کی قلم نے آبی و خاکی کی صورتین لکھین

صبا عبیر فشان گشت ساقیا برخیز — و هات شمسة کرم مطیب و زاکی

صبا عبیر بکھیرنے والی ہوئی ای ساقی اوٹھہ — اور پاک وصاف انگوری شراب لا

اثر نماند ز من بی شمائلت آری — آری مآثر محیای من محیاکی

تیری صورت کے سوا مجھے کوئی نشان نہین ہا — لیکن مین اپنی زندگی کے نشان تیری چہرہ مین دیکھتا ہون

دع التکاسل تغنم فقد جری مثل — که زاد راهروان چستی است و چالاکی

کاہلی کو چھوڑ اور وقت کو غنیمت جان پس تحقیق یہ مثل جاری ہو گئی ہے — کہ مسافرون کا توشہ چستی و چالاکی ہی ہے

یعنی ای ملک عدم کے مسافر تو سستی کو چھوڑ دے اور زندگی کے وقت کو غنیمت جان کیونکہ یہ بات ضرب المثل ہے کہ چستی و چالاکی مسافرون کا توشہ ہوا کرتا ہے بغل مین توشہ منزل کا بھروسہ جب توشہ ہی پاس نہین تو منزل تک پہونچنے کا کیا بھروسہ ہو سکتا ہے۔

بآبروی گل و خاک پای سرو که نیست — چنین بهیچ جمال ز آبی و خاکی

گل کی آبرو اور سرو کے قدمون کی خاک کی قسم — کہ کسی آبی و خاکی مین تجھسا نادر جمال نہین ہے

ز وصف حسن تو حافظ چگونه لاف زند — که چون صفات الهی ورای ادراکی

تیرے حسن کے وصف سے حافظ کس طرح شیخی مارے — کیونکہ تو صفات الہی کی مانند ادراک سے باہر ہے

یعنی ای محبوب تیری حسن کا وصف اسی طرح ادراک سے باہر ہے کہ جس طرح صفات الہی قیاس انسانی مین نہین آسکتین۔ پس حافظ تیرے حسن کے وصف مین کیا شیخی مار سکتا ہے۔

گفتند خلائق که توئی یوسف ثانی — چون نیک بدیدم بحقیقت به از آنی

لوگ کہتے ہین کہ یوسف ثانی تو ہی ہے — جب مین نے غور سے دیکھا تو حقیقت مین تو اُس سے بہتر ہے

در عشق توام شهره چو فرهاد عجب نیست — ای خسرو خوبان که تو شیرین زمانی

تیرے عشق مین میرا شہرہ فرہاد کی طرح ہو جای تو تعجب نہین — ای معشوقون کا شاہ تو تو اپنے زمانہ کا شیرین ہے

تشبیہ دہانت نتوان کرد بغنچہ | ہرگز نبود غنچہ باین تنگ دہانی
تیرے دہن کو غنچہ سے تشبیہ نہین دیسکتے | کیونکہ غنچہ ہرگز ایسا تنگ دہن نہین ہے

صد بار بگفتی کہ دہم زان دہنت کام | چون سوسن آزاد چرا جملہ زبانی
تو نے سو بار کہا کہ مین اپنے دہن سے تیرا کام پورا کرونگا | تو مثل آزاد سوسن کے کیون بالکل ہان ہی زبان ہے

گفتی کہ دہم کامت و جانت بستانم | ترسم ندہی کامم و جانم بستانی
تو کہتا ہے کہ تیرا مقصد دونگا اور جان لیلونگا | مجھے ڈر ہے کہ تو مقصد نہ دے اور جان لیلے

چشم تو خدنگ از سپر جان گذرانید | بیمار کہ دیدست باین سخت کمانی
تیری آنکھ نے تیر سپر جان کے پار کر دیا | کسی نے ایسا سخت کمان بیمار دیکھا ہے

لغت مین لکھا ہے کہ خدنگ ایک درخت کو کہتے ہین جسکی لکڑی نہایت مضبوط اور صاف ہوتی ہے چونکہ اکثر اوس سے تیر بناتے ہین اسلئے مجازاً تیر کا نام ہی خدنگ ہو گیا۔ مطلب یہ کہ اے محبوب تیری آنکھ نے جسکو بیمار بولتے ہین نگاہ کا ایسا تیر مارا کہ جو جان کی ڈھال کے پار ہو گیا پس کسی نے نہین دیکھا ہوگا کہ کوئی بیمار ہو کر ایسی سخت کمان رکھے جسکا تیر جگر کے پار ہو جائے۔

چون اشک بیندازیش از دیدۂ مردم | آنرا کہ دمی از نظری خویش برانی
تو اوسکو آنسو کی طرح لوگونکی نظرونسے گراتا ہے | جسپر سے کہ ایکدم اپنی نظر اوٹھا لے

محبوب حقیقی کی طرف خطاب ہے کہ اے خداوند عالم جسکو تو ذلیل و خوار کرتا ہے ساری مخلوق اوسکو ذلیل و خوار سمجھتی ہے۔

گر سرو بماند از قد و رفتار تو برپای | بخرام کہ از سرو گذشتی و روانی
اگر سرو استادگی مین تیری قد اور رفتار کی مشابہ ہے | تو خوش رفتار ہو کہ سرو سے چلنے مین بڑھ جائیگا

در راہ تو عاشق چو قلم گر ز سر پای | چون نامہ چرا یکدمش از لطف نخوانی
جبکہ تیری راہ مین عاشق نے قلم کی طرح سر قدم بنایا ہے | تو کیون نامہ کی طرح اوسکو ایکدم لطف سے نہین بلاتا

از پیش مران حافظ غمدیدۂ خود را | کز عشق رخت داد دل و دین و جوانی
اپنے غمدیدہ حافظ کو نظرون سے نہ گرا | کیونکہ اوسنے تیرے عشق مین دل و دین و جوانی کو برباد

یعنی اپنے غمدیدہ حافظ کو اپنی نظرون سے نہ گرا کیونکہ اوسنے تیری صورت کی محبت مین اپنا دل اور دین اور جوانی سب کچھ برباد کر دیا ہے۔

کہ برد بنزد شاہان ز من گدا پیامی — کہ بکوی می فروشان دو ہزار جم بجامی

کون شخص مجھ گدا کا پیغام بادشاہوں کے پاس لے پہونچا — کہ شراب فروشوں کے کوچہ میں دو ہزار جمشید ایک جام کی عوض ملتا ہے

یہاں بادشاہوں سے دنیا کے بادشاہ اور شراب فروشوں کے کوچہ سے عارفوں کی منزل مراد ہے یعنی کون ایسا ہے کہ جو دنیا کے بادشاہوں سے جا کر کہے کہ جس بادشاہت پر تمکو اتنا غرور ہے وہ عارفوں کے سامنے ذرا بھی قدر و قیمت نہیں رکھتی اور جام جم کی تو ہستی کیا ہے اونکی شراب کا ایک پیالہ خود دو ہزار جمشیدوں کے مقابلہ میں ارزان ہے

اگر این شراب خامست اگر آن حریف پختہ — بہزار بار بہتر ز ہزار پختہ خامی

اگر یہ شراب خام ہے اور وہ حریف پختہ — تو بھی یہ خام اون ہزار پختوں سے ہزار درجہ بہتر ہے

شدہ ام خراب و بدنام و ہنوز امیدوارم — کہ ز بد خلاص یابم ز دعای نیکنامی

اگرچہ میں خراب و بدنام ہو گیا تو بھی امید رکھتا ہوں — کہ شاید کسی نیکنام کی دعا کی بدولت بدی سے رہائی پا جاؤن

تو کہ کیمیا فروشی نظری بقلب ما کن — کہ بضاعتی نداریم و فگندہ ایم دامی

تو کہ کیمیا فروش ہے ایک نظر ہماری قلب کی طرف ڈال — کہ ہم دام پھیلائے ہوئے ہیں اور کوئی پونجی نہیں رکھتے

بکجا برم شکایت بکہ گویم این حکایت — کہ لبت حیات ما بود و نداشتی دوامی

کہاں شکایت لیجاؤن اور کس سے یہ حکایت کہون — کہ تیرا لب ہماری زندگی تھا اور تو نے اوسکو ہمیشہ ہمارے

عجب از وفای جانان کہ تفقدی نفرمود — نہ بنامہ و پیامی نہ بپرسش و سلامی

وفای جانان سے تعجب ہے کہ کچھ بھی دلجوئی نفرمائی — نہ نامہ و پیام سے نہ خیریت اور سلام سے

بروید پارسایان کہ نماند پارسائی — می ناب درکشیدیم و نماند ننگ و نامی

ای پرہیزگارو میری پاس سے جاؤ کہ مجھ میں پارسائی نہ رہی — میں نے خالص شراب پی اور ننگ و نام کو چھوڑ دیا

ز رہم میفگن ای شیخ بدانہای تسبیح — کہ چو مرغ زیرک افتد نفتد بہیچ دامی

ای شیخ تو مجھے تسبیح کے دانوں سے بے راہ مت بنا — کیونکہ جب چڑیا زیرک ہوئی وہ کسی جال میں نہیں پھنسی

سر خدمت تو دارم بخرم بہیچ مفروش — کہ چو بندہ کمتر افتد بمبارکی غلامی

میں تیری خدمت کا خیال رکھتا ہوں مجھے خرید اور کسی چیز کے بدلے — کیونکہ مجھسا مبارک غلام بہت کم ملے گا

بگشای تیر مژگان و بریز خون حافظ — کہ چنان کشندہ را نکشد کس انتقامی

مژگان کے تیروں کو چھوڑ کر حافظ کا خون بہا — کیونکہ ایسے قاتل سے کوئی انتقام نہ چاہیگا

یعنی ای محبوب تو حافظ کو تیر مژگان سے مارڈال اسلئے کہ تو ایسا اچھا قاتل ہے کہ کسی کا جی نہ چاہیگا کہ وہ تجھسے حافظ کے خون کا بدلہ لے۔

مخمور جام عشقم ساقی بدہ شرابی
پر کن قدح کہ بی می مجلس ندارد آبی

ہین عشق کے جام سے مخمور ہوں اے ساقی شراب دے
پیالہ کو بھر کہ بلا شراب مجلس کی رونق نہین ہوتی

عشق رخ چو ماہش در پردہ راست ناید
مطرب بزن نوائی ساقی بدہ شرابی

اوسکے چاند سے رخ کا عشق پردہ مین ٹھیک نہین
ای مطرب آواز لگا اور ای ساقی شراب پلا

شد قامتم چو حلقہ مابعد از ین رقیبت
زین در دگر نراند مارا بہیچ بابی

اسلئے میرا قد حلقہ ہوگیا کہ اسکے بعد رقیب
اس تیرے در سے پھر ہمکو کسی طرح پر نہ ہانکے

چون آفتاب رویش در دیدہ می نگنجد
ایدل چہ سود داری در دیدہ اضطرابی

جبکہ اوسکے رخ کا آفتاب آنکھ مین ہی نہین سماتا
تو ای دل تو آنکھونکی بیقراری سے کیا فائدہ اوٹھائیگا

یعنی جبکہ آنکھون مین انوار آفتاب معشوق حقیقی کی گنجایش ہی نہین ہے پس اضطرابی نظرون سے کیا فائدہ خلاصہ یہ کہ جب خدا کا دیدار دنیا مین دیکھنا ممکن نہین تو اس شور وغوغا سے کیا حاصل۔

در انتظار رویت ما و امیدواری
در عشوۂ لبانت ما و خیال خوابی

تیرے رخ کے انتظار مین ہم ہین اور امیدواری ہے
اور تیرے لبون کے عشوہ مین ہم ہین اور خیال خواب

یعنی تیری صورت کا انتظار کرنا ہمارے لئے سوای امیدواری کے اور کچھ نہین اور نہ تیرے لبونکی عشوہ سے بجز خواب وخیال کے ہم کوئی فائدہ اوٹھا سکتے ہین۔

دست غرض میالا بر کاسہ کہ دانی
انجام کار نبود ازوی امید آبی

غرض کا ہاتھ کاسہ پر نہ بڑھا کہ تو جانتا ہے
انجام کار اوس سے پانی بھی میسر نہو گا

یعنی جس کاسہ سے کہ نتیجہ مین پانی بھی میسر نہو اوسکے لئے غرض کا ہاتھ نہ بڑھا کیونکہ یہ بیفائدہ ہے اور اپنے آپ کو سعی بیجا مین آلودہ کرنا ہے۔

حافظ چہ می نہی تو دل بر وصال جانان
کی تشنہ سیر گردد از لمعۂ سرابی

ای حافظ تو محبوب کے وصال پر کیا دل رکھے ہوئے ہے
بھلا پیاسہ کہین سراب کی جھلک سے سیر ہو سکتا ہے

یعنی ای حافظ تو وصال محبوب پر دل کیا رکھے ہوئے ہے اری بیوقوف کہین سراب کی جھلک سے پیاسہ بھی سیر ہوا ہے۔

می خواہ و گل افشان کن از دہر چہ می جوئی	این گفت سحرگہ گل و بلبل تو چہ میگوئی
شراب مانگ اور پھول بکھیر تو زمانہ میں کیا ڈھونڈھتا ہے	یہ بات گل نے بلبل سے صبح کو کہی کہ تو کیا کہتا ہے
مسند بگلستان بر تا شاہد و ساقی را	لب گیری و رخ بوسی می نوشی و گل بوئی
باغ میں چلکر مت بچھا تاکہ معشوق اور ساقی کا	لب پکڑے اور رخ چومے شراب پیئے اور گل سونگھے
شمشاد خرامان کن آہنگ گلستان کن	تا سرو بیاموزد از قد تو دلجوئی
شمشاد قد کو خرامان کرکے باغ کا ارادہ کر	تاکہ سرو تیرے قد سے دلجوئی سیکھے

خلاصہ یہ کہ اے محبوب اپنی شمشاد قد کو جس سے کہ قد مراد ہے خرامان خرامان باغ میں لیچل تاکہ سرو اوس سے دلجوئی سیکھ جائے

تا غنچہ خندانت دولت بکی خواہد بود	ای شاخ گل رعنا از بہر کہ میروئی
دیکھئے کہ تیرا غنچہ خندان (دہن) کسکی دولت ہوگا	ای خوش رنگ گل کی شاخ تو کسکے لئے اگ رہی ہے
امروز کہ بازارت پرجوش خریدارست	دریاب و بنہ گنجی از مایہ نیکوئی
آجکے دن کہ تیرا بازار خریداروں سے بھرا ہے	واقف ہو اور نیکی کے سرمایہ سے خزانہ جمع کر
آن طرہ کہ ہر مویش صد نافہ چین ارزد	خوش بودی اگر بودی بویش ز خوشخوئی
وہ زلف کہ جسکا ہر بال چین کے سو نافونکے لئے سستا ہے	کیا اچھا ہوتا اگر اوسکی بو خوشخوئی سے ہوئی ہوتی
چون شمع نکوروئی در رہگذر باد است	طرف ہنری بربند از طور نکوروئی
جبکہ خوبصورتی کی شمع ہوا کی رہ گذر میں ہے	نکوروئی کے طور سے کچھ تو فائدہ حاصل کر
ہر مرغ بدستانی در گلشن شاہ آمد	بلبل بنواسازی حافظ بدعاگوئی
ہر مرغ نغمہ سرائی کے لئے شاہ کی گلشن میں آتا ہے	بلبل گیت گانے کے واسطے حافظ دعاگوئی کے لئے

یعنی اے محبوب حقیقی تیرے باغ دنیا میں ہر مخلوق عشق کے واسطے آتا ہے چنانچہ بلبل نغمہ سرائی کے لئے اور حافظ دعاگوئی کے واسطے آیا ہے۔

نسیم صبح سعادت بدان نشان کہ تو دانی	خبر بکوی فلان بر بدان زمان کہ تو دانی
ای صبح سعادت کی نسیم اُس پتہ پر جو تجکو معلوم ہے	جس وقت تیرے نزدیک مناسب ہو فلانکے کوچہ میں خبر پہنچا دینا

نسیم صبح سے مرشد کامل اور فلان سے وہ ہی معشوق حقیقی مراد ہے

تو پیک حضرت شاہی و دیدہ بر سر راہ   بمردمی نہ بفرمان چنان بران کہ تو دانی

تو شاہ کی درگاہ کا قاصد ہے میری دونون آنکھین تیری راہ پر ہین   تجھکو اپنی مروتگی کی قسم میرا پیغام اس طرح پہونچا کہ جیسا تو

درگاہ شاہ کے قاصد سے مرشد یا سبط واردات مراد ہے یعنی اے مرشد تو محبوب حقیقی کی درگاہ کا قاصد ہے تجھے اپنی مروتگی کی قسم تو میرا پیغام شاہ کے پاس اسطرح پہونچادے جسطرح کہ تو مناسب سمجھے اور یہ بات مین تجھسے بطور حکومت نہین کہتا بلکہ عاجزانہ طور پر کہتا ہون - اور وہ پیغام یہ ہے -

بگو کہ جان ضعیفم ز دست رفت خدا را   ز لعل روح فزایت ببخش آنکہ تو دانی

کہہ کہ میری ضعیف جان ہاتھ سے چلی خدا کے واسطے   اے روح فزا لب لعل سے وہ چیز عطا کر جو کہ تو جانتا ہے

من این دو حرف نوشتم چنانکہ غیر ندانست   تو ہم ز روی کرامت چنان بخوان کہ تو دانی

مین نے یہ دو حرف اسطرح لکھے ہین کہ غیر انکو نہ سمجھے گا   تو بھی از راہ نوازش انکو ایسا پڑہ کہ تیرے سوا کوئی نہ سمجھے

خیال تیغ تو با من حدیث تشنہ و آب است   اسیر عشق چو کردی بکش چنان کہ تو دانی

تیری تلوار کا خیال میرے لئے پیاسہ اور پانی کا قصہ ہے   جبکہ تو نے اپنے عشق کا اسیر کیا ہے تو اسطرح قتل کر جسطرح کہ تو جانے

یعنی جسطرح پیاسہ پانی کا مشتاق ہوتا ہے اسطرح مین تیری تلوار سے قتل ہونیکا آرزومند ہون پس جبکہ تو نے مجھے اپنے عشق کا قیدی بنایا ہے تو جسطرح مناسب سمجھے میرا قتل ضرور کر -

امید در کمر زرکشت چگونہ نبندم   دقیقہ ایست نگارا در آن میان کہ تو دانی

مین تیری سنہری پٹکہ مین اپنی امید کیسے نہ باندہون   اے محبوب اسمین ایک باریکی ہے اوسکو تو ہی جانتا ہے

یکی ست ترکی و تازی درین معاملہ حافظ   حدیث عشق بیان کن بہر زبان کہ تو دانی

اے حافظ اس معاملہ مین ترکی و تازی یکسان ہین   عشق کا قصہ بیان کر جو زبان تو جانتا ہے

یعنی معاملۂ عشق مین ترکی و تازی بولیان یکسان ہین پس اے حافظ تو عشق کے حالات اوسی زبان مین بیان کر جس سے کہ تو واقف ہے یا جو تیری زبان ہے -

نو بہار است در آن کوش کہ خوشدل باشی   کہ بسی گل بدمد باز و تو در گل باشی

موسم بہار ہے اوسمین کوشش کر کہ تو خوشدل بنے   کیونکہ بہت سے پہول اوگین گے اور تو قبر مین ہوگا

چنگ در پردہ ہمی میدہدت پند ولی   وعظت آنگاہ دہد سود کہ قابل باشی

چنگ در پردہ تجھکو نصیحت دیتا ہے ولیکن   تجھکو وعظ اوسوقت فائدہ دیگا کہ تو قابل ہوجاے

[illegible] رباکی طرف اشارہ ہے کہ ای زاہد تو لوگون کو ہر دم شعبدہ بازی سے فریب دیتا ہے لیکن ترا یہ فریب دینا حدیث نبوی کے مطابق جائز نہین جبکہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ وہ ہم مین سے نہین ہے جو کسی کو فریب دے۔

ارچہ بعہد بشکنی تیغ جفا بکین من
فکر نمی کنی مگر فی عمد ممددہ

اوسکے واسطے قصداً تیغ جفا میرے کینہ کے لیے کہینچا ہے
شاید سمجہا ہے اوس آگ کی فکر نہین جسکا بیان آیت مین ہے

یعنی قرآن مجید کی اس آیت کا اقتباس ہے۔ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُؤْصَدَةٌ فِيْ عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ ۵
[illegible] دوزخ کی اس آگ کا کہ جسمین طعن کرنیوالے اور عیب لگانیوالے ڈالے جاینگے ذکر فرمایا ہے
[illegible] ہے کہ ای ریاکار زاہد تو مجہپر طعن کرتا ہے کیا تجہکو کلام مجید کی اوس آیت کے علم کی فکر نہین کہ جسمین
[illegible] عیب گیرون اور طعنہ زنونکی سزا کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگر فکر ہوتی تو کبہی طعنہ زنی کی تیغ جفا مجہپر نہ کہینچتا۔

گر تو باین جمال و فر سوی چمن کنی گذر
سوسن و سرو و گل بتو جملہ شوند مقتدی

اگر تو اس جمال و شوکت کے ساتہ چمن کی طرف گذر کرے
تو سوسن اور سرو سب تیرے پیچہے ہولین

نقش خودی ز لوح دل پاک کنی تو در زمان
گر ببری بجان و دل راہ بکوی بیخودی

تہوڑی ہی دیر مین تو دل کی تختی کو خودی کے نقش سے دہو دیگا
اگر جان و دل سے عقلمندی کے کوچہ کی راہ لے

جان و دل تو حافظا بستۂ دام آرزوست
ای متعلق خجل شو ز مردان مجردی

حافظ تیرا دل و جان آرزو کی جال مین مقید ہے
ای اسقدر تعلق رکہنے والے شرمندہ ہو آزادی کی راہ سے

یعنی ای حافظ تیرے دل و جان امیدونکی جال مین مقید ہو رہے ہین دنیا سے اسقدر تعلق رکہنے والے کو شرمندہ ہونا چاہیے
اور نہ کہ آزادی مین دم بہرنا لازم ہے۔

نوش کن جام شراب یک منی
تا بدان بیخ غم از دل بر کنی

توحید کی شراب کا بڑا پیالہ نوش کر
تاکہ اوسکے ذریعہ غم کی بنیاد کو دل سے اکہاڑ ڈالے

دل کشادہ دار چون جام شراب
سر گرفتہ چند چون خم دنی

شراب کے پیالہ کی طرح دل کشادہ رکہہ
کمینہ خم کی طرح تو کب تک سرگرفتہ رہیگا

چونکہ خم کا پیٹ بڑا اور موہنہ چہوٹا ہوتا ہے اسلیے اوسکو دنائت کا خطاب دیا اور پیالہ کو اسلیے کشادہ دل کہا کہ وہ
اوپر سے پہیلا ہوتا ہے۔ یعنی ای شخص تو جام کی طرح کشادہ دل اور فیاض رہ مٹکے کی مانند بڑا پیٹ اور دنی نہو جا جو کہ
سرگرفتگی کے سبب اپنے مین کی شراب دوسری کو دینا نہین چاہتا۔

چون ز جام بیخودی رطلی کشی — کم زنی از خویشتن لاف منی
جبکہ تو بیخودی کے جام سے شراب پیئے گا — تو یقیناً خودی کی شیخی نہین مارے گا

دل بمی بربند تا مردانہ وار — گردن سالوس تقوی بشکنی
دل کو شراب پر باندہ تاکہ تو مردونکی طرح — مکر او پرہیزگاری کی گردن کو توڑ ڈالے

خاک سان شو در قدم همچو ابر — جملہ رنگ آمیزی و تردامنی
خاک کی طرح عاجز بن اور ابر کیطرح قدم کے نیچے رکہہ — تمام رنگ آمیزی اور تردامنی کو

رنگ آمیزی اور تردامنی سے بدکاری اور مکاری مراد ہے ۔ مگر یہان یہ لفظ ابر کی رعایت سے آیا ہے کہ تردامنی جسکے قدم کے نیچے ہوتی ہے ۔

خیز جہدی کن ز حافظ تا مگر — خویش را در پای معشوق افگنی
اوٹھہ اور حافظ کی طرح کوشش کر کہ شاید تو — اپنے آپکو معشوق کے قدمون مین ڈالدے

کوشش کرنیسے عشق کے بارہ مین کوشش کرنا مراد ہے یعنی ای حافظ عشق و محبت مین کوشان رہ تاکہ تو اپنے آپ کو معشوق کے قدمون مین ڈال سکے یا اُس تک پہونچ سکے ۔

وقت را غنیمت دان آنقدر کہ بتوانی — حاصل از حیات ای جان یکدم است تا دانی
وقت کو لوٹ کا مال سمجہ جسقدر کہ تو سمجہہ سکے — ای جان زندگی کا حاصل یہی ایکدم ہے اگر تو جانے

پیش زاہد از رندی دم مزن کہ نتوان گفت — با طبیب نامحرم حال درد پنہانی
زاہد کے آگے رندی کا دعوی مت کر کیونکہ — ناواقف طبیب سے پوشیدہ درد کا حال نہین کہا جا سکتا

باد عای شب خیزان ای شکر دہان مستیز — در پناہ یک اسمست خاتم سلیمانی
ای شیرین دہن شب خیزونکی دعا سے نہ لڑ — تیری ایک اسم کی پناہ مین سلیمانی انگشتری ہے

کام بخشی دوران عمر در عوض دارد — جہد کن کہ از عشرت کام خویش بستانی
زمانہ کی کام بخشی کی عوض مین عمر ملتی ہے — کوشش کر کہ تو عیش سے اپنا مقصد حاصل کرے

یوسف عزیزم رفت ای برادران رحمی — کز غمش عجب دیدم حال پیر کنعانی
میرا عزیز یوسف چلا گیا ای بہائیو رحم کرو — کہ اوسکے غم سے مین نے پیر کنعان کا عجب حال دیکھا ہے

پیر کنعان سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے جس سے یہان مرشد کامل مراد ہے ۔ مطلب یہ کہ ای دوستو

میرا ... یعنی جلوۂ انوار الٰہی میرے سامنے سے چلا گیا پس تم رحم کرو کیونکہ قبض واردات کے بعد مرشد کامل کا عجیب حال ہو رہا ہے بھائیوں اور یوسف علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی دعائیں ظاہر ہیں۔

میروی و مژگانت خون خلق میریزد　　تند میروی جانا ترسمت فرومانی

تو جاتا ہی اور تیری پلکیں خلق کا خون بہاتی ہیں　　تو تیز جاتا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ تو رک نہ جائے

پند عاشقان بشنو وز طرب بیا باز آ　　کاین همه نمی‌ارزد شغل عالم فانی

ای ... عاشقوں کا کہا مان اور طرب سے باز آ　　کیونکہ یہ سب اس عالم فانی کے شغل کی لائق نہیں ہے

یعنی ای محبوب عاشقوں کا کہا مان اور عیش و طرب سے باز آ۔ کیونکہ یہ عیش و طرب اور ... تمام باتیں اس عالم فانی کے لئے جو فنا ہونیوالا ہے مناسب اشغال نہیں ہیں۔

زاهد پشیمان را شوق باده در جانست　　عاقلا مکن کاری کآورد پشیمانی

زاہد پشیمان کے دل میں شراب کا شوق ہے　　ای عاقل ایسا کام نہ کر جس سے پشیمانی ہو

یعنی زاہد کے دل میں شراب پینے کا شوق تو بسا ہوا ہی مگر وہ زہد کی مجبوری سے پشیمان ہو رہا ہے پس ای عقلمند وہ کام کس کام کا کہ جو نتیجہ میں پشیمان کرے۔

خم شکن نمیداند اینقدر که صوفی را　　جنس خانگی باشد همچو لعل رمانی

خم شکن کو یہ معلوم نہیں کہ صوفی کے　　گھر میں لعل رمانی سے لب لعل موجود ہیں

خم شکن سے محتسب مراد ہی یعنی محتسب کو کچھ خبر نہیں کہ صوفی بادہ نوش کے گھر میں ایسے لب لعل موجود ہیں جیسا یاقوت رمانی ہوتا ہے۔

گر تو فارغی از من ای نگار سنگین دل　　حال خود بخواهم گفت پیش آصف ثانی

ای سنگین دل محبوب اگر تو میری طرف سے بے فکر ہے　　تو میں اپنا حال آصف ثانی سے کہوں گا

آصف سلطنت ایران کا وزیر تھا مگر یہاں آصف ثانی سے مرشد کامل مراد ہے۔ باقی مطلب ظاہر

از درم درآ مستی تا بزم بشادی دست　　روشنی بجا پیوست راستی بجا مانی

میرے در ... مست ہو کر آ تا کہ میں خوشی میں تالیاں بجاؤں　　روشنی ہمکو ملی اور سچائی ... کو

باغبان چو من زینجا بگذرم حرامت باد　　گر بجای من سروی غیر دوست بنشانی

ای باغبان جبکہ میں دنیا سے گذر جاؤں تو تجکو حرام ہو جیو　　اگر تو میری بجای دوست کے سوا دوسرا سرو لگائے

دل ز ناوک چشمت گوش داشتم لیکن — ابروی کماندارت می برد به پیشانی

میں اپنے دل کو تیری نگاہ کے تیر سے بچاتا تھا لیکن — تیری کماندار ابرو اسکو پیشانی کے ذریعہ لیجاتی ہے

جمع کن باحسانی حافظ پریشان را — ای شکنج گیسویت مجمع پریشانی

پریشان حافظ کو احسان سے جمع کیجئے — اے کہ تیری زلف کا پیچ پریشانی کا مجموعہ ہے

یعنی اے وہ کہ تیری زلف کا پیچ پریشانی کا مجموعہ ہے خلاصہ یہ کہ اے محبوب حافظ پریشان کو اپنے احسان سے مطمئن و جمع کیجئے یعنی پاس بلائیے۔

هزار جهد بکردم که یار من باشی — قرار بخش دل بیقرار من باشی

میں نے ہزار کوشش کی کہ تو میرا یار ہو جائے — اور میرے دل بیقرار کا قرار دینے والا ہو

دمی بکلبهٔ احزان عاشقان آئی — شبی انیس دل سوگوار من باشی

کسی دم عاشقوں کے غم خانہ میں آئے — اور کسی رات میری غمگین دل کا غمخوار ہو

یعنی میں نے بہت کوشش کی کہ تو میرا یار ہو جائے اور میرے بیقرار دل کا تسکین دینے والا ہو یا کبھی میرے پاس آئے اور میرے غمگین دل کو تسلی بخشے لیکن افسوس مجھکو یہ بات میسر نہوئی۔

در آن چمن که بتان دست عاشقان گیرند — گرت ز دست برآید نگار من باشی

اس چمن میں کہ جہاں معشوق عاشقوں کا ہاتھ پکڑتے ہیں — اگر تجھسے ہو سکے تو تو بھی میرا محبوب ہو

چراغ دیدهٔ شب زنده دار من گردی — انیس خاطر امیدوار من باشی

میری شب زندہ دار آنکھوں کا چراغ ہو — اور میرے امیدوار دل کا غمخوار ہو

چو خسروان ملاحت به بندگان نازند — دران میانه خداوندگار من باشی

جبکہ ملاحت کے بادشاہ اپنے بندوں پر فخر کریں — تو اوس گروہ میں میرا صاحب و آقا ہو

یعنی جبکہ معشوق اپنے عاشقوں کے ساتھ ناز کریں اوس درمیان میں تو بھی میرا صاحب ہو حقیقی طور پر اس شعر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے یعنی جبکہ قیامت کے دن اور انبیا اپنی امت کی سفارش کریں اوس وقت آپ بھی میرے شفیع ہوں۔

از آن عقیق که خونین دلم ز عشوهٔ او — اگر کنم گله رازدار من باشی

اوس عقیق لب کے عشوہ سے میں بہت خونین دل ہوں — اگر گلہ کروں تو تو میرا رازدار ہو

شود غزالۂ خورشید صید لاغر من	گر آہوئی چو تو یکدم شکار من باشی
خورشید سا غزال مجھ لاغر کا شکار ہو جائے	اگر تجھ سا آہو یکدم میرا شکار بنے
سہ بوسہ کز دو لبت کردۂ وظیفۂ من	اگر ادا نکنی وام دار من باشی
تین بوسے کہ جو تو نے اپنے دو لبوں سے میرا وظیفہ کردیے ہیں	اگر تو ادا نکریگا تو میرا قرضدار رہے گا
من این مراد ببینم بعمر خود کہ شبی	بجای اشک روان در کنار من باشی
میں اپنی عمر میں کسی رات یہ مراد پا جاؤں	کہ بجای بہتے آنسوؤں کے تو میری گود میں ہووے
من ارچہ حافظ شہرم جوی نمی ارزم	مگر تو از کرم خویش یار من باشی
گو میں حافظ شہر ہوں تاہم ایک جو کے برابر بھی نہیں	شاید کہ تو اپنے کرم سے میرا یار بنے

یعنی گو میں شہر کا حافظ یا نگہبان ہوں تاہم کچھ ہستی نہیں رکھتا شاید کہ تو اپنے کرم سے میرا یار بنے یعنی میں ظاہر حیثیت سے بالکل اس قابل نہیں مگر تیری عنایت و مہربانی سے ایسا مرتبہ پا سکتا ہوں۔

ہوا خواہ توام جانان و میدانم کہ میدانی	کہ ہم نادیدہ میبینی و ہم ننوشتہ میخوانی
میں تیرا خیر خواہ ہوں اور جانتا ہوں کہ تو یہ بات جانتا ہے	کیونکہ تو بن دیکھے کو جانتا ہے اور بن لکھے کو پڑھ لیتا ہے
ملامتگر چہ دریابد ز راز عاشق و معشوق	نبیند چشم نابینا خصوص اسرار پنہانی
ملامتگر کو عاشق و معشوق کے راز کا کیا حال معلوم ہو	کیونکہ اندھے کی آنکھ خاصکر پوشیدہ بھیدوں کو نہیں دیکھتی
ملک در سجدۂ آدم زمین بوس تو نیت کرد	کہ در حسن تو چیزی یافت غیر از طور انسانی
فرشتوں نے آدم کے سجدہ میں تیری زمین بوسی کی نیت کی	کیونکہ تیرے حسن میں انسانی طور کے سوا کچھ اور چیز بھی پائی تھی

یعنی اے محبوب حقیقی یا باری تعالیٰ جب فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تو ان کی نیت تیری سجدہ کی تھی اسلئے کہ تجھمیں انسانی طرز کے سوا ایک دوسرا طرز بھی پایا جاتا ہے جو انسان میں نہیں خلق اللہ آدم علیٰ صورتہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت کا بنایا۔ لیکن صورت کے علاوہ انوار الٰہی کی تجلی بھی حضرت آدم میں موجود تھی جسکو دیکھکر فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا مگر درحقیقت یہ سجدہ آدمؑ کے لئے نہ تھا خدا کے لئے تھا اور ان کی یہ نیت تھی کہ ہم آدمؑ کو سجدہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ خدا کو کر رہے ہیں اسی پر تمام علمای ظاہر و باطن کا اتفاق ہے چنانچہ حافظ صاحب نے اس شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مطلب آدم کے سجدہ کے لئے فرشتوں کو حکم دینے سے یہ نہ تھا کہ آدم کو سجدہ کرو بلکہ یہ تھا کہ میری صنعت کو دیکھو اور مجھے سجدہ کرو۔

خم زلفت بنام ایزد نگون مجموعه دلهاست | مبادا این جمع را یارب غم باد پریشانی

تیری زلف کا خم اسوقت ماشاء الله دلون کا مجموعه ہے | ای خدا اس مجموعہ کو پریشانی کا غم نہونے دیجیو

بیفشان زلف و صوفی را بپابازی و رقص آور | که از هر رقعهٔ دلقش هزاران بت بیفشانی

ذرا زلف کو پہیلا دے صوفی کو پابازی اور رقص مین لا | تاکہ تو اوسکی دلق کے ہر پیوند سے ہزارون بت گرادے

ای محبوب حقیقی ذرا اپنی زلف کو چہوڑ دے یعنی کسیقدر اپنی جمال کا جلوہ دکہا دے اور اس صوفی کو جس نے ظاہری صوفی اور رقص و وجد مین لا تاکہ اوسکی جبہ کے ہر پیوند سے ہزارون بت گرنے لگین خلاصہ یہ کہ جتنی اوسکی ریاکاریان ہین وہ سب ظاہر ہو جاوین

دریغا عیش شبگیری که در خواب سحر بگذشت | بدان قدر وصال ای دل که در هجران فرومانی

اس پچہلی رات کے عیش پر افسوس کہ جو صبح کی نیند مین گذرا | ای دل وصال کی قدر جان کہ تو جدائی مین مبتلا ہوا ہے

ملول از همرهان بودن طریق کاردانی نیست | بکش دشواری منزل بیاد عهد آسانی

ہمراہیون سے آزردہ ہونا مسافر کا طریق نہین ہے | آسانی عہد کی یاد مین منزل کی دشواری کو برداشت کر

گشاد کار مشتاقان در آن ابروی دلبند است | خدارا یک نفس باما گره بگشا ز پیشانی

مشتاقونکی کام کی کشایش اس دلبند ابرو مین ہے | خدا کی لئے کسی وقت ہمارے ساتہ پیشانی سے بل کہول

چراغ افروز چشم ما نسیم زلف خوبان است | مباد این قوم را یارب غم باد پریشانی

ہماری آنکہونکی چراغ کی روشنی کرنیوالی خوبرویونکی زلف کی نسیم ہے | ای الله اس قوم کو پریشانی کی ہوا سے غم نہو دیجیو

امید از بخت میدارم که بگشایم کمر بندت | بآن شرطیکه خاطر را ازین مسکین نرنجانی

مین اپنی نصیب سے امید رکہتا ہون کہ تیرا پٹکا کہولون کا | اس شرط پر کہ تو اپنی دلکو اس مسکین سے رنجیدہ نکرے

خیال چنبر زلفت فریبت میدهد حافظ | نگر تا حلقهٔ اقبال ناممکن نجنبانی

ای حافظ اوسکی زلف کی حلقہ کا خیال تجکو فریب دیتا ہے | ذرا دیکہ کہ تو ناممکن اقبال کے حلقہ کو نہ ہلاوے

یعنی اے حافظ اوسکی زلف کے حلقہ کا خیال تجکو فریب دیرہا ہے ذرا ہوشیار رہنا یہ ناممکن اقبال ہے اسکے حلقہ کو کبہی نہ چہونا۔

احمد الله علی معدلة السلطان | احمد شیخ اویس حسن ایلخانی

مین بادشاہ کے عدل پر خدا کی تعریف کرتا ہون۔ | (اور وہ بادشاہ) احمد شیخ اویس حسن ایلخانی ہے

خان بن خان شہنشاہ شہنشاہ نژاد ‌ ‌ ‌ آنکہ می زیبد اگر جان جہانش خوانی

خان ابن خان شاہ شہنشاہ نژاد ‌ ‌ ‌ زیب دیتا ہے اگر تو اوسکو جہان کی جان کہے

دیدہ نادیدہ باقبال تو ایمان آورد ‌ ‌ ‌ مرحبا ای بہمہ لطف خدا ارزانی

آنکہ بغیر دیکہے تیرے اقبال پر ایمان لاتی ہے ‌ ‌ ‌ مرحبا ای تجھپر [illegible] تمام مہربانیون کا سزاوار ہے

پر شکن طرہ ترکانہ کہ در کاکل تست ‌ ‌ ‌ بخشش و کوشش قاآنی و چنگیز خانی

ترکون کا ساطرہ جو تیری کاکل مین ہے کہولدے ‌ ‌ ‌ قاآنی اور چنگیز خانی بخشش اور کوشش کی بدولت

قاآن ترکی لفظ ہے جو چنگیز خان کے بیٹے کا لقب تہا قاآنی مین ی نسبتی سمجہنی چاہئے اور اب یہ لفظ ترکستان کے عام بادشاہونکے لئے آتا ہے۔ چونکہ چنگیز خان ایک عظیم القدر شہنشاہ تہا اسلئے اسمین تمام شاہون سے خاص فضیلت کے لئے قاآنی اور چنگیز خانی القاب آئے ہین۔

ماہ اگر بیتو برآید بدو نیمش بزنند ‌ ‌ ‌ دولت احمدی و معجزہ سلطانی

اگر چاند بغیر تیرے نکلے تو اوسکو دو ٹکڑے کردین ‌ ‌ ‌ احمدی دولت اور سلطانی معجزہ سے

جلوہ حسن تو دل می برد از شاہ و گدا ‌ ‌ ‌ چشم بد دور کہ ہم جانی و ہم جانانی

تیرے حسن کا جلوہ شاہ و گدا کا دل لیجاتا ہے ‌ ‌ ‌ چشم بد دور کہ تو جان بہی ہے اور جانان بہی

گرچہ دوریم بیاد تو قدح می نوشیم ‌ ‌ ‌ بعد منزل نبود در سفر روحانی

اگرچہ تجہسے دور ہین لیکن تیری ہی یاد مین قدح پیتے ہین ‌ ‌ ‌ کیونکہ روحانی سفر مین منزل کی دوری نہین ہوتی

جب دلی تعلق ہوتا ہے تو خواہ عاشق و معشوق کتنے ہی دور کیون نہون ایک ہی ہوتے ہین اسلئے کہتے ہین کہ اگرچہ ہم تجہسے دور ہین لیکن تیری یاد مین جام شراب پیتے ہین اور منزل کی دوری روحانی سفر کے لئے کوئی چیز نہین۔

از گل فارسیم غنچہ عیشی نشگفت ‌ ‌ ‌ حبذا دجلہ بغداد و می روحانی

میری فارسی گل سے عیش کا غنچہ شگفتہ نہوا ‌ ‌ ‌ ای بغداد کے دجلہ اور روحانی شراب تجکو شاباش

ای نسیم سحری خاک رہ یار بیار ‌ ‌ ‌ تا کند حافظ ازان دیدہ جان نورانی

ای نسیم سحر راہ یار کی خاک لا ‌ ‌ ‌ تاکہ حافظ اوس سے جان کی آنکہونکو روشن کرے

یعنی اے نسیم سحر راہ یار کی خاک لا تاکہ حافظ اوسکو اپنی جان کی آنکہون مین لگاکر اونکی روشنی زیادہ کرے۔ خلاصہ یہ کہ خاکپای یار کو آنکہون مین لگادے۔

ز کوی یار می آید نسیم باد نوروزی
کوچہ یار سے باد نوروزی کی لپٹ آرہی ہے

ازین باد ار مدد خواہی چراغ دل برافروزی
اگر تو اس ہوا سے مدد مانگیگا تو تیرے دل کا چراغ روشن کردیگی

چو گل گر خردہ داری خدا را صرف عشرت کن
گل کی طرح اگر تیرے پاس ریزگاری ہے تو خدا کیلئے اسکو عیش میں صرف کردے

کہ قارون را غلطہا داد سودای زراندوزی
کیونکہ قارون کو زراندوزی کے خیال نے نقصان پہونچایا

سخن در پردہ میگویم چو گل از پردہ بیرون آی
میں در پردہ کہتا ہوں کہ گل کی طرح پردہ سے باہر آ

کہ بیش از پنجروزی نیست حکم میر نوروزی
کیونکہ میر نوروز کا حکم پانچروز سے زیادہ کیلئے نہیں ہے

میر نوروز خدا تعالی اور نوروز سے ایام جوانی یا زندگی مراد ہیں یعنی دنیا میں صرف پانچروز کی بہار ہے ای محبوب تو پردہ سے باہر نکل آ کیونکہ اس بہار کے لئے خالق بہار کا حکم پانچروز سے زیادہ کے لئے نہیں۔

می دارم چو جان صافی و صوفی میکند عیبش
میرے پاس شراب جان کی طرح صاف ہے اور صوفی اسکا عیب کرتا ہے

خدایا ہیچ عاقل را مبادا بخت بدروزی
ای خدا کسی بھلے مانس کو بے نصیبی نصیب نہو

طریق کام جستن چیست ترک کام خود گفتن
مقصد طلب کرنیکا طریقہ کیا ہے اپنی مراد کو چھوڑ دینا

کلاہ سروری اینست گر این ترک بردوزی
سرداری کی ٹوپی یہی ہے اگر تو اسکو سی لے

جدا شد یار شیرینت کنون تنہا نشین ای شمع
تیرا شیرین یار جدا ہوا اے شمع اب تو تنہا بیٹھ

کہ حکم آسمان اینست اگر سازی اگر سوزی
کیونکہ آسمان کا حکم یہی ہے خواہ تو برداشت کرے خواہ جلجا

بعجب علم نتوان شد ز اسباب طرب محروم
علم کے غرور پر خوشی کے اسباب سے محروم نہیں ہوا کرتے

بیا زاہد کہ جاہل را ز یادہ میرسد روزی
اے زاہد آ کہ جاہل کو روزی زیادہ ملتی ہے

یعنی علم کے گھمنڈ پر خوشی کے اسباب سے محروم نہیں ہوجانا چاہئے ای زاہد تو اس بات کو خوب غور کرے کہ جاہل کو روزی زیادہ ملتی ہے پس تو اپنے علم پر نازاں ہے ممکن ہے کہ نعمت سے محروم ہوجاے اور ہم جاہل ہیں علم کا غرور نہیں اللہ ہماری ازن میں جس سے نعمت معرفت مراد ہے کشایش کریگا اور تو بوجہ اپنے غرور کے ثواب سے محروم ہوجائیگا۔

ندانم نوحہ قمری بطرف جویباران چیست
میں نہیں جانتا کہ قمری کا نوحہ نہروں کے کنارے کیوں ہے

مگر او نیز ہمچو من غمی دارد شبانروزی
شاید کہ وہ بھی میری طرح شب و روز کا غم اوٹھاتی ہے

بہ بستان رو کہ از بلبل طریق عشق گیری یاد
باغ میں جاکر تو عشق کا طریقہ بلبل سے یاد کرے

بمجلس آی کز حافظ سخن گفتن بیاموزی
مجلس میں آکر بات کہنے کا طریقہ حافظ سے سیکھے

ترکیب بند

بند اول

شاہی کہ پناہ ملک و دین ست — درخورد ہزار آفرین ست
وہ بادشاہ کہ ملک اور دین کی پناہ ہے — ہزار آفرین و مرحبا کے لائق ہے

نوباوۂ خاندان عالیست — گلدستہ بوستان دین ست
شاہی خاندان کا تازہ میوہ — اور دین کے باغ کا گلدستہ ہے

ہم نسل شہنشہ زمان ست — ہم قدر خلیفۂ زمین ست
زمانہ کے شہنشاہ کا ہم نسل — اور زمین کے خلیفہ کا ہم پایہ ہے

آثار دلائل سعادت — تابندہ چو نورش از جبین ست
سعادت کی تمام دلیلیں اور علامتیں — نور کی طرح اوسکی پیشانی سے چمکتی ہیں

در ملک جہان بفر شاہی — انصاف تو کوکب یقین ست
جہان کی بادشاہت میں شاہی شوکت سے — تیرا انصاف یقین کا ستارہ ہے

در خاتم قدر او نہفتہ — فیروزۂ چرخ چون نگین ست
اوسکی قدرت کی انگشتری میں پوشیدہ، — آسمان کا فیروزہ بطور نگینہ کے

تیغش بمیان کفر و اسلام — سد ہست ولیکن آہنین ست
اوسکی تلوار کفر و اسلام کے درمیان — ایک دیوار ہے لیکن لوہے کی ہے

کلک از کف دست او گہربار — شمشیر ببازوش سزاوار
قلم اوسکے ہاتھ میں موتی برسانیوالا — اور تلوار اوسی کے بازوؤں کو زیب دیتی ہے

بند دوم

اے سایۂ رحمت الٰہی — وے غنچۂ باغ پادشاہی
اے خدا کی رحمت کے سائے — اور اے شاہی باغ کے غنچے

ہرگز بشمائل تو سروی — نادستہ ز بوستان شاہی
ہرگز تیری صورت کا سرو — باغ شاہی میں نہیں اوگا

ہم چرخ جمال را تو مہرے ہم برج جلال را تو ماہی

تو جمال کے آسمان کا آفتاب بھی ہے اور جلال کے برج کا چاند بھی

درخواستہ از خدای بیچون بخشت بدعا مے صبحگاہی

یہ سب خدا بیچون سے مانگا ہے تیرے نصیب نے صبح کی دعا کے ذریعے

اے نام تو مہر کردہ گردون منشور اوامر و نواہی

گردون نے تیرے نام پر مہر کی ہے اوامر و نواہی کے فرمان کی

بر سلطنت تو بے تکلف تمکین تو مید ہد گواہی

تیری سلطنت پر بے تکلف تیرا مرتبہ گواہی دے رہا ہے

نام تو یقین کہ مے برآرد آوازہ زماہ تا بماہی

تیرا نام یقین ہے کہ مشہور کرے تیری شہرت کو ماہ سے لیکر ماہی تک

گردون کہ لطیفہا برآرد دُری چو تو در صدف ندارد

آسمان کہ عجیب عجیب چیزیں پیدا کرتا ہے تیری مانند کوئی موتی سیپی میں نہیں رکھتا

بند سوم

ای خلعت ملک بر تو زیبا وی غرۂ دولت از تو غرا

اے کہ خلعت شاہی تجھپر زیبا اور اے کہ دولت کا گھمنڈ تجھسے روشن جبین

ای آمدہ نو عروس دولت بر شکل و شمائل تو شیدا

اے کہ دولت کی نئی دلہن تیری شکل و صورت پر فریفتہ ہے

انوار شکوہ شہریاری از روے مبارکت ہویدا

بادشاہی اور دبدبہ کی روشنیاں تیرے روئے مبارک سے ظاہر ہین

بر قامت حشمت تو کوتاہ این اطلس نیلگون والا

تیری حشمت کے قد پر کوتاہ ہے یہ بلند نیلی اطلس کا جامہ

بگذشت صدای صیت عدلت از سقف نہم رواق خضرا

تیرے انصاف کا آوازہ پار ہوگیا نوین آسمان کی چھت سے بھی

بر شادی مجلس تو خورشید — هر لحظه کشیده جام صهبا

تیری مجلس کی خوشی پر آفتاب — ہر وقت شراب کا جام پیتا ہے

تا روی مبارک تو بیند — نرگس همه دیده گشت عمدا

تاکہ تیرا رخ مبارک دیکھے — نرگس عمدًا ہمہ تن چشم بنی ہے

از بهر قبولیت ازین گوش — لولوی خوشاب گشته لالا

تیری قبولیت کے واسطے بڑی خوشی ہے — آبدار موتی روشن بنا ہے

در قصر تو چرخ آستانی — کیوان بدر تو پاسبانی

آسمان تیرے محل مین ایک آستانہ ہو — اور کیوان تیرے در پر ایک پاسبان

بند چهارم

تا باد خدای باد یارت — جز عیش مباد هیچ کارت

جب تک کہ خدائی ہے خدا تیرا مددگار رہے — اور عیش کے سوا تجکو اور کچھ کام نہو

هر آرزوی که دل در آید — ایام نهاده در کنارت

جو آرزو کہ دل مین پیدا ہو — زمانہ نے تیری گود مین رکھی ہے

توفیق رفیق در یمینت — تائید ندیم در یسارت

توفیق تیرے داہنے کی رفیق — اور تائید غیبی تیری بائین کی مصاحب ہو

نصرت که مباد از تو خالی — در رزم کمینه دستیارت

فتحمندی کہ تجھسے خالی نہو — لڑائی مین تیری ادنی مددگار رہے

آراسته چون بهشت گیتی — از کوشش تیغ آبدارت

دنیا بہشت کی مانند آراستہ ہوتی ہے — تیری تلوار آبدار کی کوشش سے

تا چرخ بپاست دور دورت — تا دهر بجاست کار کارت

جب تک آسمان قایم ہے تیرا دور دورہ ہو — جب تک دنیا ہے تیری حکومت کامران ہو

جاوید بعون جاه و عزت — بادا همه چیز بر قرارت

ہمیشہ عزت بعون تیرہ کی مدد سے — تیری سب چیزین برقرار رہین

آسودہ چو حافظ اند خلقان
کل مخلوق حافظ کی طرح آسودہ رہے

در سایۂ بخت کامگارت
تیرے مقصود نصیب کے سایہ میں

کارت ہمہ حفظ ملک و دین باد
تیرا ہر کام ملک و دین کی نگہبانی ہوجیو

تا باد ہمیشہ اینچنین باد
جب تک کہ تو رہے ہمیشہ اسطرح رہیے

بند پنجم

ماہے چو تو آسمان ندارد
آسمان تجھسا چاند نہیں رکھتا

سروے چو تو بوستان ندارد
اور نہ باغ میں کوئی تجھسا سرو ہے

با روے تو آفتاب دیدم
میں نے تیرے چہرہ کا مقابل آفتاب کو دیکھا

نیک ست ولیکن آن ندارد
اچھا ہے لیکن وہ خوبی نہیں رکھتا

از حسن تو چون کنم عبارت
تیرے حسن کی کیا تعریف بیان کروں

کز ہیچ صفت نشان ندارد
اسلئے کہ وہ کسی کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتا

حیران شدہ ام کہ ہیچ وصفی
میں حیران ہوں کہ کوئی وصف بھی

در خور رخت بیان ندارد
تیرے رخ کے بیان کی لائق نہیں

مرغیکہ سوی تو کرد پرواز
جس مرغ دل نے کہ تیری طرف پرواز کیا

دیگر سر آشیان ندارد
پھر آشیانہ جسم کا خیال نہیں رکھتا

ہر دل کہ ز جان ندارد دوست
جو دل کہ تجکو جان سے زیادہ عزیز نہیں رکھتا

میدان بیقین کہ جان ندارد
یقیناً سمجھ لے کہ اوسکے جان نہیں ہے

از بہر دلم کدام تیرست
کون سا تیر ہے کہ میرا دل چھیدنے کے لئے

کابروی تو در کمان ندارد
تیرے ابرو اپنی کمان میں نہیں رکھتے

چشمت نظری بما نینداخت
تیری آنکھ نے نظر ہم پر نہ ڈالی

مست ست و سر جہان ندارد
مست ہے اور خیال جہان کا نہیں رکھتی

منظور شہنشہ است وا ز ناز
شہنشاہ کی منظور نظر ہے اور ناز سے

پرواے شکستگان ندارد
دل شکستونکی پروا نہیں کرتی

یعنی وہ دل ایسا ہی جسمو بزرگ شکستہ نفحہ ۱۴۰

سلطان زمانہ ناصر الدین — شد معتصم افسر و نگین
زمانہ کا شاہ ناصر الدین — کہ مرتبہ اور عزت میں جنکا بیان ہو الا ہے

بند ششم

ساقی اگرت ہوای ماست — جز بادہ میار پیش ما شے
اے ساقی اگر تجھکو ہم سے محبت ہے — تو سوائے شراب کے ہمارے سامنے کچھ نہ لا
سجادہ و خرقہ در خرابات — بفروش بیار جرعہ مے
مصلی اور خرقہ کو شراب خانہ میں — بیچڈال اور ایک گھونٹ شراب سے لے
گر زندہ دلی ز دوستان — در گلشن جان صدا ایا ہے
اگر تو زندہ دل ہے تو دوستوں سے عشق — جان کی گلشن میں صدا سے آتی ہے
بادر دو درآ بوے درمان — کونین نگر ز عشق لا شے
علاج کی امید میں درد لیکر آ — اور عشق کے مقابلہ میں کونین کو ناچیز جان
اسرار دل ست در رہ عشق — بہتر ز ہزار حاتم طے
عشق کی راہ میں دل کے اسرار — ہزار حاتم طائی سے بہتر ہیں
سلطان صفت آن بت پریوش — می آمد و خلق شہر از پے
بادشاہ کی طرح وہ پریوش محبوب — آرہا تھا اور شہر کی مخلوق پیچھے تھی
مردم نگران بروی خوبش — وز شرم روان ز عارضش خوے
آدمی اسکے خوبصورت رخ کو دیکھتے تھے — اور اسکے رخساروں پر شرم سے پسینہ آتا تھا
حافظ ز غم تو چند نالد — آخر دل من شکستہ تا کے
حافظ تیرے غم سے کہاں تک روے — آخر میرا دل کب تک شکستہ رہیگا
بادرد و غم تو یار باشم — در عیش جہان کنار باشم
تیرے غم و درد کا یار رہوں — اور جہان کے عیش سے برطرف

ترجیع بند

بند اول

ای آنکہ ببردۂ ز دوستداری　　این بود وفا و عہدیاری

اے کہ تو نے دوستداری کو برباد کر دیا　　دوستی کا عہد اور وفا اسی کو کہتے ہین

خستہ دل ریش و دردمندم　　تا چند بدست غم سپاری

خستہ میرے زخمی اور دردمند دلکو　　کب تک غم کے ہاتہ مین سونپا کریگا

از زلف تو حاصلے ندیدم　　جز شیفتگی و بیقراری

مین نے تیری زلف سے کچہ حاصل نہین کیا　　سوائے شیفتگی اور بیقراری کے

ای جان عزیز بر ضعیفان　　تا چند کنی جفا و خواری

اے جان عزیز تو ضعیفون پر　　کب تک جفا و خواری کرتا رہیگا

ہر چند کہ سوختی بجورم　　کردم من خستہ سازگاری

ہر چند کہ تو نے مجہے ظلم سے جلایا　　لیکن مجہہ خستہ نے موافقت ہی کی

گفتم مگر از سر ترحم　　دست از ستم و جفا بداری

سمجہ لیا کہ شاید تو از راہ رحم　　ظلم و ستم سے باز رہے

چون نیست امید آنکہ روزی　　بر عاشق خستہ رحمت آری

جب یہ امید نہین ہے کہ کسی روز　　عاشق خستہ پر مہربانی کریگا

آن بہ کہ ز صبر رخ نتابم　　باشد کہ مراد دل بیابم

تو وہی بہتر ہے کہ صبر سے رخ نہ پہیرون　　شاید کہ دل کی مراد پا جاؤن

بند دوم

ای ساقی از آن می شبانہ　　در دہ دو سہ جام عاشقانہ

اے ساقی دوسری رات کی شراب سے　　دو تین جام عاشقانہ اور دے

تا در سر من ز عقل ہست　　از دست مدہ می مغانہ

جب تک کہ میرے سر مین عقل باقی ہے　　مے مغانہ کے دینے سے ہاتہ نہ روک

برداشتہ اند صوت داؤد　　مرغان چمن ز آشیانہ

حضرت داؤد کی سی آواز بلند کی ہے　　مرغان چمن نے آشیانون مین

۴ عاشقانہ صحبت [illegible]

ای مطرب ما تو نیز یکدم — بگذار ز لف و دف و چغانہ

اے ہمارے گوئیے تو بھی کچھ وقت — باجے اور دف کو ہاتھ سے [illegible]

برگوی بیاد وصل جانان — چون عود بسوز دل ترانہ

وصل جانان کی یاد مین گیت — اور عود کی طرح دل ترانہ ساز کو جلا

می نوش تو حافظا بشادی — تا چند خوری غم زمانہ

اے حافظ تو خوشی کر اور شراب پی — زمانہ کا غم کب تک کھائے گا

دیر یست کہ آتش غم دل — در سینہ من کشد زبانہ

مدت ہوئی کہ غم دل کی آگ — سینہ مین شعلہ [illegible]

چون نیست بہیچ گونہ پیدا — دریای فراق را کرانہ

جبکہ کسی طرح سے بھی — دریای فراق کا کنارہ ظاہر نہین ہوتا

آن بہ کہ ز صبر رخ نتابم — باشد کہ مراد دل بیابم

وہ بہتر ہے کہ صبر سے مونہہ نہ موڑون — شاید کہ دل کی مراد پا جاؤن

بند سوم

در سختی عشق اگر بمیرم — من دل ز غم تو برنگیرم

عشق کی سختی مین اگر مر بھی جاؤن — تو بھی اپنا دل تیرے غم سے نہ اوٹھاؤنگا

بیشک دل ماہ و خور بگیرد — گر سوی فلک رسد نفیرم

بیشک چاند و سورج کے دل مین اثر کرے — اگر میری فریاد آسمان کی طرف جاوے

پیوستہ کمان ابروانش — از غمزہ ہمی زند بہ تیرم

ہمیشہ اوسکے ابرون کی کمانین — مجھپر غمزہ کے تیرون کی بوچھار کرتی ہین

نتوان بقلم نوشت شوقش — گر پیر فلک شود دبیرم

قلم سے اوسکا شوق نہ لکھا جا سکے — اگر پیر فلک بھی میرا منشی ہو جاوے

پیر غم عشق ارچہ طفلم — طفل غم عشقم ارچہ پیرم

اگرچہ مین لڑکا ہون لیکن عشق کے غم نے بوڑھا کر دیا ہو — اگرچہ مین بوڑھا ہون لیکن غم عشق مین لڑکا ہون

یعنی گو میں اڑکا ہوں تاہم غم عشق نے مجھے بوڑھا بنا دیا ہے اور اگرچہ میں اپنے آپ کو بوڑھا تصور کروں تو بھی غم عشق میں نوآموز لڑکے کی برابر ہوں -

دادم سر آنکہ ہمچو سعدی | بنشینم و صبر پیش گیرم
اب میرا قصد ہے کہ سعدی کی طرح | بیٹھوں اور صبر اختیار کروں
چون کرد زمانۂ ستمگار | دور از تو بہ بند غم اسیرم
جبکہ زمانہ ستمگار نے | تجھسے دور غم کی قید کا قیدی بنایا ہے تو
آن بہ ز صبر رخ نتابم | باشد کہ مراد دل بیابم
وہ ہی بہتر کہ صبر سے مونہہ نہ موڑوں | شاید کہ دل کی مراد پا جاؤں

بند چہارم

ای عزت لعبتان طناز | برقع ز رخ چو مہ بر انداز
اے ناز کرنیوالے معشوقوں کے عزت دہندہ | اپنے چاند سے رخ سے برقع اوٹھا دی
تا من ز سر جہان بکلی | برخیزم و توبہ بشکنم باز
تا کہ میں بالکل جہان کے خیال سے | درگذروں اور پھر توبہ کو توڑ ڈالوں
ای دوست ز رہگذار دیدہ | شد فاش میان مردمان راز
اے دوست آنکھوں کی بدولت | لوگوں کے درمیان بھید کھل گیا
تا خود چہ بود مرا سر انجام | در عشق چو ہجر کرد آغاز
دیکھئے کہ میرا انجام کیا ہووے | جبکہ عشق میں ہجر نے شروعات کی ہے
سرمایۂ عمر داد برباد | ہر کو بغم تو گشت انباز
اوسنے عمر کا سرمایہ برباد کر دیا | جو کہ تیرے غم کا شریک بنا
در آتش عشق و مجمر غم | می سوز دلا چو عود و می ساز
عشق کی آگ اور غم کی انگیٹھی میں | اے دل عود کی طرح جلتا اور موافقت کرتا رہ
حالی چو نمیدہد مرا دست | بوسیدن پای آن سرافراز
اب جبکہ مجھے حاصل نہیں ہوتی | اوس سربلند کی قدمبوسی - تو

آن بہ کہ ز صبر رخ نتابم | باشد کہ مراد دل بیابم
وہ ہی بہتر کہ صبر سے مونہہ نہ موڑون | شاید کہ دل کی مراد پاجاؤن

بند پنجم

ای سرو سمن بر گل اندام | از عارض تو خجل مہ شام
اے سمن بر گل اندام سرو | شام کا چاند تیرے عارض سے خجل ہے
باز آی کہ ہجر جان گدازت | برد از دل من قرار و آرام
پھر آکہ تیری جان پگھلانیوالی جدائی | میرے دل سے قرار و آرام کو لے گئی
از دانۂ خال و دام زلفت | مرغ دل من فتادہ در دام
تیری زلف کے جال اور خال کے دانے سے | میرے دل کا مرغ جال مین پڑا ہے
چون کام نشد بسعی حاصل | قانع شدہ ام بہجر ناکام
جبکہ کوشش سے مقصد حاصل نہوا | مین ناچار جدائی پر ہی قانع ہوگیا
مائیم و غم فراق حالی | تا خود بکجا رسد سرانجام
ہم ہین اور جدائی کا غم | اب دیکھئے انجام کہانتک پہونچتا ہے
جز محنت و درد گو ثیا نیست | دور از تو نصیب من بایام
گویا محنت و درد کے سوا نہین ہے | تجھسے دور زمانہ سے میری نصیب مین
مقصود وجود حافظا چیست | جز صحبت یار بادہ و جام
اے حافظ تیرے وجود کا مقصد | جام شراب اور یار کی صحبت کی سوا کیا ہے
حالی چو میسر نمی شود | کام دلم از تو اے دلارام
اب جبکہ میسر نہین ہوتا | اے محبوب تجھسے میرے دل کا مقصد تو
آن بہ کہ ز صبر رخ نتابم | باشد کہ مراد دل بیابم
وہ ہی بہتر کہ صبر سے مونہہ نہ موڑون | شاید کہ دل کی مراد پاجاؤن

اے راحت جان بیقرارم | امید دل امیدوارم
اے میری بیقرار جان کے راحت | اور اے میرے امیدوار دل کی امید

شادم بغمت کہ در ہمہ حال | سوز غمت سازگارم
مین تیرے غم مین خوش ہون کہ ہر حال مین | تیرے غم کا سوز میرا سازگار ہے

تا رفت از کنارم ای دوست | یکبارہ ز خویش بر کنارم
ای دوست جبسے کہ تو میری آغوش سے گیا | مین یکایک اپنے سے جدا ہو گیا ہون

در آرزوی وصال جانی | عمری بفراق میگذارم
وصال جانان کی آرزو مین | مدت ہوئی کہ عمر گذار رہا ہون

امشب بگذشت خواہد از جوش | طوفان سرشک اشکبارم
آجکی شب کندہون سے گذر جائیگا | میرے اشک برسانیوالے آنسو کا طوفان

تا مرگ نگیردم گریبان | من دست ز دامنت ندارم
جب تک کہ موت میرا گریبان نہ پکڑیگی | مین تیرے دامن سے ہاتھ نہ اوٹھاؤنگا

چون ہیچ نشد بسعی حاصل | کام دل خستہ نگارم
جبکہ کوشش سے کسیقدر بھی | میری خستہ دل کا مقصد حاصل نہوا تو

آن بہ کہ ز صبر رخ نتابم | باشد کہ مراد دل بیابم
وہ بہتر ہے کہ صبر سے مونہہ نہ موڑون | شاید کہ دل کا مقصد پا جاؤن

بند ہفتم

ای زخم دل تو مرہم دل | عشق تو انیس محرم دل
ایکہ تیرے غم کا زخم میری دل کا مرہم ہے | تیرا عشق دل کا رازدار اور غمخوار ہے

زلف تو کمند گردن جان | لعل تو نگین خاتم دل
تیری زلف جان کی گردن کی کمند ہے | تیرا لب لعل دل کی انگشتری کا نگینہ ہے

ابروی تو بود شحنۂ جان | چون چشم تو گشت حاکم دل
تیرے ابرو جان کی کوتوال ہے | جبکہ تیری آنکھہ دل کی حاکم بنی ہے

او در دل ما و ما در آتش | ما را غم اوست نی غم دل
وہ ہمارے دل مین ہے اور ہم آگ مین | ہمکو اوسکا غم ہے دل کا غم نہین ہے

لہ یعنی ہمین سے اجتناب کر کے بالکل واسطے عشق کے کر دیا ہے ۱۲

نزدیک شد آن که من بدوری
وہ نزدیک ہو گیا کہ میں دوری کے سبب

گر دم صبر خوش یابم دل
[illegible] صبر سے [illegible] دل [illegible]

حافظ چه شود اگر بیابی
اے حافظ کیا ہووے اگر تو پا جاوے

نوری ز حضور عالم دل
کوئی نور عالم دل کے حضور سے

چون ملک وصال او نگردد
جبکہ اوسکی وصال کا ملک

آسان بزمان مسلم دل
آسانی کے ساتھ دل کو حاصل نہیں ہوتا تو

آن به که ز صبر رخ نتابم
وہ ہی بہتر کہ صبر سے رخ نہ پھیروں

باشد که مراد دل بیابم
شاید کہ دل کی مراد پا جاؤں

ساقی نامہ

سر فتنه دارد دگر روزگار
زمانہ دوسرے فتنہ کا خیال رکھتا ہے

من و مستی و فتنه چشم یار
میں اور مستی اور یار کی آنکھوں کا فتنہ

همی مانم اندر دور گردون شگفت
میں زمانہ کی گردش سے حیرت میں رہتا ہوں

ولی نیست [illegible] مجال گرفت
[illegible] گرفت کی نہیں ہے

فریب جهان قصه روشن است
جہان کا فریب ایک روشن قصہ [illegible]

[illegible] شب آبستن است
[illegible] کیا چیز جنے گی

دلا در جهان دل منه [illegible]
اے دل جہان پر ہرگز دل نہ [illegible]

[illegible] بر سر پل نگیرد قرار
[illegible] پل پر قرار نہیں پکڑتا ہے

همان مرحله ست این بیابان دور
یہ دور دراز بیابان وہی منزل [illegible]

[illegible] لشکر سلم و تور
[illegible] سلم و تور کا لشکر گم ہوا تھا

همان منزل ست این جهان خراب
یہ اوجاڑ جہان وہی منزل تو ہے

که دیدست ایوان افراسیاب
جسنے افراسیاب کا محل دیکھا ہے

کجا رای پیران لشکر کشش
اوسکے لشکر کشی پیران کی رائے کہاں ہے

کجا شیده ترک خنجر کشش
اوسکا خنجر کش جیسا شیدا کہاں ہے

نه تنها شد ایوان کاخش بباد ‌‌ که خاکش ندارد کسی هم بیاد

صرف اوسکا ایوان اور محل ہی برباد نہین ہوا ‌‌ بلکہ اوسکی قبر بھی کسی کو یاد نہین۔ کہ کہان ہے

چه خوش گفت جمشید با تاج و گنج ‌‌ که یک جو نیرزد سرای سپنج

جمشید نے جو کہ صاحب تاج وخزانہ تہا کیا اچھی بات کہی ‌‌ کہ یہ عارضی گھر ایک جو کی برابر بھی قیمت نہین رکھتا

مغنی کجائی بگلبانگ رود ‌‌ بیاد آور آن خسروانی سرود

اے گویئے تو کہان ہے ‌‌ رود کی خوش آوازی سے وہ شاہی گیت یاد دلا

بمستان نوید سرودی فرست ‌‌ بیاران رفته درودی فرست

مستون کو سرود کی خوشخبری بہیج ‌‌ اور گئے ہوے یارون پر درود پہونچا

مغنی بزن چنگ بر ارغنون ‌‌ ببر از دلم فکر دنیای دون

اے مغنی ارگن پر چنگ بجا ‌‌ اور کمینی دنیا کی فکر کو میرے دل سے دور کر

مگر خاطرم یابد آسایشی ‌‌ که نبود ز غم بادی آلایشی

شاید کہ میرے دل کو ایسا چین ملے ‌‌ جسکے ساتھ غم کی آلایش نہو

مغنی بزن خسروانی سرود ‌‌ مگر با حریفان بآواز رود

اے گویئے شاہی راگ چہیڑ ‌‌ اور حریفون کے ساتھ رود کی آواز سے گا

که از آسمان مژده فرصت ست ‌‌ مرا بر عدو عاقبت نصرت ست

کیونکہ آسمان سے خوشخبری کی خبر ملی ہے ‌‌ مجکو آخر کار دشمن پر فتحمندی ہے

مغنی نوای طرب ساز کن ‌‌ بقول غزل قصه آغاز کن

اے گویئے خوشی کی آواز لگا ‌‌ قول غزل مین قصہ شروع کر

که بار غمم بر زمین دوخت پای ‌‌ بضرب[1] اصولم بر آور ز جای

کیونکہ غم کے بوجہ نے میرا قدم سی دیا ہے ‌‌ تو اصول کی ضرب سے مجکو جگہ سے اوٹہا

مغنی ازین پرده نقشی برآر ‌‌ ببین تا چه گفت از حرم پرده دار

اے گویئے اس پردہ سے ایک نقش بنا ‌‌ تو دیکھ کہ حرم سے پردہ دار نے کیا کہا

[1] اصطلاح صوفیہ کرام مین لفظ اللہ کو دل کے زور سے کہنے کو ضرب لگانا کہتے ہین اور اصول سے اصول درویشی [illegible] ۱۲

چنان برکش آهنگ این داوری — که ناهید چنگی برقص آوری
اس شکایت کی صدا اسطرح بلند کر — کہ چنگ نواز زہرہ بہی رقص مین آجاے

مغنی دف و چنگ را ساز ده — بیاران خوش نغمه آواز ده
اے گویے دف و چنگ کو ٹھیک کرکے — یاران خوش آواز کو بلا

رہی زن که صوفی بحالت رود — بمستی وصالش حوالت رود
ایسا گا کہ صوفی وجد مین آجاے — اور اوسکو مستی وصل کے حوالہ کیا جاے

مغنی بیا با منت جنگ نیست — کفی بر دفی زن گرت چنگ نیست
اے گویے میری تیری لڑای تو نہین ہے — (دہیں) دف پر ہتیلی ہی مار اگر تیرے پاس چنگ نہین ہے

شنیدم که چون غم رساند گزند — خروشیدن دف بود سودمند
مین نے سنا ہے کہ جب غم صدمہ پہونچاے — تو دف کا شور کرنا فائدہ مند ہوتا ہے

مغنی کجای که وقت گل ست — ز بلبل چمنها پر از غلغل ست
اے گویے تو کہان ہے کہ موسم بہار ہے — بلبل کے شور سے چمن گونج رہا ہے

همان به که خونم بجوش آوری — دم چنگ را در خروش آوری
یہی بہتر ہے کہ تو میرے خون کو جوش مین لاے — چنگ کی آواز کو خروش مین لائے

مغنی بیا عود را ساز کن — نوآئین نوای نو آغاز کن
اے مغنی آ اور عود کو درست کرکے — نئی طرز سے نیا گیت شروع کر

بیک نغمه دردی مرا چاره ساز — دلم نیز چون خرقه صدپاره ساز
ایک نغمے سے میرے درد کا علاج کر — میرے دل کو بہی گدڑی کی طرح سو ٹکڑے کر ڈال

مغنی کجای که لطفی کنی — ز می آتشی در دلم افگنی
اے گویے تو کہان ہے کہ لطف و مہربانی کرے — اور شراب سے میرے دل مین آگ لگا دے

برون آری از فکر خود یک دمم — بهم برزنی کار و بار غمم
یکدم خودی کی فکر سے مجھکو باہر لا — میرے غم کے کاروبار کو درہم برہم کردے

مغنی کجای نوای بزن — بیکتای او دوتای بزن
اے گویے کہان ہے ایک آواز لگا — مجھے اوسکی یکتائی کی قسم دو گیت گا

چو خواهد شدن عالم از ما تهی — گدائی بسی به ز شاهنشهی

جبکہ جہان ہم سے خالی ہو جائیگا — تو اس بادشاہی سے گدائی بہتر ہے

مغنی بگو قول و پرداز ساز — که بیچارگان را توئی چاره ساز

اے گوئے گیت گا اور ساز کو بجا — کیونکہ بیچارون کا توہی چارہ ساز ہے

تو بنمائی راه عراقم بزود — که بگشایم از دیده صد زنده رود

توجھکو جلدی عراق کی راہ دکھا — تاکہ مین آنکھون سے سو زندہ رود بہاؤن

مغنی بیا بشنو و کار بند — ز قول من این پند دانا پسند

اے مغنی سن اور عمل مین لا — میرے اس قول کو کہ جو دانا پسند نصیحت ہے

چو غم لشکر آرد بیارا صفی — ز چنگ و رباب و ز نای و دفی

جب لشکر غم کا ہجوم ہو تو تو بھی صف کو آراستہ کر — چنگ و رباب بانسلی اور دف کی

مغنی تو محرم مرا محرمی — زمانی به نی زن دم همدمی

اے گوئے تو میرا محرم راز ہے — ذرا دیر بانسری سے ہمدمی کا دم بھر

غمی دور کن در دلت گر غمی ست — دمی پیش دانا به از عالمی ست

تیرے دل مین غم ہے تو شراب سے دور کر — داناکے آگے ایکدم عالم ایک زمانہ سے بہتر ہے

مغنی کجائی بزن بربطی — ساقیا پر کن از می بطی

اے گوئے کہان ہے بربط بجا — اے ساقی آ اور بربطے کو بھردے

که با هم نشینیم و عیشی کنیم — دمی خوش برآریم و طیشی کنیم

کہ باہم بیٹھین اور عیش منائین — بس دم ہون اور غصہ کو دور کردین

مغنی ز اشعار من یک غزل — به آهنگ چنگ آر اندر عمل

اے گوئے میری شعرون مین کی ایک غزل کو — چنگ کی آواز پر گا

که تا وجد را کارسازی کنیم — برقص آییم و خرقه بازی کنیم

تاکہ ہم وجد و حال کی طیاری کرین — رقص مین آئین اور گدڑی کو اوچھالین

ایکدم عالم یعنی زمانہ سے بہتر ہوتا ہے ۱۲ — بربط ایک باجی کا نام ہے اور وہ صوفیوں کی اصطلاح میں بطی شراب کی صراحی کو کہتے ہین ۱۲

باقبال دارای دیہیم و تخت | بہین میوه خسروانی درخت
تاج و تخت اور صاحب اقبال کی | اور درخت شاہی کے بہتر میوہ کی قسم ہے

که تمکین اورنگ شاہی ازوست | تن آسانی مرغ و ماہی ازوست
که شاہی تخت کی عزت اوسی سے ہے | اور مرغ و ماہی کی تن آسانی اوسی سے ہے

فروغ دل و دیده مقبلان | ولی نعمت جملہ صاحبدلان
اقبالمندوں کے دل اور آنکہ کی روشنی ہے | اور تمام صاحبدلوں کا آقای نعمت ہے

جہاندار و دین پرور و تاجور | کزو تخت جم گشت با زیب و فر
ایسا بادشاہ دین پرور و تاجدار ہے | کہ جس سے تخت جمشید آراستہ اور پر شوکت ہوا

چگونه دہم شرح آثار او | که عقلست حیران در اطوار او
میں اوسکی نیک باتوںکا بیان کیونکر کروں | کہ عقل اوسکے اطوار میں حیران ہے

چو قدر وی از حد مدح است بیش | سر اندازم از عجز و تشویر پیش
جبکہ اوسکا مرتبہ حد تعریف سے بڑہا ہوا ہے | تو یہی بہتر ہے کہ میں عاجزی اور شرم سے سر آگے جہکاؤں

برآرم باخلاص دست دعا | کنم روی در حضرت کبریا
خلوص کے ساتہ دعا کے لئے ہاتہ اٹہاؤں | اور درگاہ کبریا کی طرف رخ پہیروں

که یارب[له] کالاو نعمای تو | باسرار اسمای حسنای تو
کہ یا اللہ اپنی نعمتوں اور احسانوں کے وسیلہ سے | اور اپنے اسماء حسنیٰ کے بہید کی برکت سے

بحق کلامت که آمد قدیم | بحق رسول و بخلق عظیم
اپنے کلام کے طفیل سے کہ قدیم ہے | اور اپنے رسول اور اونکے خلق عظیم کے طفیل سے

که شاه جہان باد فیروز بخت | باقبال ہموارہ با تاج و تخت
کہ جہان کا شاہ فتحمند | اور ہمیشہ صاحب اقبال اور صاحب تخت و تاج رہے

زمین تا بود مظہر عدل و جور | فلک تا بود مرتع جدی و ثور
جب تک کہ زمین انصاف و ظلم کا مظہر ہے | اور جب تک کہ آسمان جدی و ثور کا چراگاہ ہے

له یعنی میں اس طرح دعا مانگوں کہ ای پروردگار عالم اپنی نعمتوں اور احسانوں کے وسیلے اور اپنے اسماء حسنیٰ کی برکت سے اور اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کے طفیل [illegible] ۱۲

خدیو جہان شاہ منصور باد　　غبار غم از خاطرش دور باد

شاہ منصور جہان کا بادشاہ رہے　　اور غم کا غبار اوسکی خاطر سے دور رہے

بحمد اللہ ای خسرو جم نگین　　شجاعی بمیدان دنیا و دین

اے خسرو جم نگین خدا کا احسان　　کہ تو دنیا اور دین مین شجاع بہادر ہے

بمنصوریت در جہان رفت نام　　کہ منصور باشی بر اعدا مدام

جہان مین تیرا نام فتحمندی مین مشہور ہوا　　خدا کرے کہ تو اپنے دشمنون پر ہمیشہ فتحیاب رہے

فریدون شکوہی در ایوان بزم　　تہمتنی[1] بروی بمیدان رزم

تو محل جلوس مین فریدون مرتبت ہے　　اور میدان جنگ مین رستم کی مانند لڑنیوالا

فلک را گہر در صدف چون تو نیست　　فریدون و جم را خلف چون تو نیست

آسمان کی سیپ مین تیری مانند گوہر نہین　　اور فریدون وجم کا بیٹا تیری طرح نہین ہے

نہ تنہا خراجت دہند از فرنگ　　کہ مہراج باجت فرستد ز زنگ

صرف فرنگ ہی سے تجکو خراج نہین آتے　　بلکہ حبش کا بادشاہ بھی تجکو باج بھیجتا ہے

اگر ترک و ہند ست و گر روم و چین　　چو جم جملہ داری بزیر نگین

خواہ ترکستان و ہند ہو خواہ روم و چین　　حضرت سلیمانؑ کی طرح سب تیرے زیر نگین ہین

ہمائیست چترت ہمایون نظر　　کہ دارد بسیط زمین زیر پر

تیرا مبارک نظر چتر ایک ایسا ہما ہے　　کہ ساری زمین کی کشادگی اسکے پرکے نیچے ہے

بجای سکندر بمان سالہا　　بدانا دلی کشف کن حالہا

سکندر کے قایم مقام برسون رہ　　اور دانا دلی سے ہر حال اور کشف کو سلجھا

چو دریای وصفت ندارد کنار　　ثنا را کنم بر دعا اختصار

جبکہ تیری تعریف کا دریا ناپید اکنار ہے　　تو مجکو چاہیے کہ ثنا کو دعا پر ختم کرون

ز نظم نظامی کہ چرخ کہن　　ندارد چو او ہیچ زیبا سخن

نظامی کی نظم سے کہ پرانا آسمان　　اوس سے بہتر کلام نہین رکھتا

[1] تہمتن رستم پہلوان کا لقب ہے اور دو لفظون تہم اور تن سے مرکب تہم بمعنی بزرگ و قوی اور تن بمعنی جثہ ۱۲

[margin note] لہ منصور شاہ منصور [illegible] کی طرف [illegible] ابو الفوارس [illegible] ۱۲

بیا تا کنم تضمین[1] سہ بیت متین — **کہ نز و خرد بہ ز دُر ثمین**

تین بیتین اپنے کلام مین تضمین کرون — کہ عقل کے نزدیک قیمتی موتی سے بہتر ہون

از آن بیشتر کآوری در ضمیر — **ولایت ستان باش و آفاق گیر**

اوس سے زیادہ کہ تیرے دلمین گذرے — تو ولایت کا لینے والا اور دنیا کا فتح کرنیوالا ہو

زمان تا زمان از سپہر بلند — **بفتح دگر باش فیروز مند**

ہمیشہ ہمیشہ بلند آسمان سے — دوسری فتح سے کامیاب ہو

از آن می کہ جان دارو ہوش باد — **مرا شربت شاہ را نوش باد**

اُس شراب سے کہ ہوش کی جان کی دوا ہے — میرا شربت اور بادشاہ کی نوشدارو ہوجیو

بیا ساقی آن آب آتش خواص — **بمن دہ کہ تا یابم از غم خلاص**

اے ساقی آ اور آگ کی سی خاصیت رکھنے والا پانی — مجھے دے تاکہ مین غم سے رہائی پاؤن

فریدون صفت کاویانی علم[2] — **برافرازم از پستی جام جم**

فریدون کی طرح کاویانی علم — جام جم کی مدد سے بلند کرون

بیا ساقی این نکتہ بشنو زمی — **کہ یک جرعہ می زد بہ دیہیم کی**

ای ساقی آ اور یہ نکتہ پیالے سے سن — کہ شراب کا ایک گھونٹ کیخسرو کے تاج سے ٹکر کر

دم از سیر این دیر دیرینہ زن — **صدای بشاہان پیشینہ زن**

اس پرانی دنیا کی سیر کا حال بیان کر — اور اگلے بادشاہون پر آواز لگا

بیا ساقی آن کیمیای فتوح — **کہ با گنج قارون دہد عمر نوح**

اے ساقی آ اور وہ کشایش کی کیمیا — کہ قارون کے سے خزانہ کے ساتھ نوح کی سی عمر بھی دے

بدہ تا بروی تو گشایند باز — **در کامرانی و عمر دراز**

دے تاکہ تیرے اوپر پھر کھل جائین — کامرانی اور عمر دراز کے دروازے

بیا ساقی آن ارغوانی قدح — **کہ یابد ز فیضش دل و جان فرح**

اے ساقی آ وہ ارغوانی قدح — کہ جسکے فیض سے دل اور جان فرحت پاوے

[illegible]

[1] تضمین کرنا۔ ملانا [2] علم کاویانی۔ فریدون کے جھنڈے کو کہتے ہین اور کاویانی کاوہ آہنگر سے منسوب ہے۔

بمن ده که از غم خلاصم دهد
مجھے دے تاکہ وہ مجھکو غم سے رہائی بخشے
نشان ره بزم خاصم دهد
اور بزم خاص کا نشان مجھکو بتادے

بیا ساقی آن می که جان پرورست
اے ساقی وہ شراب کہ جان پرور ہے
دل خسته را همچو جان در خورست
اور زخمی دل کے لئے جان کی طرح درکار ہے

بده کز جهان خیمه بیرون زنم
دے کہ مین جہان سے خیمہ کھڑا کر
سراپرده بالای گردون زنم
آسمان کے اوپر کھڑا کرون

بیا ساقی آن می که حال آورد
اے ساقی وہ شراب دے جو کہ حال لاتی ہے
کرامت فزاید کمال آورد
اور جس سے کہ کرامت بڑھتی اور کمال پیدا ہوتا ہے

بمن ده که بس بیدل افتاده ام
مجھکو دے کہ بہت ہی بیدل ہون
وزین هر دو بیحاصل افتاده ام
اور ان دونون جہان سے محض بیحاصل

بیا ساقی آن آب اندیشه سوز
آساقی اور وہ شراب اندیشہ سوز
که گر شیر نوشد شود بیشه سوز
کہ جسکو شیر بھی پیکر بیشہ سوز ہو جاے

بده تا روم بر فلک شیرگیر
دے تاکہ مین اس شیر گیر آسمان پر چڑھکر
بهم بر زنم دام این گرگ پیر
اس بوڑھے بھیڑئے کے جال کو الٹ دون

بیا ساقی آن بکر مستور مست
آساقی اور وہ کنواری پردہ نشین مست
که اندر خرابات دارد نشست
کہ جو شراب خانہ کے اندر نشست رکھتی ہے

بمن ده که بدنام خواهد شدن
مجھے دے تاکہ مین بدنام ہو جاؤن
مرید می و جام خواهد شدن
اور جام و شراب کا مرید بنون

ساقی نامہ

بیا ساقی آن می که حور بهشت
اے ساقی آ اور وہ شراب کہ حور بہشت
عبیر ملائک در آن می سرشت
ملائک کا عبیر اس شراب مین ملایا ہے

بده تا بخوری بر آتش کنم
دے تاکہ آگ پر ڈالکر اوسکی خوشبو سے
دماغ خرد را دمی خوش کنم
عقل کے دماغ کو ایکدم خوش کرون

خذ الجام لاتخش فیہ الجناح
شراب کا پیالہ لے اور اسمیں گناہ کا اندیشہ نکر
کہ در باغ جنت بود می مباح
کہ جنت کی باغ مین شراب جائز ہوگی

بیا ساقی آن جام یاقوت وش
اے ساقی آ اور وہ جام یاقوت جیسا کا
کہ بر دل کشاید در وقت خوش
کہ دل پر خوش وقتی کا دروازہ کہولتا ہے

بدہ این نصیحت ز من گوش کن
دے اور میری یہ نصیحت سن
جہان جملہ ہیچست می نوش کن
کہ سارا جہان ہیچ ہے شراب پی

بیا ساقی از بیوفائی عمر[1]
اے ساقی آ اور عمر کی بیوفائی کو
ببین و زمی کن گدائی عمر
دیکھکر اوسکی شراب سے گدائی کر

کہ می عمر باقی بافزایدت
کیونکہ شراب تیری باقی عمر کو بڑہائیگی
دری ہر دم از غیب بکشایدت
اور ہر دم غیب سے ایک دروازہ تجہپر کہولیگی

بیا ساقی از می طلب کام دل
اے ساقی آ اور شراب سے دل کا مقصد طلب کر
کہ بی می ندارم من آرام دل
کیونکہ مین بغیر شراب کے دل کا آرام نہین رکہتا

گر از ہجر جان تن صبوری کند
اگر جان کی جدائی سے تن صبر کر سکے
دل از می تواند کہ دوری کند
تو ممکن ہے کہ دل بہی شراب سے دوری گوارا کرلے

بیا ساقی ایمن چہ باشی کہ دہر
اے ساقی آ کیا بیفکر بیٹھا ہوا ہے کہ زمانہ
بر آنست کت خون بریزد بقہر
اسپر آمادہ ہے کہ تجہے قہر سے قتل کر ڈالے

درین خونفشان عرصۂ رستخیز[2]
اس رستخیز کے خون فشان میدان مین
تو خون صراحی بساغر بریز
تو صراحی کا خون پیالہ مین اونڈیل – یعنی شراب

بیا ساقی از من مکن سرکشی
اے ساقی آ اور مجہسے سرکشی مت کر
کہ از خاکی آخر نہ از آتشی
کیونکہ تو خاک سے بنا ہے نہ آگ سے

قدح پر کن از می کہ می خوش بود
اچہی سی شراب سے پیالہ کو بہر
خصوصًا کہ صافی و بیغش بود
خصوصًا ایسی کہ صاف اور بے میل ہو

[1] یعنی چونکہ عمر بیوفا ہے اسلئے او ساقی شراب پیکر عمر کو مانگنا (بڑہانا) چاہئے ۱۲ [2] دنیا مراد ہے ۱۲

بیا ساقی آن راح ریحان نسیم — بمن ده که نه زر بماند نه سیم
ای ساقی آ اور وہ شراب ریحان سی خوشبو کرنے والی — مجھے دے کہ یہ سونا چاندی سب فانی ہے

زری را که بیباک تلف در پی است — بمی ده که درمان وہامی است
ایسی سونے کو کہ جسکے پیچھے بربادی لگی ہے بے شک و شبہ — تو دیکر شراب پی کہ شراب دلونکا علاج ہے

بیا ساقی آن بادۂ لعل صاف — بده تا کی این شید و تزویر و لاف
آ ساقی اور وہ شراب صاف دے — یہ مکر و فریب، جھوٹ اور لاف زنی کب تک

ز تسبیح و خرقه ملولم مدام — بمی رهن کن هر دو را والسلام
مین ہمیشہ تسبیح و خرقہ سے رنجیدہ ہون — تو ان دونون کو شراب کی عوض گرو رکھدے اور السلام

بیا ساقی آن بادۂ روح بخش — بده تا نشستم بر پشت رخش[1]
ای ساقی آ اور وہ روح بخشنے والی شراب — مجھے دے تاکہ مین رخش کی پیٹھ پر بیٹھون

تهمتن صفت رو بمیدان کنم — بکام دل آهنگ جولان کنم
اور رستم کی طرح میدان کی طرف متوجہ ہون — اور دل کے مقصد کی موافق ارادہ دوڑ کا کرون

بیا ساقی از من برو پیش شاه — بگویش ز من کای شه جم کلاه
اسے ساقی آ اور میری طرف سے شاہ کی پاس جا — اور اُس سے میری طرف سے کہہ کہ ای شاہ جم کلاہ

دل بینوایان مسکین بجوی — پس آنگاه جام جهان بین بجوی
کہ تو دل تو بے سامانون کی دلجوئی کر — پس اوسکے بعد جام جہان بین طلب کر

بیا ساقی آن می کزان جام جم — زند لاف بینایی اندر عدم
ای ساقی آ اور وہ شراب کہ جسکی سبب سے جام جم — عدم مین بینائی کی شیخی مارتا ہے

بمن ده که باشم بتائید جام — چو جم آگه از سر عالم تمام
مجھے دیدے کہ مین اس جام کی مدد سے — جم کی طرح تمام عالم کے بہیدونسے آگاہ ہو جاؤن

بیا ساقی آن جام پر کن ز می — که گویم ترا حال کسری و کی
ای ساقی آ اور اُس جام کو شراب سے بہر — کہ مین تجھے کسریٰ اور کیکاؤس کا حال کہون

[1] رخش رنگ سفید و سرخ باہم آمیختہ۔ چونکہ رستم پہلوان کا گھوڑا اسی رنگ کا تہا اسلئے اوسکو رخش کہتے ہیں اور مجازاً

بمستی توان در اسرار سفت　　که در بیخودی راز نتوان نهفت

مستی کی بدولت اسرار کے موتیونکو پروسکتی ہین　　کیونکہ بیخودی مین راز نہین چھپائے جاسکتے

بیا ساقی آن می که عکس جام　　بکیخسرو و جم فرستد پیام

اے ساقی آ اور وہ شراب کہ جسکا عکس جام مین　　کیخسرو اور جم کے پاس پیغام بھیجتا ہے

بده تا بگویم بآواز نے　　که جمشید کی بود و کاؤس کی

مجھکو دے تاکہ مین بانسلی کی آواز مین کہون　　کہ جمشید کب تہا اور کاؤس کب

بیا ساقی آن می که شاهی دهد　　بپاکی او دل گواهی دهد

اے ساقی آ اور وہ شراب کہ شاہی دیتی ہے　　اور اوسکی پاکی پر دل گواہی دیتا ہے

بمن ده که تا گردم از عیب پاک　　خرامم بعشرت بہ تیره مغاک[۴]

مجھے دے کہ مین عیب سے پاک ہو جاؤن　　اور اس تاریک غار مین عشرت کے ساتھ خوش خرام ہون

بیا ساقی آن جام چون مهر و ماه　　بده تا زنم بر فلک بارگاه

اے ساقی آ اور وہ جام جو مثل آفتاب اور ماہتاب کے ہے　　مجھے دے تاکہ مین آسمان پر بارگاہ بناؤن

چو شد باغ روحانیان مسکنم　　در اینجا چرا تخته بند تنم

جبکہ میرا مسکن روحانیونکا[۱] باغ ہو گیا ہے　　تو مین پھر یہان کیون مقید رہون

بیا ساقی آن جام چون سلسبیل　　که دل را بفردوس باشد دلیل

اے ساقی وہ جام لا کہ مثل سلسبیل کی　　دل کے لئے فردوس کی دلیل اور رہنما ہو

بدستم ده و بوی دولت ببین　　خرابم کن و گنج حکمت ببین

میرے ہاتھ مین دے اور دولت کا رخ دیکھ　　مجھے خراب کرکے حکمت کے خزانہ کو پا

بیا ساقی از باده‌هاے کهن　　ز جام پیاپے مرا مست کن

اے ساقی آ اور پرانی شرابون کے　　لگاتار پیالون سے مجھے مست بنا

چو مستم کنی از می بی غشت　　بمستی بگویم سرود خوشت

جبکہ تو مجھکو اپنی صاف شراب سے مست کردیگا　　مین مستی مین ایک اچھا سا راگ تیرے سناؤنگا

۴ یعنی دنیا ۱۲

۲ غالب حافظ کی طرف اشارہ ہے ... دیوان ... ۱۲

۱ روحانیونکا باغ سے عالم لاہوت مراد ہے یعنی جب میرا مسکن معرفت الٰہی کی بدولت عالم لاہوت ہے تو مین اس

اگر ہم چو جم جام گیری بدست
بہ بینی در آن آئینہ ہر چہ ہست
اگر تو جم کی طرح ہاتھ میں جام لیوے گا
تو اس آئینے میں جو کچھ ہے تو دیکھے گا

بمستی در پارسائی زنی
دم خسروی در گدائی زنی
اور تو مستی میں پارسائی کا دروازہ کھٹکھٹائے گا
اور بادشاہی کا دم گدائی میں بھرے گا

کہ حافظ چو مستانہ سازد سرود
ز چرخش دہد زہرہ آواز رود
کیونکہ حافظ جب مستونکی طرح گیت گائیگا
آسمان سے زہرہ اوسکی آواز پر باجہ بجائیگی

بتاثیر صبح از طبقہاے نور
بگوشم آید ہر دم از لفظ حور
صبح کی تاثیر سے نور کے طبقوں سے
ہر دم میرے کان میں یہ حور کی الفاظ آتی ہیں

بیا تا خرد را قلم در کشیم
ز مستی بعالم علم در کشیم
آ تاکہ ہم عقل پر قلم پھیر دین
اور جہان میں مستی کا جھنڈا بلند کرین

ز جام دمادم دمی دم زنیم
ز می آب بر آتش غم زنیم
متواتر پیالون سے ایکدم بھی دم نہ لین
شراب کا پانی غم کی آگ پر چھڑکین

یک امروز با یکدگر می خوریم
چو فرصت نباشد دگر کی خوریم
ذرا آج کے دن باہم شراب پیئین
کیونکہ جب موقع ہی نملے گا تو پھر کب پئینگے

کہ آنہا کہ بزم طرب ساختند
بہ بزم طرب ہم نپرداختند
کیونکہ وہ لوگ جنہوں نے خوشی کی مجلس آراستہ کی تہی
اور پہر خوشی میں مشغول نہو سکے

ازین دام گہ دیر بادی مغاک
برفتند و بردند حسرت بخاک
اس مستعار کہنہ غار سے
گئے اور حسرت قبر کے اندر لے گئے

بااین بخت فیروزہ فیروز کیست
ز ایام عمر آنکہ بہروز کیست
بتاؤ تو کہ اس سبز بخت سے سرسبز کون ہوا
اور عمر کے زمانہ سے مقصد ور کون ہے

دریغا جوانی کہ بر باد شد
خنک آنکہ از عالم آزاد شد
افسوس کہ جوانی برباد ہوگئی
اچھا وہ شخص کہ جہان سے آزاد گیا

بدہ ساقیا می کہ تا دم زنیم
قلم بر سر ہر دو عالم زنیم
اے ساقی شراب لا تا کہ جب تک ہم جئین
دونون جہان پر قلم کھینچ رہین

سبک باش و رطل گرانم بده | وگر فاش نتوان نهانم بده

جلدی کر اور بڑا سا پیالہ شراب کا دے | اگر علانیہ نہیں دیسکتا تو چھپا کر دیدے

که این چرخ این انجم آبنوس | بسی یاد دارد چو بهرام و طوس

کیونکہ یہ آسمان اور یہ زمین[1] | طوس و بہرام جیسوں کے بہت قصے سنا سکتے ہیں

کسی کو زدی کوس بر پشت پیل | زدندش بنا کام طبل رحیل

وہ کوئی جو ہاتھی کی پیٹھ پر شوکت کی نوبت بجاتا تھا | بکایک اوسکی اس جہان سے کوچ کا نقارہ پٹ گیا

جز این مرکز هفت پرگار نیست | جز این هفت پرگار برکار نیست

سوا اس سات آسمان کے نہیں ہے | اور بجز اس ہفت پرکار کے کوئی کام پر نہیں ہے

تو در خانه ششدری ششدری | که او مانده تا بنگری بگذری

تو اس چھ دری[2] دنیا میں حیران ہے | کہ اوسکو چھوڑ کر دیکھتے دیکھتے گذر جائیگا

بر ایوان شش طاق خضرا نشین | بمنزل گه جان نشیمن گزین

ان چھ سبز محرابوں پر بیٹھ | جان کی منزل گاہ میں نشست اختیار کر

بده ساقی آن آب آتش نشان | از آن پیش کز ما نیابی نشان

اے ساقی وہ آگ برسانیوالا پانی دے | اس سے پہلے کہ تو ہمارا نشان نپاوے

که در آتش ست این دل روشنم | همانا که آبی بر آتش زنم

کیونکہ یہ میرا روشن دل آگ میں ہے | یہی تاکہ میں پانی اس آگ پر چھڑکوں

که فیروز فرخ منوچهر چهر | شنیدم که در عهد بوذرجمهر

کہ مبارک صورت منوچہر چہرہ فیروز نے | میں نے سنا کہ بزرجمہر کے زمانہ میں

نوشته است بر جام نوشیروان | که بفزای از جام نوشیروان

نوشیروان کے جام پر لکھدیا تھا | کہ شیرین شراب پیالہ میں زیادہ کرتا رہ

اگر پور زالی وگر پیر زال | بدستان نمانی شوی پایمال

اگر تو زال کا بیٹا ہے یا کہن سال بوڑھا | اس دنیا میں نرہیگا کبھی یا پامال ہو جائیگا

[1] انجم آبنوس سے زمین مراد ہے اور طوس و بہرام دو بادشاہوں کے نام ہیں ۱۲ [2] دنیا باعتبار شش جہات کی

زمن بشنوای پیر آموزگار
اے ناصح پیر مجھسے سُن

مکن تکیہ بر گردش روزگار
کہ زمانہ کی گردش پر بہروسہ نکر

کہ این منزل درد و جای غم ست
کیونکہ یہ درد کی منزل اور غم کی جگہ ہے

درین دامگہ شادمانی کم ست
اور اس دامگاہ دنیامین خوشی کم ہے

بدہ ساقی آن لعل یاقوت رنگ
اے ساقی وہ سرخ رنگ شراب دے

کہ برد از رخ لعل و یاقوت رنگ
کہ جسکے رنگ کی آگے لعل و یاقوت کا رنگ اڑ گیا

روان دردہ آن می چو آب روان
مجکو وہ شراب جو کہ بہتے پانی کی مانند ہے جلدی دے

نہ آب روان کافتاب عیان
وہ آب روان کیا بلکہ آفتاب روشن ہے

شہانیکہ اینجا نشستند شاد
وہ بادشاہ جو کہ یہان شاد و خرم تھے

برفتند از کس نکردند یاد
ایسے گئے کہ کسی کو بھی یاد نہین کیا

کدام ست جام جم و جم کجاست
جام جم کہان اور جمشید کہان ہے

سلیمانؑ کجا رفت و حاتم کجاست
سلیمانؑ کہان گئے اور حاتم کہان ہے

کہ میداند از فیلسوفان حی[1]
بڑے بڑے فیلسوف حکیمون مین سے کون جانتا ہے

کہ جمشید کی بود و کاوس کی
کہ جمشید کب تھا اور کیکاؤس کب

چو سوی عدم گام برداشتند
جب عدم کی طرف راہی ہوے

درین بقعہ جز نام نگذاشتند
یہان سواے نام کے کچھ نہ چھوڑ گئے

چہ بندی دل اندرین سپنجی سرای[2]
تو اس عاریت گھر مین کیا دل لگاتا ہے

کہ چون بگذری باز مانی بجای
کہ جب تو گذر جائیگا تب بھی [illegible] قایم رہیگا

درآن بستن دل زدیوانگی ست
اوسمین دل لگانا دیوانگی سے ہے

باو آشنای زبیگانگی ست
اوسکے ساتھ دوستی کرنا ناواقفیت کا سبب ہے

درین دار ششدر نیابی تو کام
اس دنیامین تو اپنا مقصد نپاے گا

مجال مجال و مقام مقام
یہ جاے قیام اور جاے بود و باش نہین ہے

[1] یعنی قبیلہ ۱۲ [2] دنیا مراد ہے ۱۲

بروطی کن این ہفت طومار را
قلم درکش این ہفت پرکار را
جا ان ساتوں ولایتوں کو طے کر
اور ان ساتوں آسمانوں پر قلم کھینچ

بدہ ساقی آن آب آتش[۱] خواص
کزان بلکہ یابم ز آتش خلاص
اے ساقی وہ آتش خواص پانی دے
کہ میں اوسکے ذریعہ آگ سے خلاصی پاؤں

برین سقف نو پایۂ شش رواق
توان زد بیک جام می چار طاق
اور اس شش طرف کی نو درجہ والی چھت پر
شراب کا ایک جام پیکر اوٹی لکڑی کرون

درین دہ گروہی سیاوش[۲] وشند
کہ پیران دہ را بآتش کشند
اس گاؤں مین ایک گروہ سیاوش کی مانند ہے
کہ گاؤں کے بڑے بوڑھوں کو آگ سے مارتے ہین

اگر عاقلی خیز دیوانہ شو
مریز آب خود خاک میخانہ شو
اگر تو عقلمند ہے تو اٹھ اور دیوانہ بن
اپنی آبرو نہ کھو اور میخانہ کی خاک ہو

دم از دل زنی دردی درد کش
دم گرم خواہی دم سرد کش
اگر تجھکو دل کا دعوی ہے تو درد الم کی تلچھٹ پی
اور اگر تو دم گرم کا خواہان ہے تو سرد آہ کھینچ

پی کاردانان ہشیار زن
رہ دردنوشان خمار زن
ہوشیار عقلمندونکی پیروی اختیار کر
اور شراب فروش کی تلچھٹ نوشونکی راہ لے

مشو قید این دیر خاکی مغاک
کہ ناگہ دہد ہم بباد ت چو خاک
اس خاکی غار کی گنبد کا قیدی نہ بن
کہ شاید خاک کی طرح تجھے برباد کردے

بدہ ساقی آن جوہر روح را
دوای دل ریش و مجروح را
اے ساقی اس روح کے جوہر کو دے
کہ زخمی اور مجروح دل کی دوا ہے

کہ دوران چو جام از کف جم ربود
اگر عالمی باشدش زان چہ سود
کہ زمانے نے جب جم کے ہاتھ سے جام چھین لیا
پھر اگر اوسکے پاس ایک عالم بھی تھا تو اس سے کیا فائدہ

چو بنیاد عمر ست ناپائدار
بنقد این نفس را غنیمت شمار
جبکہ عمر کی جڑ ناپائدار ہے
تو اس موجودہ دم کو غنیمت جان

[۱] یعنی شراب اور آگ سے خلاصی پانے سے آتش غم سے رہائی حاصل کرنا ہو ۱۲ [۲] سیاوش کیکاوس کے بیٹے کا نام تھا ۱۲

کسی را کہ دست رسد دستگیر — کہ فردا ہمان باشدت دستگیر

تجہسے جہانتک ہوسکے تو کسیکی مدد کر — کہ کل قیامت کو وہ ہی تیرا دستگیر ہوگا

شہ دادگستر کہ ناگہ بمرد — نگر ای برادر کہ با خود چہ برد

دادگستر بادشاہ یکایک مرگیا — ای بہائی دیکہہ کہ وہ اپنے ساتہ کیا لیگیا

تو نیز انچہ کاری ہمان بدروی — چنان کامدی باز بیرون روی

تو بہی جو کچہہ بوئے گا وہ ہی کاٹے گا — جسطرح آیا ہی اوسیطرح جائیگا

رہائی نیابد کس از شیب خاک — کہ بر خاک بنشست از روی خاک

کوئی خاک کی پستی سے رہائی نہ پاسکے گا — البتہ وہ کہ جو عجز سے خاک پر بیٹہا

باین حقۂ سبز چندین مناز — کہ ہم مہرہ باز ست ہم حقہ باز

اس سبز حقہ پر اسقدر ناز نکر — کیونکہ بازیگر بہی ہے اور شعبدہ باز بہی

بدہ ساقی آن آب افسردہ را — بہا زندہ ساز این دل مردہ را

اے ساقی اس نچوڑے ہوئے پانی کو دے — آور اس دل مردہ کو زندہ کر

کہ ہر پارہ خشتی کہ بر منظریست — سر کیقبادی و اسکندریست

کیونکہ ہر اینٹ کا ٹکڑا جسے تو دیکہتا ہے — یہ کیقباد اور اسکندر کا سر ہے

ہر آن گل کہ در بوستانی بود — مہ عارض دلستانی بود

ہر وہ پہول کہ جو باغ مین ہے — کسی معشوق کا چاند سا رخسار ہے

ہر آن شاخ سروی کہ در گلشنی ست — قد دلبری زلف سیمین تنی ست

ہر شاخ سرو کی جو کہ باغ مین ہے — ایک سیمین تن کی زلف اور ایک سیمین تن کا قد ہے

شنیدم کہ شوریدۂ می پرست — بہ خمخانہ میگفت و جامی بدست

مین نے سنا کہ ایک شراب خوار دیوانہ — شرابخانہ مین پیالہ ہاتہ مین لئے کہتا تہا

کہ یابد ازین کرسی زرفشان — باین سفرہ بیرون ز دو نان و نان

کہ کون شخص اس زرفشان کرسی یعنی آسمان سے — اس دسترخوان یعنی دنیا مین دو دو روٹیوں سے زیادہ پاتا ہے

سلہ یعنی تو دنیا مین جیسے اچہے برے عمل کریگا اوسین کا ثمرہ پائیگا باقی رہا سامان دنیا وہ نہ سے ساتہ آیا اور نہ

سلہ شراب سے عبارت ہے ۱۲ سلہ اسرار الٰہی سے ۱۲ سلہ ساقی جانا بخش سے

بجز خون شاہان درین طشت نیست
اس طشت مین شاہونکے خون کے سوا کچھہ نہین
بجز خاک خوبان درین دشت نیست
اور اس جنگل مین بجز خوبصورتونکی خاک کے اور کیا ہے

کہ ہر کس درین دور گردون بود
کیونکہ ہر شخص جو اس آسمانی چکر مین ہے
ز گردون دلش پر از خون بود
آسمان سے اوسکا دل پر از خون رہتا ہے

بدہ ساقی آن تلخ شیرین گوار
اے ساقی وہ خوش ذائقہ تلخ چیز یعنی شراب
کہ شیرین بود بادہ از دست یار
کیونکہ شراب یار کے ہاتھہ سے شیرین معلوم ہوتی ہے

کہ دارا کہ دارای آفاق بود
کیونکہ شاہ دارا جو دنیا کا رکھنے والا تھا
بدارندگی در جہان طاق بود
اور دارندگی مین جہان مین یکتا تھا

چو زین دار ششدر برون برد رخت
جبکہ اس چھ طرفہ گھر سے اسباب باہر لیگیا
نبودش بجز گور و تابوت تخت
تو اوسکا گور اور تابوت کے سوا تخت نہ تھا

اگر ہوشمندی بیا بادہ نوش
اگر تو عقلمند ہے تو آ شراب پی
چو نوشی ز می بادہ آئی بہوش
جبکہ تو ایک گھونٹ شراب کا پیویگا ہوش مین آجائیگا

کہ این طغرل ابنوسی قفس
کیونکہ یہ طغرل[۱] کہ آبنوسی قفس مین ہے
نیفتد ازین دانہ در دام کس
اس دانے سے کسی کے جال مین نہین پہنستا

در خاک روبان میخانہ کوب
میخانہ کی خاک جہاڑنیوالے کا دروازہ کھٹکہٹا
رہ می فروشان میخانہ روب
میخانہ کی شراب فروشون کی راہ کو جہاڑ

مگر آب آتش خواصت دہند
شاید کہ آگ کی خاصیت رکھنے والا پانی یعنی شراب عشق تجھکو دین
بمستی ز ہستی خلاصت دہند
اور مست بنا کر ہستی سے نجات تجھکو دین

بجامی برون آورندت ز خویش
اور ایک جام دیکر تجھکو باہر نکالین
بوحدت رسی پردہ افتد ز پیش
اور تو مرتبہ وحدت کو پہونچنے کے سبب سے ساری عالم کو

کہ حافظ چو در عالم جان رسید
کیونکہ حافظ جبکہ جہان کے جہان مین پہونچا
چو از خود برون شد بجانان رسید
اپنے سے بیخود اور محبوب سے واصل ہوا

۱؎ طغرل ایک شکاری پرند کا نام ہے جو باز کی مانند ہوتا ہے اور اس جگہ طغرل سے دنیا مراد ہے ۱۲

من ار انکہ گردم بمستی ہلاک | با ئین ستان بریدم بخاک
میں جبکہ مستی میں ہلاک ہو جاؤں | اور ستونکی طرح خاک دقبلع نعش کردن
بتابوتے از چوب تاکم کنید | براہ خرابات خاکم کنید
تو انگور کی لکڑی کا تابوت بنانا | اور میخانہ کی راہ میں مجھے دفن کرنا
بآب خرابات غسلم دہند | پس آنگاہ بردوش مستم نہند
اور شراب خانہ کے پانی سے مجکو غسل دینا | بعد ازان ستون کے کندھون پر رکھدینا
نریزند برگور من جز شراب | میارید در ماتمم جز رباب
میری قبر پر سوائے شراب کے کچھ نہ چھڑکنا | اور میرے ماتم میں بجز رباب کی اور کچھ نہ بجانا
ولیکن بشرطیکہ در مرگ من | ننالد بجز مطرب و چنگ زن
لیکن اس شرط پر کہ میری مرنے میں | مطرب و چنگ نواز کے سوا کوئی دوسرا نالہ نکرے
تو خود حافظا سر زمستی متاب | کہ سلطان نخواہد خراج از خراب
اے حافظ تو خود مستی سے مونہہ نہ موڑ | کیونکہ بادشاہ ویرانے سے خراج نہین لیتا

مثنوی

الا ای آہوی وحشی کجائی | مرا باتست بسیار آشنائی
اے وحشی آہو آگاہ ہو تو کہان ہے | کیونکہ مجکو تیرے ساتھ بہت ہی الفت ہے
دو تنہا و دو سرگردان بیکس | دو راہ اندر کمین از پیش و از پس
ہم دونون تنہا سرگردان اور بیکس ہین | اور دو راہین ہماری گہات میں آگے اور پیچھے ہین
بیا تا حال یکدیگر بدانیم | مرادی ہم بجوئیم ار توانیم
آ تا کہ ہم ایک دوسرے کے حال سے واقف ہون | اور جہانتک ممکن ہو ایکدوسری کی مراد جویان ہین
کہ می بینم درین دشت مشوش | چراگاہی ندارم خرم و خوش
کیونکہ میں دیکھتا ہون کہ اس پریشان بیابان مین | کوئی چراگاہ بہی سبز و شاداب نہین ہے
کہ خواہد شد بگوئید ای حبیبان | رفیق بیکسان یار غریبان
اے دوستو بتادو کہ کون ہوگا | بیکسون کا رفیق اور غریبون کا یار

گر خضر مبارک سپے درآید
شاید خضر مبارک قدم آجاوین

زمین ہمتش این رہ سر آید
اور اوسکی ولی توجہ کی برکت سے یہ راہ طی ہو

مگر وقت عطا پروردن آمد
شاید کہ عطا پروری وقت آگیا

کہ فالم لا تذرنی فردًا[1] آمد
کیونکہ مین نے جو فال کہولی تو اوسمین لا تذرنی فردًا نکلا

کہ روزی رہروی در سرزمینی
کہ ایک روز ایک مسافر کسی سرزمین مین

ہمی گفت این معما با قرینی
اپنے ساتھی سے یہ معما کہتا تہا

کہ ای سالک چہ در انبانہ داری
کہ اے سالک تیری جہولی مین کیا چیز ہے

بیا دامی بنہ گر دانہ داری
اگر تیرے پاس دانہ ہی تو آجا اور جال بچہا

جوابش داد گفتا دانہ دارم
اوسنے جواب دیا کہ ہان میری پاس دانہ ہے

ولی سیمرغ میباید شکارم
لیکن مین سیمرغ کے شکار کی خواہش کرتا ہون

بگفتا چون بدست آری نشانش
کہا کہ تو اوسکا نشان کیونکر پاوے گا

کہ او خود بی نشان ست و نشانش
کیونکہ وہ خود بی نشان ہی اور نہ کہین اوسکی نشان کا پتہ

چو آن سرو روان کاروانی
جبکہ وہ سرو روان کاروانی ہوا

ز ملک دیدہ میکن پاسبانی
ملک چشم کی پاسبانی کر تارہ

مدہ جام می و پای گل از دست
گل کا سایہ اور شراب کا پیالہ ہاتہ سے نرکہہ

ولی غافل مشو از چرخ بدمست
ولیکن آسمان بدمست سے غافل نہو

لب سرچشمہ و بر طرف جوی
چشمے اور نہر کے کنارہ پر

نم اشکی و با خود گفتگوی
آنسو کا تار لگا اور اپنے آپ سے گفتگو کیا کر

بیاد رفتگان و دوستداران
دوستداروں اور گزرے ہوؤن کی یاد مین

توافق کن تو با ابر بہاران
تو ابر بہار کے ساتھ موافقت کر

چو نالان آیدت آب روان پیش
جبکہ جاری پانی تیری آگے روتا ہوا اوے

مدد بخشش ز آب دیدہ خویش
تو اپنے آنسوون سے اوسکی مدد کر

ع عطا پروری کا وقت قریب آگیا ہے کیونکہ جب مین نے فال کہولی تو لا تذرنی فردًا کا لفظ نکلا ۱۲

[1] لا تذرنی فردًا کلام مجید کی آیتہ کا ایک جزو ہے اسکے معنی ہین کہ مجکو اکیلا نچہوڑ۔ مثنوی کا یہ مطلب ہی کہ شاید ع

نگر زآن ہمدم دیرین مدارا | مسلمانان مسلمانان خدارا[۵۱]
اوس ہمدم دیرین نے مدارات کی | اے مسلمانوں اے مسلمانوں خدا کے لیئے

چنان بیرحم زد تیغ جدائی | کہ گوئی خود نبود ست آشنائی
ایسی بےرحمی سے جدائی کی تلوار ماری | کہ گویا اوس سے آشنائی ہی نہ تھی

برفت و طبع خوش باشم حزین کرد | برادر با برادر کی چنین کرد
چلدیا اور میری خوش باش طبیعت کو اوداس کر گیا | اے بھائی کون بھائی کی ساتھ ایسا کرتا ہوگا

مگر خضر مبارک پے تواند | کہ این تنہا بآن تنہا رساند
شاید کہ مبارک قدم خضر یہ کرسکے | کہ اس تنہا کو اوس گروہ تک پہونچادے

نیاز من چہ وزن آرد برین ساز | کہ خورشید غنی شد کیسہ پرداز
میری عاجزی یہاں کیا قیمت رکھے | جبکہ آفتاب سے دولتمند کی تہیلی خالی نکلی

تو گوہر بین واز خرمہرہ بگذر | ز طرزی کان نگردد شہرہ بگذر
تو گوہر دیکھہ اور خرمہرہ سے درگذر | اور اس طرز کو جس سے شہرت نہیں ہوتی چھوڑدے

چو من ماہی کلک آرم بتحریر | تو از نون والقلم می پرس تفسیر
جبکہ میں اپنے قلم کی ماہی کو تحریر میں لاؤں | تو تو اوس سی نون والقلم کی تفسیر پوچھہ

مقالات نصیحت گو ہمین ست | کہ حکم انداز ہجران در کمین ست
گویا کہ نصیحت کے اقوال یہی ہیں | کہ جدائی کا تیرانداز گہات میں ہے

روان را با خرد درہم سرشتند | وزان تخمی کہ حاصل بود کشتند
جان کو عقل کے ساتھ خمیر کیا ہے | اور اس بیج کو جو حاصل ہوا ہی بویا ہے

بیا و نکہتے زان طیب امید | مشام جان معطر ساز جاوید
اس امید کی خوشبو سے ذراسی خوشبو لا | اور ہمیشہ دماغ جان کو معطر کرتا رہ

کہ این نافہ ز چین جیب حورست | نہ آن آہو کہ از مردم نفورست
کیونکہ یہ نافہ حور کے گریبان کے چین کا ہے | نہ اوس ہرن کا جو آدمیون سی نفرت کرتا ہے

۵۱ یعنی اے مسلمانوں تمہیں خدا کا واسطہ ذرا غور تو کرو کہ اوس پرانے دوست نے رعایت نہ کی ۱۲

درین وادی بہ بانگ چنگ بشنو — کہ صد من خون مظلوماں بیک جو

اس وادی میں چنگ کی آواز سے یہ سن — کہ مظلوموں کا سو من خون ایک جو کی برابر ہے

پر جبریل[1] را اینجا بسوزند — بدامن کودکاں آتش فروزند

جبریل کے پر کو یہاں جلاتے ہیں — لڑکوں کے دامن میں آگ روشن کرتے ہیں

سخن گفتن کرا یارست اینجا — تعالی اللہ چہ استغناست اینجا

یہاں بات کہنے کی طاقت کس میں ہے — اللہ تعالی برتر ہے کہ اس جگہ کس قدر استغنا ہے

برو حافظ درین معرض مزن دم — سخن کوتاہ کن واللہ اعلم

اے حافظ جا اس میدان میں دم نہ مار — بات کو ختم کر کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے

فی المقطعات

گر کساں قدر می بدانندے — شب نخفتندے رز نشاندندے

گر لوگوں کو شراب کی قدر معلوم ہوتی — تو رات کو نہ سوتے اور انگور کے درخت لگایا کرتے

تاکہا را ز عود چوب کنند — پاسبانان باو نشاندندے

انگوروں کو عود کی لکڑی سے گھیرتے — چوکیداروں کو حفاظت کے لئے مقرر کرتے

پای ہر خوشہ کنیزک ترک — بنشاندندے مگس براندندے

خوشے کے نیچے ایک ترکی چھوکری[2] — مکھیاں اڑانے کو بٹھاتے

قطعہ

خسروا دادگرا شیر دلا بحر کفا — ای کمال تو بانواع ہنر ارزانی

اے شیر دل بحر کف بادشاہ — اے وہ کہ تیرا کمال طرح طرح کے ہنروں میں مسلم ہے

ہمہ آفاق گرفتہ ہمہ اطراف گشاد — صیت مسعودی و آوازہ شہ سلطانی

ساری دنیا کو گھیر لیا اور سب اطرافوں کو فتح کر لیا — تیری مسعودی کے شہرہ اور سلطانی کے آوازہ نے

گفتہ باشد مگرم ملہم غیب احوالم — اینکہ شد روز سفیدم چو شب ظلمانی

شاید کہ ملہم غیب نے تیرا حال مجھ سے کہا ہے — کہ میرا روشن دن اندھیری رات کی مانند ہو گیا ہے

[1] مقام عشق و وحدت کا بیان ہے کہ جہاں جبریل کے پر جلتے ہیں ۱۲ [2] گویا خوبصورت لونڈی ۱۲

در دو سال انچہ بیند و ختم از شاہ و وزیر
دو برس میں جو کچھ کہ بادشاہ نے شاہ و وزیر سے جمع کیا تھا

ہمہ بر بود بیکدم فلک چوگانی
وہ سب یہ فلک چوگانی ایکدم مین چھین لیتا

دوش بی خواب جہان دیدہ خیالم کہ سحر
کل یہ دو خیال میں نے خواب میں ایسا دیکھا کہ صبح کے وقت

گذر افتاد بر اصطبل شہم پنہانی
شاہ کے اصطبل پر میرا پوشیدہ طور سے گذر ہوا

بستہ بر آخور و استری من جو میخورد
میرا خچر او سکے تھان پر بندھا ہوا دانہ کھاتا تھا

توبرہ افشاند بمن گفت مرا میدانی
یکایک اوسنے توبڑہ اوچھال کر مجھسے کہا کہ تو مجھے جانتا ہے

ہیچ تعبیر نمیدانمش این خواب کہ چیست
مین اسکی کوئی تعبیر نہیں جانتا کہ کیا ہوگی

تو بفرمای کہ در فہم نداری ثانی
تو ہی بتلا کہ تو فہم مین اپنا ثانی نہیں رکھتا

قطعہ

بادشاہا لشکر توفیق ہمراہ تواند
اے بادشاہ توفیق کے لشکر تیری ہمراہ ہین

خیز اگر بر عزم تسخیر جہان رہ میکنی
اوٹھ اگر تو جہان کی تسخیر کرنیکا ارادہ کرتا ہے

باچنین جاہ و جلال از پیشگاہ سلطنت
باوجود اس مرتبہ اور بزرگی کے کہ بادشاہت سے تجکو حاصل ہے

آگہی و خدمت دلہای آگہ میکنی
تو آگاہ ہے اور دل آگاہ لوگونکی خدمت کرتا ہے

بافریب این خم زنگار گون نیلفام
اس نیلے رنگ اور زنگار گون مٹکے کی فریب کے باوجود

کار بر وفق مراد صبغۃ اللہ میکنی
تو شریعت محمدی کی مطابق کام کرتا ہے

آنکہ دہ با ہفت و نیم آورد بس سود ی نکرد[1]
جسنے دس کو ساڑھے سات کیا اوسنے کچھ فائدہ نہ اٹھایا

فرصت بادہ کہ ہفت و نیم را دہ میکنی
تیری عمر دراز ہو کہ تو ساڑھے سات کو دس کر رہا ہے

[1] آسمان سے مراد ہے ۱۲ [2] اعداد و شمار کے مرتبہ مین مثلاً اکائی کا کمال دہائی ہے لیکن ساڑھے سات دس کے مقابلہ مین کمتر و ناقص ہین اور ساڑھے سات کو دس سے وہ ہی نسبت ہے جو تین کو چار سے۔ مطلب یہ ہے کہ جس کسی نے کمال سے نقصان کی طرف یا عروج سے پستی کی طرف میل کیا یا دین کو دنیا مین دیدیا وہ سراسر نقصان مین رہا اور گویا اوسنے دس کی لوگنی کو ساڑھے سات بنا کر ایکچوتھائی کا گھاٹا اوٹھایا۔ پس خواجہ صاحب فرماتے ہین کہ اے ممدوح تیری عمر دراز ہو کہ تو نے بجای اسکے کہ دس کو ساڑھے سات کرتا۔ ساڑھے سات کو دس بنا کر فائدہ حاصل کر لیا۔ بعض شارحین نے اس قطعہ کی شرح اور تلمیح مین ایک ایت یہ بھی لکھی ہے کہ خواجہ صاحب کے شاہ ممدوح پر کسی دشمن نے ایک بھاری لشکر کی چڑھائی کی بادشاہ دشمن کی فوج کا انبوہ کثیر دیکھکر نہایت ہراسان ہوا خواجہ صاحب نے غنیم کے لشکر کی تعداد کشف باطنی سے دریافت کر کے بادشاہ کی دلدہی اور تسکین کر دی اور کہا اگر مخالف لشکر کی تعداد دس ہزار ہے لیکن تمہاری ساڑھے سات ہزار فوج جو دس سے ایک ربع کم ہے وہ بحکم من فئۃ قلیلۃ کے دشمن پر فتح پائیگی۔ چنانچہ یہی ہوا اور قطعہ ہذا کا پہلا شعر بادشاہا لشکر توفیق الخ اسی کا موید معلوم ہوتا ہے۔ مگر ہماری رای مین

اس شعر کا یہی خلاصہ ہے کہ اے ممدوح وہ شخص جو دس کو ساڑھے سات بناتا ہے کچھ نفع نہیں اوٹھاتا مگر تو کہ ساڑھے سات کو دس کر لیتا ہے سراسر نفع ہے بار اللہ تیری عمر دراز کرے ۱۲

قطعہ

سال و فال و مال و حال و اصل و نسل و تخت و بخت
بادت اندر شہر دو گیتی برقرار و بر دوام

سال اور فال مال اور حال اصل نسل اور بخت اور تاج
دونون جہان مین تیری لیے ہمیشہ قایم رہے

سال خرم فال نیکو مال وافر حال خوش
اصل ثابت نسل باقی تخت عالی بخت رام

سال خوش شگون نیک مال بکثرت حال اچھا
اصل مستحکم نسل باقی تخت بلند اور نصیب تیرے فرمان بردار رہے

قطعہ

شاہا بشری ز بہشتم رسیدہ است
رضوان سرشت و حور وش و سلسبیل خوی

ای بادشاہ ایک خوشخبری دینے والا بہشت سے میرے پاس پہونچا ہے
کہ رضوان صفت حور وش اور سلسبیل زلف ہے

خوش لفظ و پاک معنی و موزون و دلفریب
صاحب جمال و نازک و خوب و لطیف گوی

اوسکی تقریر کے لفظ اچھے اور معنی پاکیزہ موزون اور دلفریب ہین
صاحب جمال اور نازک بدن اور نیک عادت اور لطیفہ گو ہے

گفتم درین سراچہ ز بہر چہ آمدی
گفتا ز بہر مجلس شاہ غریب جوی

مین نے اُس سے کہا کہ تو اس جھونپڑی مین کیون آیا ہے
جواب دیا کہ غریب جو بادشاہ کی مجلس کے لئے

اکنون ز صحبت من مفلس بجان رسید
نزدیک خویش خوانش و کام دلش بجوی

اب وہ مجھ مفلس کی صحبت سے تنگ آگیا ہے
اوسکو اپنے پاس بلا اور دلی مقصد اُس سے حاصل کر

در شکایت قاضی و حاکم گوید

قاضی اور حاکم کی شکایت مین کہتے ہین

آن کیست تا بحضرت سلطان ادا کنید
کز جور چرخ گم شد و گر بہا پدید

وہ کون شخص ہے کہ جو بادشاہ کی حضور مین عرض کرے
کہ آسمان کی جور سے اونٹ گم ہو گئی اور بلیان پیدا ہوئین

رندی نشستہ بر سر سجادۂ قضا
خرِ دیگر بمرتبہ سروری رسید

ایک رند قضات کے مصلے پر بیٹھا ہے
اور دوسرا ہیجڑا سرداری کے مرتبہ پر ہو چکا

آن رند گفتہ چشم و چراغ جہان منم
آن خر گفتہ ہمچو منی در جہان کہ دید

اُس رند کا قول ہے کہ جہان کا چشم و چراغ مین ہون
اور وہ ہیجڑا کہتا ہے کہ میری مثل جہان مین کوئی ہے

لہ اس قطعہ کے پہلے مصرع مین آٹھ لفظ ہین دوسرا مصرع دعائیہ ہے تیسری اور چوتھی مین اُن آٹھون لفاظ کو

ای آصف[1] زمانه زبهر خدا بگوی — با آن شهی که دولت او باد بر مزید

اے آصف زمانہ خدا کے لئے کہو — اوس بادشاہ سے کہ اوسکی دولت زیادہ ہوتی ہے

شاها روا مدار که مفعول من براد — گردد بروزگار تو فعال ما یرید

کہ اے بادشاہ روا نرکھ کہ ایک زنخہ — تیرے زمانہ مین اپنی حسب خواہش جو چاہے کر گذرے

ایضاً فی الشکایة

یہ بھی شکایت مین ہے

دل بسته ایم جان من بر وعدهٔ شاه و وزیر — کس نمیداند که کارش از کجا خواهد گشاد

اے عزیز شاہ و وزیر کے وعدہ پر دل نہ باندہ — کوئی نہین جانتا کہ اوسکی کشایش کار کہان سے ہوگی

رو توکل کن نمیدانی که نوک کلک صنع — نقش بر صورت که زد رنگی دگر بیرون فتاد

جا توکل کر تو نہین جانتا کہ میری قلم کی نوک نے — جس صورت کا کہ نقش کہینچا دوسرا ہی رنگ ظاہر ہوا

شاه هرمز[2] دید و بی سخن صد لطف کرد — شاه یزد[3] م دید و مدحش گفتم و هیچم نداد

ہرمز کے شاہ نے مجکو نہین دیکھا بغیر سخن کے سو مہربانیان کین — اور شاہ یزد نے مجھے دیکھا مین نے اسکی مدح کی اور کچھہ نہ دیا

کار شاهان این چنین باشد تو ای حافظ مرنج — داور روزی رسان توفیق نصرتشان دهاد

اے حافظ تو رنجیدہ نہو بادشاہوں کا کام ایسا ہی ہوتا ہے — روزی رسان خدا مدد کرنیکی توفیق اونکو عطا کرے

فی الشکایت

شکایت مین

گفتند شعر من ز بنفشه شکر رباست — زان غیرت طرازد و کعب الغزال شد

کہتے مین کہ میرے شعر کا گلقند بنفشہ سے شکر ربا ہے — یہی وجہ ہے کہ وہ مصری اور بتاسہ کو شرمانیوالا ہے

باد ادهانش تلخ که عیب نبات گفت — خاکش بسر که منکر آب زلال شد

اوسکا موہنہ کڑوا ہوجیو کہ جسنے نبات کو برا کہا — اور اوسکے سر پر خاک ہو جیو کہ جو آب زلال کا انکاری ہوا

آنکس که کور زاد ز مادر بعمر خویش — کی مشتری دلبر صاحب جمال شد

جو شخص کہ ماں کے پیٹ سے اندہا پیدا ہوا ہے — بہلا وہ صاحب جمال دلبر کا خریدار کیسے ہو سکتا ہے

[1] یعنی اے وزیر ۱۲ [2] ایک مقام کا نام ہے جو یزد سے قریب ہے ۱۲ [3] ایک شہر توابعات شیراز سے ہے ۱۲

در تقاضای وظیفه فرماید

وظیفے کے تقاضے میں فرماتے ہیں

بسمع خواجه رسان ای رفیق وقت شناس — بخلوتی که دران اجنبی صبا باشد

ہو وقت شناس رفیق آقا کے کان میں کہہ — ایسی تنہائی میں کہ اُس جگہ ہوا کا گذر بھی نہ ہو

لطیفهٔ بمیان آر و خوش بخندانش — به نکته که دلش را در آن رضا باشد

ایسا لطیفہ کہو کہ اوسکا دل خوش ہو جاے — ایسے نکتے سنا کر اوسکے دل کو پسند ہوں

پس انگهی ز کرم انقدر بپرس بلطف — که گر وظیفه تقاضا کنم روا باشد

پس اُسوقت مہربانی کر کر اوسکا لطف سے اتنا پوچھ — کہ اگر میں وظیفہ کا تقاضا کروں تو مناسب ہو گا

فی الشکایت

شکایت میں

ز دانش مطلقاً بی بهره باشد — که از دنیا بشادی بهره جوید

دانش سے مطلقاً بے بہرہ ہے — جو کہ دنیا سے خوشی ڈھونڈھتا ہے

بود از شرب شادی صائم الدهر — که جلاب طرب از دهر جوید

خوشی کے شربت سے ہمیشہ روزہ دار رہیگا — جو کہ زمانہ سے خوشی کا شربت ڈھونڈھتا ہے

کسی چون نوشدارو جوید از دهر — کدامین نوشدارو زهر جوید

جبکہ کوئی زمانہ سے نوشدارو طلب کرے — تو سمجھ لو کہ نوشدارو کہاں زہر چاہتا ہے

بلبل اندر ناله گل خندهٔ خوش میزند **ایضاً** چون نسوزد دل که دلبر اندر آتش میزند

بلبل نالہ کناں ہے اور گل خوشی کا قہقہہ لگاتا ہے — دل کیونکر نہ جلے کہ دلبر اسمیں آگ لگاتا ہے

ناخوشی ها دیده ام زان زاهد پشمینه پوش — من غلام مطربم کا بریشم خوش میزند

میں نے اُس پشمینہ پوش زاہد سے ناخوشیاں دیکھی ہیں — میں تو مطرب کا غلام ہوں کہ ساز کی تار کو خوشی سے

زاهدا از تیر مژگانش حذر کردن چه سود — زخم پنهان چون بابروی کمان کش میزند

ای زاہد اوسکے تیر مژگاں سے بچنے میں کیا فائدہ — ذرا دیکھ تو سہی کہ کمان کش ابرو پوشیدہ زخم لگاتے

روح القدس آن سروش فرخ **ایضاً** از قبهٔ طارم زبرجد

وہ مبارک فرشتہ کہ جسکو روح القدس کہتے ہیں — قبۂ طارم زبرجد سے یعنی آسمان سے

سیگفت سحر گہان کہ یارب — در دولت و حشمت مخلد

صبح کو کہتا تھا کہ یا اللہ — دائمی دولت اور حشمت میں

بر مسند خسروی بماناد — منصور مظفر محمد

شاہی مسند پر ہمیشہ رہنے والا ہو جیو — محمد مظفر فتح مند و منصور

ایضاً

تو نیک و بد خود ہم از خود بپرس — چرا دیگری بایدت محتسب

تو اپنا اچھا برا خود اپنے آپ سے پوچھ — تجکو کسی دوسرے محتسب کی کیا ضرورت

ز بد دور باش و بہ نیکی بکوش — مکن عمر ضائع بلہو و لعب

بدی سے دور رہ اور نیکی میں کوشش کر — کھیل کود میں عمر کو ضائع نکر.

چو دانی کہ روزی دہندت خداست — مدار از طمع قلب را منقلب

جب تو جانتا ہے کہ تیرا روزی رسان خدا ہے — تو طمع سے دل کو لوٹ جانیوالا نہ بنالے

ومن یتق اللہ یجعل لہ[۱] — ویرزقہ من حیث لا یحتسب

جو کوئی خدا سے ڈرے وہ اسکا گذارہ کرتا ہے — اور رزق دیتا ہے ایسی جگہ سے جہاں کا اسکو خیال ہی نہو

ایضاً

بگوش ہوش شبی منہیے ندا در داد — ز حضرت احدی لا الہ الا اللہ

میری گوش ہوش میں ایک رات خبر دینے والے نے آواز دی — درگاہ سے خدا کی کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اسکے

کہ ای عزیز کسی را کہ خوار است نصیب — یقین بدان کہ نیابد بزور منصب جاہ

کہ اے عزیز جس کسی کا نصیب خوار ہے — تو یقین رکھ کہ وہ زبردستی سے مرتبہ نہیں پاسکتا

بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد — گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ

زمزم اور کوثر کے پانی سے بھی سفید نہیں ہو سکتا — کسی کمبخت کے نصیب کا کمل کہ جو سیاہ بنا گیا ہے

ایضاً

آن حبۂ خضرا خور ز روی سبکروحی — ہر کہ بخورد یک جو بسنج زند سیمرغ

اُس سبز دانہ کو کھا کہ مزاج کی سبکی سے — جو کہ ایک جو کی برابر کھاتا ہے سیمرغ کا کباب کرتا ہے

آن ذرہ کہ اعضا را در ولولہ اندازد — یک ذرہ و صد مستی یک حبہ و صد سیمرغ

وہ ذرہ کہ اعضا کو زلزلہ میں ڈالے — ایک ذرہ اور سو مستی ایک دانہ اور سو سیمرغ

[۱] یہ شعر اس آیۂ کریمہ کا اقتباس ہے - وَمَن يَتَّقِ اللهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

در نکوهش بد قولان گوید

بد قول لوگوں کی برائی میں کہتے ہیں

سگ بر آن آدمی شرف دارد | که دل مردمان بیازارد
اُس آدمی پر کتا بزرگی رکھتا ہے | کہ جو آدمیوں کا دل دکھاتا ہو

این سخن را حقیقتی باید | تا معانی بدل فرود آید
اس بات کے لئے حقیقت درکار ہے | تاکہ معانی دل میں اثر پیدا کریں

آدمی با تو دست در مطعوم | سگ ز بیرون آستان محروم
آدمی تیرے ساتھ کھانے والا | اور کتا دروازے کے باہر محروم کھڑا ہوا

حیف باشد که سگ وفا دارد | وآدمی دشمنی روا دارد
افسوس کہ کتا وفاداری کرے | اور آدمی دشمنی روا رکھے

فی الشکایت

شکایت میں

صاحبم دوش باده نفرستاد | آن خطا را خطاب می ارزد
میرے آقا نے کل شراب مجھکو نہ بھیجی | وہ خطا عتاب کی لائق ہے

لعل یاقوت جام او گوئی | ملک مالک رقاب می ارزد
گویا کہ اوسکے جام کی لعل یاقوت یعنی شراب | بادشاہی مالک کی قدر و منزلت کی برابر ہے

قطعه پیش او فرستادم | که بصد جام شراب می ارزد
مین نے ایک ایسا قطعہ اوسکے سامنے لکھہ بھیجا | کہ جسکی قیمت سو پیالہ شراب کی برابر ہے

ای باد صبا اگر تو دانی | ایضاً از راه وفا و مهربانی
اے باد صبا اگر تجھے ہو سکے | تو وفا اور مہربانی کی راہ سے

از من خبری بر بیارم | گو سوخته تو در نهانی
میری خبر میرے یار کے پاس لیجا | اور کہہ کہ تیرا جلایا ہوا پوشیدگی میں ہے

می مرد ز اشتیاق میگفت | ای بی تو حرام زندگانی
اشتیاق سے مرتا تھا اور کہتا تھا | اے دوست بغیر تیرے زندگی حرام ہے

شراب لعل مروق بجام گفت گفتن الیضا چهار گوهر اندر چهار جای مدام

صاف و سرخ شراب شیشه جام میں کہا کہ ہمیشہ چار جگہ میں چار جوہر بنکر رہتے ہوں

ز شاخ رز بهر تاک وعقیق در شیشه سهیل در خم و آفتاب اندر جام

انگور کے درخت میں مرجان ہوں اور شیشہ میں عقیق خم میں سہیل ہوں اور جام میں آفتاب ہوں

مرا حرام که گوید که وقت خوردن آن حلال زاده بیرون آید از نتایج حرام

مجکو حرام کون کہتا ہے کہ میرے پینے کے وقت حلال زادہ حرام زادہ سے تمیز ہوجاتا ہے

در شکایت فرماید

شکایت میں فرماتے ہیں

ای معز اصل عالی جوهر از حقد و حرص وی مبرا ذات میمون اخترت از زرق و ریو

ای ممدوح تیری اعلی اصل کینہ اور حرص سے پاک ہے اور ای ممدوح تیری مبارک اختر ذات مکر و فریب سے دور

از بزرگی کی روا باشد که تشریفات را از فرشته باز گیرد و انگهی بخشید دیو

ایسے بزرگ سے کب مناسب ہے کہ خلعتون کو فرشتے سے چھینے اور دیوون کو بخشدے

سرای مدرسه و بحث علم طاق و رواق مطالعه چه سود چون دل دانا و چشم بینا نیست

مکتب خانہ اور علم کی بحث محراب اور چھت سہی کرنیوالی بات (خوشی) کیا فائدہ اگر دل دانا اور آنکھہ بینا نہین ہے

سرای قاضی یزد ار چه منبع فضل ست خلاف نیست که علم نظر در آنجا نیست

شہر یزد کے قاضی کی سرای اگرچہ فضل کا مخرج ہے لیکن اسمین خلاف نہین کہ علم مناظرہ اسمین نہین ہے

ایکه از روزگار مے طلبی فی الوعظ فرح و عیش و خرمی و طرب

اے شخص تو جو زمانہ سے طلب کرتا ہے نصیحت مین راحت و خوشی خرمی اور عیش

فکر مال و منال و حشمت و جاه همه بگذار و ساغری بطلب

مرتبہ و حشمت اور مال و منال کی فکر یہ سب چھوڑدے اور ایک ساغر طلب کر

بروز[1] کاف الف از جمادی الاول فی التاریخ بسال ذال و دو گر نون جاعل الاطلاق

ماہ جمادی الاول کی اکیسوین تاریخ تاریخ مین سنہ ۷۵۰ھ سات سو پچاس ہجری مین

[1] بحساب ابجد کاف کے عدد بیس اور الف کا ایک ہے اسلئے کاف سے ۲۰ - جمادی الاول مراد ہے - مصرعہ ثانیہ مین ذال کے [illegible]

خدائگان سلاطین شرق و مغرب — خدیو کشور لطف و کرم باستحقاق

مشرق و مغرب کے بادشاہوں کے صاحب — لطف و کرم کی کشور کا مستحق شاہ

سپہر حلم و حیا آفتاب جاہ و جلال — جمال دنیا و دین شاہ شیخ ابو اسحاق

علم و حیا کے آسمان جاہ و جلال کے آفتاب — دین و دنیا کے جمال شاہ ابو اسحاق نے

گذاشت عرصۂ میدان خود بہ تیغ عدم — نہاد بر دل احباب خویش داغ فراق

نیستی کی تلوار سے اپنی ہستی کے میدان کو چھوڑا — اور اپنے دوستوں کے دل پر جدائی کا داغ رکھا

ایضاً

بروز شنبہ ساوس زماہ ذی الحجہ — بسال ہفصد و ہشتاد از جہان ناگاہ

ماہ ذی الحجہ کی چھٹی تاریخ سنیچر کے دن — ۷۸۰ھ سات سو اسی میں اس جہان سے یکایک

زشاہراہ سعادت بباغ رضوان رفت — وزیر کامل ابو نصر خواجہ فتح اللہ

نیکبختی کی شاہ راہ سے باغ جنت میں گیا — وزیر کامل ابو نصر خواجہ فتح اللہ

در تاریخ گوید

تاریخ میں فرماتے ہیں

آصف عہد زماں جان جہان توران شاہ — کہ درین مزرعہ جز دانۂ خیرات نکشت

اپنے وقت کا آصف جہان کی جان توران شاہ — کہ اوسنے اپنے کھیت دنیا میں نیکیوں کے دانہ کے سوا کچھ نہ بویا

ثاف ہفتہ بُد و از ماہ صفر کاف و الف — کہ بگلشن شد ازین خانۂ پرورد بہشت

منگل کے روز ماہ صفر کی اکیسوین تاریخ — کہ اس پر درد گھر کو چھوڑ گلشن کی طرف راہی ہوا

آنکہ میلش سوی حق بینی و حق گوئی بود — سال تاریخ وفاتش طلب از میل بہشت

چونکہ اُسکا رجحان حق بینی و حق گوئی کی طرف تھا — اسلئے اُسکی وفات کی تاریخ میل بہشت سے ڈھونڈھ

ایضاً

سرور اہل غنایم شمع جمع انجمن — صاحب صاحبقران حاجی قوام الدین حسن

اہل دولت کا سردار جماعت انجمن کا شمع — صاحب صاحبقران حاجی قوام الدین حسین

ہفتصد و پنجاہ و چار از ہجرت خیر البشر — مہر را جوزا مکان و ماہ را خوشہ وطن

سنہ ہجری نبوی کے ۷۵۴ سال میں — کہ آفتاب برج جوزا میں اور ماہتاب برج سنبلہ میں تھا

لہ چونکہ ہفتہ میں سات دن ہوتے ہیں ثاف سے ادھر مراد ثانی ہے اور ہے چھوڑ کر بیچ میں منگل آتا ہے اسلئے ثاف ہفتہ سے منگل مراد ہوا

سطہ چونکہ صرف زبان فسح سے بحساب ابجد ۷۰۸ عدد آتے ہیں اسلئے لفظ ... ۷۸۰ ... [illegible]

سادس ماہ ربیع الاول اندر نیمروز
ماہ ربیع الاول کی چھٹی تاریخ دوپہر کے وقت

روز آدینہ بحکم کردگار ذوالمنن
جمعہ کے روز بحکم صاحب احسانات یعنی خدا برتر کے

مرغ روحش کان ہمای آسمان قدر بود
اوسکی روح کا مرغ جو قدر کے آسمان کا ہما تھا

شد سوی باغ بہشت آزاد از دار محن
اس دار محن سے آزاد ہو کر بہشت کی طرف اڑ گیا

مجد دین سرور سلطان قضا اسمعیل
دین کا بزرگ قاضی القضات اسمٰعیل

ایضاً

آنکہ زدی کلک بان او رقم از شرع نطق
کہ اوسکی زبان قلم شرع کی باتین لکھتی تھی

ناف ہفتہ بد و از ماہ رجب نیمی روز
شنبہ کے دن ماہ رجب کی پندرہوین تاریخ

کہ برون رفت ازین منزل بی ضبط نسق
اس بے ضبط و نسق منزل سے باہر گیا

کنف رحمت حق منزل جان دان و آنگہ
رحمت حق کی پناہ اوسکی منزل جان اور پھر

سال تاریخ وفاتش طلب از رحمت حق
اوسکی وفات کی تاریخ رحمت حق سے نکال

ایضاً

رحمن لایموت چو آن بادشاہ را
رحم کرنیوالے اور ہمیشہ رہنے والے نے جبکہ اوس بادشاہ کو

دید آن چنان کزو عمل خیر لایفوت
ایسا دیکھا کہ کوئی عمل خیر اوس سے فوت نہین ہوتا

جانش غریق رحمت حق کرد تا کند
اوسکی جان کو حق نے اپنی رحمت مین غرق کیا

تاریخ این معاملہ رحمن لایموت
تاکہ اس انتقال کی تاریخ رحمن لایموت ہو جاے

ایضاً

اعظم قوام دولت و دین آنکہ بر درش
دین و دولت کا بڑا رکن قوام الدین حسن کہ اوسکے دروازہ پر

از بہر خاکبوس نمودی فلک سجود
آسمان خاکبوسی کے لئے سجدہ کرتا تھا

با آن وجود و عظمت در زیر خاک رفت
اوس سخاوت اور عظمت کے ساتھ زمین کے نیچے گیا

در نصف ماہ ذی القعدہ از عرصۂ وجود
ہستی کے میدان سے ماہ ذیقعدہ کی پندرہوین کو

تا کس امید جود ندارد ز کس دگر
تاکہ کوئی بخشش کی امید کسی دوسرے سے نہ رکھے

آمد حروف سال وفاتش امید جود
اوسکی وفات کے سال کے حروف امید جود ہین

ایضاً

بلبل و سرو و سمن یاسمن و لالہ و گل
بلبل سرو اور سمن اور لالہ اور گل

ہست تاریخ وفات شہ سنبل کاکل
سنبل سے کاکل رکھنے والے شاہ کی وفات کی تاریخ ہے

خسرو روی زمین شاہ زمان بو اسحاق
روی زمین کا خسرو زمانہ کا بادشاہ ابو اسحاق

کہ مہ طلعت او ناز و خندہ بر گل
کہ ماہتاب بر اسکی طلعت ناز کرتی ہے اور گل پر ہنستی ہے

جمعہ بست و پنجم جمادی الاولی ‌‌ ‌ واپسین بود بہ پیوستہ شد از جزو بکل

ماہ جمادی الاولی کی ۲۵ تاریخ جمعہ کے دن ‌ ‌ آخر جز نے جدا ہو کر اپنی کل سے جا ملا

تاریخ وفات قاضی بہاء الدین

بہاء الحق والدین طاب مثواہ ‌ ‌ امام سنت و شیخ جماعت

دین اور حق کی روشنی بہاء الدین خوشبودار ہو اسکی آرامگاہ ‌ ‌ سنت کا امام اور جماعت کا شیخ

چو میرفت از جہان این بیت میخواند ‌ ‌ بر اہل فضل و ارباب براعت

اس جہان سے جاتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا ‌ ‌ صاحبان براعت اور اہل فضل کے روبرو

بطاعت قرب ایزد میتوان یافت ‌ ‌ قدم در نہ گرت ہست استطاعت

طاعت سے خدا کا قرب حاصل کر سکتے ہیں ‌ ‌ اگر تجھ میں طاقت ہے تو اسمیں قدم رکھ

بدین دستور تاریخ وفاتش ‌ ‌ برون شد از حروف قرب طاعت

اسطرح سے اوسکی وفات کی تاریخ ‌ ‌ قرب طاعت کے حروف سے نکلتی ہے

ایضاً

آن میوۂ بہشتی کآمد بدست ایجان ‌ ‌ در دل چرا نکشتی از کف چرا بہشتی

ایجان وہ میوۂ بہشتی جو تیرے ہاتھ میں آیا ‌ ‌ تو نے دل میں کیوں نہ بویا اور ہاتھ سے کیوں نکالدیا

تاریخ این حکایت گر از تو یار پرسد ‌ ‌ بر جملہ اش برو خوان از میوۂ بہشتی

اس حکایت کی تاریخ اگر تجھسے پوچھیں ‌ ‌ تو یوں کہدے کہ میوۂ بہشتی ہے

ایضاً

برادر خواجہ طالب طاب مثواہ ‌ ‌ امام سنت بعد از ممالش

برادر خواجہ طالب کہ خوشبودار ہو جائے آرامگاہ اوسکی ‌ ‌ امام سنت تھا اپنی موت کے بعد

بسوی روضۂ رضوان روان شد ‌ ‌ پس از پنجاہ و نہ سال از حیاتش

روضۂ رضوان کی طرف راہی ہوا ‌ ‌ اپنی زندگی کے اونسٹھہ برس پانے کے بعد

خلیل عادتش پیوستہ برخوان ‌ ‌ وز انجا فہم کن سال وفاتش

اوسکو ہمیشہ خلیل عادت پڑہ ‌ ‌ اور اُس سے اوسکی وفات کا سال سمجھہ

ایضاً

صباح جمعہ بد سادس ربیع الاول ‌ ‌ کہ گشت فرقت آن مہ بکشتنم عاجل

جمعہ کی صبح اور ربیع الاول کی چھٹی تاریخ تہی ‌ ‌ کہ اوس چاند کی جدائی میرے قتل میں جلدی کرنیوالی ہوئی

دره عقبی ست دنیا چون پلی — بی بقا جای و ویران منزلی
دنیا آخرت کی راہ مین مثل ایک پل کی ہے — ایک ناپائدار جگہ اور ویران منزل ہے

دل منہ بر این پل بی ترس و بیم — برگ رہ ساز و مشو اینجا مقیم
اس پل پر کہ ڈر سے بھرا ہوا ہے دل نہ لگا — راستہ کا سامان طیار کر اور یہان مقیم مت ہو

نزد اہل معنی این کاخ سپنج — ہست چون ویرانۂ خالی ز گنج
صاحب باطنون کے نزدیک یہ عاریتی محل — مثل اس ویرانہ کے ہے جسمین خزانہ نہو

دور باش از دوستی مال و جاہ — زانکہ مالت مار و جاہت ہست چاہ
مال اور مرتبہ کی دوستی سے دور رہ — اسلئے کہ تیرا مال سانپ ہے اور تیری جاہ کنوان

من گرفتم خود توی بہرام گور — خواہی افتاد آخر اندر دام گور
مین نے فرض کیا کہ بہرام گور تو ہی ہے — آخر کار کبھی نہ کبھی قبر کے جال مین پھنس جائیگا

گر نہ کوری گور ہی بین گفتمت — یکزمان بیکار منشین گفتمت
اگر تو اندھا نہین ہے تو مین کہتا ہون کہ قبر کو دیکھلے — اور یہ بھی کہتا ہون کہ کسی وقت بیکار نہ بیٹھ

ہیچکس را نیست زین منزل گزیر — از گدا و شاہ از برنا و پیر
ہر کسی کو اس منزل سے چارہ نہین — گدا ہو خواہ شاہ ہو جوان ہو یا بڈھا

ایکہ بر ما بگذری دامن کشان — از سر اخلاص الحمدی بخوان
اے شخص جبکہ تو ہم پر ناز و انداز سے گذرے — خلوص کے ساتھ الحمد پڑھنا

فی النصیحت

فساد چرخ نہ بینیم و نشنویم ہنوز — کہ چشمہا ہمہ کورست و گوشہا ہمہ کر
ہم ابھی آسمان کی فساد کو آنکھون سے دیکھتے اور کانون سے سنتے نہین — کیونکہ آنکھین بالکل اندھی ہین اور کان بالکل بہرے

بسا کسان کہ مہ و مہر باشدشان بالین — بعاقبت ز گل و خاک باشدش بستر
بہت سے لوگ کہ جنکے تکیہ ماہ و مہر کے تھے — آخر کار مٹی اور خاک سے انکا بچھونا ہوا

چہ فائدہ زرہ با کشاد تیر قضا — چہ منفعت ز سپر با نفاق تیغ قدر
تیر قضا کے زد کے سامنے زرہ سے کیا فائدہ — قدر کی تلوار کے آگے ڈھال سے کیا نفع

اگر زانکه ... [illegible] — که ناگه چون برسد زود اجل بکوبد در
اگر تو ... [illegible] — جب وقت آجائیگا موت جلد دروازہ کھٹکھٹا دیگی

بروشنی خوش و عیش و نوش غره مشو — که ظلمت از پی نورست و زہر در شکر
روشنی اور عیش و نوش کی خوشی پر مغرور نہو — کیونکہ تاریکی روشنی کے پیچھے ہے اور زہر شکر کے بیچ

دری که بر تو گشاید هوا مگشائی — رہی که بر تو نماید هوس مسپر
جو دروازہ کہ ہوائی نفسانی کا تجہپر کھلے تو اسکو نہ کھول — ہوس کی راہ کہ جو تجھکو دکھاوین تو اوسپر مت چل

براه تو همه چاه است سر بنهاده مرو — بجام تو همه زهرست نا چشیده مخور
تیری راہ مین کنوین ہی کنوین ہین سر جھکاکر نہ چل — تیرے پیالہ مین تمام زہر ہی زہر ہے بغیر چکھے نہ پے

عیار چرخ بگیر و نهاد دور نگر — نشاط حرص بچین و لباس آز بدر
آسمان کی آزمایش کر اور زمانہ کی حالت دیکھ — حرص کا بچھونا سمیٹ اور لالچ کا لباس پہاڑ

فی التعزیة

دل منه بر دنیا و اسباب او — زانکه از وی کس وفاداری ندید
دنیا اور اوسکے اسباب پر دل نہ رکھہ — کیونکہ اس سے کسی نے وفاداری نہ دیکھی

کس عسل بی نیش ازین دوکان نخورد — کس رطب بیخار ازین بستان نچید
کسی نے اس دوکان سے بغیر ڈنک کی شہد نہ کہایا — کسی نے اس باغ سے بغیر کانٹے کے کہجورین نہ توڑین

هر که ایامی چراغی بر فروخت — چون تمام افروخت بادش در دمید
جس کسی نے کچھ دنون چراغ روشن کیا — جب تمام روشن ہوا تو ہوانی اوسپر پہونک ماردی

بی تکلف هر که دل بر وی نهاد — چون بدیدم خصم خود می پرورید
جسنے کہ بے تکلف دل اوسپر رکہا — مین نے جب دیکہا تو وہ اپنے دشمن کو پالتا تہا

شاه غازی خسرو گیتی ستان — آنکه از شمشیر او خون می چکید
ایسا غازی خسرو شاہ دنیا کا لینے والا — کہ جسکی تلوار سے خون ٹپکتا تہا

گه بیک حمله سپاهی می شکست — گه بهوی قلب کوهی می درید
کبھی ایک حملہ سے لشکر کو شکست دیتا تہا — کبھی ایک للکار سے پہاڑ کی قلب کو پھاڑتا تہا

سرورانرا بی گنہ میکرد حبس
سرداروں کو بے گناہ قید کرتا تہا
گردنان را بی سخن سر می برید
پہلوانوں کے سر بغیر بات کئے کاٹتا تہا

از نہیبش پنجہ می افگند شیر
اوسکی ہیبت سے شیر پنجہ کو سکوڑتا تہا
در بیابان نام او چون می شنید
جبکہ بیابان میں اوسکا نام سن لیتا تہا

عاقبت شیراز و تبریز و عراق
آخر شیراز و تبریز اور عراق کو
چون مسخر کرد وقتش در رسید
جب فتح کر چکا تو اوسکا وقت آپہونچا

آنکہ روشن بد جہان بینش بدو
اس شخص نے کہ جس سے اوسکی آنکہیں جہان بین روشن تہیں
میل در چشم جہان بینش کشید
اوسکی جہان بین آنکہوں میں نیل کی سلائی کہیچ دی

فی المدح

بعہد سلطنت شاہ شیخ ابو اسحاق
شاہ شیخ ابو اسحاق کی سلطنت کے زمانہ میں
بہ پنج شخص عجب ملک فارس بود آباد
پانچ شخصوں سے ملک فارس خوب آباد تہا

نخست پادشہی ہمچو او ولایت بخش
اول تو اس سا ولایت بخشنے والا شاہ
کہ جان خویش بپرورد و داد عیش بداد
کہ اپنی جان کی پرورش کی اور عیش کی داد دی

دگر مربی اسلام شیخ مجد الدین
دوسرا اسلام کا مربی شیخ مجد الدین
کہ قاضی بہ ازان آسمان ندارد یاد
کہ اس سے بہتر قاضی آسمان کو بہی یاد نہیں

زیمن ہمت او کارہای بستہ کشاد
اوسکی توجہ دلی کی برکت سے مشکل مسائل حل ہو گئے
دگر شہنشہ دانش عضد کہ در تصنیف
تیسرا علم و دانش کا بادشاہ عضد الدولہ کہ تصنیف میں

بنای کار مواقف بنام شاہ نہاد
جسنے کہ بادشاہ کے نام کی موافق کام کی بنیاد رکہی
دگر بقیہ ابدال شیخ امین الدین
چوتہا بقیہ ابدال کا شیخ امین الدین

دگر کریم چو حاجی قوام دریادل
پانچواں حاجی قوام سا راسخ دریادل
کہ نام نیک ببرد از جہان بخشش و داد
کہ جہان سے بذریعہ بخشش و انصاف کے نیکنامی لیگیا

نظیر خویش بنگذاشتند و بگذشتند
اپنا ثانی نہ چہوڑا اور چلے گئے
خدای عز و جل جملہ را بیامرزاد
خدا اے برتر ان سب کی مغفرت کرے

ل مطلب [illegible] ۱۲ ل یعنی اسکا نسخہ کی یمین [illegible] ۱۲

فی المطائبه

خوش کرنیوالی بات مین

رحیم منکر خمار بود روزی چند　　بدان دلیل که القاص لایحب القاص

رحیم چند روز تک شراب فروش کا منکر رہا　　اس سبب سے کہ قصہ خوان دوسرے قصہ خوان کو دوست نہین رکھتا

بریخت خون صراحی ولی بکشتن او　　زمانہ نیز در آمد که الجروح قصاص

صراحی کا خون بہایا لیکن اوسکے قتل کے لئے　　زمانہ بھی آمادہ ہوا کیونکہ زخمونکا بدلہ زخمون ہی ہوتا ہے

مخمس

در عشق تو ای صنم چنانم　　کز ہستی خویش در گمانم

اے صنم مین تیرے عشق مین ایسا ہو گیا ہون　　کہ اپنی ہستی کا یقین نہین کرتا

ہر چند که زار و ناتوانم　　گر دست دہد ہزار جانم

ہرچند کہ مین زار و ناتوان ہون　　لیکن اسپر بھی اگر ہزار جانین مجکو ملجائین

در پای مبارکت فشانم

تو تیرے مبارک قدمون پر نثار کردون

کو بخت که او سر نیازی　　در حضرت چون تو دلنوازی

ایسا نصیب کہان ہے کہ نیازمندی کے خیال سے　　تجھسے دلنواز کی درگاہ مین

معروض کنم نہفته رازی　　ہیہات که چون تو شاہبازی

پوشیدہ راز کو عرض کردن　　ہیہات افسوس کہ تجھسا شاہباز

تشریف دہد در آشیانم

مجھ ایسے کیا بی آشیان مین سرفراز فرمائے

ای بسته کمر ز دور و نزدیک　　بر خون تمام ترک و تاجیک

اے کہ تو نزدیک و دور کمر بستہ ہے　　تمام ترک و تاجیک کے خون بہانے پر

در مسکن اخلص الممالیک　　گر خانه مخرست و تاریک

یعنی اس مخلص غلام کے گھر مین کیون نہین آیا　　اگرچہ گھر چھوٹا اور تاریک ہے

[illegible]

ور دیدہ روشنت نشانم
تجکو اپنی روشن آنکھ میں بٹھاؤنگا

ہر چند ستمگری ترا خوست
ہر چند کہ ستم کرنا تیری عادت ہے
کم کن تو جفا کہ این نہ نیکوست
لیکن تو جفا کم کیا کر کیونکہ جفا اچھی نہیں

گیرم کہ دلت ز آہن و روست
فرض کرو کہ تیرا دل لوہے اور پیتل کا ہے
آخر بسرم گذر کن اے دوست
اے دوست کبھی تو مجھپر بھی ہو کر گذر

انگار کہ خاک آستانم
اور ایسا سمجھ کہ تیرے آستانہ کی خاک ہوں

گفتم کہ چو کشتیم بزاری
میں نے محبوب سے کہا کہ جب تو مجھکو زار کر کے قتل کر چکا
زان پس رہ مرحمت سپاری
تو اسکے بعد تو مہربانی فرما

بر دل رقم وفا نگاری
دل پر وفا کی رقم لکھہ
تو خود سر وصل ما نداری
شاید کہ تو ہماری وصل کا خیال نہیں رکھتا

من عادت بخت خویش دانم
کیونکہ میں اپنے نصیب کی عادت کو جانتا ہوں

من از تو بجز وفا نجویم
میں تجھسے وفا کے سوا نہ ڈھونڈونگا
بیرون ز گل وفا نبویم
وفا کے گل کے سوا نہ سونگھونگا

الا رہ بندگی نپویم
تیری بندگی کی راہ کے سوا نہ چلونگا
اسرار تو پیش کس نگویم
اور تیرے راز کسی کے آگے نہ کہونگا

اوصاف تو پیش کس نخوانم
نہ تیرے اوصاف کسی سے بیان کرونگا

گر غمزۂ تو زند بہ تیرم
اگر تیرا غمزہ مجھکو تیر سے مارے گا
گر ترک فلک کند اسیرم
اور اگر ترک فلک مجھکو گرفتار کرے گا

یکدم نبود ز تو گزیرم
تو بھی ایک دم تجھسے مجھکو چارہ نہ ہوگا
من ترک وصال تو نگیرم
اور میں تیرے وصال کو ترک نکرونگا

الّا آنکه فراق جسم و جانم
مگر اس وقت کہ جب میرے جسم و جان میں جدائی ہو جائے

گیرم ز رہ وفا گشودیم — نہ مہر بمہر سے فزودیم
فرض کر دم ہم نے وفا کی راہ نہیں کھولی — اور نہ محبت پر محبت زیادہ کی

نہ بود ہر آنچہ می نمودیم — آخر نہ من و تو دوست بودیم
اور وہ واقعی نہ تہا جو کچھ کہ مین نے ظاہر کیا — لیکن اسقدر تو ضرور ہے کہ مین اور تو دوست تھے

عہد تو شکست من ہمانم
مگر تونے اپنے عہد کو توڑ دیا اور مین اُسی پر قایم ہون

گر سر ببری بہ تیغ تیزم — از کوی وفات بر نخیزم
اگر تو تیز تلوار سے میرا سر بھی کاٹ ڈالے — تو بھی مین تیری وفا کے کوچہ سے نہ اوٹھون گا

ور زانکہ کنند ریز ریزم — من مہرہ مہر تو نہ ریزم
اور جو مجھے ریزہ ریزہ بھی کر دین — تب بھی مین تیری محبت نہ چھوڑون گا

الا کہ بریزد استخوانم
مگر ہان اُسوقت کہ میری ہڈیان بکھر جاوین

آنانکہ نشان عہد جویند — جز راہ مزار من نپویند
وہ لوگ جو عہد کا نشان ڈھونڈین — اونکو میرے مزار کے سوا کہین اور کو دوڑنا نچاہیے

خاک من زار چون ببویند — گر نام تو بر سرم بگویند
جب مجھ عاشق زار کی خاک کو سونگہین — اور اگر تیرا نام میرے سرہانے لین

فریاد بر آید از روانم
تو میری جان سے فریاد بلند ہو گی

گر بگذرد م بہ پیش خیلے — ہر یک بصفا بہ از سہیلے
اگر میرے سامنے معشوقون کا ایک گروہ گذر کرے — کہ اونمین کا ہر ایک صفائی مین سہیل سے بہتر ہو

ؔ خلاصہ یہ کہ مرجاؤن ۱۲

جز تو نکنم بغیر میلی مجنون نیم از بہای لیلی

تو ہی تیرے سوا غیر کی خواہش نکروں اور مجنون نہیں ہون کہ لیلے کے مول سے

ملک عرب و عجم ستانم

عرب اور عجم کا ملک لون

گشتم صنما در آرزویت آشفتہ و تیرہ دل چو مویت

اے محبوب مین تیری آرزو مین تیری زلف کی طرح پریشان اور سیاہ دل ہو گیا ہون

ہر چند نمی رسم بکویت شب نیست کہ از فراق رویت

ہر چند کہ تیرے کوچہ تک نہیں پہونچتا تاہم کوئی شب ایسی نہیں ہے کہ تیرے رخ کی جدائی میں

زاری بفلک نمی رسانم

زاری آسمان تک نہیں پہونچاتا

ای وصل تو اصل شادمانی دائم بمراد دل بمانی

اے کہ تیرا وصل اصل خوشی ہے تو ہمیشہ اپنے دل کی مراد مین خوش رہے

با حافظ خود بگو عیانی ہر حکم کہ بر سرم برانی

اپنے حافظ کے ساتھ بیدھڑک کہہ پھر جو حکم کہ تو مجھپر چلاوے گا

سہل ست زخویشتن مرانم

آسان ہے مگر اپنے پاس سے دور نکر

فی الرباعیات

رباعیات مین

جز نقش تو در نظر نیاید مارا جز کوی تو رہگذر نیاید مارا

ہماری نظر مین تیری تصویر کے سوا نہین رہتا ہمارا راستہ تیری کوچہ کے بجز اور کوئی نہین

خوش آمدہ خواب جملہ را در دیدہ حقا کہ بچشم در نیاید مارا

تمام کی آنکھہ مین خواب خوش آتا ہے مگر خدا کی قسم ہماری آنکھہ مین نہین آتا

رباعی

برگیر شراب طرب انگیز بیا | پنهان ز رقیب سفله بستیز بیا

اوٹھ اور طرب انگیز شراب لیکر آ | اور کمینہ رقیب سے پوشیدہ لڑکر آ

مشنو سخن خصم که بنشین مرو | بشنو ز من ای نگار برخیز و بیا

دشمن کی بات نہ سن جو کہتا ہے کہ بیٹھ اور مت جا | ای محبوب میری بات سن یعنی اُٹھ اور میرے پاس چلا آ

رباعی

روزیکه فلک ز تو بریدست مرا | کس با لب پر خنده ندیدست مرا

جس روز سے کہ مجکو آسمان نے تجھسے جدا کیا ہے | اُس روز سے کسی نے میرے لب پر ہنسی نہیں دیکھی

چندان غم هجران تو بر دل دارم | من دانم و آنکه آفریدست مرا

میرے دل پر تیری جدائی کا غم اسقدر ہے | کہ جسکو میرے اور میرے پیدا کرنیوالے کے سوا کوئی نہیں جانتا

رباعی

شاها چو ترا بدانش و علم و سخا | آن مرد منم که می نشانم بسزا

ای بادشاہ جبکہ تیری دانش اور علم و سخاوت مین | وہ مرد میں ہی ہوں کہ جو تیرے پاس بیٹھنے کی لائق ہوں

بدخواه چو کید کرد ناگه ز ازان | امروز نکرد خاطرت یاد مرا

دشمن نے یکایک کیا مکر کیا کہ جسکے سبب | آج کے روز تیرے دل نے مجکو یاد نہیں کیا

رباعی

با دوست نشین و باده و جام طلب | بوس از لب آن سرو گل اندام طلب

دوست کے ساتھ بیٹھ اور شراب جام طلب کر | اور اُس سرو گل اندام کے لب سے بوسہ مانگ

مجروح چو راحت جراحت طلبد | تو از سر زخم نیش حجام طلب

جبکہ زخمی کا زخم مرہم طلب کرے | تو زخم کے خیال سے حجام کا نشتر طلب کر

رباعی

گفتم که مگر باتفاق اصحاب | از موسم گل ترک کنم باده ناب

مین نے کہا کہ مین شاید دوستوں کے اتفاق سے | گل کے موسم مین صاف شراب کو چھوڑ دوں گا

بلبل ز چمن نعره زنان داد جواب | کای بیخبر این فصل گل و ترک شراب

بلبل نے چمن سے نعرہ مار کر جواب دیا | کہ اے بیخبر یہ بہار کا موسم اور شراب کا چھوڑنا

رباعی

ای قبلهٔ هر که مقبل آمد کویت — روی دل جملهٔ هشیاران سویت

اے محبوب تیرا کوچہ ہر اقبال مند کا قبلہ ہے — ساری ہشیاروں کے دل کا رخ تیری طرف ہے

امروز کسی کز تو بگرداند رو — فردا بکدام دیده بیند رویت

آج جو شخص آپ سے رو گردانی کرتا ہے — وہ کل کونسی آنکھوں سے تیرا چہرہ دیکھیگا

رباعی

ای سایهٔ آفتاب زلف سیهت — شب پوش مه دو هفته طرف کلهت

اے وہ کہ تیری سیاہ زلف آفتاب کا سائبان ہے — تیری کلاہ کے گوشہ مین چودہوین رات کا چاند سیہ پوش ہے

ای شام علمدار خط مشکینت — وی صبح جنیبت کش رخ چو مهت

ایک شام تیرے مشکین خط کی علم بردار ہے — اور اے کہ صبح تیری چاند کی سی صورت کی چوبدار ہے

رباعی

امروز که روز فرقت احباب است — نه وقت نشاط و عیش با اصحاب است

آج کا دن کہ دوستونکی جدائی کا دن ہے — اور یاروں کے ساتھ عیش عشرت کا وقت نہین ہے

هشیار از آن نیم که می نیست مرا — می هست ولی حریف می نایاب است

میری بیہوشی کا یہ سبب نہین ہے کہ میرے پاس شراب نہین ہے — شراب تو ہے لیکن شراب پینے والے یار نہین ہین

رباعی

آن ترک پریچهره که قصد جان داشت — مانند پری چهره ز من پنهان داشت

وہ پریچہرہ محبوب کہ میری جان کا قصد رکھتا تھا — اور پری کی طرح اپنی صورت کو مجھسے چھپاتا تھا

گفتم دهن تنگ تو گویی هیچ است — گفتا که ازین هیچ طمع نتوان داشت

مین نے کہا کہ تیرا تنگ دہن گویا ہیچ ہے — اوسنے جواب دیا کہ اس سے کچھ طمع نہ کرنی چاہئے

رباعی

با آنکه دلم در غم عشقت خون است — حسن تو ز ادراک خرد بیرون است

اگرچہ دل تیرے عشق کے غم مین خون ہے — تیرا حسن عقل کی دریافت سے باہر ہے